188688

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188688
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. [illegible] Accession No. [illegible]

Author [illegible]

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last marked below.

نقشه نجف اشرف

قیمت فی جلد ۸/

یا علی انت منی بمنزلة هارون من موسی

بعونہ تعالیٰ شانہ و عم احسانہ نسخہ خزینہ ہدایت و صحیفہ گنجینہ سعادت و ذریعہ سعادت دارین و

فضائل امیر المومنین

و

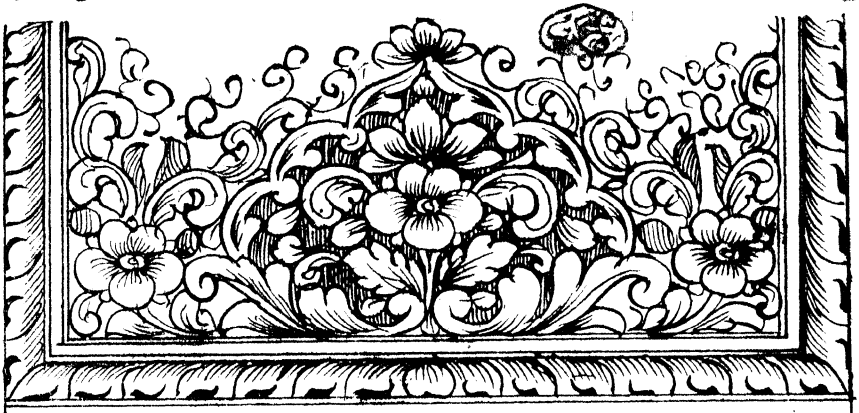
سید الوصیین

تالیف

علامہ زمانہ و اعلم عظام قدوۃ افاضل کرام

مولانا مرزا باقر علی صاحب دامت ظلالہ کرامۃ ممدودۃ علی رؤس المومنین ایام

بمطبع یوسفی ہلی بامر مالک مطبع صاحب شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس بقیاس قدسی اساس اُس منعم حقیقی کو لائق و سزاوار ہے کہ جسنے انعام خاص اور امتنان باختصاص سے طینت فرقہ ناجیہ امامیہ اثنے عشریہ کو ساتھ ہمارے معین محبت ذریۃ طیبہ رسول رب متعال کے مخمر اور لآلی متلالی ارواح مجبین آل طہ و یٰسین کو ساتھ انعکاس اشعہ انوار ولاء اہلبیت سے منور کیا اور درود نامعدود و صلوٰۃ نامحدود و شائستہ ذات جناب احمد مختار سرور انبیاء کبار کے ہے کہ جسنے متمسکین عروۃ الوثقاء امامت و متشبثین حبل المتین ولایت کو بموجب بشارت حدیث الثقلین بقبول الطرفین کے وعدہ نجات دوام و ثبات و مقام خلد برین و مشرب مارسعین کا فرمایا اور تحف تحیہ و سلام پیشکش حضرات ہداۃ الانام عنی ائمہ اثنی عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ جنکی پیروی اور ذریہ بنی عین ایمان و اسلام اور باعث خوشنودی ملک علام ہے اللھم حشرنا تحت لوائھم مع اولیائھم اما بعد مخفی نہ رہے کہ اکثر عمائد اصحاب فرمانبرداری حضرت باری و تعمیل احکام رب انام و اعالنم موجبات رضا خداوند ذی الجلال و تقرب خالق بیمثال سے عرفت احوال ائمہ اطہار و ذکر مناقب و مفاخر آل اطہار و دریافت طریقہ حمیدہ رہنمایان وادی یقین و ادراک احوال پسندیدہ طریقہ رفیق دین متین ہے خصوص ذکر مناقب و مفاخر جناب مستطاب سید بعد الغالب علی بن ابی طالب علیہ السلام بمضمون خبر صدق مشحون و حدیث مخبر صادق صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ وسلم ان اللہ تعالی جعل لاخی علی بن ابی طالب فضائل لا تحصی عدد ما غیرہ فمن ذکر فضیلۃ من فضائلہ متیقنا بہا غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ و ما تاخر و لو توانی القیامۃ بذنوب الثقلین و من کتب فضیلۃ من فضائلہ لم تزل الملائکۃ تستغفر لہ ما بقی لتلک الکتابۃ رسم و من استمع الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ الذنوب التی اکتسبہا بالاستماع و من نظر الی کتابۃ من فضائلہ غفر اللہ الذنوب التی اکتسبہا بالنظر قال رسول اللہ ان النظر الی علی ابن ابی طالب عبادۃ و ذکرہ عبادۃ و لا یقبل اللہ ایمان عبد الا بولایتہ و البرائۃ من اعدائہ پس بدرستیکہ خدا تعالے نے کئے ہیں میرے بھائی علی بن ابی طالب کے اسقدر فضائل کہ نہیں حصر کر سکتا اونکا کوئی بغیر خدا تعالے کے پس جو شخص کہ بیان کرے ایک فضیلت کو اُسکے فضائل سے از روی یقین کے بخشے اللہ گناہ اُسکے گذرے ہوئے کے بھی اور آیندہ کے بھی اور اگرچہ آئے وہ قیامت میں ساتھ گناہ ثقلین کے اور جو شخص کہ لکھے کسی فضیلت کو اُسکی فضائل سے تو ہمیشہ ملائکہ استغفار کرین اُسکی واسطے جبتک اُس کتابت کا اثر باقی

رہے اور جو شخص کہ سنے کسی فضیلت کو اسکی فضائل سے بخشے اللہ واسطے اسکی وہ گناہ کہ جو کسب کیے ہوں از راہ گوش کے اور جو شخص کہ نظر کرے اسکی فضیلت لکھی ہوی پر بخشے اللہ اسکی وہ گناہ کہ جو حاصل کیے ہوں نظر سے پھر فرمایا یا رسول مقبول ہے کہ نظر کرنا طرف علی بن طالب کے عبادت ہی اور ذکر کرنا اسکا عبادت ہی اور نہیں قبول کرتا اللہ ایمان کسی بندیکا مگر ساتھ دوستی علی کے اور ساتھ دشمنی کے اسکے دشمنوں سے لہذا اس ذرۂ بیمقدار یا قرۃ علی ابن آغا علی دہلوی مولد امرہٹی موطنا کتیرن شاکر دان جناب مستطاب حشمت قباب ہدایت مآب عالم علامہ فاضل فہامہ مجمع علوم عقلی و نقلی معدن فیوض ظنی و یقینی فرید الدہر وحید العصر السید الجلیل والحبر النبیل الذکی الالمعی حافظ کلام ربانی قاری تنزیل فرقانی فرازندہ لوائی ولائی حیدری ہادی طریق قویم جعفری مولوی حافظ قاری سید جعفر علیہ الرضوان الازالت شموس ہدایتہ ساطعۃ و قمار افاضتہ لامعۃ نے ہیں رسالہ مسمی بہ فضائل مرتضوی کو فقط ہیں نظر سے کہ بقی ہیں وسیلہ نجات و روز حساب ہیں واسطہ غفو خطیات کا ہو باوجود قلت فرصت اور تشتت بال و پریشانی حال کے بعجلت تمام تالیف کیا امید صاحبان نصفت گزین عدالت آئین سے یہ ہی کہ اگر کسی جگہ خطا اور لغزش دیکھیں تو معاف فرمائیں اور ازراہ عنایت اسکی اصلاح میں کوشش عمل میں لائیں اور طعن و تشنیع سے کہ شیوۂ نامحمود و طریقہ غیر مسعود ہی ہاتھ زبان کو کام نہ فرمائیں کہ خطا و زلل ذات انسانی میں مکمن و مستقر ہے واللہ ولی التوفیق و الاتمام اور یہ رسالہ مشتمل ہے تین باب اور ایک خاتمہ پر

باب اول میں بیان ہے حال ولادت باسعادت جناب امیر کا اور یہ باب مشتمل ہے کئی فصلوں پر **فصل اول** بیچ تاریخ ولادت جناب علی ابن ابی طالب کے واضح ہو کہ محدثین اور مورخین عامہ اور خاصہ نے لکھا ہی کہ جناب ولایت مآب سید ابرار مقتدے اخیار حجت خداوند جبار قسیم جنت و نار سردار اوصیا سرور اتقیا امیر المومنین امام المتقین وصی رب العالمین امام المشارق والمغارب ابی الحسن علی بن ابی طالب غالب کل غالب مطلوب ہر طالب صلوٰۃ اللہ علیہ علی اخیہ و زوجتہ و اولادہ الابرار و سلام اللہ الملک الجبار روز جمعہ تیرہویں ماہ رجب تیس برس بعد عام الفیل کے کعبہ معظمہ میں متولد ہوئے اور عالم کو نور وجود خاتم الجود سے اپنے روشن اور منور کیا اور یہ ہی قول اشہر ہے اگرچہ بعض روایت سے روز یکشنبہ ساتویں ماہ مبارک شعبان کی بھی معلوم ہوتی ہی اور جس وقت کہ آپ متولد ہوئے سن مبارک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ کا اٹھائیس برس کا تھا بارہ برس اور بقولے دس برس پہلے بعثت جناب رسالت مآب سے پدر بزرگوار آپ کے ابو طالب پسر عبد المطلب تھے ابو طالب و حضرت عبد اللہ والد ماجد جناب رسول خدا برادران عیانی یعنی ایک ماں باپ سے تھے والدہ ماجدہ آپکی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں اور وہ جناب اور بہائی آپکے اول ہاشمی تھے اور والد بزرگوار اور مادر خوش کردار آپکے دونو ہاشمی تھے **فصل** دوسری بیچ بیان کیفیت ولادت اور جائے ولادت جناب امیر کی واضح ہو کہ ابن بابویہ اور شیخ طوسی اور علامہ حلی و غیرہ علمائے اعلام اور مورخین عظیم الشان نے بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام و یزید بن قعب اور عباس و ریاشہ اسطرح بیان کیا ہی کہ ابو طالب و عباس ابن عبد المطلب اور یزید ابن قعب اور ایک گروہ بنی ہاشم کا اور ایک جماعت قبیلہ بنی عبد العزیٰ سے برابر خانہ کعبہ کے بیٹھے تھے کہ ناگاہ فاطمہ بنت اسد مسجد میں تشریف لائیں اور آپ کو ماہ نہم حمل جناب امیر کا تھا اور درد زہ مارض تھا پس وہ جناب آنکر برابر خانہ کعبہ کے کھڑی ہوئیں اور جانب آسمان دیکھکر عرض کی کہ خداوندا میں ایمان لائی ہوں تجھپر اور تیرے سب پیغمبروں اور رسولوں پر کہ جن کو تو نے بھیجا ہے اور تیری سب کتابوں پر کہ جو تو نے نازل کی ہیں اور تصدیق کی ہے

مینے سب احکامات اور اقوال اپنے جد ابراہیم کے کہ یہ خانۂ معظمہ اُنکا بنایا ہوا ہی سُوال کرتی ہوں میں تجھسے بحق اُس شخص کے کہ جسنے یہ
خانہ محترم بنایا ہی اور بحق اُس فرزند کے کہ جو میرے شکم میں ہی اور میرے ساتھ باتیں کرتا ہے اور میرا مونس تنہائی ہی اور مین
یقین کرتی ہوں کہ یہ فرزند ایک آیت اور نشانی ہی تیری عظمت اور جلالت کی آسان کر تو مجھپر ولادت میں فرزند کی عباس اور
یزید بن قعنب کہتے ہیں کہ ہم دیکھ رہے تھے کہ جب وہ جناب میں دُعا سے فارغ ہوئیں تو دفعتہً دیوار خانہ کعبہ کی شق ہوئی اور فاطمہ بنت اسد
دیوار سے داخل خانہ کعبہ ہوئیں پھر آنکھوں سے ہماری غائب ہوگئیں اور غور اد دیوار خانہ کعبہ بلگئی ہمنے اُسوقت ارادہ کیا کہ دروازہ
کعبہ کے کہولکر اندر جائیں سرچند زور کیا دروازہ نہ کہلا ہمنے جانا کہ یہ امر جانب خدا سے ہے پس فاطمہ تین شبانہ روز اندر خانہ کعبہ
رہیں اور اہل مکہ بازاروں اور کوچوں میں اس قصہ کو بیان کرتے تھے اور عورتیں گھروں میں حکایت کو نقل کرتی تھیں اور سب کو
ایک تعجب تھا غرض روز چہارم پھر اُس جگہ سے دیوار خانہ کعبہ کی شق ہوئی اور فاطمہ بنت اسد اسد الغالب علی بن ابی طالب
آغوش میں لئے ہوئے خانہ دیوار سے باہر تشریف لائیں اور فرمایا کہ ایہا الناس خدا تعالےٰ نے مجھے اپنی تمام مخلوقات سے برگزیدہ کیا ہے
اور سب پر فضیلت دی ہی خصوص زنان برگزیدہ سابقہ پر سو سطح کہ خدا تعالیٰ نے برگزیدہ کیا آسیہ دختر مزاحم کو اور اُسنے عبادت
کی پروردگار کی اُس مقام میں کہ مسمین عبادت اُسکی سزاوار نہ تھی مگر بضرورت یعنی خانہ فرعون میں اور مریم دختر عمران کو خدا تعالےٰ نے
برگزیدہ کیا اور ولادت حضرت عیسیٰ کی اُسپر آسان کی اور بیابان میں درخت خشک سے رطب تازہ اُنکے لئے گرائے اور خدا تعالےٰ نے
مجھے اُنسے اور سب زنان سابقہ سے افضل کیا سو سطح کہ میں تین روز سکے خانہ محترم میں رہی اور اُسی خانہ برگزیدہ میں میرے
فرزند متولد ہوا اور بہشت برین کے میوہ کھائے اور جب بینے ارادہ باہر آنیکا کیا اُس حال میں کہ یہ فرزند گرامی میرے ہاتھوں پر تھا
تو ہاتف کی آواز آئی کہ اے فاطمہ نام اس فرزند برگزیدہ کا علی رکھہ میں کہ خداوند علی الاعلےٰ ہوں مینے یہ نام اپنے نام سے مشتق
کیا ہے اور اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہی اور اپنی عدالت سے بہرہ کامل اور اپنی عزت اور جلالت سے حظ وافر بخشا ہی اور علوم نہانی
اور اسرار نہانی سے کماہی اگاہی عطا کی ہی کہ اپنے خانہ معظم و محترم میں پیدا کیا ہی پس یہ شخص وہ ہی کہ پہلے سے سطح خانہ کعبہ پر
اذان دیگا اور اُسپر سے بتوکو توڑ کر نیچے پھینکے گا اور مجھکو ساتھ عظمت اور جلالت کے یاد کریگا اور ہوگا یہی امام اور پیشوا امت کا بعد
میرے پیغمبر برگزیدہ کے پس محمد رسول میرا ہی اور یہ وصی اُنکا ہی خوشا حال اُس شخص کا کہ جو اُسکو دوست رکھے اور یاری اُسکی کرے اور
بحال اُسکا کہ جو اُنکا تابع فرمان ہو اور حکم کو اُسکی نہ مانے اور یاری اُسکی نہ کرے اور حق کا اُسکے انکار کرے غرض جبکہ ابو طالب اپنے فرزند
ارجمند کو دیکھا تو نہایت خورسند و خوشنود ہوئے جناب امیر ہی اپنے پدر بزرگوار کو دیکھکر متبسم ہوئے اور بایں عنوان سلام کیا کہ
السلام علیک یا ابت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور جب ابو طالب اپنے فرزند گرامی کو گھر میں لائے تو جناب رسولخدا نے اُنسے اپنی گود میں
لے لیا پھر جناب امیر نے روئے انور جناب نبی مآب کو دیکھکر ہنسدیا اور بکمال بشاشت کہا السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ اور زبان معجز بیان سے تلاوت سورۂ مومنون کی شروع کی جب آیہ قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون
پہنچے تو جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ بتحقیق رستگاری پائی مومنین نے اور جب اولئک ہم الوارثون الفردوس ہم فیہا خالدون
پہنچے تو فرمایا کہ بخدا تو امیر اور بادشاہ انکا ہی انکو دانش اور علم اور حکمت سکھائیگا اور تو ہی راہ نما انکا ہی تیری ہی ساتھ یہ سب
ہدایت پائینگے پھر فاطمہ سے فرمایا کہ ہی فرزند کے عم بزرگوار حمزہ کو اسکی ولادت کی خوشخبری جا کر دو فاطمہ نے کہا کہ اگر مین

گئی تو اسکو دودھ کون پلائیگا فرمایا کہ میں اسکو سیراب کرونگا جب فاطمہ گئیں تو اُس جناب نے اپنی زبان معجز نشان جناب امیر کے دہن
اقدس میں دی پس آپکی زبان مبارک سے بارہ چشمے شیر کے جاری ہوئے کہ وہ جناب خوب سیر ہوئے جب فاطمہ پھر آئیں تو دیکھا کہ جناب
امیر کے روئے منور سے جانب آسمان ایک نور ایسا ساطع ہے کہ آسمان کو روشن کر دیا ہے من بعد فاطمہ نے موافق عادات اور اطفال کے
جناب امیر کو بھی ایک پارچہ میں لپیٹا اُس معجز خانے بقوت خداداد اُس پارچہ کو پھاڑ کر ہاتھ اپنی باہر نکالدی پھر ثانیاً اور پارچہ میں لپیٹا
اُسکو بھی پھاڑ ڈالا آخر دو پارچوں میں پھر تین پارچوں میں لپیٹا پھر بھی اُس قوت بازوئی رسول مختار نے اُسکو بھی پھاڑ پھینکا اور
قدرت خدا سے گویا ہوئے کہ اے والدہ ماجدہ میرے ہاتھوں کو نہ باندھو میں چاہتا ہوں کہ اپنے ہاتھوں کو درگاہ خدا تعالیٰ میں وسطِ دعا کے بلند
کروں ابوطالب نے یہ حال دیکھکر کہا کہ تم ہاتھ فرزند سے اُٹھالو کہ ہم نے ایک عجیب و غریب ہی اور لڑکوں کا سا حال اسکا نہیں ہے دوسرے
روز رسولخدا پھر تشریف لائے تو یہ جناب امیر نے آپ پر سلام کیا اور دیکھکر خوش ہوئے اور اشارہ سے عرض کیا کہ وہ چیز جو کل آپ نے
مجھے دی تھی آج بھی عنایت ہو غرض تیسرے روز ابوطالب نے بنا بر دعوت اہل مکہ تین سو شتر اور ہزار گوسفند اور بہت سی گائیں ذبح
کیں اور انکا کھانا پکوا کر سب اہل مکہ سے کہلا بھیجا کہ تم سب اول سانحہ شوط کر دخانہ کعبہ کے پھر میرے گھر میں آؤ اور اس فرزند پر آکر
سلام کرو اور پھر طعام ولیمہ تناول فرماؤ سو اسی کو خدا تعالیٰ نے اس میرے فرزند کو شریف اور بزرگ پیدا کیا ہے۔ منقول ہے کہ
جناب رسولخدا اس وجہ جناب امیر سے محبت رکھتے تھے کہ گہوارے کو انکے اپنی خواب گاہ کے قریب کپڑا کرایا تھا اور آپ ہی انکی تربیت
کرتے تھے اور خود ہی نہلاتے دھلاتے تھے اور آپ ہی دودھ پلاتے تھے جب سوتے تھے تو گہوارہ جنبانی کرتے تھے جب بیدار ہوتے تھے تو
اُنسے باتیں کرتے تھے اور اپنے سینہ سے لگا کر فرماتے تھے کہ یہ میرے بھائی میرے وارث و ظہیر و پشت و پناہ میرے اور وصی و جانشین میرے اور شوہر
میری دختر نیک اختر کا ہیں میرے وصیا اور علوم کا اور ہمیشہ وہ جناب اُس حضرت کو صحرا اور جبال میں لیجاتے تھے اور علوم غیر متناہی
اور اسرار الٰہی تعلیم کرتے تھے۔ اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایکروز فاطمہ بنت اسد نے جناب رسولخدا کو رطب بہشت کے تناول
کرتے دیکھا کہ مشک و عنبر سے خوشبوتر اور عدم مشابہ باشیار دنیا تھے فاطمہ نے بھی ایک دانہ اُنمیں سے طلب کیا آپنے اُنکو بعد تلقین شہادتین
ایک دانہ عطا کیا فاطمہ نے اُس دانہ کو کھا کر ایک اور دانہ ابوطالب کے واسطے بھی مانگا آپنے دو سرا دانہ اُنکو دیکر فرمایا کہ جبتک ابوطالب
اقرار وحدانیت خدا اور رسالت رسالت پناہ کا نہ کریں یہ دانہ اُنکو نہ دینا وقتیکہ ابوطالب فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور خوشبوئیں دانہ
کی آپکی مشام جان میں پہنچی تو متعجب ہو کر فاطمہ سے پوچھا کہ آج تمہارے پاس سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ کبھی ایسی خوشبو نہ آئی تھی
فاطمہ نے وہ دانہ رطب کا نکال کر دکھایا اور کہا کہ یہ اسکی خوشبو ہے ابوطالب کو اسکی طرف رغبت ہوئی فاطمہ نے کہا کہ جبتک تم اقرار
شہادتین کا نہ کرو گے اس دانہ کا کھانا تمپر حرام ہے غرض ابوطالب نے بعد اقرار شہادتین اُس دانہ کو لیکر تناول کیا قدرت خدا سے
وہ رطب منتقل بطرف نطفہ کے ہوا اور اسی شب فاطمہ بنت اسد کو جناب امیر کا حمل ہوا اور حسن و جمال انکا بہ کثرت وجود فائض الجود
اس ماہ خلاف امامت و خلافت کے دو بالا ہو گیا پس اسی شب جناب شکم مبارک میں اپنی والدہ ماجدہ سے باتیں کیا کرتے تھے اور
انکی مونس تنہائی تھی ایک روز فاطمہ بنت اسد جعفر طیار کے ساتھ تو بہ کعبہ کے آئیں کہ ناگاہ جناب امیر نے جعفر طیار سے شکم
میں کچھ کہا اور باتیں کرنے لگے جعفر طیار کو اس حال غریب سے غش آگیا اور جب فاطمہ قریب خانہ کعبہ پہنچیں تو جتنے بت وہیں
تھے سب منہ کے بل زمین پر گر پڑے فاطمہ نے اپنی شکم مبارک پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ اے فرزند گرامی تو ہنوز شکم سے باہر نہیں آیا کہ

بت تجھی سجدہ کرتے ہیں جب تو ماہر آئیگا تو معلوم نہیں کہ رتبہ تیرا کیا ہوگا اور ہر حال کو ابو طالب سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ یہہ دلیل اُس چیز کی ہے کہ جسکی شیر نے مجھی راہ طائف میں خبر دی تھی اور قصہ شیر کا اسطرح پر ہے کہ ہمیشہ درندے جب ابو طالب کو دیکھتے ہیں تو بھاگ جاتے تھے ایک روز ابو طالب مکہ معظمہ کو جاتے تھے کہ ناگاہ ایک شیر برابر سے پیدا ہوا اور اُنکو دیکھکر تذلل اور انکسار کرنے لگا ابو طالب نے جو شیر سے اس تذلل کا باعث پوچھا تو اُسنے کہا کہ بخدا تو ہی ہے باب شیر خدا کا اور یاور رسول ہدیٰ کا پس اُس روز سے ابو طالب کی محبت جناب رسولخدا کی زیادہ تر ہوئی اور ایمان لائے پس اس روایت سے یہی اور اور بہت سی روایات طرفین سے ایمان اور اسلام ابو طالب کا ثابت ہے جیسا کہ کلینی نے کافی میں جناب امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ مثل ابو طالب کی مثل اصحاب کہف کے ہے کہ اسروا الایمان واظہروا الشرک فآتاہم اجرہم مرتین یعنی مخفی کیا ایمان کو اپنے اور ظاہر کیا شرک کو پس کرامت کیا خدا تعالے نے اُنکو اجر دوبار یعنے دوچند فاضل کاشانی نے صافی میں کہا ہے کہ سبب ابو طالب کے اخفائے ایمان و اظہار شرک کا یہ تھا کہ تا اس پر دے میں نصرت اور یاری پیر رسولخدا کے قادر تر ہوں جیسا کہ اکثر روایات سے مستفاد ہوتا ہے اور یہی امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے میں اُن لوگوں کی جو ابو طالب کے ایمان کے قائل نہیں منقول ہے کہ آپنے جواب میں اُس شخص کے کہ جسنے کہا کہ ایک گروہ گمان کرتی ہے کہ ابو طالب کافر تھے فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہیں وہ لوگ ابو طالب کیونکر کافر ہو سکتے حالانکہ وہ کہتے ہیں الم نعلمکم ایانا وجدنا محمد نبیا کموسیٰ خطہ فی اول الکتب آیا نہیں جانتے تم ہمنے پایا محمد کو نبی مثل موسیٰ کے لکھا گیا ہے کتب سابقہ کے پس یہ قول اُنکا اول دلیل ہے اُنکی اسلام کی - جیسا کہ موہب میں حافظ ابو الفضل بن حجر سے نقل کی ہے اور سُنے ابن اسحاق سے کہ التماس کرنے کو ابو طالب کے ان اشعار کا اور معرفت کو اُنکی ساتھہ نبوت کے کہ جو بیچ خبار کثیرہ کے وارد ہے شیعوں نے دلیل گرداناہے اُنکی اسلام پر اور یہی موہب میں ہے کہ علی بن حمزہ بصری نے ایک جزو تالیف کیا ہے کہ جسمیں اشعار ابو طالب کے جمع کئے ہیں اور گمان کیا ہے کہ وہ مسلمان تھے اور اسلام ہی پر وفات پائی اور سارے سکی حمایت کرنا جناب رسولخدا کا اور اہتمام اور حراست اور حفاظت اُنکی عین دلیل ہے ابو طالب کے ایمان کی جیسا کہ جناب صادق سے منقول ہے کہ جب ابو طالب نے وفات پائی تو جبرئیل پیغمبر جلیل پر نازل ہوئی اور کہا کہ پروردگار تجکو سلام ارشاد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم بالفعل مکہ سے کوچ کیطرف جاؤ کہ اب یہاں کوئی تمہارا کفیل اور ناصر باقی نہیں رہا پس اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابو طالب ایمان لائے تھے والا پیغمبر کی نصرت اور کفالت کیونکر کرتے کہ یہ بات تو خلاف کفر ہے - اور یہی جناب صادق نے فرمایا ہے کہ جبرئیل نے کہا کہ اے محمد اللہ تعالیٰ آپکو سلام فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ میں نے حرام کیا ہے آگ کو اُس صلب پر کہ جسنے تجھے نازل کیا اور اُس بطن پر کہ جسنے تجھے اپنے میں رکھا اور اُس ہر اور دوش پر کہ جسنے تیری کفالت کی پس صلب تو صلب تمہارے پدر عالیقدر عبد اللہ کا ہے اور بطن کہ جسنے تمہیں اوٹھایا وہ آمنہ بنت وہب کا ہے اور وہ بغل کہ جسنے تمہاری کفالت کی وہ بغل ابو طالب کی ہے پس جبکہ ایمان اُنکا ثابت ہوا تو جو لوگ اُنکے کفر کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ ابو طالب ایمان نہ لائے تھے اور اسلام کو قبول نہیں کیا تھا اور حالت کفر ہی میں دنیا سے گئے ہیں وہ خود کافر ہیں اور عدو ہیں خاندان رسول کے

فصل تیسری بیچ بیان اسامی جناب امیر المؤمنین کے

واضح ہو کہ نام نامی اور اسم گرامی آپکے بہت ہیں از انجملہ ایک نام آپ کا علی ہے اور یہ اول نام آپکا ہے جابر سے منقول ہے کہ قبل اسکے کہ آپ کا نام مبارک علی ہو کوئی شخص اس نام کے ساتھہ مسمّی نہ ہوا تھا الا گاہے بہ سبیل توصیف مقام مدح میں اس لفظ کا استعمال کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہذا ولدی علی یہ فرزند میرا بلند مرتبہ ہے پس

جب وہ جناب اس نام کے ساتھ سمجھے ہوئے تو اور دن نے بھی اپنی اولاد کا نام علی رکھنا شروع کیا مگر مورخین نے وجہ تسمیہ کے بہت اقوال بیان کئے ہیں بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ چونکہ معرکہ قتال میں جو شخص اس کے مقابل آتا تھا تو آپ اس پر غالب آتے تھے اس سبب اس کا نام علی ہوا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ چونکہ بہشت میں کسی نبی اور وصی کا گھر اور منزل اس کے گھر سے بلند نہیں ہے اس سبب سے آپکا نام علی ہوا۔ اور بعض نے یہ وجہ لکھی ہے کہ از بسکہ آپنے دوش مبارک رسول رب متعال پر سوار ہو کر بام خانہ کعبہ سے بتوں کو نیچے گرایا بایں سبب اس نام سے مسمی ہوئے اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ چونکہ عقد آپ کا جناب معصومہ سے ملاء اعلیٰ میں ہوا بایں وجہ یہ نام آپکا ہوا اور بعض نے یہ سبب اسکا بیان کیا ہے کہ چونکہ بعد رسول مختار کے اس جناب کا مرتبہ سب سے عالی اور سب سے بلند رہا بایں وجہ علی آپکا نام ہوا اور اور بھی وجوہ تسمیہ ہو سکتی ہیں مگر یہ رسالہ سب کے لکھنے کی وسعت نہیں رکھتا۔ اور ایک نام آپکا ابوتراب تھا شیخ صدوق نے علل الشرایع میں ابن عمر سے وجہ اس تسمیہ کی یہ لکھی ہے کہ ایک روز جناب ختمی مآب امیر عرب افضل الاوصیا علی بن ابی طالب کو تلاش کرتے ہوئے نخلستان مدینہ میں تشریف لیگئے دیکھا کہ ایک باغ میں وہ جناب درستی جداول و روش اور اصلاح اراضی میں مشغول ہیں اور گرد و غبار سے روی انور اور بدن اطہر آلودہ ہو رہا ہے یہ دیکھکر جناب سرور انبیا نے ارشاد فرمایا کہ میں ملامت نہیں کرتا کسی کو اس باب میں کہ نام تیرا ابوتراب رکھے مگر جناب امیر کو یہ نام پسند نہیں آیا رنگ روئے منور سرخ ہو گیا جناب رسولخدا نے تغیر چہرہ قدس سے ناخوشی کو معلوم کیا فرمایا کہ ای علی چاہتے ہو کہ میں تمہیں خوش کروں عرض کی بہتر اے رسول خدا فرمایا کہ تو بھائی میرا اور وزیر میرا اور جانشین میرا ہے بعد میرے اور تو ادا کریگا میرے قرض کو جو کوئی تجھ دوست رکھیگا میری زندگی میں اسکو خدائے رحمان بہشت میں داخل کریگا اور جو کوئی تجھ دوست رکھیگا بعد میرے مرنیکے اسکو خدا تعالے دنیا سے باایمان لے جائیگا اور کچھ خوف نہوگا اسکو عذاب روز قیامت سے اور جو تجھ دشمن رکھیگا وہ کافر مریگا اور ہمیشہ جہنم میں بعذاب الیم گرفتار رہیگا۔ اور ایک نام گرامی آپ کا الانزع البطین ہے (انزع کے معنے لغت میں بری ہونا شرک سے) اور بطین کے معنے شکم بزرگ کے ہیں پس چونکہ آپ شرک سے بری اور کفر سے پاک اور پاکیزہ تھے اس سبب آپ کو انزع کہتے تھے اور شکم مبارک بزرگ تھا اس جہت بطین کہلاتے تھے۔ ایک شخص نے جناب امیر سے کہا کہ میں آپکی تین چیز سے سوال کرتا ہوں آپ انکا جواب ارشاد کریں ایک تو آپکی کوتاہی قد سے دوسرے بزرگی شکم سے تیسرے صلع سر یعنی پیشانی پر بال نہونے سے آپنے فرمایا کہ خدا تعالے نے میرے قد کو معتدل اور میری خلقت کو مستوی بنایا ہے کہ نہ بلند ہے اور نہ بہت کوتاہ تاکہ میں دو ٹکڑے کروں کوتاہ قدوں کو طول میں اور بلند قدوں کو عرض میں اور چونکہ رسولخدا نے مجھے علم کے ہزار باب تعلیم کئے اور ہر باب سے ہزار ہزار باب اور مجھ پر منکشف ہوئے اور وہ سب جمع ہوئے میری بطن میں اور اسنے شکم کی ان بابوں سے پس بلند ہوئی پہلو میرے اور از بسکہ ہموارہ کلاہ سر پر رکھکر کھٹا سے جہاد کرتا ہوں بایں سبب بال میرے پیشانی کے اڑ گئے ہیں خوندصاحب حبائب فرماتے ہیں کہ بزرگی شکم کی کثرت علم سے ممکن ہے اسواسطے کہ بسبب کثرت علم کے فرح و سرور حاصل ہوتا ہے اور یہ امر باعث ہوتا ہے بزرگی شکم کا اور اگر یہ امر آپکے شکم کی بزرگی کا باعث نہو تو میرا اور کوئی وجہ ہو نہیں سکتی اسواسطے کہ وہ جناب ہمیشہ ریاضات اور مجاہدات اور کمی خوراک اور قلت خواب میں رہتے تھے اور جو تجھ کہ آلام جسمانی اور صدمات روحانی دشمنوں کے پہنچے تھے وہ علاوہ اس سے تھے اور ظاہر ہے کہ یہ امور علت نزول اور صغر بطن کے ہوتے ہیں نہ بزرگی اور ضخامت

شکم کی پس معلوم ہوا کہ سرور اور شادمانی ہی باعث بزرگی شکم مبارک کی تھی کہ اُس جناب پر ہمواره فیوضات قدسی اور معارف ربانی کی طاری ہوتے رہتے تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کثرت علوم اور وفور اسرار ربانی کہ جنکا اظہار ممکن نہو بالخاصیت سبب بزرگی بطن کا ہو اور عجز بھی شاہد اسکا ہی اور ایک نام آپکا یعسوب بھی تھا یعنی امیر اور سردار قوم لغت مین معنی یعسوب کے امیر نحل اور سردار قوم کے آئے ہین جناب امام رضا سے بیچ تفسیر آیہ واوحی ربک الی النحل کے منقول ہی کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ امیر نحل علی بن ابی طالب ہے اور وجہ اسکی یہ بیان کی گئی ہی کہ ایک بار رسولمختار نے لشکر اسلام کو جانب قلعہ یہنی نقل روانہ فرمایا تھا پس جب اہل قلعہ لشکر غیروزی اثر سے مغلوب آئے تو خانہائی زنبور کو کھولدیا اور زنبورون نے آنکر لشکر کو نیشہائی زہرآلودہ سے تہ و بالا کردیا چال پرخلال لشکر کا جو جناب امیر نے دیکھا تو خود بنفس نفیس لشکر مین تشریف لائے فوراً باعجاز جناب معجز خاسب زنبور جمع ہوکر خدمت بابرکت جناب مظہر العجائب مین حاضر ہوئی اور سر انقیاد و تذلل پائے مبارک پر ملنے لگی اور عجز و انکسار اظہار کرنے لگی یہ حال غیروزی مآل اُس جناب فضل الملا و صیاد کا دیکھکر رسولخدا نے فرمایا کہ ہذا امیر النحل یعنے یہ سردار نحل ہے - اور دوسری روایت مین وارد ہے کہ ایک گھر مین کسی کے زنبورون نے اپنا گھر کیا تھا اور کسی کو طاقت اُنمین سے شہد نکالنے کی نہ تھی جناب امیر نے جاکر اُنمین سے شہد نکال لیا جناب رسولخدا نے اُسوقت آپ کا نام امیر نحل اور یعسوب رکھا - اور ایک نام آپ کا مرتضے تھا باسطی کہ آپ ہر امر مین رضائے خدا اور خوشنودی رسول ہدی کو منظور خاطر رکھتے ہی جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہی کہ سبب متابعت رضائے خدا و رسول کے آپ کا نام مرتضے رکھا گیا اور بعض نے یہ بھی بیان کیا ہی کہ ایک روز جبرئیل امین جانب رب جلیل سے یہ پیغام لائے کہ ای حبیب ہمارے ہمنے پسند کیا ہی علی کو واسطے فاطمہ زہرا کے اور فاطمہ کو واسطے علی کے لہذا آپ اُن نام سے مسمی ہوی - اور ایک نام آپکا حیدر تھا جا رجعی کہتا ہے کہ حیدر کے معنے جارم اور ضابط اور مختار کنندہ بارنیک و نظر کنندہ بارنیک ہو کے ہین اور چونکہ جناب امیران امور کے ساتھ متصف تھے تو اس سبب آپ کا یہ لقب ہوا اور بھی بعض نے لکھا ہی کہ حیدر کے معنے شیر درندہ کے ہین اور آپ بھی شجاعت اور جرات مین مثل شیر کے تھے اس سبب آپ کا نام حیدر ہوا جیسا کہ خود آپنے فرمایا کہ مین وہ ہون کہ میری مان نے میرا نام حیدر رکھا ہی اور یہ وجہ بھی لکھی ہی کہ جب اہل اسلام جنگ طلبہ عبدری سے کہ ایک شجاعان عرب سے تھا بہاگے تو جناب مستطاب اسد الغالب ابن ہبل دمان کے روبرو تشریف لائے اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو آپنے نقاب روئے انور سے اُٹھا کر فرمایا کہ مین ہون شیر خدا اور برہم کنندہ لشکر اعدا فرزند ابوطالب اور بہمین سبب آپکو مفرق الکتاب بھی کہتے ہین - اور آپکا لقب مظہر العجائب اور مظہر الغرائب بھی ہی کیون کہ ہمیشہ معجزات اور غرائبات آپسے ظہور مین آتے رہتی تھی **باب دوسرا** بیچ بیان فضائل جناب امیر کے اور اسمین بھی کئی فصلین ہین **فصل اول** بیچ بیان اس امر کے کہ قرآن مجید مین اکثر آیات بینات مین جناب علی ابن ابی طالب کے نام کی تصریح ہی مخالفین و معاندین نے اُن آیات مین تغیر دیا جیسا کہ ابن شہر آشوب نے لکھا ہی کہ مین نے ابن مسعود کے قرآن مین اکثر جگہ نام سامی اور اسم گرامی جناب علی بن ابی طالب کا صراحۃً لکھا ہوا دیکھا تھا اور کتاب کلینی مین بھی بہت سی آیات قرآنی مین آپکے نام کی تصریح دیکھی ہی اور بعض ائمہ نے تغیر پایا ابوبصیر نے جناب صادق سے روایت کی ہی کہ یہ آیہ کریمہ اسطرح پر نازل ہوا کہ ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی والائمہ من بعدہ فقد فاز فوزاً عظیما - یعنی جو کوئی کہ فرمانبرداری کریگا خدا کی اور اُسکی پیغمبر کی بیچ ولایت علی کے اور ائمہ علیہم السلام کے کہ بعد اُسکے ہین پس رستگاری پائیگا رستگاری عظیم اور بھی آپکے

فرمایا کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا ہے مستعلمون من ہو فی ضلال مبین یا معشر الکفار بین حیث انا کم رسالۃ ربی فی علی والائمۃ من بعدہ یعنی پس قریب ہے کہ جانو گے تم کہ کون شخص ہے بیچ گمراہی ظاہر کے اسکی تکذیب کرنیوالا جسوقت کہ آئے تمہارے پاس رسالت رب میرے کی بیچ ولایت علی اور ائمہ کے کہ بعد اسکے ہین - اور یہی آپنے فرمایا کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا تھا کہ سال سائل بعذاب واقع للکافرین بولایۃ علی لیس لہ دافع - یعنی سوال کرنیوالے نے ساتھ عذاب واقع ہونے والے کے وسطی کافرونکی یعنے انکار کرنیوالونکی ساتھ ولایت علی کے کہ نہین واسطے اُس عذاب کے کوئی دفع کرنیوالا - اور یہی عمار یاسر نے اُس جناب سے روایت کی ہی کہ یہ آیہ جبرئیل اس نحو پر لائے تھے - یا ایہا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما انزلنا علی عبدنا فی علی یعنی اے وہ لوگ کہ دئے گئے ہو کتاب ایمان لاؤ تم ساتھ اُس چیز کے کہ نازل کی ہمنے اوپر بندے اپنے کے بیچ حق علی کے - اور جابر نے اُس جناب سے روایت کی ہی کہ جبرئیل نازل ہوئے اور رسول خدا پر اس آیہ کو اسطرح پر پڑہا - انکنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فی علی بن ابی طالب فاتوا بسورۃ من مثلہ - یعنے اگر ہو تم بیچ شک کے اُس چیز سے کہ نازل کیا ہمنے بیچ علی بن ابی طالب کے پس لاؤ ایک سورۃ مثل اُسکے اور یہی ابو حمزہ ثمالی نے جناب ابو جعفر محمد بن علی الباقر سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا ہی ولو انہم فعلوا ما یوعظون بہ فی علی لکان خیرا لہم - یعنی اور اگر یہ تحقیق کیا اُن لوگون نے اُس چیز کو کہ نصیحت کئے گئے ہین ساتھ اُس چیز کے بیچ حق علی کے البتہ ہوگا واسطے اُنکے بہتر - اور یہی آپنے فرمایا کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا ہے وقل الحق من ربکم فی ولایۃ علی فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین آل محمد نارا - یعنی اور کہہ اے محمد یعنے بیان کر حق کو اپنے رب کی جانب سے بیچ ولایت علی کے پس جو شخص چاہے ایمان لائے سیر چاہے کفر کرے یعنے نہ ایمان لائے سیر بہ تحقیق کہ ہمنے آمادہ اور مہیا کیا ہے واسطے اُن لوگون کے کہ جو ظلم کرنیوالے ہین آل محمد پر آتش جہنم کو - اور یہی یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا ہے - ان الذین کفروا وظلموا آل محمد حقہم لم یکن اللہ لیغفر لہم ولا لیہدیہم طریقا الا طریق جہنم خالدین فیہا ابدا وکان ذالک علی اللہ یسیرا - یعنے بہ تحقیق کہ جو لوگ کہ کافر ہوئے اور ظلم کیا اُنہوں نے آل محمد پر بیچ حق اُنکے کے یعنی اُنکی حق کو غصب کیا نہیں ہے خدا کہ بخشش کرے واسطے اُنکے اور نہ یہ کہ رہنمائی کرے اُنکو طرف راہ حق کے کہ وہ راہ بہشت کی ہی مگر راہ دوزخ کی کہ ہمیشہ رہنے والے ہین وہ بیچ اُس دوزخ کے ہمیشہ اور ہے یہ یعنے ہمیشہ اُنکو دوزخ مین رکھنا اور پر خدا کے آسان - اور یہی آیہ اسطرح پر پڑہا - یا ایہا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فی ولایۃ علی فامنوا خیرا لکم فان تکفروا بولایۃ علی فان للہ ما فی السموات والارض - یعنی اے آدمیو تحقیق آیا ہی تمہارے پاس پیغمبر کہ وہ محمد ہی بھیجا ہوا خدا کا ساتھ حق کے تمہارے پروردگار کے پاس سے بیچ ولایت علی کے پس ایمان لاؤ تم بہتر ہے واسطے تمہارے سو واسطے کہ ہمیں تمہاری دنیا و آخرت کی بھلائی ہی اور اگر کفر کروگے بیچ ولایت علی کے یعنے اگر انکار کروگے اُسکی ولایت کا تو خدا تعالے کو اُسکی کچھ برا نہیں ہے پس تحقیق واسطے خدا کے ہی جو کچھ کہ بیچ آسمانون کے ہی اور زمین کے ہی وبس ما شتروا بانفسہم ان یکفروا بما انزل اللہ فی علی اللایہ والذین کفروا بولایۃ علی بن ابی طالب اولیاءہم الطاغوت - یعنی بُری ہی وہ چیز کہ بیچا ہے اُنہوں نے ساتھ اُسکے نفسونکی اپنی کہ وہ کہ کفر کرین ساتھ اُسکے نکہ نازل کی ہی خدا نے بیچ حق علی کے تا آخر آیہ اور جن لوگون نے کفر کیا بیچ ولایت علی بن ابی طالب کے اولیا اُنکے شیاطین ہیں - اور یہی فرمایا کہ یہ آیہ اسطرح نازل ہوا ہی کہ - ان الذین یکتمون

ما انزلنا من البینات فی علی بن ابی طالب یعنی تحقیق وہ لوگ کہ پوشیدہ کرتے ہیں اس چیز کو کہ نازل کیا ہم نے آیات بینات سے بیچ حق علی بن ابی طالب کے اور یہی عیسی بن عبد اللہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ نازل ہوا یہ آیہ اس طرح پر کہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک فی علی یعنی اے رسول پہنچا تو اس چیز کو کہ نازل کی گئی ہے طرف تیرے بیچ حق علی کے - پس ان آیتوں میں نام جناب امیر کا تھا دشمنوں نے آپ کے نام کو نکال ڈالا - اور کتاب تہذیب اور مصباح میں بیچ وقائع غدیر خم کے یہہ مضمون ہے کہ شہادت دیتے ہیں ہم اس امر کی کہ ہدایت کرنیوالے راہ راست کے جناب علی ہیں کیونکہ تو نے قرآن میں فرمایا ہے کہ وانہ فی الکتاب لدینا لعلی حکیم اور یہی منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق نے اپنے پدر بزرگوار اور جد نامدار سے روایت کی ہے کہ ایک دن خلیفہ ثانی عمر ابن الخطاب نے کہا کہ تم کہتے ہو کہ علی مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسے سے حالانکہ خدا تعالے نے ہارون کا تو قرآن میں ذکر کیا ہے اور علی کا کہیں ذکر نہیں کیا آپ نے فرمایا کہ اے نادان آیا نہیں سنا تو نے کہ خدا تعالے نے کہا ہے کہ ہدا صراط علی مستقیم - اور یہی جناب موسی کاظم نے اپنے پدر بزرگوار اور جد عالی تبار سے اس آیہ کو اسطرح پر بیان کیا ہے اور یہی کتاب مذکور میں قتادہ سے منقول ہے کہ سنے کہا کہ میں نے حسن بصری سے سنا کہ وہ اس آیہ کو اس ہی طرح پڑھتا تھا کہ ہذا صراط علی مستقیم - پھر وہ کہتا ہے کہ میں نے حسن سے پوچھا کہ اس آیہ کے کیا معنے ہیں کہا کہ یہ راہ علی کی ہے اور یہ دین اسکا ہے اس راہ کی متابعت کرو اور اسکے ساتھ متمسک ہو کہ یہ راہ راست ہے کجی اور عوج اس کو حاصل نہیں ہے اور یہی جناب مستطاب باقر علوم اولین و آخرین سے ہے آیہ کریمہ ان الینا ایابہم کے مروی ہے کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا ہے کہ ان الینا ایابہا ثم ان علینا حسابہم پس بنابرین علینا کا عطف ہوگا ایابہا پر اور خبر ایاب کی الینا ہوگی اور خبر علینا کی حسابہم ہوگی اور تقدیر یہ ہے کہ ان علینا حسابہم - یعنے بدرستیکہ علی حساب انکا ہے یا تقدیر یہ مضاف کی ہے یعنے علی حساب انکا یا مبالغہ حمل کیا جائے جیسا کہ اکثر جا یہ دونوں وجہ جاری ہیں اور چونکہ مدار حساب اور مفاد ایمان وہ جناب ہیں تو پس گویا حساب ہی وہی جناب ہیں واللہ اعلم اور یہی جناب صادق سے مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے بیچ درگاہ رب جلیل کے دعا کی کہ واجعل لی لسان صدق فی الآخرین - تو جواب بیں خطاب رب الارباب اس طرح پر ارشاد ہوا کہ - ووہبنا لہ اسحاق ویعقوب کلا جعلنا نبیا ووہبنا لہم من رحمتنا وجعلنا لہم لسان صدق علیا کہ جناب علی مرتضے مراد ہیں اور یہی مصحف ابن مسعود میں ہے اسطرح پر تھا کہ حقیق علی علی ان لا یقول الا الحق **فصل دوسری** بیچ بیان فضائل جناب امیر کی موافق حروف تہجی کے منقول ہے کہ ایک روز متوکل ملعون نے یزید بن حارثہ سے کہا کہ تو علی کے فضائل اور اوصاف بیان کر سنے کہا کہ انکے فضائل مجھ سے کیا بیان ہو سکتے ہیں مگر کچھ فضائل انکے موافق حروف تہجی کے بیان کرتا ہوں سن الف یعنی وہ جناب امرائے حاکم ہیں کہ حکم کرتے ہیں جانب خدا سے ساتھ عدل اور احسان کے ب اشارہ ہے کہ وہ جناب باقر ہیں یعنی شگافندہ علوم جملہ ادیان ت یعنے ساتھ تانے اور آہستگی کے قرآن پڑھتے ہیں ث یعنے ثاقب ہیں یعنی سوراخ کرنیوالے حجابوں شیطان کے ج یعنے جامع ہیں قرآن کے اور احکامات قرآن کے ح حاکم ہیں مابین انس و جان کے خ خالی ہیں ہر زہ اور بہتان سے د دلیل اور رہنما ہیں سب کے ذ ذاکر تھے معبود حق کے آشکارا اور پنہان ر رہیب اور ترسندہ ہیں اپنے خدا سے شب ہائے تاریک میں ز زہد اور تقوی میں فائق ہیں سب پر س ساتر اور عیوب پوشش تھے سب کے

ش شاکر اسے شکر کنندہ ہی اور پر عبادت خدائے یگانہ کے ص صابر تھے ضرب شمشیر اور سنان پر ض ضارب ذوالفقار تھے
سر کفار پر ط طالب خدا ہی بلا غرض ظ ظاہر یعنے غالب تھے کفار پر ع عالیقدر بلند مرتبہ ہی اہل زمان پر غ غالب تھے شجاعان
دہر پر ف فائق اور فارق ہی وہ جناب یعنی تفریق کرنیوالے ما بین معرکہ دین کفار کے اسے جدا کرنے والے اُنکی ق قوی
دل ہی اور سخت ارکان ک کامل ہی تمامی کمالات میں ل لازم پکڑنے والے ہی او امر الٰہی کے م مزوج یعنے جفت
اور زوج ہی بہترین زنان عالم کے ن یعنے نام نامی اُنکا مذکور ہے قرآن میں و ولی اور امام ہی سب مومنوں کے ہ
ہادی ہی طریق حق کے ی یعنے ید بیضا ہی فصل تیسری بیچ بیان نسب اُس جناب کے اور طریقہ مذہب اہل سنت کے
ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغت میں نسب آپ کا اسطرح بیان کیا ہی کہ ابو الحسن علی بن ابی طالب کے مسمی ہی بعبد مناف
ابن عبد المطلب مسمی بہ شیبہ ابن ہاشم مسمی بہ عمر ابن عبد مناف ابن قطیعی اور کنیت جناب امیر کی ابو الحسن و ابو الحسین ہے اور
جناب رسولخدا نے آپکا نام ابو تراب رکھا تھا اور وجہ اسکی یہ ہی کہ ایک روز رسولخدا نے جناب امیر کو خاک آلودہ مسجد میں
سوتا ہوا دیکھا پس آپکے سر کے پاس بیٹھ گئے اور بیدار کرتے ہی اور نسبت سے آپکی خاک کو پاک کرتے ہی اور فرماتے ہی اٹھو
اے ابو تراب اور یہ کنیت آپکے نزدیک سب کنیتوں سے خوشتر ہی اور آپکی والدہ نے آپ کا نام حیدر رکھا تھا اور آپکے
والد نے آپکا نام علی رکھا تھا اور شیعون کا عتقاد یہ ہی کہ جناب رسولخدا کی حیات میں اُس جناب کو سب امیر المومنین کا
خطاب کرتے ہی خواہ مہاجر اور خواہ انصار اور یہ امر ثابت نہیں لیکن محدثین نے جو کچھ اس باب میں روایت کی ہی مثل
یعسوب الدین اور یعسوب المومنین اور قائد الغر المحجلین اور بعد وفات رسولخدا آپکو وصی رسولخدا کہتے ہی اس اعتبار سے کہ جناب
رسولخدا نے اُنکو وصیت کی تھی اور سبات کا ہمارے اصحاب بھی انکار نہیں کرتے مگر یہ کہتے ہین کہ آپنے وصیت خلافت کے
لئے نہ کی تھی تمام ہوا کلام شارح نہج البلاغت کا فصل چوتھی بیچ اُن آیات کے ہی جو آپکی فضیلت اور امامت پر
دلالت کرتی ہیں موافق روایات طرفین کے آیہ اول انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وہم
راکعون ہی کہ مضمون اس آیہ کا یہ ہی کہ نہیں ہے صاحب اور اولے الامر تمہارے کاموں مین مگر خدا اور رسول اُسکا اور وہ کہ
ایمان لائے ہین اور برپا رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوۃ کو اُس حال میں کہ رکوع مین ہین پس شیخ صدوق نے امالی میں اور
ابن شہر آشوب نے مناقب مین جناب امام محمد باقر سے روایت کی ہی کہ یہ آیہ جناب امیر کے حق میں نازل ہوا ہی اسوقت
کہ آپنے مسجد مین سائل کو حال رکوع مین انگشتری عنایت کی تھی یہ روایت تو اوپر طریق اہل تشیع کے ہی - اور اوپر طریق
اہل تسنن کے صاحب جامع الاصول اور صاحب نسائی وغیرہ کل محدثین مفسرین و مفسرین نے لکھا ہی کہ یہ آیہ جناب امیر ہی
کی شان مین نازل ہوا جبکہ حالت رکوع میں سائل کو آپنے انگشتری دی پس اُس جناب کی فضیلت اور امامت
دونون ہر آیہ سے ثابت ہوتی ہین اس سبب کہ خدائے تعالے نے ہی ولایت اور اپنے نبی کے ولایت کے ساتھ
آپکی ولایت کو قرین کیا ہی پس یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ جسکا ولی خدا اور رسول ہو اُسی کا ولی وہ جناب نبی ہو
اور اس وجہ سے بھی کہ یہ آیہ خاص ہے نہ عام کہ سب مومنین کو شامل ہو دلیل انما کہ کلمہ حصر کا ہی پس حصر ولایت کا بدلیل
مذکور اُسی شخص مین ہوگا کہ جو متصف ہوگا اُن چند صفات مذکورہ الآیہ کے ساتھ کہ منجملہ اُنکی دینا زکوۃ کا بھی ہی حال

رکوع مین اور اتفاق ہی اسپر کہ سوائے جناب امیر کے اور کوئی مومن ان اوصاف کے ساتھ خصوص مہینے زکوۃ کے ساتھ حالت رکوع مین متصف نہیں ہوا پس وہی جناب اس آیہ کے ساتھ خاص ہونگے نہ غیر آپکے اور یہ معنی اس آیہ کے لینا کہ یہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہین زکوۃ کو اور عادت انکی رکوع کرنا ہی جیسے کہ بعض اہل سنت نے یہ معنی لئے ہین غیر صحیح ہین ہواسطے کہ عادت ہونا رکوع کا نہ اقامت صلوۃ ہی سے مفہوم ہوتا ہی کوئی تازہ معنی نہیں مگر معنی تازہ وہی ہیں کہ جنکو ہمنے بیان کیا ہے اور معنی تازہ بہتر ہین تاکید سے کہ بعض اہل سنت نے رکوع کے معنے خضوع کے لئے ہیں اور یہ بہی نہایت بعید ہے دوسرے یہ کہ معنی ولی کے یہان اولے بہ تصرف کے ہیں اور یہ معنی کلام عرب مین بہت شایع ہین جیسا کہ کہتے ہین کہ پدر ولی ہی طفل کا اور شوہر ولی ہی زن کا اور اگر کوئی کہے کہ معنی ولی کے محب اور دوست کے بہی ہیں پس ولی کی تخصیص کی کیا وجہ ہے تو ہم کہینگے کہ یہان معنی ولی کے دوست اور محب کے نہیں ہوسکتے ہواسطے کہ بالاتفاق کلمہ انما کا حصر ہواسطے ہے پس بنا برین ولایت کا حصر ایک ہی شخص پر ہوگا کہ جوان صفات کے ساتھ متصف ہوگا اور ہر شخص کو شامل نہیں ہوسکتا والا حصر باقی نرہیگا - دوسرے یہ کہ محبت اور دوستی میں ہر مومن کے خدائے تعالے فرماتا ہے والمومنون والمومنات بعضہم اولیاء بعض یعنی مومن اور مومنہ دوست اور محب بعض اونکا بعض کو پس ثابت ہوا کہ وہ شخص کہ جسمین حصر ولایت کا ہے سوائے خدا اور رسول کے وہ علی بن ابی طالب ہیں اور اس باب میں اخبار کثیرہ طرق مخالفین اور موالفین سے حد تواتر کو پہنچیں ہین اور سب مفسرین کا یہی اجماع ہے از انجملہ صاحب کشاف اور بیضاوی اور خوارزمی نے باوجود شدت تعصب اور عناد کے اپنی تفاسیر مین تصریح تخصیص جناب امیر کی کی ہے اور صیغہ جمع کا یعنی الذین بنا بر تعظیم کے ہے اور ہمارے نزدیک سب ائمہ ہمارے اسمین داخل ہیں آیہ دوسرا انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا ہے علی ابن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں ابو الجارود سے اور اسنے جناب امام محمد باقر سے روایت کی ہی کہ یہ آیہ شان مین جناب رسول خدا اور علی مرتضی اور فاطمہ زہرا اور حسن مجتبے اور حسین شہید دشت کربلا کے نازل ہوا ہے کہ خلاصہ معنی اسکی یہ ہیں کہ نہیں ارادہ کیا ہے اللہ نے مگر یہ کہ دور کرے تمسے شرک اور گناہ اور بدی کو اے اہلبیت اور پاک کرے تمکو پاک کرنا اور یہ آیہ ہم سلمہ کے گہر مین نازل ہوا - پس رسول مقبول نے ایک گلیم مین ان سب کو لیا اور عرض کی کہ خداوندا یہ ہیں اہل بیت میرے پس دور کر تو انسے رجس کو تم سلمہ نے چاہا کہ مین بہی اہل گلیم مین داخل ہون آپنے فرمایا کہ اے ام سلمہ تو اوپر خیر کے ہے مگر میرے اہلبیت مین داخل نہیں ہے اور بعد نازل ہونے اس آیہ کے جبتک رسول خدا دنیا سے تشریف لیگئے ہر صبح وقت نماز ورواے پر جناب فاطمہ اطہر کے تشریف لاتے تہی اور فرماتے تہی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سب اہلبیت جواب مین عرض کرتے ہی کہ وعلیک السلام یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - پھر آپ دروازے کو بند کر ارشاد کرتے تہی کہ الصلوۃ الصلوۃ یرحمکم اللہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا سبحان اللہ کیا محبت تہی اس جناب کو اپنے اہلبیت کے ساتھ کہ جنسے دشمنون نے یہ دشمنی اور بد سلوکی کی غرض یہ ایک فضیلت اور کرامت ان حضرت کی جانب خدا سے ایسی تہی کہ کوئی شخص امت رسول خدا سے ہمین انکے ساتھ شریک نہیں ہوسکتا سوائے اسکے یہ آیہ اول دلیل ہے آنحضرات کی عصمت کا - اور نص صریح ہی کہ یہ حضرات معصوم

تھے اور کبھی ان سے ابتداء عمر سے انتہائے عمر تک کوئی گناہ اور کوئی خطا صادر نہیں ہوئی اور عند العقلا ظاہر ہے کہ جو معصوم ہوگا خطا سے وہی لیاقت رکھیگا امامت کی کبھی نہ غیر اوسکا اور علمائے اہل سنت نے بھی لکھا ہے کہ یہ آیہ خاص انہین پانچ حضرات کی شان مین نازل ہوا ہے جیسا کہ احمد حنبل نے اپنی مسند مین اور ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اور واحدی نے البسیط مین اور مفسرین معتمدین محققین اہل سنت نے اپنی اپنی تفاسیر مین بیان کیا ہے تیسری آیہ مباہلہ ہے فرماتا ہے خدا تعالے

فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین خلاصہ معنی آیہ وافی ہدایہ کے یہ ہیں کہ جو کوئی تجھسے مخاصمہ کرے اور جھگڑے بیچ مقدمہ حضرت عیسے کے بعد اسکے کہ آیا ہے علم سے طرف تیرے پس کہو اے محمد کہ آؤ تم اے نصارا تا بلائیں ہم بیٹون اپنون کو اور بیٹون تمہارے اور عورتون اپنون کو اور عورتون تمہاری کو اور جانون اپنی کو اور جانون تمہاری کو یعنی اونکو کہ جو بمنزلہ ہماری جان کے ہین اور وہ جو بمنزلہ تمہاری جان کے ہین پس مباہلہ کرین یعنے نفرین کرین پس کرے لعنت خدا کی جھوٹ بولنے والے ہم مین سے اور تم مین سے منقول ہے کہ ایک روز مامون نے جناب امام رضا سے کہا کہ خبر دو مجھکو اس شخص سے کہ جو بزرگتر ہو از روے فضیلت کے یعنے جسکی فضیلت از روئے قرآن کے سب پر زیادہ تر ہو فرمایا آپنے کہ وہ فضیلت کہ جو قرآن سے واسطے امیر المومنین کے ثابت ہے وہ آیہ مباہلہ مین ہے کہ جب یہ آیہ نازل ہوا تو رسول خدا نے حسنین کو بلایا پس وہ آپکے فرزند ہوئے اور پھر طلب کیا فاطمہ زہرا کو پس وہ جناب بمنزلہ نساے ہوئیں پھر طلب کیا جناب امیر کو پس وہ جناب بحکم خدا نفس ہوئے جناب رسول کے اور یہ بات ثابت ہے کہ جناب رسول خدا سب اہل عالم سے افضل ہین تو نفس آپکا بھی افضل ہوگا سب اہل عالم سے پس یہ فضیلت از روئے قرآن کے آپکے لئے ایسی ثابت ہے کہ کسی اور کے واسطے ثابت نہیں صاحب کشاف نے کہ سنی المذہب ہے اس آیہ کی تفسیر مین لکھا ہے کہ جب رسول خدا نے نصارائے نجران کو مباہلہ کے لئے طلب کیا تو اون لوگون نے کہا کہ آج ہمکو مہلت دو تا ہم اس امر مین فکر کرین اوکل صبح کو ہم آپ کی خدمت مین آنکر حاضر ہونگے پس آپنے انکو مہلت دی الغرض وہ لوگ گئے اور آپسمین خلوت کی اور عاقب نامی سے کہ ان سب مین صاحب رائے اور عقلمند تھا کہا کہ اے عبد المسیح تیری اسمین کیا رائے اور کیا مصلحت ہے اسنے کہا اے گروہ نصارا تم خوب جان لو کہ محمد نبی مرسل ہے قسم ہے خدا کی جس گروہ نے اپنے نبی سے مباہلہ کیا انجام اسکا یہ ہوا کہ کوئی بزرگ انکا زندہ نہ رہا اور کوئی کوچک انکا بزرگ نہ ہوا اگر تم بھی انکی ساتھ مباہلہ کروگے تو سب ہلاک ہوجاؤگے اور کوئی نصارا روئے زمین پر باقی نہ رہیگا اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے دین کو برقرار رکھو تو اسکی ساتھ مصالحہ کرکے اپنے شہرون کو پھر جاؤ غرض دوسرے روز آپ کی خدمت مین وہ سب حاضر ہوئے دیکھا کہ جناب رسول خدا جناب امام حسن کو گود مین لئے ہین اور امام حسین کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین پکڑے ہین اور جناب فاطمہ پشت سر اور جناب امیر عقب جناب فاطمہ ہین اور ان سب سے فرماتی ہین کہ جب مین دعا کروں تو تم آمین کہنا اسوقت نجران نے کہا کہ اے گروہ نصارے مین اس وقت ایسی چند صورتین دیکھتا ہون کہ اگر یہ چاہین کہ پہاڑ کو اسکی جگہہ سے اکھاڑین تو اکھاڑ سکتے ہین پس اگر تم ان کے ساتھ مباہلہ کروگے تو یہ جان لو کہ سب نصارا غارت ہوجائینگے اور روز قیامت تک قوم نصارے سے کوئی باقی نہ رہیگا انجام کار وہ سب ڈر گئے اور مباہلہ موقوف رکھا غرض کہ

یہہ آیہ بھی دلیل ہے آپکی فضیلت اور امامت پر چوتھی آیہ والنجم اذا ہوا ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الہوی ان ہوالا وحی یوحی ہے یعنی قسم ہے ستارے کی جسوقت کہ طلوع کرے کہ تمہارا پیغمبر گمراہ نہیں ہوا ہے صاحب تمہارا کہ رسولخدا کا ہی ہے دوستی علی ابن ابی طالب کے اور کچھ خطا نہیں کی سُنے اور کوئی بات نہیں کہتا اپنی خواہش نفس سے یعنی اپنی طرف سے ہے شان علی ابن ابی طالب کے اور اور خبایں اس طرح پر ہے کہ وہ ہے خلافت علی ابن ابی طالب کے جھوٹ نہیں کہتا اور جو کچھ کہ کہتا ہے اسکی عن نہیں ہے مگر وحی کہ بھیجی گئی ہے طرف اسکی شیخ صدوق نے امالی میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سُنے کہا کہ ایک روز ہمنے نماز عشا رسولخدا کے ساتھ ادا کی آپنے سلام پھیرکر ارشاد کیا کہ اسشب وقت طلوع صبح ستارہ آسمان سے جُدا ہوگا پس جسکے گھر میں وہ گرنگا وہ وصی میرا اور جانشین میرا اور خلیفہ میرا اور امام میری اُمت کا ہی بعد میرے غرض نزدیک صبح ہر شخص اپنے گھروں میں منتظر گرنے ستارے کے بیٹھے تھے اور عباس ابن عبدالمطلب سب سے زیادہ اس امر کی طمع رکھتے تھے جب صبح طالع ہوئی تو ستارہ آسمان سے جُدا ہوا اور علی ابن ابی طالب کے گھر میں آنکر اترا جناب رسولخدا نے جناب امیر سے فرمایا کہ یا علی قسم ہے مجھے اس شخص کی کہ جسنے مجھے پیغمبری پر بھیجا کہ واجب ہے ترے واسطے وصیت و خلافت اور امامت بعد میرے میری اُمت کی یہ سُنکر منافقین مثل عبداللہ بن ابی بکر اور اسکی اصحاب نے کہا کہ محمد گمراہ ہوا ہے بسبب اپنے چچا کے بیٹے کے اس وقت خدا تعالے نے یہ آیہ نازل کیا کہ والنجم اذا ہوا الخ اور امالی میں روایت کی ہے جناب امام برحق ناطق جعفر بن محمد ابن الصادق سے اور اس جناب نے اپنے آبائے طاہرین سے کہ جب رسولخدا کو وہ عارضہ لاحق ہوا کہ جس سے اس جناب نے اس عالم فنا سے بعالم بقا رحلت کیا تو آپکے اہلبیت اور اصحاب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ بسا اوقات اگر کوئی حادثہ ذات مبارک کو عارض ہو تو بعد آپکے ہم سب کس سے بیعت کرین اور کسکی امور دین میں متابعت کرین یعنے ایکا جانشین اور خلیفہ کون ہے آپنے کچھ جواب نہ دیا دو تین روز کے بعد پھر سب نے پوچھا پھر آپنے کچھ جواب نہ دیا غرض بعد تین روز کے آپنے فرمایا کہ آجکی شب جسکے گھر میں آسمان سے ستارہ ٹوٹکر گریگا وہ میرا وصی اور جانشین ہے پس اُس شب ایک ستارہ روشن تر آفتاب سے آسمان سے جُدا ہوا کہ کوئی اسکو زہرہ کہتا ہے اور کوئی مشتری اور آپکے گھر میں آنکر گرا پس منافقین نے کہا کہ واللہ محمد گمراہ ہوگیا ہے اپنے پسر عم کے سبب خدا تعالے نے یہ آیہ بھیجا والنجم اذا ہوی اور اسیطرح مفسرین اہل سنت نے اس آیہ کی تفسیر میں لکھا ہے از انجملہ مناقب میں ابن مغازلی شافعی نے بچند بن مسند انس اور ابن عباس سے نقل کی ہے اور الوحامد شافعی نے مختاب شرف المصطفے میں اور ابن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں بسند ہائے متعدد اور اور لوگوں نے بھی ہمیں مضمون اسکو لکھا ہے پس بنا بر نقل مخالف و مؤالف ثابت ہوا کہ یہ آیہ شان میں جناب امیر کے نازل ہوا ہے پس جب کہ رسولخدا نے تصریح کردی کہ جسکے گھر میں ستارہ گریگا وہی خلیفہ اور جانشین میرا ہے تو پس خلافت اور امامت اور وصایت غیر کی باطل ہوئی پانچوین آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ہے جسکے حاصل معنی یہ ہین کہ اے رسول ہمارے پہنچا تو اُسچیز کو کہ بھیجی گئی ہے طرف تیرے رب تیرے سے اور اگر نہ کرے گا تو یعنی نہ پہنچائیگا تو تو پس نہ پہنچایا ہوگا تو نے رسالت اُسکی کو اور اللہ نگاہ رکھیگا تجکو شر سے آدمیوں کے پس رسولخدا نے فرمایا کہ تہدید ہے بعد وعید کے اور البتہ میں حکم خدا جاری کرونگا اگرچہ مجھپر تہمت کذب کی کرین مگر یہ آسان تر ہے میرے نزدیک ہم سے کہ عقاب و عذاب کیا جاؤن دنیا اور آخرت میں

راوی کہتا ہے کہ جبرئیل امین علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا ساتھ بادشاہی مومنین کے یعنی کہا السلام علیک یا امیر المومنین جناب امیر المومنین نے رسولخدا سے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں ایک شخص کی آواز سنتا ہوں مگر اس شخص کو نہیں دیکھتا کہ وہ کون ہے آپنے فرمایا کہ وہ جبرئیل ہے کہ پروردگار کیجانب سے میرے پاس آیا ہے واسطے تصدیق اس وعدے کے کہ جسکا وعدہ مجھسے میرے خدا نے کیا تھا پس رسول مقبول نے سب اصحاب کو حکم کیا کہ علیؑ پر سلام کریں ساتھ بادشاہی مومنین کے یعنے السلام علیک یا امیر المومنین کہیں پھر بلالؓ کو حکم دیا کہ تم صبح کو سب غدیر خم پر حاضر ہوں اور کوئی شخص باقی نہ رہے جو حاضر نہو پس وقت صبح رسولخدا اجماعت صحابہ کے ساتھ تشریف لائے اور بعد حمد و صلوٰۃ کے فرمایا کہ یا ایہا الناس ایک حکم خدا تعالے نے تمہارے واسطے میرے پاس بھیجا ہے مگر میں نے اسکو بھی تمپر ظاہر نہیں کیا بخیال اسکے کہ مبادا تم مجھکو جھٹلاؤ اور دروغ کی نسبت میری طرف دو اب تمہید مجھپر وارد ہوئی لہذا میں اسکو تم سے بیان کرتا ہوں تو تم اسمیں مجھپر دروغ کی نسبت دو کہ میں اسکو آسان تر جانتا ہوں عقوبت خدا سے اے ایہا الناس جسکو خدا نے مجھے آسمان پر بلایا اور میں اسکی حضور میں حاضر ہوا تو مجھے ارشاد کیا کہ اے محمد میں ہوں محمود اور تو ہے محمد تیرا نام متعالی میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے پس جو تجھسے وصل کریگا میں اس سے وصل کرونگا اور جو تجھ سے قطع کریگا میں اس سے قطع کرونگا تو جا میرے بندوں کیطرف اور انکو خبر دے اس کرامت کی کہ جو میں نے نسبت تیرے کرامت کی ہے آگاہ ہو کہ میں نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ واسطے اسکے ایک وزیر مقرر کیا پس تو پیغمبر میرا ہے اور علیؑ وزیر تیرا ہے یہ فرما کر جناب رسولخدا نے دونوں ہاتھ جناب میکے اپنے دونوں ہاتھوں میں اس قدر بلند کئے کہ سفیدی زیر بغل کی سب نے دیکھی اور پہلے اس سے کبھی کسی نے نہ دیکھی تھی اور فرمایا کہ ایہا الناس من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنے جسکا میں مولا اور اولے بہ تصرف ہوں اسکا علیؑ بھی مولے اور اولی بہ تصرف ہے یہ سنکر جو لوگ کہ منافق تھے اور جنکے دلوں میں شک و شبہ تھا اور جو لوگ کہ حریص ہے اور حق سے پھرے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ ہم نہیں دیکھتے جانب خدا و محمد کے قول سے اور نہ مانا انکے قول کا ہمپر واجب ہے نہیں ہم راضی نہیں علیؑ کی ولایت سے سلمان رضؓ اور مقداد اور ابوذر اور عمار یاسر نے کہا کہ بخدا ہنوز ہم اپنی جگہ سے نہ گئے تھے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوا یعنے آج کے دن کامل کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور تمام کی میں نے تمپر نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام کو دین پس فرمایا جناب رسولخدا نے کہ حمد و سپاس کرتا ہوں میں اس خدا کو کہ جسنے کامل کیا دین کو اور تمام کیا نعمت اپنی کو اور راضی ہوا خوشنود ہوا میری رسالت اور علیؑ کی ولایت پر اور صاحب کتاب طرائف نے لکھا ہے کہ لوگوں کو حد جناب ہبیر کا اس مرتبہ پر پہنچا کہ بعض منافقین نے بہانہ مزاحتی کیا جیسا کہ حذیفہ بن یمان سے مروی ہے کہ جب جناب رسولخدا نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمایا تو نعمان بن منذر فہری اٹھا اور کہا کہ اے محمد اسکو تو نے اپنی طرف سے کہا ہے یا خدا کی طرف سے آپنے فرمایا کہ خدا ہی نے بھی سکا حکم دیا ہے یہ سنکر سنتے کہا کہ خداوند انازل کر اور صحیح مجھپر یہ کہکر وہ ملعون چلا ہنوز اپنے شتر تک کہ جسپر سوار ہو کر آیا تھا نہ پہنچا تھا کہ آسمان سے ایک پتھر اسکے سر پر گرا کہ وہ جہنم واصل ہوا اسوقت یہ آیہ سال سائل بعذاب واقع نازل ہوا اور ابن ابراہیم نے صعصعہ بن صوحان اور حنش بن قیس سے روایت کی ہے کہ کہتے ہیں کہ ہمنے ابن عباس سے سنا کہ وہ

کہتے ہیں کہ میں خدمت رسولخدا میں حاضر تھا کہ عمر بن حارث فہری آیا اور جناب رسولخدا سے کہا کہ تو نے جو ہمکو حکم کیا نماز کا
اور زکوٰۃ کا اور حج کا اور روزہ کا آیا یہ تیری طرف سے تھا یا خدا کی طرف سے آپنے فرمایا کہ یہ وظیفہ تھا جانب خدا سے اور ادای رسالت تھی مجھسے اور مین
کوئی چیز تمہاری طرف نہیں لایا مگر حکم خدا سے اُس ملعون نے کہا کہ تو نے حکم کیا وسطی دوستی علی بن ابی طالب کے اور گمان
کرتا ہے تو کہ علی تجھسے مثل یاروں کے ہی موافی سے اور کہتا ہے کہ شیعہ علی کے سوار ہونگے محمولین ناقوں پر اور بُلائے جائینگے
عرصۂ قیامت میں تا اینکہ پہنچیں گے کوثر پر اور پئین گے پانی اُسکا آیا یہ جانب آسمان سے ہے یا تیری جانب سے آپنے کہا کہ ہاں
خدا کی جانب سے بدرستیکہ خدا تعالے نے مجھی پیدا کیا ہی نور سے زیر عرش پہلے پیدا ہونے آدم سے پس اُس نور کو بیچ پشت
آدم کے قرار دیا پھر اُس نور کو ایک صلب سے طرف دوسری صلب کے نقل کیا پھر اُس نور کو دو ٹکڑے کیا ایک ٹکڑے کو بیچ
صلب عبد اللہ بن عبد المطلب کے قرار دیا اور دوسرے ٹکڑے کو بیچ صلب ابو طالب کے پس مجھکو اور علی کو اُس نور سے پیدا
کیا لیکن بعد میرے پیغمبری نہیں راوی کہتا ہے کہ عمر بن حارث فہری مع بارہ نفر کفار کے کھڑا ہوا اور کہا کہ بار خدایا
اگر محمد سچ کہتا ہے تو ہلاک کر تو عمر بن حارث اور اُسکی سب اصحاب کو ساتھ شعلۂ آتش کے راوی کہتا ہے کہ اُسی وقت آسمان سے
ایک شعلہ نازل ہوا اور اُسکو اور اُسکی اصحاب کو جلا دیا پس یہ آیہ سال سائل بعذاب واقع نازل ہوا یعنی سوال کیا سوال
کرنیوالے نے وسطی عذاب واقع ہونیوالے کے اور سید نے بیچ طرائف کے اور شیخ شرف الدین نے کنز من حفیان بن عتبہ سے
اور ہمنے جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا ہے کہ سال سائل بعذاب واقع للکافرین
بولایۃ علی پس یہ واقع اور یہ روایت سب کتب مخالفین اور صحاح مین بھی لکھی موجود ہے جو چاہے دیکھ لے جیسا کہ
فخر رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جو انکا امام ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول الخ فضائل مین جناب امیر کے نازل ہوئی اور
جب یہ آیہ نازل ہوا تو رسولخدا نے ہاتھ علی علیہ السلام کا پکڑا اور فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ
وعاد من عاداہ پس عمر بن خطاب نے ملاقات کی اور مبارکباد دی اور کہا کہ گوارا ہو اے پسر ابو طالب ہوا تو مولا ہر مومن اور
مومنہ کا پس ثابت ہوئی اُس آیہ اور اس حدیث سے فضیلت اور امامت جناب امیر کی اسوسطے کہ مولے کے معنے یہان
اولے بہ تصرف کے ہیں اور یہی معنی امامت کے ہین اور مولے کے معنی اولے کے بحسب لغت اور موافق قول شعرا ثابت
ہیں جیسا کہ ابو عبیدہ نے کہ لغت مین مدار اُسکی سخن پر ہے تفسیر اس قول حق تعالی کے کہ ماواکم النار وہی مولکم
اسطرح پر کی ہے کہ آتش جہنم اولے ہے ساتھ تمہارے پس مولے کے معنی اولے کے کہی ہین اور ایسی ہی بیضاوی
اور زمخشری اور سائر مفسرین نے اس آیہ مذکورہ مین یہی معنے کہی ہین اور یہی سب مفسرین نے اتفاق کیا ہی کہ یہ آیہ
شریفہ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون مین مراد یہ ہی کہ یہ اولی ہین ساتھ میراث کے اور فرا اور سب
اہل عربیت نے تصریح کی ہے کہ مولے اور اولے ایک معنی مین مستعمل ہین پس اب کوئی نہیں کہ سکتا کہ مولے کے
معنی اولے کے نہیں آتے رہا یہ امر کہ یہان مولے کے معنے اولے بہ تصرف ہی کئے ہیں جو کہ بمعنی امامت کے ہی نہ بمعنی
معنی محب اور ناصر وغیرہ کے بھی آئے ہون سو یہ امر بدلائل متعددہ اور بقرائن شتی ظاہر اور باہر ہے اول تو یہ امر نزد یک
عقل سلیم سب عقلا کے فہیم کے بدیہی اور ضروری ہے کہ مثلاً اگر ایک بادشاہ اپنی وقت رحلت اور نزدیک وفات

سب لشکر اور حشم اور خدم اور بیگانہ اور بیگانہ کو جمع کرے اور ایک اپنے عزیز ترین عزیز کا ہاتھ پکڑ کے سب کو دکھلا کر کہے
کہ جسکا مین مولے ہون اُسکا یہ شخص بھی مولے ہی اور پھر اُسکے یاورون کے لئے دعا اور اُسکے دشمنون اور خاذلون کے لئے
بددعا کرے اور اُن پر لعنت کرے تو پس رعایا اُس شخص کی یقین کریگی کہ بیشک مراد اُسکی خلافت اور جانشینی
اپنی ہے اور اسکو اپنے خلیفہ اور جانشین مقرر کیا ہے اور اگر مثلاً ایک بادشاہ ذوی الحکم عظیم الشان ایک مرد ضعیف
بے معین معاون کے واسطے کہے کہ جسکا مین یاور و معین و مددگار ہون اُسکا یہ شخص بھی یاور و معین و معاون ہے پس
یہ ہرنزد عقلا قبیح ہوگا سوا اسکے کہ بادشاہ سے تو یاری و امداد سب شخص کی بوجہ اتم ہو سکتی ہے مگر ایسے شخص ضعیف سے
مدد کا ہونا بس قلیل ہے پس بنا برین اور موافق عرف و عادت کے چاہیئے کہ وہ شخص کہ جسکے حق مین رسولخدا ایسی
بات ارشاد کرین مرتبہ اُسکا بحسب دین و دنیا برابر ہو اُس جناب کے مرتبہ کے اور لااقل مرتبہ ولایت اور نفاذ احکامات مین
تو برابر ہو پس بہر تقدیر یہ عبارت امامت اور وصایت پر دلالت کرتی ہے نہ محبت اور نصرت پر اور سوائے اسکے اور
بہت سی دلیلین اسپر کتب مبسوطہ مین لکھی ہوئی ہین جسکو تحقیق اس سے زیادہ منظور ہو اُنمین دیکھ لے یہ رسالہ مختصر
زیادہ اس سے لکھنے کی گنجایش نہین رکھتا **فصل پانچوین** جمع ذکر اُن احادیث کے کہ جو فضیلت اور امامت جناب
امیرالمومنین پر دلالت کرتی ہین شیخ صدوق نے امالی مین جناب صادق سے اور اُس جناب نے اپنے اباطاہرین سے
روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے علی مرتضے سے فرمایا کہ اے علی تو مجھسے بمنزلہ اسحق کے ہے ابراہیم سے اور بمنزلہ ہارون کے
ہے موسی سے اور بمنزلہ شمعون کے ہے عیسے سے مگر یہ کہ پیغمبری بعد میرے نہین ہے اے علی تو وصی میرا ہے اور خلیفہ میرے
جو شخص کہ تیری امامت اور وصایت کا انکار کرے گا وہ مجھسے نہین ہے اور نہ مین اُس سے ہون اور روز قیامت
اُسکا دشمن ہون گا اے علی تجھکو میری ساری اُمت پر فضیلت ہے سوا اسکے کہ تو سب سے پہلے اسلام و ایمان خدا اور رسول پر
لایا ہے اور دانش و دانائی اور عقل و علم تیرا سے زیادہ ہے اور سب پر تو شجاعت اور بہادری مین غالب ہے
اے علی تو امام اور امیر سب کا ہے اور وزیر اور جانشین میرا ہے بعد میرے نہین ہے نظیر اور مثل تیرا اے علی تو قسمت
کرنیوالا ہے بہشت کا اور دوزخ کا اور بسبب تیری دوستی کے پہچانے جاتے ہین نیکوکار اور ساتھ دشمنی تیری کے
پہچانے جاتے ہین بدکردار اور تمیز پاتے ہین اچھے بُرون سے اور مومن کافرون سے اور عیون مین امام رضا سے مروی
ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ رسول خدا نے ام سلمہ سے ارشاد کیا کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون گوشت
اُسکا گوشت میرا ہے اور خون اُسکا خون میرا ہے اور وہ مجھسے بمنزلہ ہارون علیہ السلام کے موسی سے ہے اور کشف الیقین
مین اُس سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ مین جناب رسولخدا کی خدمت مین حاضر تھا کہ آپنے مجھسے ارشاد کیا کہ اسوقت
وہ شخص آتا ہے جو کہ سید ہے مسلمانون کا اور میرے مومنون کا اور بہتر ہے اوصیائے پیغمبران سابق کا پس
علی ابن ابی طالب تشریف لائے اور یہی فرمایا آپنے کہ علی میرا مومنون کا ہے اور صدوق میرے علم کا ہے
اور وصی میرا ہے اور اہلبیت میرے سے ہے اور بھائی میرا ہے دنیا مین اور ساتھ میرے ہے درجہ علی مین عقبہ
مین اور معراج مین منقول ہے کہ ایک یہودی اولاد بادشاہان فارس سے فصیح نہایت خوش کلام رسولخدا کی

خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کہ مین آپسے ایک سوال کرتا ہون اگر اسکا جواب باصواب پاؤنگا تو مسلمان ہوجاؤنگا اول
آپ ارشاد کرین کہ خدا کہان ہے آپنے فرمایا کہ خدا ہر مکان مین ہی اور کسی جگہ نہین ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا بدون
مکان کے یہودی نے کہا کہ ای محمد صاحم تمنے اپنی پروردگار کی صفت عظیم اور وصف فخیم تو بیان کیا مگر یہ ہم کیونکر جانین کہ
تم اُسی کے بھیجے ہوئے آئے ہو جناب امیر فرماتے ہین کہ سُنتے ہی کہا تو سُنا اینے کہ کوئی سنگ و کلوخ ہمارے نزدیک تھا
کہ جسنے وحدانیت خدا اور رسالت محمد مصطفے صلعم کی گواہی ندی اور مینے ہی گواہی دی پس وہ یہودی مسلمان ہوا
آپنے اُسکا نام عبد اللہ رکھا سُنے عرض کی کہ یا حضرت یہ شخص کون ہے اور اشارہ کیا طرف جناب امیر کے آپنے فرمایا کہ یہ
بہترین اہل میرے ہی ہے اور سب سے زیادہ نزدیک ہے ساتھ میرے اور یہی ہی وزیر میرا میری حیات مین اور خلیفہ میرا ہی بعد
میری ممات کے اور تو بھی سُن رکھہ یہ اور ہر حق کے ہی تجھے بھی لازم ہے اسکی اطاعت اور تبعیت اور اسکی قول کی تصدیق
کرنی غرض بہت سی روایات میں وارد ہی کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اگر پیغمبری بعد میرے ہوتی تو علی ہی
پیغمبر ہوتا جیساکہ اس مضمون کو خطیب نے اپنی تاریخ مین اور عبد الملک بکری نے فضائل مین اور ابو بکر بن الملک سے ابن
فلاح اور علی بن جعل نے اپنی احادیث مین اور ابن فیاض نے شرح اخبار مین عمار بن مالک سے اور اُسنے سعید سے اور اُسنے
اپنے باپ سے روایت کی ہی اور مستدرک مین بچند طریق اور عمدہ مین جبل سے اور صحیح مسلم اور بخاری اور ترمذی اور
ابو داؤد اور مسند حنبل وغیرہ کتب اہل خلاف مین بھی یہ حدیث موجود ہے اور یہی ابن عباس سے روایت ہے کہ کہتے ہین
کہ مین نے دیکھا حسان کو منی مین کہ خدمت مین رسول خدا کے کہڑا تھا کہ آپنے فرمایا اے گروہ مسلمین یہ ہی علی بن
ابی طالب علیہ السلام سید عرب و صی اکبر کہ مرتبہ اسکا مجھسے مرتبہ ہارون کا ہی موسٰے سے مگر یہ کہ بعد میرے نبوت نہین
اگر ہوتی تو وہ ہی نبی ہوتا اور توبہ کسی کی قبول نہین ہوتی مگر ساتھ اسکی دوستی اور محبت کے کہو اے حسان آپکی
شان میں کچھ شعر سُنے یہ شعر انشا کئے ؎ لا یقبل التوبۃ من تائب ✦ الا بحب بن ابی طالب ✦ اخو رسول اللہ
بل صہرہ ✦ والصہر لا یعدلہ بالصاحب ✦ ومن یکن مثل علی وقد ✦ رودت لہ الشمس من المغرب ✦ رودت علیہ الشمس
فی منوہ ✦ بیضا کان الشمس لم تغرب یعنی نہیں قبول ہوتی توبہ کرنیوالے کی مگر ساتھ دوستی اور محبت علی بن
ابی طالب کے کہ وہ بھائی رسول اللہ کا ہے بلکہ داماد اُسکا ہے اور نہین جدائی ہی داماد کے ساتھ صاحب کی اور کون
شخص ہے مثل علی کے حالانکہ رجعت کے واسطے اُسکے آفتاب نے مغرب سے پھر اشمس اگی واسطے جج جائے طلوع اپنے کے سفید
گویا کہ شمس غائب ہی نہ ہوا تھا اور امالی میں جناب صادق سے روایت کی ہے کہ اُس جناب نے فرمایا کہ ہم اہلبیت
اول ہین سب سے خدا تعالے نے بلند کیا ہی ہمارے نام کو اور جب خلق کیا خدا نے آسمانو کو اور زمین کو تو حکم کیا
منادی کو کہ سُنے ندا کی تین ۳ دفعہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اور تین مرتبہ محمد رسول اللہ اور تین مرتبہ اشہد ان امیر
المؤمنین حقا اور کتاب کشف الیقین مین ابن عباس سے روایت کی ہی کہ رسولخدا صحن خانہ مین تشریف رکھتے تھے اور
سر الوحی آپ کا دحیہ کلبی مین تھا کہ جناب امیر تشریف لائے اور دحیہ سے کہا کہ کسطرح صبح کی رسولخدا نے دحیہ نے
کہا کہ بہ خیر و خوبی کے پھر دحیہ نے کہا کہ ای علی مین دوست رکھتا ہون اور بدرستیکہ تیرے واسطے مدح اور ثنا ہے

خوشخبری دیتا ہون کہ تو ہی ہے امیر مومنون کا اور گھسنے والا ہاتھ اور پاؤن پیشانی سفیدون کا اور تو ہی ہے سید فرزندان
آدم کا بعد پیغمبرون اور رسولون کے لوائے حمد قیامت کے روز تیرے ہی ہاتھ مین ہوگا خرامان خرامان جائینگے ہمراہ تیرے
اور ہمراہ محمدؐ کے شیعہ اور تو ابعین تمہاری طرف جنت کے بہ تحقیق کہ رستگار ہے وہ شخص کہ جو تجھی دوست رکھیگا اور
دوستدار محمدؐ کے دوستدار تیرے ہین اور دشمن رسول خدا کے دشمن تیرے ہین اور تیرے دشمنون کو شفاعت رسولخدا کی
نصیب ہوگی آنزدیک میرے ای برگزیدۂ خدا اور رسول اور سرمبارک جناب رسولخدا کا اپنی دامن مین دیا اور چلا گیا رسول
خدا نے بیدار ہوکر پوچھا کہ اے علیؑ یہ آواز کیسی تھی جناب امیرؑ نے سارا قصہ عرض کیا آپنے فرمایا کہ ای علی وہ وحیہ کلبی نہ تھا
بلکہ جبرئیل تھا کہ تیرا نام اس نام کے ساتھ لیا کہ جس نام سے خدا تعالے نے تجھی مسمی کیا ہے اور یہ وہ شخص ہے کہ جو تیری محبت
مومنین کے سینہ مین ڈالتا ہے اور سطوت اور دبدبہ تیرا کافرون کے دلین داخل کرتا ہے۔ اور کشف الغمہ مین روایت ہے
آزاد کردہ جناب امیر المومنین سے کہ جناب امیر ایک زمین مین زراعت کر رہے تھے اور مین بھی آپکی خدمت مین حاضر تھا کہ ابوبکر اور عمر آئے
اور کہا کہ السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ایک شخص نے پوچھا کہ تم حال حیات جناب رسولخدا مین بھی یہی
کہا کرتے تھے انہون نے کہا کہ ہان جناب رسولخدا نے ہمکو یہی حکم دیا تھا کہ تم سب علیؑ پر امیر المومنین کہکر سلام کیا کرو اور شیخ
صدوق نے امالی مین بہ سند زید بن علیؑ سے اور سنے جناب امام رضا علیہ السلام سے اور اس جناب نے اپنے آباء طاہرین سے
روایت کی ہے اور رسولخدا نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالے نے خلق کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرونکو اور مین ان سب مین گرامی
ترہون نزدیک خدا کے اور فخر نہین کرتا اور خلق کیا خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار وصی کو اور علی فاضل ترین اور گرامی ترین
ان سبکا ہے دیگر صاحب کتاب رضہ نے سلمان اور ابوذر اور مقداد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص اہل کوفہ سے زمانہ خلافت عمر
بن الخطاب مین ان بزرگوارون کے پاس آیا یعنی سلمان وغیرہ کے اور کہا کہ مجھہ ہدایت کرو انہونے کہا کہ تجھہ لازم ہے پیروی
کتاب خدا کا اور پیروی کرنا علیؑ مرتضی کا کہ وہ ساتھہ کتاب خدا کے ہے اور کبھی وہ کتاب خدا سے جدا نہوگا بہ تحقیق کہ ہم گواہی
دیتے ہین اور رہنے بگوش خود سنا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا حق ساتھہ علیؑ کے ہے اور علی ساتھہ حق کے ہے اور حق پھرتا ہے علی کیطرف جہانتک
وہ جاتا ہے بدرستیکہ علیؑ اول اس شخص کا ہے کہ جو ایمان لایا ہے ساتھہ خدا کے اور اول اس شخص کا ہے کہ مصافحہ کریگا ساتھہ میرے
بروز جزا اور وہ صدیق اکبر ہے اور جدا کرنیوالا ہے حق کو باطل سے اور جانشین میرا ہے میری امت مین بعد میرے اور وہ جہاد
کرنیوالا ہے اوپر طریق میرے کے اور یہی کتاب شرف النبی مین بروایت معتبرہ منقول ہے کہ ایک روز رسول رب متعال
خاتم الرسل منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ کہان ہے علی بن ابی طالب یہ سنکر امیر عرب کھڑے ہوئے اور عرض کی حاضر
ہوں یا رسول خدا فرمایا میرے پاس آؤ جب آکے پاس آئے تو آپنے سینہ صفا گنجینہ اپنے سے انکو لگایا اور مابین عینین بوسہ
دیا راوی کہتا ہے کہ مینے دیکھا کہ اشک خونین چشمہای حق بین سے سینہ حقایق خزینہ پر جاری ہوئے اور باواز بلند وصوت
علی فرمایا کہ اے معشر المسلمین یہ ہے علی بن ابی طالب اور یہ ہے شیخ و بزرگ مہاجرین و انصار کا اور یہ ہے بھائی میرا اور
ابن عم میرا اور خون اور لحم اور شعر میرا اور یہ ہے پدر سبطین یعنی حسن و حسین سیدی شباب اہل الجنۃ اور یہ ہے کہ دور کرنیوالا
ہے کرب و حزن کو مجھسے اور یہ ہے اسد اللہ اسکی زمین مین اور سیف اللہ اسکی اعدا پر پس اسکی متعصب اور عدو پر لعنت ہے اللہ کی

اور لعنت ہو لعنت کرنیوالونکی اور ہمیشہ جلالہ بری اور بیزار ہی اُس سے پس جو شخص چاہے کہ خدا و رسول اُس شخص سے بیزار ہوں تو وہ شخص علی سے بیزار ہو پس چاہیئے کہ پہنچائیں حاضرین اسکو طرف غائبین کے اور بھی کشف الغمہ سے منقول ہے کہ جہانیان نے اپنی کتاب مسمّی بہ ملفوظات مین نقل کی ہے کہ ایک دن ابوبکر اور عمر اور علی بن ابی طالب کہین جاتے تھے اور جناب امیر بیچ مین اُن دونون صاحبونکے تھے مگر چونکہ آپکا قد قصیر تھا اور شیخین کا قد طویل تو بطور مزاح شیخین نے کہا کہ یا علی انت بیننا کالنون فی لنا - یعنی اے علی تم ہم دونوں کے بیچ مین ایسے ہو جیسے نون بیچ مین لنا کے آپنے اُنکے جواب مین برجستہ ارشاد کیا لسلولا انا بیننا لکنتما لا - یعنی اگر مین نہ ہوتا تمہارے بیچ مین تو تم دونون لا ہو جاؤ یعنے نیست و نابود اور کچھ حقیقت تمہاری نہ رہے - اور یہ بھی اوسی کتاب مین ہے کہ ایک روز دو شخص کہ جنکی دلون مین جناب امیر کی طرف سے نفاق تھا حضرت کیخدمت مین آئے اور بر سبیل امتحان پوچھا کہ یا امیر اس شخص نے میری نہایت اہانت کی اور مجھے نہایت ذلت دی اور کمال ذلیل کیا کہتا ہے کہ شکم تیری ماں سے خواب مین صحبت کی اور محتلم ہوا شرع مین اسکی تعزیر کیا ہے آپنے فرمایا کہ اسکو دھوپ مین کھڑا کرو اور اسکی سایہ پر درّے مارو اور بھی ابوالمتوکل باجی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ جب قیامت قائم ہوگی تو خطاب رب الارباب سے یہ پہنچیگا کہ اے محمد اور اے علی ڈالو تم جہنم مین اپنے دشمنونکو اور داخل کرو جنت مین اپنے دوستونکو پس بہائی میر علی آئیگا اوپر کنارہ جہنم کے اور کہیگا کہ ہذا لک و لاہلک یعنی اے جہنم یہ شخص تیرے واسطے ہے اور یہ میرے واسطے ہے اور یہی معنی ہین قول اللہ تعالے کے والقیا فی جہنم کل کفار عنید یعنی ڈالو اے محمد اور اے علی جہنم مین ہر کافر ہٹ دھرم کو اور منکر ولایت کو اور یہی اوپر طریق شیعہ کے ابوجعفر محمد ابن بابویہ قمی نے کتاب اعتقادات مین جناب صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ ہم جناب نے فرمایا کہ نہین ہے کوئی یہ قرآن مین کہ جسکا شروع یا ایہا الذین آمنوا ہو مگر یہ کہ علی ابن ابی طالب امیر اُسکا اور قائد اُسکا اور شریف اُسکا اور اول اُسکا ہے اور نہین ہے کوئی آیہ قرآنمین کہ جو سائق ہے کھینچنے والا ہے طرف جنت کے مگر یہ کہ وہ آیہ حق مین نبی اور ائمہ اور پیروان ائمہ کے نازل ہی اور نہین کوئی آیہ کہ کھینچتا ہے طرف آتش جہنم کے مگر یہ کہ وہ آیہ نازل ہے حق مین مخالفین اور اعدا نبی اور ہم ائمہ کے اور جن آیات مین ذکر ہے اولین کا یعنے پہلے لوگونکا اور وہ آیات خیر مین وارد ہین تو پس وہ واسطے اہل خیر کے ہین اور جو آیات شر مین وارد ہین تو پس وہ واسطے اہل شر کے ہین اور نہین ہے اہل خیر مین کوئی صاحب خیر و خوبی کہ بہتر ہو کسی اور نہین ہے کوئی وصی اوصیائے انبیائے ماضیہ سے کہ افضل ہو اوصیائے ختم الرسل سے اور نہ کوئی امت امم سابقہ سے افضل ہے اس امت سے اور وہ در حقیقت شیعیان اہلبیت نبی ہین اور نہ کوئی زیادہ شریر ہے اعدائے اہلبیت سے غرض اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلام الہی مین جو جسم کہ حسن اور نیک اور پسندیدہ ہین اور محبوب خدا ہین اُنسے کنایہ ہے اہلبیت کے ساتھ اور جو جسم برے اور زشت اور قبیح ہین اور مبغوض ہین عند اللہ اُنسے کنایہ ہے سارے دشمنان اہلبیت کے ساتھ اور یہی فضل بن شاذان سے مروی ہے کہ ابی عبداللہ نے فرمایا کہ ہم ہین اہل خیر کے اور سب خیر فرع ہیں ہمارے خیر کی اور جملہ خیرات سے توحید ہے اور صلوٰۃ اور صیام اور کظم غیظ اور عفو گناہ اور ترحم بر فقیر اور مدارات ہمسایہ اور اقرار بہ فضیلت فضلا اور ہمارا دشمن اہل اور پیرو ہے ہر شر اور برائی کی

اور سب شر فرع ہین اُسکی کہ جملہ اُسکی سے کذب اور نمیمہ یعنی بدگوئی اور بخل اور قطع رحم اور اکل مال یتیم بغیر حق اور تجاوز حدود خدا سے اور ارتکاب بافواحش ظاہرہ و باطنہ اور سرقہ اور زنا وغیرہ ہے اور کاذب ہی ایسا شخص کہ کہے کہ ہم اہلبیت کے ساتھ ہیں اور حالانکہ وہ دوستی رکھتے ہین اور متعلق ہین ہمارے دشمنون کے ساتھ اور یہی مسند احمد حنبل مین ابن عباس سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ مینے سُنا اُن کانون سے کہ امیر المومنین نے ارشاد کیا انا عبد اللہ و خو رسولہ و انا صدیق الاکبر لا یقول لہا غیری الا کاذب مفتر یعنی مین بندہ خدا کا ہون اور بھائی اُسکے رسول کا اور مین صدیق اکبر ہون نہ کہیگا اس کلمہ کو کوئی سوا میرے مگر جھوٹا مفتری یعنی جو کوئی اپنا لقب صدیق کریگا وہ جھوٹا ہے سوائے میرے اور کوئی صدیق نہین اور یہی فرمایا رسولخدا نے کہ اے علی تو اور شیعہ تیرے آئین گے قیامت کے روز اس حال مین کہ وہ راضی ہونگے خدا سے اور خدا راضی ہوگا اُنسے اور آئیگے دشمن تیرے اس حال مین کہ خدا سے غضبناک ہوگا اور یہی صواعق محرقہ مین ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آیہ ان الذین آمنو و عملو الصالحات اولئک ہم خیر البریہ نازل ہوا تو رسولخدا نے یہ فرمایا کہ علی خیر البشر بعدی من ابی فقد کفر یعنی علی بہتر ہے سب آدمیون سے بعد میرے جسنے انکار کیا اُسنے کفر کیا۔ صواعق محرقہ اور مودات مین ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ علی باب حطہ ہی جو شخص داخل ہوا اُسمین ہوا وہ مومن اور جو شخص خارج ہوا اوس سے ہوا وہ کافر اور یہی مناقب خطب مین ابن مردویہ سے اور فردوس الاخبار مین اور مودات مین اور صواعق مین ابن عباس سے منقول ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ علی بمنزلہ راس من بدنی یعنی علی بمنزلہ سر کے ہی بدن میرے سے اور یہی مناقب خطب مین ہے کہ ایک حلقہ جنت کا یاقوت سُرخ کا ہے اور پر صفحون طلا کے تعبیہ کیا ہوا جسوقت در بہشت پر اُس حلقہ کو مارتے ہیں تو اُس سے آواز نکلتی ہے علی علی۔ اور یہی اس کتاب مین عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول خدا نے کہا کہ جبکہ خدا تعالے نے آدم کو پیدا کیا اور روح کو اُنمین پہونکا تو اُنکو چھینک آئی اُنہون نے الحمد للہ کہا وحی کی خدا تعالے نے کہ حمد کی میری میرے بندے نے قسم ہے مجھی اپنے عزت و جلال کی کہ اگر مقصود آفرینش سے وہ بندے نہوتے دار دنیا مین تو نہ پیدا کرتا مین تجھکو پوچھا حضرت آدم نے کہ آیا وہ دونون مجھسے ہونگے ارشاد ہوا ہان اے آدم اوپر نظر کر آدم نے سر اُٹھاکر اوپر دیکھا تو عرش پر لا الہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ و علی مقیم الحجۃ لکھا پایا تفسیر ثعلبی مین ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ لا یجمعوا بین اسمی و کنیتی انا ابو القاسم اللہ یعطی و انا اقسم لم یرخص ذلک لعلی و نہ یعنے نہ جمع کرین لوگ میرے نام مین اور کنیت مین یعنی کوئی شخص ابو القاسم اور محمد اپنا نام نہ رکھے پھر فرماتے ہین کہ مین ابو القاسم ہون اللہ مجھی دیتا ہے مین تقسیم کرتا ہون پھر اُس جناب نے رخصت دی واسطے علی کے کہ اپنے فرزندونکی یہ دونون نام رکھے جیسا کہ مستدرک حاکم مین محمد حنفیہ سے مروی ہے کہ ایک روز طلحہ مین اور جناب امیر مین جھگڑا ہوا طلحہ نے کہا کہ تم اپنے فرزندون کا نام محمد رکھا اور ابو القاسم اُنکی کنیت کی حالانکہ رسولخدا نے جمع کرنیکو ہی نام اور اس کنیت کی مذمت پر حرام کیا ہے آپنے ایک شخص کو حاضرین مین سے ارشاد کیا کہ فلان فلان شخص کو حاضر کر جب حاضر ہوئے تو آپنے اُنسے اس امر مین استشہاد کیا اُن سب اصحاب رسولخدا نے گواہی دی کہ ہان رسولخدا نے جناب امیر کو اس نام

اور لقب کے جمع کرنے کے لئے رخصت دی تھی اور باقی سب امت پر حرام کیا تھا اور یہی صواعق وغیرہ میں مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ میں اور علی ایک شجرہ سے ہیں اور اور سب آدمی اشجار شتی اور پراگندہ سے ہیں۔ اور یہی کتاب مذکور میں مروی ہے کہ اس جناب نے فرمایا کہ خدا تعالے نے ہر نبی کی ذریت کو اسکی صلب سے پیدا کیا ہے اور میری ذریت کو صلب علی ابن ابی طالب سے پیدا کیا ہے اور یہی امین مذکور نے کہ آپنے فرمایا کہ عنوان صحیفۃ المومن حب علی یعنے سرنامہ صحیفہ مومن کا دوستی علی کی ہے اور عمدہ فضائل اس جناب سے ایک یہ فضیلت ہے کہ جسکو خاصہ اور عامہ نے بیان کیا ہے کہ جناب رسولخدا نے جب مکہ معظمہ کو فتح کیا تو خدا تعالے نے یہ آیہ وافی ہدایہ اس جناب پر نازل کیا کہ وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا۔ اسوقت جبرئیل امین نے عرض کی کہ یارسول اللہ آپکو حکم خدا یہ ہوا ہے کہ آپ عصا اپنا اوکہار کر ان بتوں پر کہ جو خانہ کعبہ میں رکھے ہیں مارین اسیسے یہ بت سب گر پڑینگے پس وہ جناب موافق فرمودہ خداوند عالم لوک عصا ایک ایک بت کی آنکھ میں مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ جاء الحق وزہق الباطل فورا وہ بت منہ کے بل سطح کعبہ سے نیچے گر پڑتا تھا تا اینکہ سب بت گر پڑے مگر ایک بت کہ نام اسکا ہبل تھا اور بہت بلندی پر رکھا ہوا تھا باقی رہگیا اور وہ زرد شیشہ کا بنا ہوا تھا آپنے جناب امیر سے فرمایا کہ اے علی تم میرے شانے پر چڑھ کر اس بت کو گرائے ہو یا میں تمہارے شانے پر چڑھ کر گراؤں جناب امیر نے باس ادب عرض کی کہ آپ میرے شانے پر چڑھیں اور اسکو گرادیں آپنے فرمایا کہ اے علی تم قادر نہیں ہو کہ میرا بوجھ اٹھا سکو اور نہ کوئی اہل دنیا سے قدرت رکھتا ہے کہ ایک عضو کا بھی بوجھ میرے عضو سے اٹھا سکے یہ فرماکر آپنے اپنا پاؤں جناب امیر کے شانے پر رکھدیا فرماتے ہیں جناب امیر کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ شانہ میرا ٹوٹا جاتا ہے میں نے فریاد کی کہ الامان ای رسول انس وجان قریب ہے کہ اعضا میرے متفرق اور جدا ہو جائیں آپنے میری استغاثہ اور فریاد سنکر پاؤں شانے پر سے اٹھا لیا اور فرمایا کہ اے علی یہ بوجھ نبوت کا ہے کسکی طاقت ہے کہ کوئی اسکو اٹھا سکے یہ فرماکر آپ خم ہوئے اور فرمایا کہ اب تم میرے شانے پر سوار ہو کر اس بت کو گرادو پس جناب امیر حضرت کے شانے پر سوار ہوئے اور آپ انکو لیکر کھڑے ہو گئے طول کعبہ کا چالیس گز کا تھا آپنے فرمایا اے علی تم پہنچے جہانتک چاہتے تھے پہنچا عرض کی کہ ہاں یارسول اللہ قسم ہے مجھے خداوند عالم کی کہ میں اپنے تئیں ایسا دیکھتا ہوں کہ اگر چاہوں تو آسمان کو ہاتھ سے مس کرلوں اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پوچھا کہ اے علی تم اپنے تئیں کیسا دیکھتے ہو عرض کی کہ یا حضرت میں دیکھتا ہوں کہ سارے پردے میری آنکھوں کے سامنے سے اٹھ گئے ہیں کہ گویا سر میرا ساق عرش تک پہنچا ہے اور جس چیز کی طرف میں ہاتھ بڑھاتا ہوں وہ چیز میرے ہاتھ میں آجاتی ہے آپنے فرمایا کہ خوشا وقت تمہارا کہ تم کا رحق کرتے ہو اور خوشا حال میرا کہ میں بار حق اٹھائے ہوں۔ غرض جناب امیر نے اس بت کو کہ وہ قبیلہ بنی خزاعہ کا تھا اٹھا کر اوپر سے تلے پھینک دیا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور پھر وہ جناب بسبب ادب کے میزاب کے قریب سے کود پڑے اور کود کر ہنسنے لگے آپنے پوچھا کہ اے علی تم کیوں ہنسے عرض کی میں اسواسطے ہنسا کہ اتنی دور سے میں نے اپنے تئیں گرادیا اور کسیطرح کا الم مجھے نہ پہنچا آپنے فرمایا کہ اے علی کیونکر تمہیں الم پہنچتا کہ محمد تمہیں اٹھائے ہوئے تھا اور جبرئیل تمہارا اوتارنیوالا تھا اور ابن عباس سے منقول ہے

کہ روز فتح مکہ گرد خانہ کعبہ تین سو ساٹھ بت قبائل عرب کے رکھے تھے اور وہ سب قبائل اونکی طرف حج کرنے کو آتے تھے اور
شتر ونکو نحر کرتے تھے اور بتون کا طواف کرتے تھے ایک روز خانہ کعبہ نے خداوند حقیقی سے شکایت کی کہ اے خدائے برحق
کب تک یہ اصنام میرے گرد عبادت کئے جائینگے اور تیری عبادت موقوف رہیگی وحی کی خداوند عالم نے اسکی طرف جسکا
حاصل یہ ہے کہ قریب ہے کہ ہم بدلین گے اس حالت کو واسطے تیرے طرف دوسری حالت کے کہ لوگ آئینگے تیری طرف اور
تیرا طواف کرینگے اور گرد تیرے آواز تلبیہ کی بلند کرینگے۔ پس جب روز فتح آیہ مذکور نازل ہوا تو آپنے اپنی عصا سے
سب بتون کو گرا دیا حالانکہ اُنکو سیسہ اور لوہے سے کمال استحکام و مضبوط کر رکھا تھا اس سے سب لوگونکو تعجب معلوم ہوا
اور کفار اور منافقین نے کہا کہ محمد بڑا جادوگر ہے کہ اسکے سحر مین مثل اپنا نہین رکھتا۔ الغرض جناب امیر کو واسطے یہ فضیلت رفیع
اور منزلت منیع اور درجہ عظیم ایسا ثابت ہے کہ اور کسیکے لئے ثابت نہین ہوا۔ اور کتاب زین الفتی مین میمون بن مہران
سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ مین عبد اللہ بن عباس کے ساتھ طواف خانہ کعبہ مین مشغول تھا کہ دیکھا مینے کہ ایک جوان
دامن جامہ کعبہ کا پکڑے کہہ رہا ہے اللھم انی ابرء الیک من علی ابن ابی طالب و مما احدث فی الاسلام یعنی اے بار خدایا مین
بیزار ہوں طرف تیرے علی بن ابی طالب سے اور اس چیز سے کہ حادث کیا اسکو اسلام مین ابن عباس نے یہ سُنکر کہا کہ اس شخص کو
میرے پاس بلا لاؤ مین اسکو بلا کر لایا وہ آنکر جانب مین ابن عباس کے بیٹھا ابن عباس نے اُس سے کہا کہ تو کون ہے اور
کیا تیرا نام ہے اُسنے کہا کہ مین زمعۃ بن الخارجہ خارجی ہون ابن عباس نے کہا کہ یا زمعۃ علی نے اسلام مین کیا احداث کیا
ہے اُسنے کہا کہ اُسنے قتل کیا مسلمانونکو روز جمل و صفین ابن عباس نے کہا کہ اے شخص تو نہایت غبی اور ضعیف العقل ہے
علی بن ابی طالب نے تو ابتدا نہین کی مگر اُس شخص پر کہ جسنے خروج کیا موت پر اور مقاتلہ کیا اُن سے۔ اور علی ابن ابی طالب
واسطے چار فضیلتین اور چار خصلتین ایسی ہین کہ اگر وہ تمام عالم کے لوگون پر تقسیم کیجائین تو سب کے واسطے وسعت
رکھہ سکتے ہین اُسنے کہا کہ وہ کیا خصلتین ہین اُنکو بیان کرو تا مین اُنکو سُنکر توبہ کروان۔ ابن عباس نے کہا کہ اول خصلت
اور فضیلت یہ ہے کہ وہ سب سے اوّل اسلام لائے اور کبھی بت کی عبادت نہین کی اور کبھی شراب نہین پی۔
دوسری فضیلت یہ ہے کہ جب جبرئیل وحی جانب رب جلیل سے لیکر نازل ہوتے تھے تو وہ انکی پیروی کی آواز
محسوس کرتے تھے اور ہم سب سے اور کسی کو محسوس نہوتی تھی۔ تیسرے یہ کہ جب ارادہ کیا خداوند عالم نے کہ جناب
فاطمہ کی علی سے تزویج کرے تو حور العین کو حکم کیا کہ سب زینت کر کے ایک جگہ جمع ہوں اور طوبےٰ کو حکم کیا کہ دُر و یاقوت
کو نثار کرے پس اُسنے جواہرات اسقدر نثار کئے کہ مثل جبال و تلال کے انبار ہو گئے اور ان جواہرات کو سب حوروں نے لوٹا اور
ایک دوسرے کو آپس مین ہدیہ بھیجتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ یہ ہدیہ ہے علی اور فاطمہ کا اور چوتھی یہ کہ جب جناب رسولخدا نے مکہ کو
فتح کیا تو حضرت علی کو اپنے دوش مبارک پر سوار کیا اور بتون کو توڑوایا جب اُس شخص نے یہ فضایل آپکے سُنے تو اُسنے
اپنے اس فعل سے توبہ کی اور دوست ہوا جناب امیر کا غرض جو لوگ کہ دشمن ہین جناب امیر کے وہ اپنی بڑی فضیلت کو
اُن جناب کی مٹاتے ہین اور اسکی تاویل مین کہتے ہین کہ اگر رسولخدا نے جناب امیر کو اپنے دوش پر چڑھایا تو کیا اُنکی
واسطے بزرگی اور کرامت حاصل ہوئی اسواسطے کہ ہر شخص اپنے اطفال صغیر اور چھوٹے بچون کو اپنے کاندھے پر سوار کیا

کرتے ہین بلکہ فضیلت ہی تو واسطے حضرت ابوبکر کے کہ اُنہون نے رسولخدا کو اپنی پشت پر سوار کیا اور اُس جناب کا بوجھ اُٹھایا تو فضیلت اونکو ہوئی نہ علی کو مگر یہ قول اُنکا ازراہ عداوت و دشمنی کے ہی کہ اگر یہ امر باعث فضیلت اُس جناب کا نہ تہا تو جلا محدثین اور علما اور مفسرین مثل احمد حنبل اور ابی یعلی الموصلی اور خطیب وغیرہ نے جو اُس جناب کی فضیلت مین لکہا ہی اور اُس جناب کی فضیلت ثابت کی ہی باوجود تعصب اور عناد کے کبھی مقام فضیلت مین نہ لکہتے اور فضیلت ثابت نہ کرتے بلکہ شعرا نے بہی اس فضیلت مین شعر کہے ہین دوسرے یہ کہ دوش مبارک رسول امجد پر سوار ہونا ایک منزلت شریف اور مرتبہ عظیم ہے کہ جسکا مثل نہین ہو واسطے کہ دوش نبی اشرف ہے عرش و کرسی سے جیسے کہ نبی اشرف ہین عالم علوی اور سفلی سے پس کیونکر افضل نہو وہ شخص جو سوار ہوا ہو اُس کتف پر کہ جو قوام عرش سے عظیم ہو اور سوائے اسکے کتنی فضیلتون کو یہ قصہ متضمن ہے ایک تو شرکت جناب امیر کی جناب رسولخدا کے ساتھ بتوڑنے مین اور بیشک کل فعال جناب رسول متعال کے شریف ہین خصوص یہ فعل کہ سب فعلون سے افضل ہے پس شریک ہونا افضل فعل مین رسولخدا کے ساتھ کس قدر فضیلت رکہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس سے نصرت اور معاونت جناب امیر کی اُس جناب کے ساتھ ثابت ہوتی ہے اور یہ کمال شرف اور مجد و بزرگی کی بات ہے کہ کوئی رسول مقبول کا معین اور مددگار ہو پس وہ جناب کیون کر افضل و اعلی نہو اُن لوگون سے کہ جو جناب رسولؐ کو دشمنون مین چہوڑ چہوڑ کر بہاگ گئے تیسری فضیلت یہ ہے کہ وہ جناب سطح کعبہ پر کہ وہ افضل ہے سب جگہ سے چڑہی پس اذان نبی سے چڑہنا اُس جگہ پر کہ جو سب امکن سے افضل اعلی ہی واسطے توڑنے بتون کے کس قدر فضیلت اور بزرگی رکہتا ہی غرض جیسے کہ عروج آسمان پر باعث کمال فضیلت رسول مقبول ہے ویسے ہی یہ امر کمال فضیلت جناب امیر ہے تعجب ہے اُن لوگون سے کہ جو ابوبکر کی فضیلت اتنی بات سے ثابت کرتے ہین کہ وہ جناب رسولخدا کے ساتھ غار مین گئے اور اتنی بڑی فضیلت کو جناب امیر کی مٹاتے ہین پس یہ کمال دشمنی ہے اُن لوگونکی اُس جناب کے ساتھ چوتہی فضیلت اُس جناب کی یہ ہی کہ بتون کو توڑا پس یہ امر نہایت عظیم اور کار مہم ہے کہ ہمین عز از دین اور ذلت مشرکین ہے حضرت ابراہیم نے بہی بت توڑے ہی مگر جبکہ نہ علانیہ اور کہا تہا کہ تمہارے بڑے بت نے یہ کیا ہے پوچہو اُنہی سے اگر بولتا ہو۔ اور جناب رسول مقبول اور جناب امیر نے علانیہ کفار اور مشرکین کے روبرو بتونکو توڑا پس یہ فعل افضل ہے فعل خلیل اللہ سے اور یہ قول اُنکا کہ لڑکونکو سب بزرگ کاندہی پر چڑہاتے ہین اگر جناب رسولخدا نے بہی جناب امیر کو اپنی دوش مبارک پر سوار کیا تو اُنمین اُنکو کیا فضیلت حاصل ہوئی تو یہ کہنا اُنکا ازراہ دشمنی کے ہی واسطے کہ جناب امیر اُس وقت مین اکتیس برس کے تہے کیونکر پسند کرتے اُنکی سن تیس عام الفیل مین ہوئی ہے اور فتح مکہ سن آٹہ عام الفیل مین ہوئی ہی اور اکتیس برس کے سن کا آدمی جوان ہوتا ہی نہ صبی اور یہ جو کہا کہ ابوبکر نے جناب رسولخدا کو اُٹہا لیا تہا تو ہم کہتے ہین کہ اسمین اگر حضرت ابوبکر کو فضیلت ہوئی تو برابر فضیلت گہوڑے اور گدہے اور خچر کے ہوئی کہ یہ بہی تو اُس جناب کو اپنی پشتون پر سوار کر کے اُٹہائے پہرتے ہی مگر وقت اوٹہانے حضرت ابوبکر کے اُس جناب نے بوجھ نبوت کا نہ دکہایا تہا کہ جو ابوبکر نہ اُٹہا

سکتے اور یہ وقت تو جناب رسول کو زور نبوت کا دکھانا منظور تھا تا معلوم ہو کہ ہمکا ایسا باوجہ ہے کہ ہمکو کوئی نہیں اٹھا سکتا
ہو سطح کہ جناب امیر میں اس قدر طاقت اور زور تھا کہ دو انگلیوں سے دروازہ اکھاڑ کر پھینکدیا جب انہیں سے یہ باوجہ نہ اٹھ سکا تو
پہاڑ کون اٹھا سکتا تھا فضیلت آخری احادیث کثیرہ معتبرہ عامہ و خاصہ میں مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے
فرمایا کہ میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں اور منظور از نظارہ آیات خالق کون و مکان تھی پیش از بست ہزار سال از پیدایش حضرت آدم اور جانب راست عرش الٰہی تسبیح اور تقدیس خدائے لم یزل و لایزال کرتے تھے پس خدائے تعالیٰ
نے حضرت آدم کو خلق کیا تو اس نور مقدس کو دو حصہ کیا اور ان دونوں حصوں کو صلب آدم میں رکھا اور جب آدم
زمین پر آئے تو ہم انکی صلب میں تھا اور جب حضرت نوح کشتی میں بیٹھے تو ہم انکی صلب میں تھا اور جب حضرت ابراہیم کو
آگ میں ڈالا تو ہم انکی صلب میں تھا اور یہی سبب انکو آگ نے ایذا نہ دی پس ایک جزو سے میں پیدا ہوا اور دوسرے
جزو سے علی پیدا ہوا اور یہی صحیح ترمذی اور مشکوٰۃ اور مصابیح وغیرہ میں ابن عمر سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ ایکدن میں
اپنی ہوہی کے ہمراہ عائشہ کے گھر گیا اور میں نے اس سے پوچھا کہ یا ام المومنین من کان احب الناس الے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یعنے دوست ترین مردم رسولخدا کے نزدیک کون تھا اور کس کو وہ سب سے زیادہ دوست رکھتے تھے اسنے
کہا کہ فاطمہ کو فقلت ما اعنی من الرجال میں نے کہا کہ میں مردوں سے پوچھتا ہوں یہ بتاؤ کہ مردوں میں سے کس مرد کو دوست تر
رکھتے تھے کہا اسکے شوہر کو یعنی علی کو۔ زمخشری نے کتاب ربیع الابرار میں لکھا ہے کہ عائشہ نے بعد اس جواب کے کہا کہ علی کو کیونکر
دوست ترین مردم نہ ہو کہ ہمیشہ روزہ دار اور شب بیدار تھا بخدا کہ میں نے وقت وفات سرور کائنات کے دیکھا کہ کف دہن مبارک سے
نکلے جناب امیر نے اپنے دہن مبارک میں لیکر پی لیا راوی کہتا ہے کہ میں نے عائشہ سے کہا کہ جس صورت میں تو علی کے حق میں ایسا
مجھ بیان کرتی ہے اور حقیقتاً علی ایسے ہی تھے تو پھر تو علی سے کیوں لڑی عائشہ نے یہ سنکر کہا کہ میرے مقدر میں یہی تھا
ب اگر اہل تمحص صاحب بینی اور مہربان کے اس قول پر نظر کریں تو چاہئے انکو کہ خلافت بلا فصلی جناب علی بن ابی طالب کے
قائل ہوں اور اپنے خلفائے ثلثہ کی خلافت اجماعیہ کو وسطہ نہ گردانیں اسواسطے کہ جب جناب امیر نزدیک جناب رسولخدا کے سب سے
زیادہ محبوب ہوئے تو من جمیع الوجوہ سب سے افضل ہوئے کیونکہ دوستی جناب رسولخدا کی اسی شخص سے ہوتی تھی کہ جو شخص خدا کے
نزدیک بھی دوست ہوتا تھا والا گر دوستی حضرت کی باعتبار رشتہ کے ہوتی جیسا کہ اوروں کو اپنے بیٹے یا بھائی وغیرہ سے
ہوتی ہے خواہ وہ برا ہو خواہ وہ بھلا ہو تو اول تو یہ الزام حضرت پر عائد ہوتا کہ وہ جناب بدون کو بھی دوست رکھتے تھے حالانکہ یہ
شان نبوت سے بہت بعید اور بمراحل دور ہے اور درجہ رسالت کا ارفع ہے دوسرے یہ کہ اگر ایسا ہی ہوتا تو چاہئے
تھا کہ جو حضرت کے اور رشتہ دار مثل ابوجہل وغیرہ تھے انکو بھی آپ دوست رکھتے حالانکہ انکے دشمن تھے پس حضرت کی دوستی کا
مدار جو جناب امیر ہی میں ہوا تو معلوم ہوا کہ یہی جناب جمیع فضائل اور محامد میں سب سے زیادہ تھے اور جب سب سے وہ جناب افضل
ہوئے تو قابل خلافت بھی وہی جناب ہونگے نہ اور کہ تفضیل مفضول کے فاضل پر عقلاً اور عرفاً غیر جائز ہے سلوئی سکی اس روایت
سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عائشہ حضرت علی سے ناحق لڑیں اور خطا پر تھیں کہ خود اپنی اس خطا پر منفعل ہوئیں اور رو رو کر
اقرار کیا اپنی خطا کا پس نظر انصاف دیکھیں کہ جو شخص محبوب خدا اور محبوب رسول ہدا اور خلیفہ برحق ہوا اور جب کرتا

اس سے حرب کنا رسول خدا سے ہو بموجب حدیث حرب حربی کے اس سے حارب کا حال مآل کیا ہوگا اور یہی اگر اہل تسنن دیدۂ بصیرت کو کھولکر اور عناد و تعصب سے جدا ہو کر اس حدیث اور اس حدیث کو کہ جو انکی اصح کتب مثل مشکوٰۃ وغیرہ مین لکھی ہے کہ جناب رسول خدا نے ابوبکر سے کہا کہ لو اتخذت خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا یعنے اگر مین کسی کو اپنا خلیل اور دوست لیتا تو البتہ ابوبکر کو خلیل اور دوست لیتا دیکھین کہ ابوبکر کی دوستی کا تو اس جناب نے انکار کیا اور جناب امیر کو سب سے زیادہ دوست رکھا پس جسکو کہ جناب رسول خدا دوست رکھین اسکا خلیفہ ہونا بہتر ہے یا جسکو دوست نہ رکھین اسکا خلیفہ ہونا بہتر ہی دیکھو کہ مصابیح القلوب مین ابن عباس سے مروی ہے کہ ایکدن وہ جناب نماز عصر سے فارغ ہو کر اٹھے اور فرمایا کہ جو شخص مجھی دوست رکھتا ہے وہ میرے ساتھ چلے یہ سنکر ہم عقب حضرت کے راہی ہوئے یہان تک کہ دروازہ خانہ زہرا فلک نبوت ماہ سماء رسالت چراغ شبستان اہلبیت مصطفےٰ فاطمہ زہرا علیہا التحیۃ والثنا پر پہنچے اس اثنا مین تاجدار اہل تقےٰ شہسوار میدان لافتےٰ مشرف بہ تشریف فرما مخصوص بغایت قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودت فی القربےٰ یعنی امیر المومنین علی مرتضےٰ ایک کملی اوڑھے ہوئے اور ہاتھ مٹی مین بھرے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے منہ اور بہتر عالم نے فرمایا کہ یا اخی بیان کرو ان سب کے سامنے وہ چیز کہ جسکو تمنے کل دیکھا تھا کہا یا رسول اللہ کل مین چاہتا تھا کہ طہارت کرکے نماز ظہر ادا کرون پانی نہ تھا حسنین کو پانی کیواسطے بھیجا ایک ساعت گزری تھی کہ ہاتف نے کہا کہ اے ابوالحسن اپنی جانب راست نگاہ کرو جب میں نے اسطرف دیکھا تو ایک ظرف سونے کا پر از آب کہ پانی اسکا سفید تر شہد سے اور خوشبو تر گلاب سے تھا ہوا مین معلق نظر آیا اس پانی سے مین نے وضو کیا اور تھوڑا سا اسمین سے پیا بھی اور ایک قطرہ میرے سر پر ٹپکا کہ اسکی خنکی میرے دل مین پہنچی یہ سنکر جناب ختمی مآب نے فرمایا کہ اے اخی وہ ظرف آب بہشت سے تھا کہ پانی اسکا درخت طوبیٰ کے نیچے سے لیا تھا اور وہ قطرہ کہ تیرے سر پر ٹپکا عرش کے نیچے سے گرا تھا یہ فرما کر حضرت نے جناب امیر کو گلے لگالیا اور دونون ابرو جناب کے بوسہ دیا اور کہا کہ دوست میرا وہ شخص ہے کہ جسکا کل کے روز جبرئیل خادم تھا - دیکھو مصابیح القلوب کو کہ کتب معتبرہ اہل تسنن سے ہی اسمین بھی یہ لکھا ہی کہ جناب امیر کو حضرت رسول مقبول بہت دوست رکھتے تھے اور ابوبکر کو بفحوائے حدیث سابق دوست نہ رکھتے تھے اب ہمین صاحبان سنت وجماعت یہ بتائین کہ کبھی حضرت ابوبکر کے لئے بھی بہشت سے کوئی چیز حضرت جبرئیل بحکم رب جلیل لائے ہین جیسا کہ ہمیشہ جناب امیر کے لئے بہشت سے چیزین لاتے تھے بس جو کہ ایسے خدا کے پیارے رسول کے محبوب مخدوم حضرت جبرئیل ہوں البتہ وہ لیاقت خلافت رسول کی رکھتے ہونگے نہ اسسے کمتر اور یہی مصابیح القلوب مین واقدی سے نقل کی ہی کہ ایک روز ہارون رشید کے پاس مین گیا شافعی اور محمد یوسف اور اسحاق بھی وہان حاضر تھے ہارون نے شافعی سے پوچھا کہ کتنی حدیثین فضائل جناب امیر سے تجھے یاد ہین کہا مانح سو یوسف سے پوچھا کہ تجھے کتنی یاد ہین اسنے کہا کہ ہزار تک یا تجھ سے زیادہ اسحاق سے پوچھا کہ تجھے کتنی حدیثین یاد ہین اسنے کہا کہ مجھے سات حدیث انکی فضائل کی یاد ہین کہ خوف و بیم نہ ہوتا تو تعداد اسکا بیان کرتا ہارون نے کہا کہ تو کچھ خوف نکر اور بیان کر اسحاق نے کہا کہ پندرہ ہزار حدیث مسند اور پندرہ ہزار مرسل ہارون نے کہا کہ مین تم سے بیان کرتا ہون اس حضرت کے وہ فضائل کہ جو میں نے اپنی آنکھ سے دیکھی ہین اور وہ بہتر ہین ان فضائل سے کہ جو تمہین یاد ہین سب نے کہہ

کہ آپ فرمائین وہ کیا فضائل ہین کہا کہ دمشق کے عامل نے ایک روز مجھکو لکھا کہ یہان ایک خطیب ہے کہ جناب امیر کو دشنام دیتا ہی اور آپپر سب کرتا ہے اور ناسزا کہتا ہے مینے اُس ملعون کو دمشق سے بُلا کر پوچھا کہ او ملعون تو جناب امیر کو کیون دشنام دیتا ہے اُسنے کہا کہ اُسنے میرے باپ دادا کو قتل کیا ہے مینے کہا کہ اُنھون نے جسکو قتل کیا ہے حکم خدا و رسول سے قتل کیا ہی اُسنے کہا کہ اگرچہ ایسا ہی ہے مگر مین اُسکا دشمن ہون مینے یہ سُنکر جلاد کو بُلایا اور کہا کہ اِسکو سو تازیانہ مارو اور پھر ایک گہر مین ڈالکر قفل لگا دیا جب وقت شب کا ہوا تو اپنے دلمین خیال کیا کہ اِسکو کس طرح مارون آیا دریا مین ڈبواؤن یا آگ مین جلوا دون یا تلوار سے اِسکے ٹکڑے کرواؤن اِس خیال مین سو گیا خواب مین دیکھا ہے کہ دروازے آسمان کے کھل گئے اور جناب رسولخدا پانچ حلّے پہنے ہوئے اور جناب امیر ایک حلّہ پہنے ہوئے آسمان سے اُترے اور حضرت کے ہاتھ مین ایک کاسنہ پُر از آب صاف تھا اور اُسوقت میرے گہر مین پچاس ہزار آدمی تھے سب کیطرف مخاطب ہوکر رسول مقبول نے فرمایا کہ جو کہ شیعہ علی تم مین ہو وہ ہمسے الگ ہو جائے چالیس آدمی یہ سنکر اُٹھ کھڑے ہوئے جناب رسولخدا نے اُن چالیسو نکو پانی پلایا اور کہا کہ اُس مشقی کو لاؤ جب اِسکو لائے تو جناب امیر کی نظر اُس ملعون پر پڑی تو کہا اے ملعون مجھی تو کیون بُرا کہتا ہی یہ فرماکر کہا کہ خداوند تو اِسکو مسخ کردے اُسیوقت صورت اُسکی کتّے کی ہوگئی پھر فرمایا کہ اِس کتّے کو اُس ہی گہر مین بند کردو مینے خواب دیکھکر چیونکا اور آدمیون سے کہا کہ اُس دمشقی کو لے آؤ جب اوسکو لائے تو مینے دیکھا کہ وہ کتا تھا اب وہ گہر مین ہے یہ کہکر کہا کہ اِسکو لے آؤ جب اُسے لائے تو دیکھا کہ وہ کتّے کی شکل ہی مگر کان اُسکی مشابہ کان آدمیونکی ہیں اُس کتّے سے کہا کہ دیکھا تو نے عذاب خدا کو اُسنے یہ سُنکر سر جھکا لیا اور آنسو اُسکی آنکھون سے جاری ہوئے شافعی نے کہا کہ اِسکو جلد یہان سے لیجاؤ کہ یہ مسخ ہی اِسکے عذاب سے یخوف ہونا نہ چاہئے جو ہین اِسکو اُس گہر مین لیگئے برق اُس گہر پر گری کہ اُس کتّے کو اور جو اُس گہر مین تھے سب کو جلا دیا سچ ہی کہ عذاب خدا سے یخوف اور نڈر رہنا نہ چاہئے اور عذاب جب کسی پر نازل ہوتا ہی تو جو اُسکے پاس ہوتا ہی وہ بھی گھر جاتا ہی بہرحال یہ روایت بھی فضیلت جناب امیر پر دلالت کرتی ہی کہ یہ حضرت سب سے برتر اور افضل تھے منقبت اوسط طبرانی مین اور مستدرک حاکم مین اور صواعق محرقہ مین ام سلمہ سے منقول ہی کہ کان رسول اللہ اذا غضب لم یجتر احد بکلمتہ الاعلی یعنی وقتیکہ رسول مقبول خشمگین اور پر غضب ہوتے تھے تو کسی فرد بشر کو مجال کلام کی آپ سے نہ رہتی تھی الّا جناب اسد اللہ الغالب کو پہچان اللہ کیا محبت تھی حبیب اللہ کو جناب اسد اللہ سے کہ اُس جناب کو حالت غیظ و غضب مین بھی کلام کرنا اپنے وصی و جانشین کا ناگوار معلوم ہوتا تھا منقبت مصابیح اور مشکوٰۃ اور روضۃ الاحباب اور حبیب السیر اور معارج النبوۃ مین جابر انصاری سے مروی ہی کہ زمانہ محاصرہ طایف مین مجاہد فی سبیل اللہ جناب محمد مصطفٰے نے راز دار خدا و رسول زوج بتول کے ساتھ وسطی انکشاف راز نہانی کی سرگوشی کی اور تا دیر کچھ راز مخفی اپنے وصی اور جانشین سے فرماتے رہے تا اینکہ جب زمانہ راز کو بہت طول ہوا تو بعض منافقین و حاسدین نے زبان طعن کو دراز کیا اور کہا کہ عجب راز دور و دراز ہی کہ محمد اپنے پسر عم سے کہہ رہا ہی اُس واقف ضمایر مولف و مخالف نے از راہ اعجاز کی ضمایر پر مشرف ہوکر فرمایا کہ ما انتجیتہ لاکن اللہ انتجاہ یعنی مین آپ اُس سے راز نہین

کہ رہا تھا یا کہ خدائے ذوالجلال آپ اُس سے راز فرما رہا تھا حکیم سنائی نے اس مضمون کو نظم میں لکھا ہی ۵ محرم او بود کعبہ جان را ۵ محرم او گشتہ شیر یزدان را ۵ رازدار ایزدی خدا و پیغمبر ۵ رازدار پیمبرش حیدر ۵ منقبت کنز العباد اور ہدایت السعدا میں مسطور ہے کہ ایک روز سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ کے پانچ مرتبہ سجدہ سے رکوع کیا کسی صحابہ باوفا نے سبب سجدات مکرر بے رکوع کا استفسار کیا کہ ہر وقت ان سجدات کا کیا سبب ہے اُس مقبول کبریا نے زبان گہربار کو اس طرح گویا کیا کہ ہر وقت جبرئیل امین نے بحکم رب جلیل آنکر مجھے نوشخبری دی کہ اے حبیب الخداوند عالم علی بن ابی طالب کو دوست رکھتا ہی یہ سُنکر میں نے بارادۂ شکر سجدہ کیا جب سر سجدے سے اُٹھایا تو پھر کہا کہ تمہاری دختر نیکاختر فاطمہ زہرا کو بھی دوست رکھتا ہی پھر میں نے ادائے شکر کے لئے سجدہ کیا پھر جب میں نے سر سجدہ سے اُٹھایا تو پھر کہا کہ تمہارے حسنین کو بھی دوست رکھتا ہی اسکی ادائے شکر کے لئے بھی سجدہ کیا پھر جب سر سجدہ سے اُٹھایا تو کہا کہ خدا تعالےٰ دوست رکھتا ہی اُس شخص کو بھی کہ جو ان کو دوست رکھتا ہی پھر میں نے سجدہ کیا پھر کہا کہ خدا دوست رکھتا ہی انکی دوستوں کے دوستوں کو بھی پھر میں نے سجدہ کیا منقبت مجلد ثانی حبیب السیر میں اور مناقب ابن مردویہ میں انس بن مالک سے مروی ہی کہ ایک روز جناب رسولخدا نے ارشاد کیا کہ بہشت مشتاق ہی چار شخص کا میری اُمت میں سے میں نے چاہا کہ میں معلوم کروں کہ وہ چار شخص کون کون ہیں ابوبکر کے پاس گیا اور کہا کہ تم رسولخدا سے پوچھو کہ آپنے جو فرمایا ہے کہ بہشت میری اُمت میں سے چار شخص کا مشتاق ہی وہ چار شخص کونسے ہیں ابوبکر نے کہا مجھے یہ خیال آتا ہے کہ اگر اُن چار شخصوں میں سے میں نہ ہوا تو نبی تیم مجھے سرزنش کرینگے پس یہ بات میں خیال میں جرات اسکی پوچھنے میں نہیں کرسکتا پھر میں عمر کے پاس گیا اور کہا کہ تم رسولخدا سے پوچھو کہ وہ چار شخص کہ جنکے حق میں آپنے فرمایا ہی کہ بہشت اونکا مشتاق ہی وہ کونسے ہیں اُسنے بھی عذر کیا اور کہا کہ مجھے بھی اس بات کا لحاظ آتا ہے کہ اگر میں اُنمیں سے نہ ہوا تو نبی عدی مجھپر طعن کرینگے پھر عثمان کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ تم پوچھو عثمان نے بھی عذر کیا اور کہا کہ اگر میں اُنمیں سے نہ ہوا تو نبی امیہ مجھپر زبان طعن کو دراز کرینگے میں لاچار ہو کر آخر کار امیر المومنین علی بن ابی طالب کیخدمت میں حاضر ہوا اور آپسے عرض کی کہ آپ اُس جناب سے مستفسر ہوں کہ وہ چار شخص کہ جنکے واسطے حضرت نے ارشاد کیا ہی کہ بہشت اُنکا مشتاق ہی وہ کون کون ہیں اُس قاسم نار و جنت نے قبول کیا اور فرمایا کہ جہاں میں پوچھونگا پس اگر میں بھی اُن میں داخل ہونگا تو بحمد خدا بجا لاؤنگا والا خدا سے سوال کرونگا کہ مجھے بھی اُنمیں سے کریں یہ فرما کر وہ جناب دولت سرائے رسول مقبول کیطرف متوجہ ہوئے اور میں بھی اُس جناب کے ہمراہ تھا تا اینکہ دولت سرائے جناب رسول خدا میں داخل ہوئے دیکھا کہ سر مبارک جناب رسول ہدےٰ کا کنار وحیہ کلبی میں ہے اور وہ جناب خواب استراحت میں ہیں وحیہ کلبی نے جناب امیر پر سلام کیا اور کہا اب تم سر مبارک اپنے ابن عم کا لو کہ تم مجھسے زیادہ سزاوار اور مستحق اس امر کے ہو پس جب رسولخدا بیدار ہوئے تو سر مبارک اپنا علی کی گود میں دیکھا فرمایا کہ اے اخی نہیں آئے ہو تم اسوقت میرے پاس مگر حاجت کیواسطے عرض کی کہ یا رسول اللہ جسوقت میں آیا تو سر مبارک آپ کا وحیہ کلبی کی گود میں دیکھا اور وحیہ مجھسے کہا کہ اب تم سر مبارک اپنے ابن عم کا اپنی گود میں لو کہ مجھسے زیادہ تم اس امر کے مستحق ہو آپنے یہ سُنکر فرمایا کہ علی تمنے پہچانا کہ وہ کون تھا عرض کی کہ خدا اور رسول خدا بہتر جانتے ہیں فرمایا کہ وہ وحیہ کلبی نہ تھا بلکہ جبرئیل تھا عرض

جناب امیرؑ نے عرض کی کہ اے رسول رب متعال آپنے جو فرمایا ہی کہ بہشت چار شخص کا مشتاق ہی ارشاد ہو کہ وہ چار شخص کون ہین آپ نے ارشاد کیا کہ واللہ تو اول اُن چار شخص کا ہی اور تین دفعہ آپکی طرف اشارہ کرکے یہی فرمایا کہ واللہ تو اول اُنکا ہی اور یہی ابوذر غفاری سے مروی ہی کہ فرمایا رسولخدا نے کہ بتحقیق قوت دی خدا تعالے نے مجھ تین کو ساتھہ علی بن ابی طالب کے اور تین مجھ سے ہون اور اُسکی شان مین نازل ہوا ہی آیہ افمن کان الخ اور یہی انس بن مالک سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ اے انس تو بلا لا سید عرب کو یعنی علی مرتضے کو عائشہ نے کہا کہ کیا آپ سید عرب نہین ہین فرمایا کہ مین سید ولد آدم ہون اور کچھ مجھی فخر نہین اور علی سید عرب ہے پس جبکہ میر عرب حاضر ہوئے تو جناب رسول مقبول نے انصار کو طلب کیا اور فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ ہدایت کرون تمہین اُس چیز کی طرف کہ اگر تمسک کرو اُسکی ساتھہ تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہو عرض کی ہان یا رسول اللہ فرمایا کہ وہ یہ علی ہے کہ دوست رکھو اُسکو بسبب دوستی میری کے اور گرامی رکھو اُسکو بسبب گرامی رکھنے میرے کے بدرستیکہ جبرئیل نے حکم کیا ہی مجھکو میرے پروردگار کی جانب سے اُسچیز کا کہ جو کچھ مین نے اُسوقت تمسے کہا اور یہی امامہ باہلی سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ آئین گے آدمی قیامت مین اپنے اعمال کے ساتھہ پس فائدہ نہ دیگا اُنکو کوئی عمل اُنکا مگر وہ شخص کہ جسکے عمل کہ دین اور علی بن ابی طالب قبول کرینگے اور یہی ابوالہیثم بن تیہان سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتھہ تھے ہم اور ابوبکر اور عثمان اور چند نفر اصحاب سے یہی ہم راہ تھے پس رسولخدا نے ابوبکر سے فرمایا کہ اے ابوبکر یہ شخص کہ جسکو تو دیکھتا ہی وزیر میرا ہی آسمان مین اور زمین مین یعنی علی بن ابی طالب پس اگر تو چاہی کہ ملاقات کرے خدا سے اُس حال مین کہ حالانکہ تجھسے راضی ہو تو راضی رکھہ علی کو کہ راضی اُسکی راضی خدا کی ہی اور غضب اُسکا غضب خدا کا ہی اور یہی ابوذر غفاری سے منقول ہی کہ فرمایا رسولخدا نے کہ خداوند ذوالجلال مشرف ہوا اور نظر کی طرف زمین کے اپنے عرش سے پس اختیار کیا مجھی اور سردار اور بزرگ کیا مجھی سب انبیا اور سب مرسلین کا اولین اور آخرین سے اور عطا کی مجھی وہ شئی کہ نہین دی کسی فرد بشر کو اہل عالم سے اور وہ رکن ہی اور مقام اور حوض کوثر اور مسجد حرام اور جملہ عظام کہ جانب راست اُسکی صفا ہے اور جانب چپ مروہ ہی اور دی مجھی وہ چیز کہ نہین دی کسی کو وہ چیز نبیا اور ملائکہ مقربین سے عرض کی کہ کیا ہی وہ چیز اے رسول خدا فرمایا کہ دیا ہی مجھکو علم اور دی علی کو فاطمہ دو شنبہ کو جس چیز کی عورتوں کو ہیبت عادت ہوتی ہی وہ اُن سے منقطع ہی اور ہر شب طرف دو شنبہ کی رجوع کرتی ہی پس نہین دی کسی پیغمبر کو ایسی زوجہ کہ جسکے اور دیئے ہین اُسکو دو فرزند حسن اور حسین کہ نہین دیئے کسی پیغمبر کو ایسے فرزند اور دیا ہی اُسکو حسن محسن اور نہین دیا ہی کسی کو نبیون سے مجھسا خسر اور دیا ہی اُسکو حوض کوثر اور قسمت کرنا بہشت اور دوزخ کا یہ مرتبہ کسی فرشتہ کو بھی نہین دیا اور دیا ہی اُسکی شیعون اور مطیعون اور پیروون کو بہشت اور عطا کیا اُسکو بھائی مجھسا اور نہین ہے کسی کا بھائی مثل میرے اے بنی آدم جو شخص چاہی کہ بھائی آتش الٰہی کا اور یہ کہ قبول کرے خدا اعمال کو اُسکی تو چاہیئے اُسکو کہ نظر کرے وہ طرف علی کے بدرستیکہ نظر کرنا اُسکی طرف زیادہ کرتا ہی ایمان کو اور بگلاتا ہی بدی کو جیسے آگ پگلاتی ہی شیشہ کو تمتہی اب مترجم کہتا ہی کہ صاحبان عقل سلیم یہ فکر صائب اور بہ نظر دوست تعصب و عناد سے خالی ہو کہ ان فضائل جناب مجتبی بالفضل رسول مقبول علی ابن ابی طالب مین تامل اور غور فرمائین کہ ہرگاہ کوئی نبی اور رسول اور فرشتہ ان فضائل اور محامد مین اُس جناب کی مثل و مانا ہوا اور کوئی

مقبولانِ بارگاہ مین سے ہُں جناب کی ہمسری اور برابری نکرسکے تو اور آدمی کہ جو باضداد فضائل مذکورہ اور برعکس محامد مسطورہ موصوف اور متصف ہون اُس جناب پر کیون کر فضیلت رکھہ سکتے ہین اور تقدیم اُنکی ایسی عدیم النظیر وسہیم وعدیل پر عقل کس صاحب طبع مستقیم کی تجویز کرسکتی ہی مگر یہان کج روندگان بادیۂ لاشعوری وسفیہان افتادگان بحورِ لاعلمی کا کچھہ علاج نہین بجز ہدایت ملکِ علام جل جلالہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون منقبت رودۃ الشہداء مین ابن عباس سے مروی ہی کہ ایک دن اصحاب نے جناب رسول مقبول سے پوچھا کہ ای شفیع المذنبین وہ کیا کلمات برکت آیات ہی کہ جنکو حضرت آدم نے زبان حق ترجمان پر جاری کیا تہا اور اُنکی برکت سے خداوند غفار نے توبہ حضرت آدم کی قبول کی تہی فرمایا اُس جناب نے کہ وہ کلمات یہ ہی کہ یارب بحق محمد وعلی وفاطمہ وحسن وحسین ان تب علی یعنے ای پروردگار میرے بحق محمد وعلی وفاطمہ وحسن وحسین میری توبہ قبول کر پس توبہ آدم کی قبول ہوئی ذم ۹ مسعودات مین کہ معتبرین کتب اہل تسنن سے ہی ابی سالم سے مروی ہی کہ مینے جابر انصاری سے پوچھا کہ جو فضائل علی کے تجھی رسولخدا سے معلوم ہوئے ہون اُنکو بیان کر جابر نے کہا کہ بموجب نصوص قرآنی اور احادیث محبوب ہمانی علی بعد پیغمبر امیر مومنون کا اور سید اور سردار مسلمانون کا ہی مینے کہا کہ بیشک توان لوگون کے حق مین کیا کہتا ہی کہ جو بغض وعداوت علی کی اپنے دلمین رکہتے ہین جابر نے کہا کہ بتحقیق وہ کافرین اور اُنکے کفر مین کچھہ شک وشبہ نہین سو واسطے کہ سُنا ہی مینے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ علی کو دشمن نہ رکہیگا مگر کافر ملعون ۹ م ۹ اور یہی اس ہی کتاب مین ابن عمر سے منقول ہی کہ مینے عائشہ سے پوچھا کہ قدر ومنزلت علی کی رسولخدا کے آگے کس پایہ اور مرتبہ پر تہی عائشہ نے کہا کہ کان اکرم الرجال علی رسول اللہ یعنی گرامی ترین مردم پیش رسول خدا علی تہا ۹ م ۹ اور یہی اسی ہی کتاب مین ہی کہ ہاشم بن بریدہ کہتا ہے کہ مینے رسول خدا سے سُنا کہ نہین امت علی ابن ابی طالب سے ۹ م ۹ اور یہی مودات ومناقب خطیب اور بحر المناقب مین علقمہ بن قیس اور سوید ابن بریدہ سے منقول ہی کہ ہمنے ابو ایوب انصاری سے پوچھا اُس زمانہ مین کہ جناب امیر معاویہ یہان آئے تشریف لیجاتے تہے کہ اے ابو ایوب تو نے صحبت نبی کی پائی ہی اور آپکی صحبت سے مشرف ہوا ہی باوجود اسکے تو کلمہ لا الہ الا اللہ کہنے والون پر تلوار کہینچتا ہی اور کلمہ گویون کے قتل کا ارادہ کرتا ہی ابو ایوب نے کہا کہ اے علقمہ اور اے سوید ایکدن مین مدینہ مین رسول مقبول کے حاضر تہا اور انس بن مالک روبرو حضرت کے کہہ اٹہا کہ کسی نے بخیبر دروازہ کی ہلائی جناب رسولخدا نے مجہی فرمایا کہ دیکہہ پس در کون ہے مینے عرض کی کہ عمار یاسر ہے فرمایا کہ بلا جب وہ حاضر ہوئے تو فرمایا کہ اے عمار بہت جلد ورطہ ہے کہ میری امت مین فساد عظیم اور قبایح فجیع ظاہر ہون ایسے کہ آپسمین تلوارین کہینچین اور ایک دوسرے کو قتل کرے پس بعض اونکا جنت مین جائے اور بعض اونکا جہنم مین پس تو اس حال کو جب معائنہ کرے تو لازم ہی تجہی کہ سُوقت تو موافقت اور ہوا خواہی علی کی کرے ہر چند تمام عالم اسکی مخالفت کرے سو واسطے کہ علی راہ راست اور صراط مستقیم اور طریق مستوی ہی نہ پہریگا پس فرمانبرداری اسکی عین فرمانبرداری میری ہی اور فرمانبرداری میری عین فرمانبرداری خدا کی ہی اور یہی اس ہی کتاب مین مذکور ہی بروایت رافع خادم سید المرسلین کہ جو شخص حق علی کا نہ پہچانے تو تین حال سے خالی نہین یا منافق ہی یا ولد الزنا یا اُسکی مان حالت حیض مین حاملہ اسکی ہوئی ہی اور یہی اس ہی کتاب مین ابی وائل سے منقول ہی کہ ایک روز

عبداللہ ابن عمر نے اصحاب رسول اللہ کو اسطرح گنا ابوبکر عمر عثمان وغیرہ اور امیر المومنین کو نہ گنا ایک شخص نے کہا کہ ای عبداللہ مگر علی اصحاب کبار سے نہیں ہیں کہ تو انکو اصحاب میں شمار نہیں کرتا اُسنے کہا کہ مرتضےٰ علی اہلبیت پیغمبر میں سے ہیں کوئی صحابہ پر قیاس نہیں کیا جاتا اور کوئی انکی برابر نہیں ہو سکتا مرتبہ و عظمت میں اور اس نسبت میں کہ جو رسولخدا کے ساتھ رکھتے تھے بدر بلکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے والذین آمنوا واتبعتهم ذریتهم الخ یعنے جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں ہمراہ کیا ہمنے انکی ساتھ انکی ذریات کو پس فاطمہ ساتھ رسولخدا کے ہیں اور علی مرتضےٰ ساتھ رسول و بتول کے ہیں اور یہی زید بن ارقم سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ ای علی خوشا حال تیرا کہ تو مثل و مانند تیرے کہ فرشتے تیرے مشتاق ہیں اور بہشت خاص تیری واسطے ہے اور بہ تحقیق روز قیامت برپا کیا جائیگا ایک منبر نور کا میرے لئے اور ایک حضرت ابراہیم کے لئے اور ایک تیرے لئے پس ہم بیٹھیں گے ان ممبروں پر کہ ہمیں ندا کریگا منادی کہ خوشا حال اُس وصی کا کہ بیٹا ہے پیغمبر حبیب اور خلیل کے پس اُسوقت دنگے مجھ کو جیبان بہشت کی اور دوزخ کی اور ہیں دولگا اُن کنجیوں کو تجھی اور یہی صواعق محرقہ میں بھی ہے مسطور ہے کہ ایکدن علی مرتضےٰ اُس زمانہ میں کہ ابوبکر اپنے زمانہ خلافت میں مع ایک جماعت کے بیٹھے تھے تشریف لائے ابوبکر نے آپ کا استقبال کیا اور فرمایا ایمن ارادان ینظر الی عظم الناس منزلة واقربه نسبا وفضله حالا عنا برسول اللہ فلینظر الی هذا الطالع یعنی جو شخص کہ ارادہ کرے یہ کہ نظر کرے طرف بزرگترین مردوں کے ازروی مرتبہ کے اور نزدیکترین انکے ازروی نسب کے اور فاضلترین انکے کے ازروی حال کے ہمسے ساتھ رسول اللہ کے پس چاہیئے کہ نظر کرے طرف اس طالع کے یعنی علی بن ابی طالب کے فائدہ جناب رسولخدا نے جناب امیر کو اختیار دیا تھا اپنی ازواج کا کہ جسکو ہمیں سے چاہیں طلاق دیدیں خواہ حال حیات رسولخدا میں اور خواہ بعد وفات اُس جناب کے پس یہ مرتبہ جناب امیر کا رسولخدا کے نزدیک تھا کہ آج تک کسی شخص نے ابتدائے دنیا سے اپنی بیبیوں کو طلاق کا اختیار نہیں دیا بجز رسولخدا کے اور یہ بات کمال اتحاد اور محبت کی ہے کہ کسیطرح کی مغایرت بموجب فرمودہ خدا کے انفسنا وانفسکم کی آپسمیں نہ تھی چنانچہ تاریخ عاصم کوفی کے دفتر ثانی میں اور روضۃ الاحباب اور مجلد ثانی حبیب السیر میں مسطور ہے کہ بعد واقعہ جناب جمل جناب ولایت مآب عائشہ کے گھر میں تشریف لائے اور اذن لیکر داخل خانہ ہوئے دیکھا آپنے کہ اُم المومنین عائشہ بعض زنان بصرہ کے ساتھ بیٹھی رو رہی ہے جناب امیر کو دیکھی پس پشت آکر کھڑی ہوئی اور بلا تمت وہی آیہ وافی ہدایہ کو سُپر پڑھا اور فرمایا کہ خطاب ربانی ازواج پیغمبر کے حق میں وقرن فی بیوتکن کا ہے یعنے تمام کے گھروں میں بیٹھو اور باہر نہ نکلو اور نہ متکلب ایسے ہر کی ہوئی کہ مناسب تیرے حال کے نہ تھا اور باوجود اسکے کہ تو نسبت قرابت اور حال میری قرابت کا رسول مقبول کے ساتھ جانتی ہے اور کر رہی جناب سے تو نے سنا ہے کہ میرے حق میں من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فرمایا تو نے طریقہ دشمنی کا میرے ساتھ مسلوک رکھا اور میرے دشمنوں کے ساتھ مرافقت اور موافقت کی اور چونکہ تو نے مرتبہ اُم المومنین کا دین میں پایا تو پھر کیوں پردہ عصمت... فما تو ہن من وراء الحجاب کو روئے حیا سے دور کیا خبر مضی ما مضی اب بھی صواب یہ ہے کہ اپنی خطاؤں پر نادم ہو اور اپنے گھر میں کہ جو پیغمبر نے لئے رسولخدا نے مقرر کیا ہے آپسمیں بیٹھو اور باہر نہ نکلو جب تک کہ تیرے اہل پہنچے یہ کہکر حضرت وہاں سے چلے آئے اور عاصم کوفی کہتا ہے کہ پہلی اسکی کہ جناب امیر المومنین سے کلام کریں صفیہ بنت حارث اور نفیسہ زوجہ عبداللہ بن

فی جناب امیر علیہ السلام کو ازواج نبی کے طلاق دینے کا اختیار دینا

خلف خزاعی نے فریاد اور نوحہ بلند کیا اور اور عورتون نے بھی اُسکے ساتھ موافقت کی اور کہا کہ یا قاتل الاحباب یا مفرق الجمع یعنی
اے کشندۂ دوستان اور اے پریشان کنندۂ جمعیت اور اور بیہودہ باتین کہنی شروع کین اور زوجہ عبداللہ بن خلف نے کہا کہ یتیم
کیا تو نے فرزندان عبداللہ بن خلف کو خدا تعالے تیرے فرزندونکو بھی یتیم کرے جناب میر نے اُسکی طرف دیکھکر کہا کہ اے صفیہ
مین تجکو ملامت نہین کرتا اس بات پر کہ تو مجھی دشمن سمجھے اسواسطے کہ مین نے تیرے واداکو اور زوجہ اور تیرے چچا کو روز احد اور
تیرے شوہر کو روز حرب جمل قتل کیا اور اگر مین تمہارے دوستون کا کشندہ ہوتا جیسا کہ تیرا گمان ہی تو البتہ ہر شخص کو کہ
اس گہر مین مین قتل کرتا یہ فرماکر عائشہ سے ارشاد کیا کہ میرا ارادہ یہ ہی کہ اس گہر کے دروازے کو کھولون اور جو کوئی کہ اس گہر مین
ہی سب کو قتل کرون اور اشارہ کیا اُس گہر کی طرف کہ سین عبداللہ بن زبیر اور ایک جماعت بقیۃ السیف حرب جمل سے بخوف جان
میر جیسے ہوئے تھے مگر مین عافیت اور سلامتی مسلمانونکی چاہتا ہون یہ سُنکر خوف سے اور ہیبت اس خطاب سے عائشہ نے اور
اور عورتون نے رونا موقوف کیا اور سخت کلامی سے خاموش ہوئین غرضکہ وہ جناب عائشہ کو سخنان نصیحت و پند فرماکر
تشریف لیگئے دوسرے دن غنچۂ نبوت و رسالت سرو بوستان جلالت و بسالت شاہزادۂ زمین و زمان امام حسن کو عائشہ
کے گہر پہنچا اُس جناب نے آکر ارشاد کیا کہ جناب میر فرماتے ہین کہ قسم ہی مجھی اُس خدا کی کہ جسنے دانہ کو شگافتہ کیا اور آدم اور اُنکی
فرزندون کو پیدا کیا کہ اگر تو اسوقت مدینہ کو نہ چلی جائیگی اور سامان سفر کا نہ کریگی تو تجھی وہ پیغام پہنچونگا کہ تو اُسکی کیفیت کو
خوب جانتی ہی پس مین تجھی پیغام آگاہ اور بستہ کرتا ہون کہ اب ہی تو بازآ اور کہتا ہی کہ عائشہ اسوقت اپنی سر مین کنگھی کر رہی
تھی اور جانب راست بال گوندھ چکی تھی اور چاہتی تھی کہ جانب چپکے بال گوندھے کہ پیغام شاہزادی کا سُنکر کھڑی ہوگئی اور
اپنے خدم اور حشم اور خواصون سے کہا کہ میری سواری تیار کرو اور سازسفر مین مشغول ہوکر سوار جانے مدینہ کے اور کچھ
چارہ نہین رکھتی ہون اور بحال اضطرار اُسکی بشرہ سے ظاہر تھا اسوقت ایک عورت بصرہ نے اُس سے کہا کہ اے عائشہ یہی تو
پیغام تجھی عبداللہ بن عباس سے آنکر دیا تھا اور تو نے یہ سُنکر سیٹی سی بلند کی تھی اور اس طرح سے کر کر بولی تھی کہ ہم سب نے
تیری آواز سُنی تھی پہر اُس جوان کا باپ خود تیرے پاس آیا اور اس ہی قبیل کی باتین تجھسے کین کچھ عتنا تو نے اُسکی
طرف نکیا اور اُسکی کہنے کو خیال مین نہ لائے اب تجھی کیا ہوا کہ اس جوان کے کہنے سے تو اتنی خائف و ترسان ہوئی اور
سنتے ہی اُسکی قول کے حکم کو بجا لائی عائشہ نے کہا کہ یہ جوان سبط رسول اللہ ہی اور فرزند بتول اور نور دیدۂ اہل عقول ہی
جو شخص چاہے جناب رسول خدا کی چشم مبارک کو دیکھنا وہ شخص نظر کرے اس جوان کی آنکھون پر تحقیق کہ مین نے
دیکھا ہی رسول خدا کو کہ اُسکو چومتے تھے اور اپنے سینہ اطہر سے لگاتے تھے اور اُسکے باپ نے پیغام بھیجا ہی اور ایسے امر سے اطلاع
دی ہی کہ سوائے چلے جانے کے مدینے کی اور کچھ علاج نہین رکھتی اُس عورت نے کیفیت اُسکی پوچھی اُسنے کہا کہ ایکدن
رسول خدا کے پاس کچھ مال غنیمت کا آیا تھا اور وہ جناب باپنے ذوی القربیٰ پر اُسکو تقسیم کرتے تھے کہ ہم سب ازواج نے
بھی حضرت سے اپنا حصہ و نصیب طلب کیا اور بہت سا مبالغہ اور الحاح اُسکی طلب مین کیا علی بن ابی طالب نے زبان
ملامت اور سرزنش کی ہمپر کھولی اور کہا کہ تمنے بہت مبالغہ کیا اور الحاح کو حد سے گزارا اور اُس جناب کو ملول اور
دلگیر و رنجیدہ خاطر کیا غرض بہت سی توبیخ اور ملامت کی ہم پر غصہ اور خشم مین آئین اور سخنان خشونت آمیز

ہمنے بھی کہنے شروع کئے جناب امیرنے یہ آیہ پڑہا کہ عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن جسنے یہ سُنکر اور زیادہ خشونت
اور درشتی آغاز کی رسول خدا یہ حال ہمارا دیکھکر غضب مین آئے اور علیؑ کیطرف دیکھکر فرمایا کہ مینے اُنکی طلاق تیری قبضہ اختیار
مین دی اور تیری طرف اس امر کو مفوض کیا اور تجکو اپنا وکیل کیا کہ جسکو انمین سے تو چاہے طلاق دیدے کہ نام اُسکا دفتر نساء ہی
مین سے محو ہوجائیگا پس جب اس جناب نے امر طلاق ہمارا اسکے اختیار مین دیا اور درمیان حیات وممات کے کچھہ فرق نہ کیا تو اب
اُسکو ہمارے طلاق دینے کا اختیار حاصل ہے پس اسوقت اُس بات پر علیؑ نے مجھی متنبہ کیا ہے اب مین فراق کلی اور طلاق سے
اندیشہ کرتی ہون کہ مبادا اُسکی زبان پر جاری ہوجائے اور پھر تدارک اُسکا کسیطرح ممکن نہو اور مین ڈرتی ہون کہ کہین
رسولخدا سے بائن نہوجاؤن اور جنت مین دولت ملاقات اور سعادت خدمت سے اوسکی محروم رہون اور یہی خطب نے
مناقب مین نقل کی ہے کہ جناب امیرنے فرمایا کہ قرآن چار حصہ پر نازل ہوا ہے ایک حصہ ہماری تعریف مین اور ایک حصہ مذمت
مین ہمارے دشمنونکی اور ایک سیر اور قصص مین اور ایک حصہ احکامات شریعت مین اوامر ونواہی ہے اور جو آیات کریمہ
ہین وہ ہمارے ہی واسطے خاص ہین اور عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ نہین ہے قرآن مین کوئی آیہ کہ شامل ہے خطاب
یا ایہا الذین آمنوا پر مگر یہ کہ علیؑ پیشوا اُس آیہ کا ہے اور یہی ابن عباس سے منقول ہے کہ خدا تعالے نے سب اصحاب رسولخدا
پر عتاب خطاب عضہ قرآن مین نازل کیا ہے مگر علیؑ پر کہ سوائے مدح اور خوبی کے کبھی کسی آیہ مین اُس جناب پر عتاب
نازل نہین کیا یعنی اکثر جا آپکی مدح اور تعریف ہی کی ہے بخلاف اور صحابہ کے کہ اکثر آیات مین اُنکی مذمت فرمائی ہے اور
تاریخ عثم کوفی مین مسطور ہے کہ ابوبکر کو جب ہم شام کی پیش آئی اور اسکی تسخیر کا ارادہ کیا تو اصحاب کو جمع کرکے اس باب مین
مشورہ کیا کسی نے کہا کہ لشکر کو بھیجنا چاہیئے کسی نے کہا تجکو خود جانا چاہیئے غرض ہمین کاشف اسرار خفی وجلی جناب
علیؑ بھی تشریف لائے ابوبکر نے آپ سے بھی پوچھا کہ آپ کا ہمین کیا حکم ہے فرمایا کہ اے ابوبکر اگر تو آپ خود جائیگا یا لشکر کو بھیجیگا
دونون صورتون مین فتح اہل اسلام کی ہوگی اسواسطے کہ مینے سرور کائنات سے سُنا ہے کہ دین اسلام قیامت تک سب
دینون پر غالب رہیگا ابوبکر نے کہا کہ اے ابوالحسن خدا تیرے تمکو ساتھہ زیادتی بہشت کے شاد کرے جیسا کہ تمنے مجھی
شاد کیا اور اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ ایہا الناس یہ شخص وارث ہے علوم نبی کا اور وصی ہے رسولخدا کا پس جو
شخص ہمین شک کرے وہ منافق ہے اور انجام کار موافق فرمودہ وصی احمد مختار لشکر اسلام نے شام کو فتح کیا مترجم کہتا ہے
کہ فی الحقیقت جناب صدیق سلمان اپنے اس قول مین بہت صادق ہے مگر تعجب ہے کہ باوجود اس تصدیق وعلم کے کہ وہی
جناب یعنی علیؑ وصی اور جانشین جناب مصطفے کے ہین آپ وصایت اور جانشینی جناب رسولخدا کے کیون اختیار
کی اور اس مسند سے اُنکو کیون معزول کیا اور یہی سند معتبر ابوخثیمہ نے عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے
فرمایا اپنے اصحاب سے کہ میرے ساتھہ ڈرے تم یعنے مینے تمہین عذابات آہی سے ڈرایا اور علی بن ابی طالب کے ساتھہ
تمنے ہدایت پائی اور پھر یہ آیہ تلاوت فرمایا وما انا منذر ولکل قوم ہاد یعنی بہ تحقیق کہ مین ڈرانیوالا ہون اور واسطے ہر
قوم کے ہدایت کرنیوالا ہے پس ہادی سے علی بن ابی طالب ہین اور ساتھہ جسکے پہنچے تم احسان کو اور ساتھہ جنکے
نیکبخت ہوئے تم اور ساتھہ ہی کے شقی ہوئے تم یعنے جسنے اُس سے محبت کی وہ سعید ہوا اور جسنے اُس سے دشمنی

کی وہ شقی ہوا اور یہی ابوہریرہ سے منقول ہی وہ کہتا ہی کہ ایکبار ہمنے رسول خدا کے ساتھ نماز ادا کی پس بعد نماز جناب نے
روئے مبارک اصحاب کیطرف کرکے کچھ کلمات ہدایت شروع کئے تھے کہ ایک مرد انصاری آیا اور عرض کی کہ اے رسولخدا مین نماز
پڑھنیکو یہان آتا تھا جب فلان محلہ مین فلان شخص کے دروازے پر پہنچا تو اسکی گھر سے ایک کتا نکلا اور مجھپر حملہ کیا اور
کپڑے پہاڑ ڈالے اور ساق پا کو میرے مجروح کیا اور نماز کیوسطی یہانتک آنے نہ دیا پھر دوسرے روز ایک اور شخص نے آکر اس
کتے کی شکایت کی یہ سنکر وہ جناب صاحب سگ کے گھر تشریف لائے اور اس سے کہا کہ تو دروازے کی زنجیر ہلا غرض وہ
شخص گھر سے باہر آیا اور جناب رسولخدا کو دیکھکر عرض کی کہ آپنے کیون قدم رنجہ کیا اور تکلیف اٹھائی مجھی کیون نہ
طلب کر لیا آپنے فرمایا کہ اے شخص تو نے ایک سگ درندہ و آزار دہ مردم پال رکھا ہی کہ وہ آدمیونکو کاٹتا ہی اور کپڑے
پہاڑتا ہی ایسے جانور کا تو قتل ضرور ہی تو اسکو لے آ مین اسے قتل کرون وہ شخص حسب الحکم جا کر اسے باندہ لایا اس کتے نے
جو آپ کو دیکھا تو بقدرت خدا گویا ہوا اور بزبان فصیح کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ آپ کیونکر یہان تشریف
لائے فرمایا آپنے کہ کل تو نے فلان شخص کو کاٹا اور اسکو کپڑے پہاڑے اور زخمی کیا اور نماز مین شریک ہونے سے
محروم رکھا اس کتے نے عرض کی کہ اے رسول برحق مجھی آپکی دوستون اور محبون سے کسیطرح کی پرخاش اور خصومت
نہین ہے مگر آپ کے دشمنون سے سو یہ دونون شخص جملہ منافقین سے ہین اور تیسرا ابن عم علی بن ابی طالب کے دشمن ہین
اور انکو ناسزا اور برا اور بد کہتے ہین اور یہ سب وہ لعن پیش آتے ہین ہر سب بیشے انکو ایذا دی اور چونکہ مجھی آپکے ابن عم سے
محبت ہے لہذا مین انکے دشمنون کو ستاتا ہون یہ سنکر آپ خوش ہوئے اور اسکو صاحب سے اسکی سفارش کی اور ارشاد کیا کہ اس
کتے سے تو مشفقانہ سلوک کرنا پس جب آپ تشریف لیجانے لگے تو صاحب سگ نے عرض کی کہ یا حضرت جس حالمین کہ میرے
کتے نے آپکی رسالت کی گواہی دی تو مین کیا کتے سے بھی کمتر ہون کہ آپ پر ایمان نہ لاؤن آپ دست مبارک دراز فرمائین
تا مین آپسے بیعت کرون اور اسلام لاؤن غرضکہ وہ شخص اور جتنے اسکی گھر مین آدمی تھے سب مسلمان ہوگئے اور نیز ابن بابویہ
نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہی کہ جب قیامت قائم ہوگی تو ایک ممبر لاکر رکھا جائیگا کہ سب خلائق اسکو
دیکھیگی اور جناب امیر اس ممبر پر آنکر بیٹھینگے اور ایک فرشتہ دست راست اور ایک فرشتہ دست چپ آپکے کھڑا ہوگا اور
فرشتہ دست راست کا ندا کریگا کہ اے گروہ خلائق یہ علی بن ابی طالب کہ جسکو چاہیگا بہشت مین داخل کریگا اور جسکو
چاہے گا جہنم مین داخل کریگا اور فرشتہ دست چپ کا ندا کریگا کہ اے گروہ خلائق یہ امیر المومنین علی بن ابی طالب اور
یہی بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہی کہ آپنے فرمایا کہ خدا تعالے نے اپنے پیغمبر پر ایک نامہ نازل کیا اور وحی فرمائی
کہ اے محمد یہ وصیت تیری ہے طرف بجا اہلبیت تیرے کے آپنے پوچھا کہ اے حبیب میرے میری بجائی اہلبیت کون ہین
کہا علی بن ابی طالب اور فرزندان اوسکی اور اور پر نامہ کے مہرین تھین طلا سے پس جناب رسولخدا نے وہ نامہ جناب
امیر کو عنایت کیا اور فرمایا کہ ایک مہر اسکی اکھیڑ کر دیکھو اور جو اسکے تحت مین لکھا ہوا اسپر عمل کرو پس جناب امیر نے
ایسا ہی کیا اور جو کچھ آپنے لکھا اور مصائب پر صبر کیا وہ بموجب اس نامہ کے تھا اور پھر جناب امیر نے وقت وفات
اپنی وہ امام حسن کو دیا اس جناب نے بھی ایک مہر کو اسکی اکھیڑ کر جو کچھ کہ اسکے تحت مین لکھا ہوا تھا اسپر عمل کیا اور وقت

وفات اپنی اُس نامہ کو امام حسینؑ کے سپرد کیا اُن جناب نے ایک مہر کو اُسمین سے اکھیڑ کر دیکھا تو یہ لکھا پایا کہ تو خروج کر ایک جماعت کے ساتھ طرف شہادت کے کہ البتہ چاہیئے کہ وہ سب تیرے ساتھ شہید ہوں اور اپنی جان کو راہ خدا مین بیچ پس اُس جناب نے ایسا ہی کیا پھر سُکو امام زین العابدینؑ کو دیا اُس جناب نے تحت مہر لکھا پایا کہ تو خاموش گھر مین بیٹھ اور کسی سے غرض نہ رکھ اور کسی سے خوف نکر غرض اسطرح وہ نامہ سب ائمہ کے پاس پہنچا اور سب نے موافق اُسکے عمل کیا اور یہی کتب معتبرہ اہل سنت مین یہ حدیث منزلت بھی موجود ہی کہ جو امامت بلا فصل جناب امیرؑ پر دلالت کرتی ہی از انجملہ جامع الاصول اور بخاری اور صحیح مسلم اور صحیح ترمذی مین باسناد صحیح معتبرہ ہی منقول ہی کہ بہت سی مقام مین جناب رسولخدا نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی یعنی اے علی تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہی موسیٰ سے مگر یہ کہ کوئی پیغمبر نہین ہے بعد میرے جامع الاصول مین ترمذی ہی روایت کی ہی کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے سعد بن وقاص کو امیر کیا اور اُس سے کہا کہ کیا چیز تجھی مانع ہی کہ تو ابو تراب کو سب اور دشنام دہی نہین کرتا اُسنے کہا کہ جبتک وہ تین چیزین میری خاطر مین ہین کہ جو نہیے جناب رسولخدا سے حق مین علی کے سُنی ہین کہ اگر ایک اُنمین سے میرے واسطے ہوتی تو مین اُسکو دوست رکھتا ہون سے کہ تمام عالم کے شتران سرخ مو میرے پاس جمع ہوئے ہین اُنکو بُرا نہین کہہ سکتا کہ ایک اُنمین سے یہ ہی کہ جب جناب رسولخدا نے علیؑ کو بعض غزوات مدینہ مین چھوڑا اور اُنہونے کہا کہ یا رسول اللہ مجھی آپنے عورتو نمین چھوڑا تو حضرت نے ارشاد کیا کہ تم راضی نہین ہوتے کہ مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے الا انہ لا نبوۃ بعدی یعنی مگر یہ کہ نبوۃ اور پیغمبری بعد میرے نہین ہے اور دوسرے چیز یہ ہی کہ روز خیبر حضرت نے فرمایا کہ البتہ صبح کو علم دونگا اُس شخص کو کہ جو دوست رکھتا ہے خدا کو اور رسول کو اور دوست رکھتا ہے خدا اور رسول اُسکو ہم سب نے اپنے دلمین جانا کہ شاید یہ کو دینگی جب صبح ہوئی اور ہم سب اس خیال مین ہی کہ ناگاہ حضرت نے ارشاد کیا بلاؤ علیؑ کو جب وہ آئے اور آنکھین اُنکی اوسوقت دکھتی اور ورد کرتی تھین اُس حضرت نے لعاب اپنے دہن مبارک کا اُنکی آنکھون مین لگایا اور علم اُنکو دیا پس خدا نے اُنکے ہاتھ پر فتح دی اور تیسرے یہ کہ جب یہ آیہ مباہلہ نازل ہوا تو جناب رسولخدا نے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو طلب کیا اور کہا کہ خداوندا یہ اہلبیت میرے ہین اب جاننا چاہیئے کہ یہ حدیث نص ہے امامت پر جناب امیرؑ کی کہ جب حضرت نے ایک صفت کو مستثنےٰ کیا تو مستثنےٰ منہ باقی اوصاف مین عام رہا ورنہ اگر کوئی صفت اور بھی جناب امیرؑ مین مثل نبوت کے نہ پائی جاتی تو حضرت اُسکو بھی استثنا کرتے اور جب حضرت نے سوائے نبوت کے اور کسی چیز کو استثنا نکیا تو معلوم ہوا کہ جو منزلت حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی وہی منزلت جناب امیرؑ کو جناب رسولخدا سے حاصل تھی سوائے نبوت کے اور حضرت ہارونؑ حضرت موسےٰ کے خلیفہ اور جانشین بھی تھے تو پس جناب امیرؑ بھی رسولخدا کے وصی اور جانشین ہوئے اور یہی ابن عباس سے مروی ہی کہ کسی کی شان مین اسقدر قرآن نازل نہین ہوا کہ جسقدر علیؑ کی شان مین نازل ہوا ہے اور یہی خدیجہ اور حذیفہ بن یمان سے منقول ہی کہ قرآن مین خطاب یا ایہا الذین آمنو کا علیؑ کو نہین مگر یہ کہ امیر المومنین لب لباب اور مغز اُس خطاب کے ہین اور یہی مجاہد سے مروی ہی کہ امیر المومنین شائستہ اور لائق اسکے ہین کہ امیر اور پیشوا اور سرخطاب یا ایہا الذین آمنو کے ہون اسواسطے کہ سب سے سابق الاسلام ہین یعنی سب سے مسلمان

پہلے سلام لائے ہین اور اُنسے پہلے کوئی سلام نہین لایا یہ سب روایات مذکورہ مناقب حافظ احمد بن مردویہ سے منقول ہے
اور بعض اِنمین سے اوسط طبرانی اور صواعق محرقہ مین کہ کُتب معتبرۂ اہل سنت سے ہین دیکھی گئی ہین اور یہی کتب
معتبرۂ مذکورہ مین ابن عباس سے منقول ہے کہ تین سو آیہ حضرت علی کی شان مین نازل ہوئی ہین اور خدا تعالیٰ نے
فرمایا کہ تمہارا ولی مددگار تو اللہ اور اُسکا رسول اور وہ ایمان والے ہین کہ نماز قائم کرتے ہین اور زکوٰۃ دیتے ہین
یہ تصرف اور حاکم اور متصرف تمہارے کامون مین اور تمہاری ہدایت مین مگر خدا اور رسول اور وہ مومن کہ قائم کرتے ہین
نماز کو اور دیتے ہین زکوٰۃ کو بیچ حال رکوع کے جمہور مفسرین متفق ہین کہ یہ آیہ نازل ہوا ہے شان مین جناب علی کے
اور قصہ اُسکا یہ ہے کہ ایکدن ایک سائل مسجد نبوی مین آیا اور سب حاضرین مسجد سے سوال کیا کسی نے اُسکو کچھ نہ دیا سائل نے
ہاتھ آسمان کیطرف اُٹھا کر کہا کہ خداوندا مین تیرے نبی کی مسجد مین آیا اور سوال کیا کسی نے میرے سوال کو پورا نہ کیا اب
مین یہان سے محروم جاتا ہون اُسوقت جناب امیر نزدیک حضرت خیر البشر نماز مین مشغول تھے اور رکوع مین تھے انگشت
خنصر سے سائل کیطرف اشارہ کیا پس سائل آیا اور انگشتری اُنگلی سے اُتار لی اور اِسی اثنا مین آیا روح امین کے اوپر لبشۂ مبارک
نبوی کے ظاہر ہوئی اور جبرئیل امین یہ آیہ لیکر نازل ہوئی حسان بن ثابت انصاری مداح رسول نے اس باب مین چند شعر
انشاء کئے از انجملہ ایک یہ شعر ہے کہ ؎ فانت الذی اعطیت وکنت راکعا ۔ فدا ک نفس القوم یا خیر راکع ۔ یعنے تو وہ
شخص ہے کہ دیا تو نے درحالیکہ تھا تو رکوع کرنیوالا فدا ہو تیرے اوپر جان قوم کی اے بہتر رکوع کرنیوالون کے اور شیخ شہید
نور اللہ مرقدہ نے لکھا ہے کہ وزن اُس انگشتری کا چالیس مثقال کا تھا اور نگینہ اُسکا یاقوت احمر کا تھا اور وزن نگینہ کا
پانچ مثقال کا تھا اور قیمت اُسکی خراج ملک شام کا تھا اور خراج ملک شام کا تین سو بار لقمہ اور چار سو بار طلا تھا اور وہ انگوٹھی
طوق بن خزان کی تھی کہ جناب امیر نے اُسکو قتل کیا تھا اور وہ انگشتری اُسکی خدمت مین رسول مقبول کے حاضر کی تھی
اور اُس جناب نے اُسکو جناب امیر کو دیدیا تھا اور یہی شواہد النبوت مین کہ کتب معتبرۂ اہل سنت سے ہے روایات صحیحہ
مرقوم ہے کہ جناب امیر جب ایک پاؤن رکاب مین رکھتے تھے تو قرآن پڑھنا شروع کرتے تھے اور جب دوسری رکاب تک
پاؤن مبارک پہنچاتے تھے تو قرآن کو تمام کرتے تھے اور دوسری روایت مین ہے کہ جب وہ جناب ارادہ کرتے تھے ناقہ پر
سوار ہونیکا تو ناقہ کے اُٹھنے تک قرآن تمام کرتے تھے سبحان اللہ کیا اعجاز و کرامات تھی اُس معجز نما مین پھر باوجود اسکی کوئی
شخص آپ کا مقابلہ اور آپکی برابری کیونکر کر سکتا ہے اور یہی ابی ذر سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ مینے رسول خدا سے
سُنا کہ اُس جناب نے علی سے فرمایا کہ تو اوّل اُس شخص کا ہے کہ جو ایمان لائیگا ساتھ میرے اور جو کہ مصافحہ کریگا ساتھ میرے
بروز قیامت اور تو صدیق اکبر ہے اور فاروق اعظم ہے کہ فرق کریگا درمیان حق و باطل کے اور تو امیر اور سردار ہے
مومنون کا اور آخر کو فائق اور برتر اور غالب ہونیوالا ہے کافرون پر اور یہی ابی ایوب انصاری سے مروی ہے کہ
رسول خدا نے فرمایا کہ بتحقیق کہ درود بھیجا ملائکہ نے مجھپر اور علی پر سات برس اور یہ سوائے علی کے کسی اور نے
میرے ساتھ پہلی نماز نہیں پڑھی اور یہی جناب رسول خدا سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ جب کہ سب اصحاب غزوۂ احد
مین فرار کیا اور کفار کے روبرو سے بھاگے اور فقط جناب امیر اکیلے رہگئے اور تنہا کفار سے لڑتے تھے اور کفار کو قتل کرتے تھے

تا اینکہ کفار کو ہزیمت دی اور بھگا دیا اسوقت جبرئیل نے کہا کہ اے رسول خدا بیشک خدا بیحد ہی ہمدرد دوستی اور محبت کا کہ جو حمید کرار تمسے اسوقت کر رہے ہین یہ شکر ہے جناب نے فرمایا کہ اے جبرئیل علی مجھسے ہی اور مین علی سے ہون جبرئیل نے کہا کہ مین تم دونون سے ہون اور یہی کتب طرفین مین بحد تواتر کو پہنچا ہی کہ رسول خدا نے فرمایا کہ ضربۃ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین یعنی ایک ضربت علی کی بہتر ہے عبادت ثقلین سے اور یہی عثمان بن عفان سے مروی ہے کہ کہا عمر بن الخطاب نے کہ بہ تحقیق پیدا کیا خدا تعالے نے ملائکہ کو نور روئے مبارک علی سے اور یہی مجاہد سے منقول ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے کہا کہ تم علی بن ابی طالب کے حق مین کیا کہتے ہو فقال ذکرت واللہ احد الثقلین سبق بالشہادتین وصلی بالقبلتین وبایع البیعتین واعطی السبطین وہو ابو السبطین الحسن والحسین ورد علیہ الشمس مرتین بعد ما غاب فی المغربین وجرد السیفین تارتین وہو الکرتین ومثلہ ذو القرنین قال مولائی علی ابن ابی طالب یعنی پس کہا ابن عباس نے کہ واللہ ذکر کیا تو نے ایک دو ثقلین کا کہ جسنے سبقت کی سب پر ساتھ شہادتین کے اور نماز پڑہی طرف دو قبلون کی اور بیعت کی ساتھ دو بیعتون کے اور عطا کیا دو لبستان کو اور وہ باپ ہے سبطین حسن اور حسین کا اور پھیرا اسکی طرف شمس دو دفعہ بعد غروب کرنیکے دو مغربون مین اور کھینچا دو سیفون کو دو دفعہ اور وہ جہاد کرنیوالا ہی مکرر اور مثل اسکی مثل ذو القرنین کے ہی یہ ہی علی بن ابی طالب مولا میرا اور یہی عین الحیات مین جناب امام حسن عسکری سے منقول ہی کہ ایک روز جناب رسول خدا اسی اصحاب نے پوچھا کہ یا حضرت علی ابن ابی طالب افضل ہین ملائکہ سے یا ملائکہ افضل ہین اس جناب سے آپنے فرمایا کہ ملائکہ نے شرف نہین پایا مگر ساتھ محبت محمد اور علی کے اور انکی ولایت کے قبول کرنیکی اور یہی صفار نے جناب صادق سے روایت کی ہی کہ جناب امیر نے فرمایا کہ اشت مغرب مین خداوند عالم نے ایک شہر پیدا کیا ہی کہ اسکو جابلقا کہتے ہین اور اس شہر مین ستر ہزار امت ہی کہ ہر امت برابر ہی ہم امت کے اور اس شہر کے رہنے والے کبھی معصیت خدا کی نہین کرتے اور انکا کوئی کام نہین سوائے دوستی اور محبت اہل البیت کے اور کوئی کلام اور بات اونکی نہین بجز ہمارے دشمنون کے برا کہنے کے اور ہشام بن سالم سے روایت کی ہی کہ حضرت صادق نے فرمایا کہ خدا تعالے کا ایک شہر ہی پشت دریا کہ وسعت اسکی بقدر چالیس روز سیر کرنے آفتاب کی ہی اور اس شہر کے آدمی کبھی معصیت خدا کی نہین کرتے اور شیطان کو نہین جانتے اور نہین معلوم انکو کہ شیطان بھی پیدا ہوا ہے یا نہین اور گاہی گاہے ہمارے پاس جاتے ہین اور جس چیز کی انکو احتیاج ہوتی ہی اسکو ہمسے پوچھتے ہین اور ہم انکو تعلیم کرتے ہین اور یہ بھی پوچھتے رہتے ہین کہ کب ظہور کریگا قایم آل محمد کب ظہور کریگا اور عبادت خدا مین بہت سعی کرتے ہین اور انکے شہر کے دروازے متعدد ہین اور ہر دروازے کی دو صد دروازے تک وسعت اسکی ہی اور تقدیس اور تسبیح اور عبادت اونکی اسقدر ہی کہ اگر اونکی عبادت کو تم دیکھو تو اپنی عبادت کو بہت سہل جانو بعض انمین سے ایسے ایسے شخص ہین کہ ایک ایک مہینہ سر سجدے سے نہین اٹہاتے اور غوراک انکی تسبیح الہی اور پوشش انکی برگ درختان ہین اور روئے انکے نور سے روشن تر ہین اور جب کبھی ہم اہلبیت مین سے دیکھتے ہین تو ہمکو گرد جمع ہو جاتے ہین اور خاک قدم کو آپکے دہلی برکت لیتے ہین اور جب وقت نماز کا ہوتا ہے تو آواز بین اذان کی تا بہ آسمان پہنچتی ہین اور ہمارے مین ایک جماعت ہی کہ انتظار

قائم آل محمد ہین کبھی آلات حرب بدن سے نہین کھولتے اور خدا سے دعا کرتے ہین کہ الہی جلد ہمین انکی خدمت سے مشرف کر اور
ایک ایک کی عمر ہزار ہزار برس کی ہوتی ہے اور ہر ایک کی صورت سے آثار خشوع اور خضوع اور شکستگی اور فروتنی کے ظاہر ہوتے
ہین اور ہمیشہ طلب کرتے ہین اس امر کو کہ جو موجب خوشنودی خدا ہو اور کبھی عبادت خدا مین سستی نہین کرتے اور عبادت
سے دلتنگ نہین ہوتے اور جسطرح ہمنے انکو قرآن تعلیم کیا ہے اسی طرح پڑھتے اور انکو قرآن مین چند چیز ایسی ہین کہ اگر
ان آدمیون پر انکو پڑھین تو کافر ہو جائین اور اگر کوئی چیز قرآن مین سے انکو مشکل ہوتی ہے تو ہمسے اسکو پوچھ لیتے ہین
اور جب ہم انکو بتاتے ہین تو سینے انکے کشادہ اور منور ہو جاتے ہین اور خدا سے دعا کرتے ہین کہ ہمکو اہلبیت محمد کے وسطی باقی
رکھے اور جانتے ہین کہ بطفیل ہمارے خدا تعالے نے انکو کسقدر نعمتین عنایت کی ہین اور ہم اہلبیت کی قدر کو خوب
جانتے ہین اور یہ سب قائم آل محمد کے ساتھ خروج کرینگے اور جہاد مین سب پر سبقت لیجائینگے اور یہی ہمیشہ
انکی دعا ہے اور رئیس بڈھے یہی ہین اور جوان یہی ہین اور جب کوئی جوان بڈھے کو دیکھتا ہے تو مثل غلامونکے روبرو انکے
بیٹھتا ہے اور جبتک وہ پیر اس جوان کو رخصت نہین کرتا تو وہ انکے پاس سے نہین جاتا اور یہ سب خلق سے بہتر عبادت
کرتے ہین اور امام الکاجس چیز کا حکم دیتا ہے اسکو ترک نہین کرتے اور اگر انکو اور تمام خلق کے مشرق سے مغرب تک مقرر اور
متعین کرین تو ایک ساعت مین سب کو فنا کر دین اور کوئی حربہ انپر کارگر نہین ہوتا اور خود اور شمشیر یوں سے کہتے
ہین مگر وہ تو ہاتھ سے ہے اور جو کچھ کہ ماہین جابلقا اور جابرسا کے ہے جنگ و جدل کرینگے اور یہ دو شہر ہین ایک
پیچ مشرق کے اور ایک پیچ مغرب کے اور اس زمانہ مین ہر شخص کو جو غیر دین کا ہوگا اول طرف خدا اور رسول اور دین
اسلام کے دعوت کرینگے اور اگر وہ اسلام قبول نکریگا تو اسکو قتل کرینگے پس ماہین مشرق اور مغرب کے کوئی نرہیگا کہ جو
مسلمان نہو اور یہی باسانید معتبرہ جناب امام حق سے منقول ہے آپ فرماتے ہین کہ خدا کا ایک شہر ہے مغرب مین
اور ایک شہر ہے مشرق مین اور ان دونو شہر کا حصار ہے آہن سے اور ہر حصار مین ستر ہزار در ہین اور ہر در مین ستر ہزار
گروہ داخل ہوتی ہین کہ ہر ایک کی زبان جدا جدا ہے اور ہر ایک علیحدہ علیحدہ لغت مین کلام کرتے ہین کہ ایک کی زبان
دوسرا نہین سمجھتا اور ہم اہلبیت ان سب لغتونکو جانتے ہین اور ان شہرون مین اور ماہین ان شہرونکے سوائے ہمارے
کوئی امام نہین اور ہم حجت ہین خدا کی انپر اور یہی ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب امام رضا سے نقل کی ہے کہ جناب
ہمنے فرمایا کہ جناب رسول مقبول نے ارشاد کیا کہ خدا تعالے نے کسیکو اپنی مخلوقات مین سے بہتر اور گرامی تر نہین سے پیدا
نہین کیا مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ افضل ہین یا جبرئیل فرمایا کہ اے علی خدا تعالے نے انبیا مرسلین کو ملائکہ
مقربین سے افضل کیا ہے اور مجھے سب پیغمبرون پر فضیلت دی ہے اور میرے بعد تجکو فضیلت دی ہے اور باقی ائمہ کو
بعد تیرے سب پر فضیلت دی ہے اور ملائکہ خدمتگار ہمارے اور خدمتگار ہمارے دوستونکے ہین اے علی وہ ملائکہ جو حاملان
عرش ہین اور دور عرش پر رہتے ہین تسبیح اور تحمید اور تمجید خداوند جلیل کی اس جماعت کے وسطی کرتے ہین کہ جو ایمان
ساتھ ولایت ہماری کے لائے ہین اے علی اگر ہم نہوتے تو خدا تعالے نہ آدم کو خلق کرتا نہ حوا کو اور نہ حور و قصور و

بہشت و دوزخ کو اور نہ آسمان و زمین کو اور کیونکہ ہم ملائکہ ہی افضل ہوں کہنے سے پہلے ان سے خدا کو پہچانا ہی اور تسبیح اور تحمید اور تنزیہ خدا کا کیا ہی اسواسطے کہ جس چیز کو اول خدا نے پیدا کیا وہ ارواح ہماری تھیں پس ہمکو گویا کیا سا تہ تحمید اور تمجید اور تسبیح کے کہ سکو ساتہ یگانگی کے یاد کریں اور سکی حمد کریں پھر بعد ہماری ارواح کے ملائکہ کو پیدا کیا اور ہماری سب روحیں ایک روح تھیں پس جب ہماری روحوں کو ملائکہ نے دیکھا تو انکی نظروں میں نہایت عظیم معلوم ہوئیں ہمنے سبحان اللہ کہا تا ملائکہ کو معلوم ہو جائے کہ ہم مخلوقات خدا سے ہیں اور سبحنے ہمیں پیدا کیا ہی اور خدا منزہ ہی اس سے کہ ہمارے ساتھ کسی طرح کی مشابہت رکہتا ہو یا یہ کہ ہمیں صفات ممکنات کی ہوں پس ملائکہ نے جو ہماری تسبیح سنی تو انہوں نے بہی تسبیح خدائے تعالے کی کی اور خدا کو منزہ صفات ممکنات سے جانا اور جب ملائکہ نے ہماری بزرگواری کو دیکھا تو ہمنے کہا لا الہ الا اللہ تا ملائکہ جانیں کہ خدا تعالے اپنی بزرگواری اور عظمت و جلالت میں شریک نہیں رکہتا اور ہم بندے اسکی ہیں اور اسکی عظمت اور خداوندی میں شریک نہیں ہیں پس ملائکہ نے بہی ہمسے سنکر لا الہ الا اللہ کہا اور جبکہ ملائکہ نے ہماری رفعت محل اور بزرگی درجہ کو دیکھا تو ہمنے اللہ اکبر کہا تا وہ جانیں کہ خدا اس سے بزرگ ہی کہ کوئی شخص ہم میں اسکی توفیق اور تائید سے اسکی نزدیک رتبہ اور منزلت پائے پس انہوں نے بہی ہمسے سنکر اللہ اکبر کہا اور جب انہوں نے ہماری قوت اور غلبہ اور قدرت کو دیکھا تو ہمنے لا حول و لا قوت الا باللہ کہا تا وہ جانیں کہ قوت اور قدرت اور توانائی ہمارے خدا کی دی ہوئی ہی اور اسی سے ہی اور جب انہوں نے جانا کہ خدا تعالے نے ہمکو کس قدر نعمتیں دی ہیں اور ہماری اطاعت اور فرمانبرداری جمیع خلق پر لازم کی ہی تو ہمنے الحمد للہ کہا تا وہ جانیں کہ خدا ہماری جانب سے مستحق حمد و ثنا کا ہی ان نعمتوں عظیمی پر کہ ہمیں دی ہیں پس ہمسے یہ سنکر ملائکہ نے بہی الحمد للہ کہا۔ پس بعد خدا تعالے نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور ہمارے نور کو انکی صلب میں ودیعت رکہا اور ملائکہ کو حکم کیا کہ آدم کو سجدہ کریں واسطے ہماری تعظیم اور تکریم کے کہ ہم صلب میں انکی ہیں پس سجدہ انکا سجدۂ بندگی تہا واسطے خدا کے اور سجدۂ تعظیمی و تکریمی اور اطاعت کا تہا واسطے آدم کے پس ہم کیونکر افضل ملائکہ ہی نہوں کہ ملائکہ نے آدم کو سجدہ واسطے ہماری تکریم و تعظیم کے کیا تہا اور جب مجہے آسمان پر لیگئے تو جبرئیل نے اذان و اقامت کہی اور کہا کہ تم آگے کہڑے ہو تاہم تمہاری عقب نماز پڑہیں کہ تم پیغمبر ہو کو خدا نے سب ملائکہ پر فضیلت دی ہی اور مجہے خاص سب خلائق پر فضیلت دی ہی غرض سب فرشتوں نے میرے پیچہے نماز پڑہی اور جب میں حجاب ہای نور میں پہنچا تو جبرئیل آگے جانے سے ٹہہر گئے اور کہا کہ مجہے آگے جانیکی طاقت نہیں ہے اگر اس سے آگے جاؤں تو سب بال و پر میرے جل جائیں میں اکیلا آگے گیا جہانتک کہ خدا نے چاہا اور وہ وہ جگہ تہی کہ کوئی فرشتہ وہانتک جا نہ سکتا تہا ناگاہ مجہے ایک آواز آئی کہ اے محمد میں نے عرض کی کہ لبیک ربی و سعدیک تبارکت و تعالیت ندا آئی کہ اے محمد تو بندہ میرا ہی اور میں پروردگار تیرا ہوں تو میری عبادت کر اور مجہپر توکل کر سب امور میں مدد ستیکہ تو نور میرا ہی میرے بندوں میں اور فرستادہ میرا ہی طرف خلق کے اور حجت میری ہی جمیع خلق پر یعنی تیرے اور تیرے تابعین کے لئے بہشت کو پیدا کیا ہی اور واسطے تیری و دشمنوں کے جہنم کو پیدا کیا ہی اور واسطے تیرے اوصیا کے اپنی کرامت کو واجب کیا ہی اور واسطے انکی شیعوں کے ثواب کو لازم کیا ہی میں نے عرض کی کہ خداوندا میرے اوصیا کون ہیں فرمایا کہ اے محمد اوصیا تیرے وہ ہیں کہ جو ساق عرش پر لکہی ہوئی ہیں جب میں ساق عرش پر نظر کی

تو بارہ نام شیر کے نظر آئے کہ اول اونکے علی بن ابی طالب ہے اور آخر اونکے مہدی ہی پس عرض کی کہ خداوندا یہ میرے اوصیا ہین ندا آئی کہ ہان یہی اولیا تیری ہین اور برگزیدہ میرے اور حجت میرے ہین بعد تیرے جمیع خلق پر اور یہی اوصیا اور خلیفہ تیرے ہین اور بہتر ہین سب میری مخلوقات سے بعد تیرے مجھی اپنی عزت اور جلال کی قسم کہ انکے ساتھ اپنے دین کو ظاہر کرونگا اور کلمۂ حق کو اونکے ساتھ بلند کرونگا اور انکے آخر سے یعنی مہدی سے زمین کو دشمنون سے پاک کرونگا اور اوسکو مشرق سے مغرب تک سب زمین پر مسلط کرونگا اور ہواؤنکو اونکے تابع کرونگا اور ابر ہائے صعب کو اُنکی دلیل گردانونگا اور آسمانون پر اُنکو بٹھاؤنگا اور اپنے لشکر سے اُنکی یاری کرونگا اور ملائکہ کو اُنکا مددگار کرونگا یہانتک کہ دین حق بلند ہو اور جمیع خلق ساتھ بیگانگی کے قرار کرین اور اُنکی ملک اور بادشاہی کو ہمیشہ اور دائم کرونگا اور قیامت تک دوستون میرے سے دولت حق کی زائل نہوگی اور یہی کتب اہل سنت مین مثل بخاری وغیرہ کے حال خیبر مین لکھا ہی کہ جب جناب رسولخدا نے دیکھا کہ ابوبکر اور عمر کفار خیبر کی ہزیمت پاکر یہاں آئے تو جناب امیر کو بھیجا جب اُس جناب نے زیر قلعہ پہنچکر علم نصرت شیم کو گاڑا تو ایک خیبری نے قلعہ پر سے پوچھا کہ اے صاحب رایت تیرا کیا نام ہی آپنے فرمایا کہ انا علی بن ابی طالب یہودی نے یہ سنکر کہا کہ قسم بتورات کہ ہم سب مغلوب ہوئے پس اول حارث مع فوج کثیر آپکے مقابل ہوا اور وہ آدمی کو اہل اسلام سے شہید کیا جناب امیر نے اُس کافر کو ایک ضرب ذوالفقار کے ساتھ راہی دار البوار کیا مرحب کہ رئیس و رئیس حارث کا بھائی تہا بہت سے شجاعان مشہورین اور بہادران جنگ آزمودہ کو اپنے ہمراہ لیکر میدان مین آیا اور حیدر پر چڑہی اور ملعون مبارزان مشہور اور شجاعت مین بے مثل و بے نظیر تہا اور دو زرہ پہنے اور دو تیغ حمائل کئے اور مغفر فولاد بر مین لئے اور دو عمامی سر پر خود سنگین فرق پر تین من کی سنان ہاتھ مین غرض کسی اہل اسلام کو اُس سے مقابلہ اور مقاتلہ کی تاب طاقت نہ رہی جناب امیر نے اُسکے مقابل آنکر رجز زبان معجز بیان پر جاری کی اور فرمایا انا الذی سمتنی امی حیدر یعنے مین وہ ہون کہ نام رکہا میری مان نے میرا حیدر جیسا کہ شیخ طوسی رح نے بیان کیا ہے پس مرحب نے آپکا نام سنکر ارادہ بہاگنے کا کیا کہ شیطان بصورت راہب بنکر آیا اور پوچھا کہ اے مرحب تو کیون بہاگتا ہی اُس نے کہا کہ مین نے عالم رویا مین اپنی مان کو دیکھا کہ وہ کہتی ہی کہ شیر تجھپر حملہ کریگا اور فلان کاہن نے بہی کہا کہ جسکا نام شیر ہو اور خصلت شیر کی رکہتا ہو اُس سے تو پرہیز کرنا شیطان نے کہا آیا دنیا مین اسی ایک شخص کا نام حیدر ہے تعجب ہے کہ تو عورتونکی کہنے پر عمل کرتا ہے اور عار فرار کو فرار پر ترجیح دیتا ہی پہر جاکہ مین تیری بہی کمک کو اور شجاع بہیجتا ہون یہ سنکر حمیت جاہلی و امن گیر اُسکی ہوئی اور فریب مین شیطان کے آگیا چاہا کہ شمشیر حوالۂ فرق جناب امیر کرے کہ اُس جناب نے ایک ہاتہ ذوالفقار کا اُسکی سر پر مارا کہ خود و مغفر سے گزر کر قربوس زین پر جا کر ٹہہری غرضکہ اُس جناب نے اُس قلعہ کو فتح کیا جیسا کہ اُسکا مفصل حال آگے معجزات مین آئیگا منقول ہے کہ ایک روز جبرئیل امین پیش رسول رب العالمین روئے مبارک جناب امیر دیکہتے تہے اور تبسم کرتے تہے جناب ختمی مآب نے فرمایا کہ ای جبرئیل تم جو علی کو دیکہکر تبسم کرتے ہو سکا کیا سبب ہے جبرئیل نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ایکبار حکم خالق قہار کا مجھکو ہوا کہ سات شہر کو قوم لوط کے اوپر لیجا کر الٹ دی چنانچہ حسب الحکم مین اون سالون شہرونکو اتنا بلند لیگیا کہ ملائکہ آسمان نے

آواز کتون اور مرغون کی سنی وہان سے بھاگے اُنکو الٹ دیا مگر مجھی اُس روز اُنکے اُلٹنے مین ایسی مشقت اور تعب نہ معلوم ہوئی تھی جیسے تعب و مشقت اُس روز ہوئی کہ جب علی نے ذوالفقار بلند کی اور چاہا کہ مرحب کے سر پر مارے کہ مجھی خداوند عالم کا حکم ہوا کہ جلد زمین پر پہنچ اور شمشیر علی کو نگاہ رکھہ کیونکہ قریب ہے کہ اثر اُسکی شمشیر کا ہی تک جو کہ گاؤزمین کو اُٹھائے ہی پہنچے یہ حکم سُنکر فوراً مین آیا اور شمشیر علی کو زمین کے اندر جانے سے روکا پس اُسکی روکنے مین مجھی اُس قدر تعب ہنچی کہ مدن شہر و بھی اوپر پڑیا نے اور اولٹ دینے مین نہ پہنچی تھی پس اُس اُسکا خیال اُسوقت مجھی آیا اور تعجب ہی ہنسی آئی اور یہی کتاب مناقب مین مروی ہی کہ ایک شخص زمانہ خلافت خلیفہ ثانی مین خلیفہ صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ اے خلیفہ مین حق سے بیزار ہون اور فتنہ کو دوست رکھتا ہون اور مرغ بے ذبح کو کھاتا ہون اور نادیدہ کی گواہی دیتا ہون اور مُردے کو اپنا امام کرتا ہون خلیفہ صاحب نے کہا جو شخص اتنی برائیون کے ساتھ متصف ہو اور خود اقرار کرے قتل اُسکا واجب ہے اور اُسکے قتل کا حکم دیدیا یہ خبر جناب امیر کو پہنچی آپنے کہلا بھیجا کہ جبتک مین نہ آلون قتل نہ کرنا پس آپ دار الشرع مین تشریف لائے اور فرمایا کہ اے اباحفص تمنے اُسکے قتل کا حکم کیون دیا ہی عمر نے کہا کہ یہ ایسی ایسی باتین کفر کی کہتا ہی آپنے فرمایا کہ یہ کفر کی باتین نہین کہتا جو کچھہ کہ کہتا ہی سچ کہتا ہی اسواسطے کہ یہ جو کہتا ہی کہ مین حق سے بیزار ہون سچ کہتا ہی اسواسطے کہ موت حق ہی اور اُس سے سب بیزار ہوتے ہین اور یہ جو اُسنے کہا کہ مین فتنہ کو دوست رکھتا ہون یہ بھی سچ کہا اسواسطے کہ اولاد اور مال فتنہ ہین جیسا کہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ انما اموالکم و اولادکم فتنہ اور ان دونون چیزون کو سب دوست رکھتے ہین اور جو اُسنے کہا کہ مرغ بے ذبح کو کھاتا ہون سچ ہی کیونکہ مچھلی کو سب کھاتے ہین اور ذبح اُسکو کوئی نہین کرتا اور یہ جو اُسنے کہا کہ نادیدہ کی گواہی دیتا ہون خدا کے وجود کی سب گواہی دیتے ہین اور کسی نے اُسکو آنکھہ سے نہین دیکھا اور یہ جو اُسنے کہا کہ مردے کو اپنا امام کرتا ہون سچ کہا قرآن اُسکا امام ہے اور وہ ذی روح نہین یہ سُنکر عمر نے کہا کہ لولا علی لہلک عمر سبحان اللہ کیا ہی خلیفہ ہی کہ جسکی حیات و ممات جناب امیر کے ہاتھ مین ہتی اور یہی محمد بن خالد ینبتی سے مروی ہی کہ ایک روز عمر بن الخطاب نے خطبہ پڑہا اور کہا کہ اگر مین تمکو پہنیون اُچیز سے کہ جسکو تم جانتے ہو طرف اُس چیز کے کہ جسکو تم برا جانتے ہو جیظرف کفر کے تو پس تم کیا کرو کسی نے کچھہ جواب نہ دیا تین دفعہ یہی طرح کہا اور کسی نے جواب نہ دیا کہ جناب امیر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے عمر اگر تو ایسا کرے تو اول ہم تجھہ سے توبہ چاہین پس اگر تو توبہ کرے تو توبہ کو تیری قبول کرین عمر نے کہا کہ اگر مین توبہ نکرون تو فرمایا کہ مارین ہم تیری آنکھہ کو کہ جسمین تیری آنکھین ہین یعنی تیری مُنہ پر اسقدر طمانچہ ماریں کہ تیری آنکھین پھوٹ جائین اور تو اندھا ہو جائے اور یہی مناقب خوارزمی مین ہی کہ سلمان فارسی نے کہا کہ سُنا ہے مین نے کہ تو لخدا اسکے دوست ہو اور فرمایا سب آدمیون سے کہ واجب و لازم ہی تم سب پر کہ تم متابعت کرو علی بن ابی طالب کی اور لازم پکڑو اُسکو اور وہ مولا تمہارا ہی پس دوست رکھو اُسکو اور وہ بزرگ تمہارا ہی پس اطاعت کرو اُسکی اور وہ عالم تمہارا ہی پس برتری کرو اُسکی اور وہ کہنچنے والا ہی تمکو طرف جنت کے پس عزت کرو تم اُسکی اور عزیز جانو تم اُسکو اور جسوقت تمکو پکارے اور بُلائے تو اجابت کرو تم اُسکی اور جسوقت تمہین حکم کرے کسی چیز کا تو اطاعت کرو تم اُسکے حکم کی اور مانو تم اُسکے حکم کو اور محبت کرو تم اُس سے بسبب محبت میری کے اور اکرام کرو تم اُسکو ساتھہ اکرام میرے کے اور نہین کہتے نہین کہتے یہ باتین اُسکی واسطے مگر بسبب اُسکے کہ حکم کیا مجھکو میرے رب نے کہ مین تمسے اُسکی حق مین

یہ ہو کر ہوں اور تمہیں نصیحت کروں اور یہی ابن عباس سے منقول ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ مجھ کو جس شب آسمان پر لیگئے اور میں جنت میں داخل ہوا تو ایک نور کو دیکھا جبرئیل سے میں نے پوچھا کہ یہ نور کیسا ہے جبرئیل نے کہا کہ ای محمد یہ نور شمس و قمر کا نہیں ہے بلکہ یہ نور ایک جاریہ کا ہے جو اری علی ابن ابی طالب سے کہ اسوقت اسکی نظر تم پر پڑی اور وہ تمکو دیکھکر ہنسی اسکے منہ سے نور نکلا اور ہمیشہ یہ جاریہ جنت میں پھرا کرتی ہے اور اسطرح سے پھرا کریگی جبتک کہ علی جنت میں داخل ہوں اور یہی حسین ابن علی سے مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ ایک روز صبح کے وقت جبرئیل میرے پاس خندان اور مسرور آئے میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل اسوقت کیا باعث ہے کہ میں تمہیں خوش و مسرور دیکھتا ہوں جبرئیل نے کہا کہ کیونکر ایسا نہ ہو کہ آنکھیں میری روشن ہوئیں اس کرامت کو دیکھکر کہ جو تمہارے بھائی اور تمہارے وصی اور تمہاری امت کے امام علی ابن ابی طالب کو خدائے تعالے نے اکرام کی ہے میں نے پوچھا کہ کیا چیز اکرام کی ہے کہا کہ سماوات کی خدا تعالے نے ملائکہ اور حاملان عرش پر اسکی عبادت صبح کے ساتھ اور کہا کہ تو ملائکہ میرے نظر کرو طرف میری جنت کے جو بیچ زمین کے ہے بعد میرے بنی کے کیا خاک آلودہ کیا ہے اسنے اپنے رخسارون کو واسطے تواضع اور عظمت و جلالت میری کے گواہ لیتا ہوں میں تمکو کہ وہ امام ہے میری خلق کا اور مولا ہے میرے بریہ کا مترجم کہتا ہے کہ اگر اہل فرق مختلفہ خالی ہو کر تعصب اور عناد سے ان فضائل میں جناب امیر کے کہ جو نصوص قاطعہ ہیں اس جناب کی امامت بلا فصلی پر نظر کریں تو بیشک سلوک امامت اور وصایت اس جناب کے اور سب کی امامت اور خلافت کو باطل جانیں کیونکہ یہ فضائل اور کرامات اور معجزات اور کسی میں پائے نہیں جاتے اور یہی جابر سے منقول ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ جبکہ خلق کیا خدا تعالے نے آسمان کو اور زمین کو اور عرض کیا انہ تو لا اور ولایت علی کو پس قبول کیا انہوں نے اسکو پھر خلق کیا خلائق کو اور سپرد کیا انکو امر دین کا پس سعید ہوا وہ شخص کہ جسنے سعادت پائی ہمارے ساتھ اور شقی اور بدبخت ہوا وہ شخص کہ جسنے شقاوت کی ساتھ ہمارے اور ہم میں حلال کرنیوالے حلال اللہ کو اور حرام کرنیوالے حرام اللہ کو اور یہی ابوبکر سے مروی ہے کہ رسولخدا نے سورہ برات دیکر انکو اہل مکہ کیطرف بھیجا تاکہ ان سے جاکر کہیں کہ بعد اس سال کے کوئی مشرک حج خانہ کعبہ کا نہ کرے اور نہ برہنہ طواف خانہ کعبہ کا کرے اور جنت میں داخل نہ ہوگا مگر وہ شخص جو اسلام لایا ہوگا اور خدا اور رسول بری ہیں مشرکین سے پس جب ابوبکر روانہ ہوئے تو پھر رسولخدا نے فرمایا کہ علی تم جاؤ اور ابوبکر سے راہ میں ملو اور اس سے سورہ برات کو لیکر اسکو واپس بھیجدو کہ تم جاکر اہل مکہ پر اسکو پڑھو غرض جناب امیر گئے اور سورہ کو لیکر ابوبکر کو جناب رسولخدا کی خدمت میں بھیجدیا ابوبکر روتے ہوئے جناب رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آیا کچھ مجھسے خطا ہوئی آپنے فرمایا کہ نہیں مگر مجھی حکم ہوا ہے جانب خدا سے کہ نہ پہنچائے اسکو کوئی شخص مگر میں یا وہ شخص کہ جو مجھسے ہو بواسطہ میرے علی کو بھیجا کہ وہ مجھسے اب دیکھو کہ اسقدر خدا کو حفظ ما تقدم منظور رہتا ہے کہ ایک سورہ کا پہنچانا بھی منظور رہا تاکہ آئندہ اپنی خلافت پر اس امر کو دلیل نگردانے پس صاحب عقل و فہم کے نزدیک یہی دلیل اس جناب کی امامت بلا فصلی کیواسطے کافی ہے اور یہی مروی ہے ابوسعید تیمی سے کہ امیر المومنین نے فرمایا کہ عہد لیا مجھسے رسولخدا نے کہ مقاتلہ کروں میں ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے کسی نے پوچھا کہ یا امیر المومنین کون ہیں یہ فرمایا کہ ناکثین اہل جمل ہیں اور مارقین خوارج ہیں اور قاسطین معاویہ اور اسکے اصحاب ہیں اور یہی منقول ہے کہ جابر بن عبداللہ نے کہا کہ فرمایا رسول

خدا نے کہ آئے ایک روز جبرئیل ایک برگ سبز لیکر کہ اسپر لکھا ہوا تھا سفیدی سے کہ میں فرض کی ہوں محبت علی بن ابی طالب کی
سب خلق پر پس پہنچائو انکو یہ خبر **فصل چھٹی** بیچ اس امر کے کہ علم جناب امیر کا بموجب فرمودہ جناب رسولخدا مدینۃ العلم
وعلی بابہا کے تمام خلائق سے زیادہ تر تھا اور کوئی شخص آپکے علم کے برابر علم نرکھتا تھا مگر مراد علم سے یہاں علم دینیہ ہی نہ علم و
حکمت وفلسفہ اور صاحب مدارک نے بھی اپنے مذہب کے علما اور مفسرین کی تبعیت سے بیچ تفسیر آیہ ومن یوتی الحکمۃ فقد اوتی
خیرا کثیرا کے یہی لکھا ہی کہ مراد حکمت سے علم قرآن وعلم سنت ہی یا علم نافع کہ جو پہنچایا ہوا آنحضرت طرف خوشنودی خدا کے اور عامل
اسکی اور حکیم کے معنی عالم اور عامل کے ہین انتہی غرض وہ جناب علم دینیہ مین فائق سب سے اور علم سنت کا جو آپ کو حاصل
تھا اور کسیکو حاصل نہ تھا پس وہ جناب علم مین سب سے افضل تھے اور دلائل وبراہین اسکی بہت ہین اول تو حدیث مین مذکور ہی انا
مدینۃ العلم الخ دوسرے یہ کہ جناب رسولخدا نے فرمایا اور جامع بیاض ابراہیمی شکر اللہ سعیہ نے کنز العمال سے بیچ ذیل حدیث
مستفیضہ درباب تمسک بہ ثقلین اس حدیث کو نقل کیا کہ آپنے فرمایا کہ مین تمہارے واسطے پیش رو ہونگا اور تم آؤ گے
میرے پاس حوض کوثر پر کہ عرض اسکا مثل صنعا اور بصری کے ہی اور اوپر اسکے پیالے ہین چاندی اور سونیکی مثل شمار ستارگان
سما پس دیکھو کہ سلوک کروگے تم ثقلین سے عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ کون ہی ثقلین فرمایا کہ ثقل اکبر تو کتاب خدا ہی کہ
جسکی طرف سبب خدا کے ہاتھ مین ہے اور طرف دوسری اسکی تمہارے ہاتھ مین ہے تمسک کرو ساتھ اسکے کبھی گمراہ نہوگے تم اور
ثقل اصغر عترت میری ہی اور وہ دونون جدا نہونگی آپس سے یہانتک کہ وارد ہون میرے پاس حوض کوثر پر پوچھا ہی مینے
اسکو رب اپنے سے پس نہ تقدیر اور پیش دستی کرو ان دونون پر والا ہلاک ہوگے اور نہ تعلیم کرو انکو کہ وہ دونون عالم اور
دانا ترین ہین تم سے غرض اس سے بھی علمیت اس جناب کی واضح ہی کیونکہ جبکہ علمیت عترت طاہرہ کی بارشاد مخبر صادق متحقق ہے اور
کسیکو علماء فریقین سے اس امر مین خلاف نہین کہ سید الوصیین افضل عترت اطہار ہین تو یہی علم بھی کافہ خلائق سے ہونگے اور یہی
اول دلیل اس جناب کی اعلمیت پر یہ ہی کہ آپ خود آخر معرکہ صفین مین فرماتے ہین کہ ہذا قرآن صامت وانا قرآن ناطق یہ
قرآن صامت ہی یعنے گویا نہین اور مین قرآن ناطق ہون جیسا کہ شاہ ولی اللہ والد شاہ عبد العزیز نے ازالۃ الخفا مین ذکر
کیا ہے اور یہی جناب رسولخدا نے فرمایا علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض اور مراد عدم
افتراق باہمی سے یہ ہی کہ جو کچھ کہ مصحف مین ہی وہ سینہ گنجینہ علوم امیر المومنین مین ہے اور جو کچھ کہ سینہ مخزن علوم ظاہر وباطن
یعنی وصی مطلق مین ہے وہ قرآن مین ہے نہ اتحاد حقیقی کہ جو بدلون لفظی اس حدیث کا ہے کہ وہ محال ہی جیسا کہ صواعق
محرقہ مین بیچ فصل ثانی باب تاسع کے لکھا ہی اور یہی ابی طفیل نے جناب امیر سے روایت کی ہی کہ اس جناب نے فرمایا واللہ
ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیما نزلت واین نزلت وعلی من نزلت ان ربی وہب لی قلبا عقولا ولسانا ناطقا یعنے
بخدا کہ نہین نازل ہوا کوئی آیہ مگر بتحقیق جانتا ہون مین کہ کس چیز مین نازل ہوا اور کس جگہ نازل ہوا اور کس پر
نازل ہوا بتحقیق کہ خدائے عزوجل نے بخشا ہی واسطے میرے قلب ذی عقل اور زبان گویا اور یہی فرمایا اس جناب نے
کہ سلونی عن کتاب اللہ فانہ لیس من آیۃ الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنہار ام فی سہل ام فی جبل یعنے پوچھو مجھسے
کتاب اللہ سے پس بہ تحقیق کہ نہین ہی کوئی آیہ مگر یہ کہ جانتا ہون مین کہ شب کو نازل ہوا ہی وہ آیہ یا دن کو یا ہموار زمین

نازل ہوئی ہاتھ پہاڑ کے اور یہی فصل الخطاب ہین عبداللہ بن مسعود سے منقول ہی کہ قرآن نازل ہوا ہی اوپر سات حرف کے نہین ہی کوئی حرف اُس مین کہ واسطے اُسکے ظاہر ہی ہی اور باطن ہی ہی اور یہ تحقیق کہ علی ابن ابی طالب عالم ہین ہر حرف کے ظاہر کے بھی اور باطن کے بھی اور یہی صاحب الصواعق نے اس حدیث متفق علیہ کو لکھا ہی کہ رسول خدا نے جناب امیر کے حق مین دعا کی کہ اللہم ادر الحق معہ حیث دار یعنے اے باضلہیہ تو حق کو ساتھ علی کے جسطرف کہ وہ پھرے پھر صاحب صواعق بعد اسکے لکھتا ہی کہ علی ایک علما یانمین اور شجعان مشہورین اور خطبا مصقعین اور حفظۃ القرآن سے تھا اور تہا وہ قضے صحابہ کا اور اعلم انکا واقعی وہ جناب ایسے ہی تھے کہ سب لوگونکے رجوع آپ کی ہی طرف ہوتی ہی خصوص اصحاب ثلثہ کہ ہر مسئلہ مین آپہی طرف رجوع لاتے تھے اور جب یہ کسی مسئلہ مین خطا کرتے تھے تو آپ اوسکی اصلاح فرماتے تھے اور جب کوئی غیر ملت والا حضرت خلفہ سے سوال کرتا تہا اور یہ حضرات انکے جواب دینے سے عاجز ہوتے تھے تو وہ جناب انکو جواب دیتے تھے چنانچہ چند قضیہ جو آپ نے فیصل کئے اور چند جواب جو یہود و نصارا کو دئے انکو مین لکھتا ہون تاسب پر ظاہر ہو جاے کہ وہ جناب علم مین سب سے اور جناب علم ہی سب سے تو مستحق خلافت بھی آپ ہی تھے سو واسطے کہ خدا تعالے فرماتا ہی افمن یہدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یہدی الا ان یہدی فمالکم کیف تحکمون یعنی آیا جو شخص ہدایت کرتا ہی طرف حق کے لائق ہی کہ تابعداری کیا جاوی وہ یعنی لوگ اسکی تابعداری کرین یا وہ کہ نہین ہدایت کرتا مگر یہ کہ ہدایت کیجاے پس کیا ہی تمہین تم کیا حکم کرتے ہو اور بھی فرمایا ہی کہ قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون یعنی کہدو اے محمد کہ آیا برابر ہین وہ لوگ کہ جانتے ہین اور وہ لوگ کہ نہین جانتے حاصل سکا یہ ہی عالم فضل ہے جاہل سے اور جاہل کسیطرح برابری عالم کی نہین کرسکتا اور وجہ علمیت اور واقفیت جمیع قضایا اور احکامات جناب امیر کی یہ ہی کہ ایکبار رسول مختار نے امیر عرب کو حکم دیا کہ تم یمن مین جاکر اہل یمن کو مسائل حلال و حرام کی تعلیم کرو اور اُنکے تضیونکو فیصل کرو اور احکامات قرآنے کو اُنمین جاری کرو جناب امیر نے عذر اس امر کا کیا کہ یا رسول اللہ مین جوان ہون اور مجھ کو قضیہ کا علم نہین جناب رسول مقبول نے فرمایا اون منی فدنا منہ فضرب صدرہ بیدہ وقال اللہم اہد قلبہ وثبت لسانہ یعنے نزدیک آمیرے پس مین اُس جناب کے پاس گیا اُس جناب نے میرے سینہ پر ہاتہ مارا اور کہا کہ بارخدایا ہدایت کر اسکے قلب کو اور ثابت رکھ اسکی زبان کو جناب امیر فرماتے ہین اُس روز سے کبھی کسی قضیہ مین مجھکو شک نہین پڑا فصل ہے اُن قضایا کے کہ جنکو جناب امیر نے فیصل کیا اور اوروں کو انکا فیصل کرنا نصیب نہوا قضیہ اول منقول ہی کہ ایکبار چند آدمیون نے شیر کے پکڑنیکے واسطے صحرا مین ایک گہرا گڑہا کھودا اتفاق سے شیر اُسمین آگرا جب یہ خبر شہر مین مشتہر ہوئی تو اہل شہر اسکی دیکھنے کو آئے اور کنارے پر اُس گڑہے کے کہڑے ہو کر اُسکو دیکھنے لگے قضارا اُنمین سے ایک شخص کا پاؤن کنارے پر پہسلا اور جب وہ گرنے لگا تو اُسنے دوسرے شخص کا ہاتہ پکڑ لیا دوسرے نے تیسرے شخص کا ہاتہ پکڑا تیسرے نے چوتھے شخص کا ہاتہ پکڑا غرض چارون شخص اُس گڑہے مین گر پڑے اور شیر نے اُن چارون شخصونکو ہلاک کیا اور یہ قضیہ جناب امیر کے روبرو پیش ہوا اور اُس جناب نے فرمایا کہ شخص اول تو شکار شیر کا تہا ہی پس اُسپر ایک ثلث دیت واسطے دوسرے شخص کے ہی اور دوسرے پر دو ثلث دیت واسطے تیسرے کی اور تیسرے پر دیت کامل ہی واسطے چوتھے کے یہ خبر جو رسول خدا کو پہنچی تو فرمایا کہ ابوالحسن نے مین حکم موافق حکم خدا کے کیا جو اُسنے عرش پر کیا ہی قضیہ دوم دو شخص

آپسمین جھگڑتے ہوئے رسولخدا کیخدمت مین حاضر ہوئے پس ایک یہودی سے کہا کہ یارسول اللہ اس شخص کی گائے نے میرے گدہے کو ہلاک کیا آپنے فرمایا کہ تم دونون ابوبکر کے پاس جاکر اپنا قضیہ بیان کرو اور اُس سے اسمین حکم چاہو پس وہ دونون ابوبکر کے پاس آئے اور اپنا قضیہ بیان کیا ابوبکر نے کہا کہ تم رسولخدا کو چھوڑکر میرے پاس کیونکر آئے انہون نے کہا کہ ہمین رسولخدا ہی نے تمہارے پاس بھیجا ہے ابوبکر نے کہا کہ جانور کو مارا اسکے مالک پر کوئی چیز عائد نہین ہوتی وہ دونون یہ حکم لیکر پھر رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ابوبکر نے یہ حکم دیا ہے آپنے فرمایا کہ اب تم عمر کے پاس جاؤ وہ عمر کے پاس آئے اور کہا کہ ہمین رسولخدا نے تمہارے پاس اس غرض سے بھیجا ہے کہ تم ہمارے قضیہ مین کچھ حکم دو عمر نے بھی وہی جواب دیا کہ جو ابوبکر نے دیا تھا وہ پھر رسولخدا کی خدمت مین آئے آپنے فرمایا کہ اب تم علی ابن ابی طالب کے پاس جاؤ وہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے آپ نے اُنکا قضیہ سُنکر ارشاد فرمایا کہ اگر گائے نے گدہے کے تہان پر جہان وہ بندھا رہتا تھا جاکر اُسکو مارا ہے تو اُسکے صاحب پر قیمت اُس گدہے کی ہے اور اگر حمار گیا تھا گائے کے پاس تو اُسکے صاحب یعنی گائے کے مالک پر کچھ نہین یہ سنکر وہ دونون رسولخدا کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا آپنے فرمایا علی نے حکم کیا تم مین ساتھ حکم اللہ عزوجل کے اور پھر فرمایا کہ حمد ہے خدا کو کہ پیدا کیا ہم اہلبیت مین اُس شخص کو جو حکم کرتا ہے اوپر طریقہ داؤد کے قضایا مین **قضیہ تیسرا** اوپر طریقہ عامہ وخاصہ کے منقول ہے کہ ایک شخص کو ابوبکر کے پاس لائے کہ اسنے شراب پی تھی پس ابوبکر نے ارادہ کیا کہ اُسپر حد کو قائم کرے اُس شخص نے کہا کہ مجھی علم اسکی حرمت کا نہ تھا اور مین نہ جانتا تھا کہ یہ حرام ہے سو سطے کہ مینے اُس قوم مین پرورش پائی ہے کہ جنکی نزدیک شراب حلال ہے اور مجھی ابتک اسکی حرمت کا علم نہین ہوا پس یہ سُنکر ابوبکر متردد ہوا اور کہا کہ اسکی باب مین کیا حکم کیا جائے ایک شخص نے جو اُسوقت حاضر تھا کہا کہ اس حکم کو علی ابن ابی طالب سے پوچھو پس آپسے پوچھا یا کہ اس شخص کے واسطے کیا حکم ہے جناب امیر نے فرمایا کہ دو آدمی مسلمان ثقہ کو حکم کرکہ وہ مجالس مہاجر وانصار مین جائین اور اُنکو قسم دیکر پوچھین کہ آیا تم مین سے کسی نے اس شخص پر آیہ تحریم کو پڑھا ہے اور حرمت شراب کی اسکو خبر دی ہے اگر کوئی اقرار نکرے تو اُس سے توبہ کراکے چھوڑدی غرضکہ ابوبکر نے ایسا ہی کیا کہ سب سے پوچھکر اُسکو چھوڑدیا **قضیہ چوتھا** مروی ہے کہ ایک یہودی ابوبکر کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا تو ہی ہے خلیفہ اس امت کا خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ ہان مین ہی ہون اُسنے کہا کہ مینے توریت مین دیکھا ہے کہ نبیا کے خلیفہ سب اُمت سے علم تر ہوتے ہین اگر تم خلیفہ ہو تو مجھی بتاؤ کہ خدا کہان ہے آسمان مین یا زمین مین حضرت خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ آسمان مین عرش پر یہودی نے کہا تو پس زمین اُس سے خالی ہے اور وہ ایک مکان مین ہے نہ دوسرے مکان مین ابوبکر نے کہا کہ یہ کلام زنادقہ کا سا ہے اے شخص تو میرے پاس سے چلا جا والا مین تجھی قتل کرونگا وہ شخص یہ سُنکر نہایت متعجب وحیران خلیفہ صاحب کے پاس سے نکلا اور سلام پر استہزا کرتا تھا کہ راہ مین جناب امیر سے ملاقات ہوئی آپنے فرمایا کہ اے یہودی مین نے جانا جو کچھ کہ تو نے ابوبکر سے سوال کیا اور اُسنے تجھی جواب دیا مگر مین کہتا ہون کہ خدا تعالے نے معین کیا ہے مکان کو پس نہین ہے مکان واسطے اُسکے اور برتر ہے اس سے کہ گھیرے اُسکو مکان اور وہ ہیچ ہر مکان کے بغیر اسکے کہ مس کرے مکان کو یا مجاور ہو مکان کا احاطہ کرتا ہے علم اُسکا اشیا کو کہ جو مکان مین ہے اور نہین خالی ہے تدبیر اُسکی کوئی شے مکان سے اور اگر مین خبر

دون تجھی اُس چیز سے کہ جو تیری کتابون مین ہے آیا تو اُسکی تصدیق کریگا اور اُسپر ایمان لائیگا یہودی نے کہا کہ ہان مین ایمان لاؤنگا آپنے فرمایا آیا تو نے دیکھا ہی اپنی کتابون مین کہ موسیٰ بن عمران ایکروز بیٹھی تہی کہ ایک فرشتہ جانب مشرق سے آیا موسیٰ نے پوچھا کہ تو کہان سے آیا کہا اُسنے کہ خدا کے نزدیک سے پہر دوسرا فرشتہ آیا جانب مغرب سے حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ کہان سے آتا ہی تو اُسنے کہا کہ خدا کے پاس سے پہر ایک اور فرشتہ آیا اُس سے پوچھا کہ تو کہان سے آتا ہی اُسنے کہا کہ آسمان سے آتا ہون کہا کہ آسمان سے خدا کے پاس سے پہر ایک اور فرشتہ آیا اُس سے پوچھا کہ تو کہان سے آتا ہی اُسنے کہا ساتوین زمین سے خدا کے نزدیک سے حضرت موسیٰ نے کہا کہ منزہ اور پاک ہی وہ شخص کہ نہین خالی ہی جس سے مکان اور نہین ہی طرف مکان کے کہ قرب ہو مکان سے پس یہودی نے کہا کہ اشہد ان ہذا ہو الحق وانک حق بمقام مبنیک من موسیٰ علیہ یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ یہ تحقیق کہ یہی مرحق ہی اور تو حق اور لائق ہی واسطے جگہ بنی اپنے کے اُن لوگون سے کہ جو غالب ہوئی اُسپر اور بہ تغلب اُسکی جا بیٹھے گئے ہین **قضیہ پانچوان** مروی ہی کہ ایک مجنونہ سے زمانہ خلافت عمر مین کسی شخص نے زنا کیا اُسکو خلیفہ صاحب کے پاس پکڑ لائے اور گواہون نے اُسپر گواہی دی خلیفہ صاحب نے سپر کوڑے مارنے کا حکم دیا پس اُسکو جناب امیر کے پاس لائے تا وہ جناب اُسپر حد جاری کرین آپنے پوچھا مجنونہ سے کیا قصور ہوا لوگون نے عرض کی کہ کسی شخص نے اُس سے زنا کیا ہی اور وہ ہلاک گیا ہی اور بنیہ اُسپر قائم ہوئی ہین اسواسطے عمر نے اُسپر کوڑے مارنیکا حکم دیا ہی آپنے یہ سُنکر فرمایا کہ اُسکو پہیر لیجاؤ عمر کے پاس اور کہو اُس سے آیا نہین جانتا تو کہ یہ مجنونہ ہی آل فلان کی اور بہ تحقیق کہ نبی نے فرمایا ہی کہ رفع القلم عن المجنون حتی یفیق یعنی اُٹہا لی گئی ہی قلم مجنون سے تا اینکہ افاقہ پائے لا نہا مغلوبۃ علی عقلہا ونفسہا اسواسطے کہ وہ مجنونہ مغلوب العقل اور مغلوب النفس ہی پس اُسکو عمر کے پاس پہیر لیگئے اور جو کچھ کہ جناب امیر نے فرمایا تہا عمر سے کہا عمر نے کہا کہ فرح اللہ عنہ فرحالقد کدت ان اہلکت فی حلمہا خوش ہو اللہ اُس سے قریب تہا کہ مین ہلاک ہوتا بسبب کوڑے مارنیکی عرض خلیفہ صاحب نے حد کو اُسپر سے موقوف کیا **قضیہ چھٹا** مروی ہی کہ ایک عورت حاملہ کو عمر کے پاس لائے اور کہا کہ اسنے زنا کیا ہی خلیفہ صاحب نے اُسکی رجم کا حکم دیا جناب امیر نے خلیفہ جیو سے فرمایا کہ ہان اس عورت پر تو تجھی سبیل ہے مگر کیا سبیل ہے تیرے لئے اُس طفل پر کہ جو اُسکے شکم مین ہی حالانکہ خدا تعالے فرماتا ہی لا تزر وازرۃ وزر اخری عمر نے یہ سنکر کہا کہ لا عشت لمعضلۃ لا یکون لہا ابو الحسن یعنی زندہ نہ رہون مین واسطے مشکل کے کہ نہ ہو ابو الحسن واسطے اُسکے پہر عمر نے پوچھا کہ اب اسکی باب مین کیا کرنا چاہیئے آپنے فرمایا کہ تو اُسکی محافظت اور نگہبانی جنتے تک کہ پس جبکہ یہ جن چکے اور پیدا ہو اپنے فرزند کے لئے کسی عورت کو کہ اُسکی کفالت کرے تو پہر تو اُسپر حد جاری کر یہ سُنکر عمر خوش ہوا اور جناب امیر پر حکم اُسکا محول کیا **قضیہ ساتوان** مروی ہی کہ دو عورتین ایک لڑکے پر جہگڑا کرتی ہوئی آئین اور پیش عمر ہر دو الصدنے اُس لڑکے کا دعوی کیا یعنے ایک نے کہا کہ یہ لڑکا میرا بیٹا ہے دوسری نے کہا کہ یہ لڑکا میرا ہے چونکہ گواہ دونون کے پاس نہ تہے حضرت خلیفہ صاحب پر حکم اونکا مشتبہ ہوا یعنے یہ نہ جانا کہ اُنکو واسطے کیا حکم ہے اور خوف کیا جناب امیر سے پہی اسواسطے خلیفہ صاحب کچھ جواب نہ دی سکے اور بلایا جناب امیر کو اور قصہ اونکا بیان کیا آپنے اُن دونون عورتونکو اولا نصیحت کی اور خدا کا خوف دلایا اور بہت سمجہایا اور ڈرایا مگر وہ عورتین اپنے دعوی سے دست بردار نہ ہوئین پس جب جناب امیر نے یہ دیکھا کہ وہ عورتین کسیطرح

نہیں سمجھتیں اور دعوی ہی دست بردار نہیں ہوتیں تو حکم دیا کہ ایک آرہ لاؤ اُن عورتوں نے پوچھا کہ آپ آرے کو کیوں منگواتے ہیں کہا کہ میں اس لڑکے کے دو ٹکڑے کرکے ایک ایک ٹکڑا اوسکا تم دونوں کو دیدیا جائیگا یہ سنکر ایک تو چپ ہورہی مگر دوسری عورت نے کہا کہ یا امیر المومنین واہی وصی رب العالمین ہیں اس لڑکے سے دست بردار ہوئی آپ یہ لڑکا اسی عورت کو دیدیں میں اسکا چرنا اور دو ٹکڑے ہونا نہیں چاہتی جناب امیرؑ نے جب یہ حال اسکا دیکھا تو فرمایا کہ یہ لڑکا بیشک تیرا ہی ہے نہ اسکا اگر اسکا ہوتا تو اسکو بھی سپرد رحم آتا اور اسکے چرنے پر راضی نہ ہوتی پھر اس عورت دوسری کے بھی قرار کیا کہ یہ عورت حق پر ہے اور یہ لڑکا اسی کا ہے غرض آپنے وہ لڑکا اسکی ماں کو دیدیا خلیفہ صاحب یہ دیکھکر کہ بہت خوش ہوئے اور جناب امیرؑ کے حق میں بہت سی دعائیں دیں **قضیہ آٹھوان** مذکور ہے کہ ایک روز دار الشرع میں پانچ شخصوں کو بجرم زنا خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب کے پاس پکڑکے لائے خلیفہ صاحب نے پانچوں کے واسطے حد جاری کرنیکا حکم دیدیا اتفاقاً جناب امیرؑ تشریف لائے آپنے اس حکم کو موقوف کرکے ایک کیواسطے گردن مارنیکا حکم دیا اور دوسرے کیواسطے سنگسار کرنیکا اور تیسرے کے لئے حد جاری کرنیکا اور چوتھے کے لئے نصف حد مارنیکا اور پانچویں کے لئے کچھ تعزیر دینے کا حکم دیا خلیفہ صاحب نے پوچھا کہ یا ابو الحسن یہ پانچوں ایک علت میں گرفتار ہوکر آئے ہیں اور آپنے ہر ایک کے لئے جدا جدا حکم دیا اسکا کیا باعث ہی فرمایا کہ باعث اسکا یہ ہی کہ جسکے لئے میں نے گردن مارنیکا حکم دیا وہ ذمی ہے اور مسلمانوں سے اُسنے فساد کیا ہی اور جسکے لئے سنگسار کرنیکا حکم دیا ہی وہ محصن ہے یعنے جورو رکھتا ہی اور جسپر سے حد جاری کرنیکا حکم دیا ہی وہ مجرد ہی یعنے جورو نہیں رکھتا اور جسپر نصف حد کا حکم دیا وہ غلام ہی اسپر نصف حد چاہیئے اور جسکے واسطے تعزیر کا حکم دیا وہ دیوانہ ہے اور مجنون کو تعزیر نہیں چاہیئے جب یہ خلیفہ جی نے سُنا اور موافق فرمانے آپکے اُن پانچوں کا حال پایا تو کہا لولا علی لہلک عمر **قضیہ نوان** مروی ہی ابن عباس سے کہ عہد خلافت عمر میں ایک جوان کہتا تھا کہ اے حکم الحاکمین حکم کر یا میں میرے اور میری ماں کے عمر نے پوچھا کہ کیا حال ہی تیرا اُسنے کہا کہ میری ماں مجھی اپنے پاس سے نکال دیا ہی اور کہتی ہی کہ میں تجھی نہیں پہچانتی اور تو میرا بیٹا نہیں ہے عمر نے اسکی ماں کو بلوایا اور پوچھا کہ آیا یہ تیرا بیٹا ہے یا نہیں اُسنے کہا کہ اے خلیفہ میں اسے نہیں جانتی کہ یہ کون ہے اور اپنے چار بھائی اور چالیس ہمسایوں کو گواہ لائی اور سب نے کہا کہ یہ عورت اسکو نہیں جانتی اور یہ اسکا بیٹا نہیں ہے سوائے اسکے کہ اس عورت نے کبھی شوہر نہیں کیا یہ شخص اسکو سوا کرنا چاہتا ہی عمر نے یہ سُنکر حکم دیا کہ اس شخص کو قید کرو جب اس شخص کو قید خانہ کیطرف لے چلے تو اثنار راہ میں جناب امیرؑ سے اس شخص کی ملاقات ہوئی وہ شخص پکارا کہ یا امیر المومنین میں مظلوم ہوں عمر نے مجھی ناحق قید خانہ میں بھیجا ہی اور ظلم سے قید کیا ہے اور اپنا قضیہ جناب امیرؑ سے بیان کیا آپنے یہ سُنکر فرمایا کہ اسکو مسجد میں پھیرلے چلو جب مسجد میں اسکو لیگئے تو عمر نے پوچھا کہ تم اسکو کیوں پھیر لائے اُنہوں نے کہا کہ تم ہی نے تو کہا ہی کہ علی کی نافرمانی نہ کرنا پس اُنہوں نے پھیر لانے کا حکم دیا ہم اسکو پھیر لائے اسمیں جناب امیرؑ بھی تشریف لے آئے خلیفہ صاحب اس جناب کو دیکھکر بے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوئے آپنے اُنسے پوچھا کہ اے عمر آیا اذن دیتا ہی تو کہ میں ان دونوں میں حکم کروں عمر نے کہا کہ سبحان اللہ کیونکر اجازت نہ دوں میں کہ میں نے رسولخدا سے سُنا ہی کہ اس جناب نے فرمایا کہ میں شہر علم کا ہوں اور علی دروازہ اس شہر کا ہے

اور بھی اُس جناب نے فرمایا کہ عالم ترین تم سب کا علیؑ ہی یہ سُنکر جناب امیرؑ نے اُس عورت سے پوچھا کہ تو اُس شخص کے حق مین کیا کہتی ہی جسنے وہی کہا کہ یہ فرزند میرا نہین ہے اور اُن سب گواہون نے بھی یہی گواہی دی جناب امیرؑ نے اُس عورت اور اُن گواہون سے کہا کہ آیا میرا حکم تمپر نافذ اور جاری ہی اُن سب نے عرض کی ہان حکم خدا کیوسطی اور تمہاری وسطی ہے اُس جناب نے فرمایا کہ پس بیٹے یہ عورت اُس مرد کو دی اور چار سو درہم اُسکے مہر کے مقرر کئے اور مہر اُسکا میرے ذمہ پر ہی ای قنبر تو جاکر چار سو درہم لے آ قنبر حسب الحکم ایک کیسہ جاکر لے آیا جناب امیرؑ نے چار سو درہم اُس لڑکے کو دئے اور فرمایا کہ یہ درہم اس عورت کو دے اور اُسکا ہاتھ پکڑ کر گھر لیجا اور میرے پاس نہ آیو جب تک کہ اثر غسل کا تجھپر ظاہر نہ ہو وہ لڑکا اُٹھا اور اُس عورت کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اُٹھ اور تو میرے سانہ چل وہ درہم اُسکی گود مین ڈالدئے جب اُس عورت نے یہ حال دیکھا تو دنیا کی کہ انا للہ وانا الیہ راجعون پس عرض کی الحمد للہ مجھی میرے بیٹے کو دیتے ہو بخدا کہ یہ فرزند میرا ہی اور روشنی چشم اور میوہ دل میرا ہی ان بہائیون نے میرا اس لڑکے کے باپ سے عقد کیا تہا اور جب یہ لڑکا پیدا ہوا تہا تو مینے اُسکی پرورش کی تہی پس جب یہ بڑا ہوا تو ان میرے بہائیون نے مجھی کہا کہ تو اسکو نکال دے اور اس سے انکار کر والا یہ اپنے باپ کا سب مال تجھسے چھین لیگا اس سبب سے مینے اس سے انکار کیا تہا یہ سُنکر جناب امیرؑ نے اُس عورت پر اور اُسکی گواہان مذکورین پر حد جاری کی سب آدمیون نے یہ دیکھکر کہ مولا خدا پر درود بھیجا اور عمر نے کہا کہ ہے علی خدا تعالے تمکو میری جانب سے جزاے خیر دی تم اہلیت برحق اور معدن علم لدنی ہو قضیہ دستوان عمار یاسرؓ اور زید بن ارقم روایت کرتے ہین کہ روز دوشنبہ مکرر مہین ماہ مصفر ہم سب خدمت مین جناب امیرؑ کے حاضر تہے کہ وارد ہوے پر مسجد کے ایک غوغاے عظیم پیدا ہوا اور خبر آئی کہ ہزار آدمی تلوارین کہینچے دروازہ پر مسجد کے کہڑے ہین اور منتظر ہین رخصت کے اس جناب نے عمار یاسرؓ سے ارشاد کیا کہ انکو مسجد مین آنے کی رخصت دو اور تم گہر پر جاکر ذوالفقار لے آؤ غرض عمار یاسرؓ نے حسب فرمودہ جناب کرار غیر فرار ذوالفقار لاکر آپ کے روبرو رکہدی اور منادی نے کوفہ مین ندا دی کہ سب آدمی آنکر جمع ہوی اور اُس گروہ مین ایک ہودج تہا اُسمین ایک دختر رو رو کر کہتی تہی کہ اے کس بیکسان اور اے دستگیر درماندگان مین تیرے ولی کیطرف پناہ لائی ہون مجھی رو سفید کر پس جب جناب امیرؑ کی خدمت مین حاضر ہوئی تو آنیز سلام کیا اور رو کر کہا کہ ای امام زمان وای پیشوائے متقیان تمہاری بارگاہ خلائق پناہ مین آئی ہون میری مشکل کو حل کرو کہ تمہاری حل کرنے پر قدرت ہی اور تمہین علم ہے ہر چیز کا جو کہ گذر گئین اور جو کہ ہونگی روز قیامت تک من بعد ایک پیر پشت خمیدہ بار غم سے کبیدہ آگے آیا اور کہا کہ السلام علیک یا امیر المومنین و یا کنز الطالبین و یا مفرج الکروبین یہ دختر میری ناکدخدا ہی کہ اسکی خواستگاری شاہزادی کرے تہی سنے مجھی قوم و قبیلہ مین رسوا کیا ہی اور جسقدر مین اپنی غیرہ اور کنبہ مین جنی کے ساتہ مشہور تہا اُسی قدر سُنی مجھی فضیحت کیا کہ باوجود نہونے کہ خدا کے اسکا حمل ظاہر ہوتا ہی مین حیران ہون کہ اسکو حمل کیونکر رہا ہے مولا اس غم کو میرے دلسے دور کرو کہ تم امام زمان ہو اُس جناب نے یہ سُنکر اُس دختر سے پوچھا کہ تو سچ کہتی ہی اُس دختر نے کہا کہ اے مولا جو کچھ کہ میرا باپ کہتا ہے کہ میری دختر حاملہ ہی اور مجھی رسوا کیا اور میری عاق ہی سچ کہتا ہی لیکن مجھی قسم ہی آپکے حق کی کہ تم مولا میرے اور مقتدا میرے ہو مجھسے کسیطرح کی خیانت سرزد نہین ہوئی اور وہ چیز کہ جو موجب

غضب خدا و رسول ہو مجھسے فعل میں نہیں آئی اور تم میری سچی قول پر علم کرتے ہو مجھ پر اس حال سے رہائی بخشو آپ یہ سنکر
ذوالفقار ہاتھ میں لیکر منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ اللہ اکبر جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا اور حکم دیا کہ دو
حوالیہ کوفہ میں سے تلاش کرلاؤ اور ایک خیمہ الگ کھڑا کراؤ پس جب دایہ آئین تو آپ نے انکو حکم دیا کہ اس دختر کو خیمہ میں
لیجاؤ اور دیکھو کہ یہ دختر معاملہ ہے یا نہیں دایہ دیکھکر آئین اور کہا کہ ہان البتہ حاملہ ہے یہ سنکر اس جناب نے اس پیر سے فرمایا کہ
آیا تو فلان دہ کا رہنے والا نہیں ہے کہ جو توابع دمشق سے ہی اسنے عرض کی کہ ہان یا امیر المومنین فرمایا کہ تمہارے حیال
میں برف بہت ہوتی ہی عرض کی ہان یا ولی اللہ فرمایا تم میں کوئی ایسا ہی کہ ٹکڑا برف کا لائے عرض کی کہ یہاں سے جہاں
برف ہی فاصلہ بہت دور کا ہی فرمایا کہ ہان یہاں سے ڈھائی سو فرسخ پر وہ جگہ ہی اب تم دیکھو اس چیز کو کہ خدا تعالے نے اپنے
بندے علی ابن ابی طالب کو اپنے علم میں سے عطا فرمائی ہی اور یہ وہ علم ہے کہ جسکو خدا و رسول نے مجھ دیا ہی یہ فرماکر اس جانب
دست مبارک کو دراز کیا اور لب قدس کو جنبش دی اور جب ہاتھ کو اپنی طرف کھینچا تو ہمنے دیکھا کہ ایک قطعہ برف کا
آپکے ہاتھ پر رکھا ہوا ہی اور پانی اس سے ٹپکتا ہے اہل مسجد سے ایک فریاد بلند ہوئی آپ نے فرمایا کہ تم سب چپ رہو کہ اگر
علی چاہے تو پہاڑ کو مع برف اس جگہ بلالے اور وہ حاضر ہوجائے پس دایہ کو حکم کیا کہ اس دختر اور اس برف کو خیمہ میں لیجا
اور اس برف پر اس دختر کو بیٹھا اور نیچے اسکے ایک طشت رکھدے ایک کیڑا استاد ذکر درم اور رود انگ کا اسکی رحم سے نکل کر
اس طشت میں گریگا اسکو تو لے آئیو دایہ نے ایسا ہی کیا اور جب اس کیڑے کو لیکر آئی اور اسکو تولا تو جسقدر آپنے فرمایا
تھا اسیقدر وزن میں نکلا آپنے اس بات سے کہا کہ اپنی دختر کو تو لیجا کہ یہ خیانت نہیں کی ہے بلکہ حال اسکا اسطرح پر ہے
کہ یہ دختر جس دہ سالگی ایک تالاب میں نہانے گئی تھی ایک کیڑا ضعیف کو چک اسکی پیٹ میں چلا گیا تھا اور وہ شکم میں
بڑھتا تھا تا اینکہ بقدرت مدت میں اسقدر ہوگیا پیر نے گواہی دی کہ تم عالم ہو ان چیزونکے کہ جو رحموں میں ہیں اور یہ چیز
دلو میں ہیں اور جو چیزیں کہ خاطر میں خطور کرتی ہیں تجکو خدا تعالے نے ہر چیز کا علم عنایت کیا ہی اور سب آدمی اسکبار
آپ کی دعا و ثنا کہنے لگے **قضیہ گیارہواں** ایک شیخ کبیر نے ایک عورت جوان سے انکاح کیا اتفاقاً وہ عورت حاملہ ہوگئی
چونکہ شیخ سے ازالہ بکارت کا نہوا تھا اس سبب اسکو شک ہوا اور اسنے حمل سے انکار کیا اور کہا کہ یہ حمل میرا نہیں ہے پس
قضیہ عثمان کے پاس آیا اور کچھ حال اسکا کہا مشتبہ ہی رہا لاچار ہوکر اس عورت سے پوچھا کہ شیخ نے تیری بکارت کا
ازالہ کیا تھا اسنے کہا کہ نہیں یہ سنکر عثمان کو زنا کا یقین ہوگیا حکم دیا کہ اس عورت پر حد جاری کریں جناب امیر نے انسے
ارشاد کیا کہ اے عثمان بدون تحقیق کے حد جاری کرنا نچاہیے سو اسطرح کہ عورت کے دو رستہ ہوتے ہیں ایک رستہ حیض کا
اور ایک رستہ بول کا پس شاید کہ شیخ پہنچا ہو بول کے راستہ پر اور منزل ہوا ہو میں اور منی اسکی اس رستہ سے اسکی رحم میں پہنچ
گئی اور اس سبب سے اسکو حمل رہگیا ہو پوچھو اس عورت سے کہ آیا تیرے قبل میں منزل ہوا ہی بغیر اسکے کہ ازالہ بکارت کی ہو عورت نے
اسکا اقرار کیا پھر سنکر جناب امیر نے فرمایا کہ یہ حمل شیخ ہی کا ہے اور یہ فرزند بھی اس ہی کا ہی پس عثمان نے آپکے فرمانے پر عمل
کیا اور اس عورت کو چھوڑ دیا **قضیہ بارہواں** ہشام بن کلبی نے محمد بن عبیدہ زہری سے روایت کی ہی کہ زمانہ
خلافت حضرت خلیفہ ثانی میں پیچ دارالقضا کے ایک شخص کو لائے کہ جسکی دوسرے دو بہن چار چشم چار ہاتھ دو

قبل دو دو بر ایک تن تھا اور پوچھا کہ اُسکو میراث کیونکر دیجائے خلیفہ صاحب سُنکر متحیر ہوئے اور کہا کہ مینے ہیکو حکم کو کتاب خدا مین نہین دیکھا اور نہ اُسمین اُسکے واسطے کچھ حق پاتا ہون یہ کام سوائے علیؑ کے اور کسیکا نہین اُنکو بلاؤ کہ وہ غموض کو زائل کرتے ہین پس جناب امیرؑ کو بھیجا شاہزادی نے اُس علال مشکلات کو باغ خرما مین پایا اور دیکھا کہ وہ جناب صلاح باغ اور بیلچہ رانی مین مشغول ہین عرض کی کہ یا ابتا خلیفہ کو ایک مشکل پیش آئی ہی کہ جسکو حل مین اُنکو تردد ہوا ہے اُس مشکل کے حل کرنیکے لئے آپکو بلایا ہی - اور اُس قضیہ کو بیان کیا آپنے فرمایا کہ اے فرزند یہ کیا مشکل ہے بخدا کہ اس سے زیادہ مشکلین مجھپر پیش آئی ہین اور بامداد خداوند عالم اُن سبکو حل کیا ہے یہ فرماکر آپنے وضو کیا اور کپڑے پہنے اور دار القضا مین تشریف لائے اہل مجلس نے تعظیم دی عمر بن الخطاب نے مصافحہ کیا اور عرض کی کہ اے ابو الحسن اس قضیۂ مالا ینحل کے فیصلہ کرنیکے لئے آپکو تکلیف دی ہے آپنے فرمایا کہ ایسے قضایا مجھپر کچھ دشوار اور مشکل نہین ہین تم اونکو اول سلاؤ پس اگر ایک دفعہ ہی سو جائین اور ایک دفعہ ہی جاگ اُٹھین تو یہ ایک تن ہین والا دو شخص مین دوسرے اُنکو کھانا کھلاؤ اور پانی پلاؤ پھر اُنکو واسطے قضائے حاجت کے بھیجو اور دیکھو اگر دونون مخرج سے معًا پیشاب آئے اور معًا منقطع ہو جائے تو ایک ہین اور جو پہلے ایک مخرج سے پیشاب آئے اور پھر دوسرے سے تو دو شخص ہین غرض حسب فرمودہ جناب امیرؑ جو اُنکی آزمایش کی تو دو شخص نکلے مسلمانون نے اور خلیفہ صاحب نے اُنھیکو بین الوزیر بوسیدیا غرض کئی روز بعد پھر وہی دو شخص خلیفہ صاحب کے پاس آئے اور تہدا نکاح کی کی اُنھون نے سُنکر کہا کہ یہ مرحلہ اول سے بھی مشکل تر ہے بعد ازین ہمین کچھ حکم نہین وہی سکتا امیر المؤمنین کو بلاؤ کہ وہی اس مشکل کو بھی حل کرینگے جب آپکو بلا کر کہا کہ یہ نکاح کرنیکی خواہش کرتی ہین آپ کیا فرماتے ہین آپنے ارشاد کیا کہ اُنکو نکاح کرنا درست نہین کیونکہ ایک کی فرج دوسرے کی فرج کو پہنچی کی اور ہر واحد غیر کی فرج پر نظر کریگا یعنے ہر واحد کی بی بی غیر ہوگی دوسرے سے پھر آپنے فرمایا کہ جب اُنمین شہوت پیدا ہوگی تو جلد رجا کرینگے پس ایسا ہی ہوا کہ ایک پہلے مرا تھوڑے عرصہ کے بعد دوسرا بھی مرگیا **قضیہ تیرہواں** انس بن مالک سے روایت ہی کہ زمانہ خلافت جناب عمر ابن الخطاب مین ایک فقیر کے پاس ایک گوسپند رہتی کہ اُسکا وہ دودھ پیا کرتا تھا اور اُسکی پشم سے لباس بنایا کرتا تھا ایک روز وہ گوسپند کو ہنکا کر لے گیا تاکہ اُسکو فروخت کرے مشرف بہلاکت ہوئی درویش دلریش نے اُسکو ذبح کیا اور کارد خون آلود ہاتھ مین لئے باہر آیا تاکہ کسی کو لاکر اُسکا پوست جدا کرائے اتفاقًا پیشاب نے اُسپر غلبہ کیا واسطے رفع حاجت کے خرابہ مین گیا وہان ایک مرد کو سر بریدہ خون تازہ گلے سے بہتا پڑا دیکھا یہ شخص وہان کھڑا ہو کر حیران ماندا ہو کر اُسکو دیکھنے لگا اور جبری خون آلود اُسکے ہاتھ مین تھی کہ ناگاہ وہ شخص انصار سے واسطے قضائے حاجت کے اُس خرابہ مین آئے یہ معاملہ دیکھکر اُس شخص کو پکڑ کر مع کشتہ مسجد نبوی مین لائے اور کہا کہ اس شخص نے اسکو ذبح کیا ہے خلیفہ صاحب نے اُس مرد سے کہا کہ تو کیا کہتا ہے سُنے کہا کہ ایسا ہی ہی جو کچھ یہ کہتے ہین حضرت فاروق نے حکم دیا کہ کشتہ کو دفن کردین اور اُس مرد کی گردن ماردین غرض اُس شخص کو باہر لیگئے اور جلاد نے تلوار کھینچی تا اُسکی گردن مارے کہ ایک جوان اُس مجمع مین گھسکر تیاف کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اسکو نہ مار بخدا کہ اس شخص نے اسکو نہین مارا ہے اسکو مارا ہے لوگون نے خلیفہ صاحب کو اُسکی خبر دی اُنھون نے حکم دیا کہ اس شخص کو چھوڑ دو اور دوسرے شخص کو قتل کرو کہ ناگاہ جناب امیرؑ اُس طرف سے تشریف لاتے تھے لوگون نے حال عرض کیا آپنے فرمایا کہ اس شخص کو چھوڑ دو کہ قتل کا وجب نہین عرض اسکو چھوڑ دیا خلیفہ صاحب نے سُنکر کہا کہ سبحان اللہ قاتل مقر کو علیؑ نے کس سبب سے چھوڑ دیا کہ ہمین جناب امیرؑ ہی مسجد مین تشریف لائے عمر نے اور سب اہل مسجد نے

تعظیم دی اُس کہتا ہی کہ بجذار رفتار آپکی مشابہ ہتی ساتھ رفتار رسول مختار کے پس عمر نے آپکی گردن مین ہاتھ ڈالدیا اور اپنے پہلو مین بٹھلایا اور پوچھا کہ اے ابوالحسن آپنے کس سبب سے اُس مرد کو رہا کیا حالانکہ وہ اپنے قتل کرنے پر مقر تہا آپنے فرمایا کہ تو نے قول خدا تعالےٰ کا نہین سُنا کہ من احیاہا فکانما احی الناس جمیعًا یعنے جسنے کہ ایک نفس کو زندہ کیا گویا اُسنے زندہ کیا سب آدمیونکو پس بنابرین اُسکا قتل واجب نہین ہے جناب فاروق نے کہا کہ سچ ہی قول رسول مقبول انا مدینۃ العلم وعلی بابہا یعنے مین شہر علم کا ہون اور علیؑ دروازہ اُسکا ہے پھر عمر نے کہا کہ ضرور ہے روز نکرے کہ تو نہو **قضیہ چوتہا** ابن عباس سے منقول ہی کہ زمانہ خلافت حضرت فاروق سفیان مین ایک دختر یتیم کو یہ تہمت زنا گرفتار کرکے پیش خلیفہ صاحب لائے اور پنچ زنا کی گواہی دی اور وہ ایک دختر یتیم تہی کہ ایک مرد نے اُسکو اپنے گہر مین رکہکر پرورش کیا تہا مگر وہ شخص اکثر سفر مین رہتا تہا جب وہ یتیم کہ نہایت حسین اور خوبصورت تہی بالغ ہوئی تو اُس مرد کی بی بی کو یہ خیال ہوا کہ مبادا شوہر میرا آئے اور اُس سے نکاح کرلے یا مین خیال ایکروز اُس یتیم کو اُس عورت نے اول مشروب پلائی اور زنان ہمسایہ کو بلاکر اُسکو پکڑوایا اور اپنی انگشت سبابہ سے اُسکی لکارت کو زائل کیا جب شوہر آگیا تو اُس سے کہا کہ اِس دختر نے زنا کیا ہی اور اُن زنان ہمسایہ نے اُسپر گواہی دی اُس مرد نے اِس قصہ کو خلیفہ صاحب کے روبرو دائر کیا خلیفہ صاحب حیران ہوئے کہ ہمین کیا حکم دون اُس مرد نے کہا کہ اے خلیفہ اگر تمکو اُسکا حکم معلوم نہین تو ہمکو پس عمر رسول کیخدمت مین بہیجدو کہ وہ ہمین حکم مناسب دینگے پس خلیفہ صاحب مع حاضرین جلسہ و متحاصمین و شہود در دولت جناب امیر المومنینؑ پر حاضر ہوئے اور قصہ اُن لوگون کا پیش کیا جناب امیرؑ نے زن مدعیہ سے کہا کہ تو اپنے دعوی پر گواہ رکہتی ہی اُسنے کہا کہ یہ زنان ہمسایہ میرے دعوی کے گواہ ہین اُس جناب نے مدعیہ اور مدعا علیہ کو مع گواہان دوسرے گہر مین بہیجدیا پہر ایک عورت کو گواہون مین سے بُلایا اور آپ دوزانو ہوبیٹھے اور اُس عورت سے فرمایا کہ تو مجہی جانتی ہی کہ مین امیر المومنین ہون اور یہ ہے ذوالفقار میری اور مینے زن مدعیہ کو بہت پند و نصیحت کی مگر وہ اپنی دعوی سے باز نہین آتی اور حق کی طرف رجوع نہین کرتی اگر تو سچ نہ کہیگی تو تجہی قتل کرونگا اُس عورت نے عمر کیطرف دیکھکر کہا کہ اے خلیفہ امان کس چیز مین ہے کہا سچ کہنے مین اُس عورت نے کہا کہ یا حضرت یہ مدعیہ جہوٹ کہتی ہی اُس دختر نے زنا نہین کیا اور اصل قصہ آپکے روبرو بیان کیا پہر آپنے دوسری گواہ کو بُلایا اور اُس سے بہی یہی فرمایا اُسنے بہی مثل گواہ اول سارا قصہ بیان کیا آپنے اُسوقت تکبیر کہی اور فرمایا کہ بعہد دانیال پیغمبر کے اسطرح سے گواہونکی تصدیق مینے ہی کی ہی پہر چار سو درم مہر دختر اُس عورت مدعیہ کے ذمہ برقرار کرکے اُسکو شوہر سے طلاق دلواکر شہر سے نکلوادیا اور اُس مرد سے اُس دختر کا نکاح کردیا اور مہر اُسکا بیت المال سے ادا کیا اور بعض روایت مین ہے کہ اُس عورت پر اور اُن عورتون پر کہ جنہون نے اُس امر مین اُسکی اعانت کی تہی حد جاری کی پہر عمر بن الخطاب نے کہا کہ یا علیؑ حدیث دانیال پیغمبر کی ہمسے آپ بیان کرین کہ اُنہون نے کیا کیا تہا جناب امیرؑ نے فرمایا کہ زمانہ دانیال پیغمبر مین ایک یتیم بے پدر نہایت اُسکو ایک زن بنی اسرائیل نے پرورش کیا تہا اُس شہر مین دو قاضی تہے کہ آپسمین دوستی رکہتے تہے جب وہ یتیم جوان ہوا اور جوان بہی صالح ہوا تو ایک زن صالحہ سے اُسکا نکاح ہوا وہ عورت بہی عفت و پاکدامنی کے ساتہ مشہور اور معروف تہی اتفاقًا وہ مرد صالح بادشاہ کا مصاحب اور ندیم ہوگیا ایک روز بادشاہ کو ایک مہم پر کسی شخص کے بہیجنے کی ضرورت ہوئی دونو قاضیون نے بادشاہ سے عرض کی کہ وہ مرد صالح اہلیت اِس امر کی رکہتا ہی بادشاہ نے اُس مرد کو

حکم جانے کا دیا سُنتے اپنی زن صالحہ عفیفہ کو قاضیوں کے سپرد کیا اور بہت سفارش اُسکی کی اور کہا کہ اسکو میرے بعد کسیطرح کی تکلیف نہونے پائے اُسکی خبر رکھنا قاضیوں نے قبول کیا اور ہر روز اُسکے دروازے پر جاکر اُسکی خبر لے آتے تھے ایک روز نظر قاضیوں کی اُسکے روئے زیبا اور قدِ رعنا پر جا پڑی دفعتہً دونوں اُسپر عاشق ہوگئے اور اُسکو پیغام وصل اور ہم آغوشی کا بھیجا کہ اگر تو اسکو قبول نکریگی تو ہم تجھپر بدفعلی نہمت زنا کی کرکے اور رجم کا حکم لیکر تجھے سنگسار کرینگے اُس عفیفہ پاک دامنہ نے اس سے انکار کیا اور کہلا بھیجا کہ جو چاہو میرے حق مین کرو مجھسے ایسا فعل شنیع نہوسکیگا قاضیوں نے یہ سُنکر بادشاہ سے کہا کہ فلان صالح کی زوجہ نے زنا کیا اور ہم اُسکی گواہ ہین بادشاہ کو یہ سنکر بسبب اُسکی عفت اور صلاحیت مشہورہ کے حکم دینے مین تردد واقع ہوا اور بیوقوفی مین گیا کہ یہ ماجرا کیا ہے آخرکار نہایت غمناک اور ملول ہوکر قاضیوں سے کہا کہ تین روز کی اُس عورت کو مہلت دی گئی ہے بعد تین روز کے حکم مناسب دیا جائیگا پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ شہر مین منادی کرین کہ فلان زن عابد نے زنا کیا ہے اور قاضیوں نے اُسپر گواہی دی ہے سب آنکر حاضر ہون غرض سب آدمی آپس مین گفتگو اور قیل وقال کرتے ہوئے آئے اور سب نے پیش بادشاہ سخنان حیرت خیز تردد آمیز بہت سے بیان کئے بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ آخر اسمین کچھ فکر و اندیشہ کرنا چاہیئے وزیر روز سوم باہر نکلا دیکھا کہ ایک جماعت لڑکونکی کھیل رہی ہے اور دانیال پیغمبر بھی اُنکے پاس کھڑے ہین وزیر بھی کھڑا ہوگیا حضرت دانیال نے اُن لڑکون سے کہا کہ آؤ مین تمہارا بادشاہ ہون اور تو اے لڑکے فلان عابد کے زوجہ ہن اور تم فلان فلان دو قاضی ہو جاؤ کہ گواہی دیتے ہین اُس عورت پر زنا کی اور ٹہوڑی سی خاک جمع کی اور تلوار رسن کی بنائی اور دونون قاضیون کو دو جگہ الگ الگ بھیجا پھر ایک کو اُن دونون قاضیون سے اپنے پاس بُلایا اور اُس سے کہا کہ اگر تو سچ نہ کہیگا تو مین تجھے قتل کرونگا تو اس عورت پر کیا گواہی دیتا ہے اُسنے کہا کہ اس عورت نے زنا کیا دانیال نے پوچھا کہ کس روز کہا فلان روز پھر پوچھا کس جگہ کہا فلان جگہ پھر پوچھا کس سے کہا فلان شخص سے دانیال نے حکم دیا کہ اسکو اُس جگہ لیجاؤ پھر دوسرے لڑکے کو کہ دوسرا قاضی بنا تھا بُلایا اور اُس سے بھی یہی سوال کئے اُس نے بھی وہی جواب دیئے مگر دونون کے جواب مین اختلاف پیدا ہوا دانیال نے کہا کہ اللہ اکبر جھوٹی گواہی دی اُس عورت پر قاضیون کو قتل کرنا چاہیئے وزیر نے یہ سُنکر اور دیکھکر بادشاہ سے سارا قصہ بیان کیا بادشاہ نے بھی قاضیون کو بُلا کر جدا جدا رکھا اور پھر ایک ایک کو بُلا کر پوچھا دونون کے کلام مین اختلاف واقع ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ سب لوگ جمع ہون اور پھر قاضیون کو قتل کیا سب کے رو برو تا عوام الناس کو عبرت ہو **فصل ساتون** واضح ہو کہ اکثر اُس جناب نے غیب کی خبرین دین ہین از انجملہ چند خبرین اس رسالہ مختصر مین مندرج کیجاتی ہین **اول** یہ کہ کتاب جراح مین مذکور ہے کہ ایک شخص جناب امیر کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کہ اے امیر المومنین مین تمہارے دوستون مین سے ہون آپنے فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے منحث اور دیوث اور ولد الزنا مجھی دوست نہین رکھتا بعد چند روز کے قصہ صفین کا پیش آیا تو وہی شخص یاوران معاویہ سے تہا اور روبرو مارا گیا اور جہنم واصل ہوا **دوسرے** اُسی کتاب مین منقول ہے کہ جناب امیر نے وقت رحلت اپنے فرزندونکو کہ بارہ ہی جمع کیا اور کہا کہ خدا تعالے دوست رکھتا ہے کہ مین اوپر سنت یعقوب نبی کے عمل کرون کہ اُنہون نے وقت رحلت اپنے فرزندون کو کہ بارہ ہی وسطی اطاعت اور متابعت اور فرمانبرداری حضرت یوسف کے وصیت کی تھی اور کہا تھا کہ اُسکے حکم سے باہر نہ ہونا مین بھی تمکو وسطی اطاعت اور فرمانبرداری حسنین کے وصیت

فصل پانچون ۵ فصل چھٹون ۶ فصل ساتون ۷

کرتا ہون اور کہتا ہون کہ تم بھی انکی حکم اور اوامر و نواہی سے باہر نہ جانا پس ایک نے آپکے فرزندون مین سے کہ عبد اللہ نام تہا کہا کہ باوجود محمد حنفیہ کے انکی اطاعت کیجائے اُس جناب نے یہ سُنکر فرمایا کہ تو میرے حضور اور روبرو اور میری حیات مین ایسی جرأت کرتا ہی اور خلاف میرے قول کے کہتا ہے مین دیکھتا ہون تجھ خیمہ مین کشتہ پڑا ہوا اور کوئی نہ جانیگا کہ کشندہ تیرا کون ہے اور کس نے تجھی مارا ہے پس جب زمانہ مختار ثقفی کا ہوا تو عبد اللہ مصعب بن زبیر کے پاس گیا اور سرداری لشکر کی لی تاکہ لشکر مختار سے محاربہ کرے اثنائے راہ مین ایک شب عبد اللہ اپنے خیمہ مین مارا گیا اور وقت صبح جب لوگون نے دیکھا کہ عبد اللہ اپنے خیمہ سے نہین نکلا تو اُسی خیمے مین آئے دیکھا کہ وہ قتل ہوا پڑا ہے اور یہ نہ معلوم ہوا کہ کسنے اُسکو قتل کیا ہے **نتیجہ** ابن طلع شامی نے اپنی کتاب مین تاریخ فتوح شام سے نقل کی ہے کہ جب خوارج جناب امیر کے قتل کرنے پر ایک دل اور ہم عہد ہوئے اور وہ جناب بقصد قتال اُنکی طرف روانہ ہوئے تو راہ مین ایک سوار دور سے پیدا ہوا اور جناب امیر کے پاس آکر کہا کہ خوارج آپ کے آنیکی خبر سُنکر نہر سے عبور کر گئے اور یہاں گئے آپنے پوچھا کہ تونے اپنی آنکھ سے اُنکو عبور کرتے دیکھا کہا ہان فرمایا کہ مین قسم کہاتا ہون اُس خدا کی کہ جسنے محمد کو براستی مبعوث کیا اُنہون نے ہرگز نہر سے عبور نہین کیا اور قصر وبیت تک کوئی نہ پہنچیگا تا اینکہ سب میرے ہاتہ سے مارے جائین بجز بارہ آدمیون کے کہ وہ بہاگ جائین اور میرے اصحاب سے مارے نہ جائینگے مگر دس آدمیون سے پس جب کنارہ نہر پر پہنچے تو جو آپنے فرمایا تہا وہ ہی ظہور مین آیا **چوتھی** جندب بن عبد اللہ ازدی سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ مین جناب امیر کے ہمراہ تہا جنگ جمل و صفین مین پس جناب امیر نے جبکہ نہروان پر نزول کیا تو میرے دل مین شک پیدا ہوا کہ یہ جماعت سب زہاد اور قرا اور عباد مین اُنکے ساتہ قتال اور جدال مشکل ہے صبح کو مینے نیزہ اور مطہرہ اپنی کا لیکر لشکر سے دور جاکر نیزہ زمین مین گاڑ دیا اور سر کا سر پر سایہ کرکے بیٹہ گیا اور فکر مین تہا اس مرکے کہ ناگاہ جناب امیر کا گزر میری طرف ہوا اور مجہسے پوچھا کہ آیا تیرے پاس پانی ہی مینے کہا کہ ہان آپنے وہ مطہرہ اُٹہاکر طہارت کی پہر آنکہ سر کے نیچے میرے پاس بیٹھ گئے کہ ناگاہ ایک سوار دور سے نمودار ہوا آپنے فرمایا کہ اس سوار کو میری طرف بُلا لے مینے سوار کو بُلایا جب وہ آیا تو اُسنے کہا کہ اے امیر المومنین قوم نے نہر سے عبور کیا آپنے فرمایا کہ عبور نہین کیا کہ سمین ایک اور سوار آیا اور اُسنے بہی یہی کہا کہ قوم نے نہر سے عبور کیا اور دونون نے قسمین کہا کر کہا کہ جب وہ عبور کر چکے ہین تب ہم اسطرف کو روانہ ہوئے ہین آپنے فرمایا کہ ہرگز اُنہون نے عبور نہین کیا تم خلاف کہتے ہو اور وہ اسیطرف مارے جائینگے یہ فرماکر وہ جناب کہڑی ہوگئی اور مین بہی ساتہ کہڑا ہوگیا اور اپنے دل مین کہا کہ الحمد للہ تعالے نے مجہی ہس مرد کے حال پر آگاہ کیا پس اگر یہ امر مطابق ہوا اسکے کہنے کے اور اُنہون نے نہر سے عبور نہین کیا تو مین اسکی خدمت مین بجان کوشش کرونگا اور اگر کہنا اسکا خلاف ہوا تو اول جو اسکے ساتہ قتال کریگا مین ہونگا غرض جب ہم کنارے پر پہنچے تو دیکہا کہ قوم اسیطرف نہر کے پڑی ہوئی ہے اور اُس سے عبور نہین کیا پس اُس جناب نے میری گردن پکڑ کے آگے کو گہسیٹا اور کہا اب بہی حال میرا تجہپر روشن ہوا یا نہین مینے عرض کی کہ ہان یا امیر المومنین آپنے فرمایا کہ اب تجہی اختیار ہے جہاد کرنے مین اور نہ کرنے مین غرض مین میدان مین آیا اور بہت سے خوارج کو قتل کیا اور بہت کوشش کی تا اینکہ جہاد سے فارغ ہوئے اور یہ خبر ناقلان اخبار مین شایع اور مشتہر ہوئی **پانچوین** کشف الغمہ مین مذکور ہے کہ جب جناب امیر کا صحرائے کربلا مین گزر ہوا تو زار زار روئے اصحاب نے جو سبب رونیکا پوچہا تو فرمایا یہ زمین کربلا ہے یہان ایک جماعت ناحق شہید ہوگی اور بے حساب بہشت مین جائینگے اور پہر ہر ایک کو محل خیام

اور مکان جنگ اور جائے شہادت اُنکی دکھلائی اور ایسا روئے کہ آپکے رونے پر سب رفقا بھی رونے لگے غرض یہ فرما کر وہاں سے روانہ ہوئے مگر کوئی شخص تاویل آپکے اس قول کی نہ جانتا تھا جبکہ واقعہ نائلہ شاہ شہدا باعبد اللہ الحسین واقع ہوا اُسوقت سب کو آپکے ہمراہیوں سے معلوم ہوا اور سب پر حال کھلا کہ اُس جناب کے اس واقعہ سے یہ مراد تھی اور یہی جامع الاسرار مین منقول ہے کہ ایکبار جناب امیر لشکر لیکر خوارج نہروان سے لڑنے جاتے تھے اثنار راہ مین گزر آپ کا ایک دیر پر ہوا پیر دیر انی نے کہا کہ اے سردار لشکر کہان کا ارادہ ہی آپنے فرمایا کہ مین دشمنون سے لڑنے جاتا ہون پیر دیرانی نے کہا ابھی نجاؤ ایک زمانہ توقف کرو اور اپنے لشکر کو بھی حکم دو کہ ابھی متوجہ حرب مخالفین کے نہووے کیونکہ اس زمانہ مین ستارہ مسلمانون کا ہبوط مین ہے اور طالع ملت اسلام کا ضعیف چند روز صبر کرو تاکہ ستارہ اہل اسلام کا ہبوط سے سو طرف صعود کے رہی اور طالع انکا قوت پکڑے اُس جناب نے فرمایا کہ تو دعوی علم نسافی کا کرتا ہے مجھی بتا کہ فلان ستارہ کہان ہے پیر نے کہا حقیقت کبھی اس ستارہ کا نام بھی نہین سنا پھر اُس سے ایک اور سوال کیا اُسکو بھی نہ بتا سکا آپنے فرمایا کہ تو آسمان کے حال سے چندان وقوف نہین رکھتا مین زمین کا کچھ حال تجھ سے پوچھتا ہون بتا کہ تیرے پاؤن کے نیچے کیا شے مدفون ہے اُسنے کہا کہ مین نہین جانتا آپنے فرمایا کہ ایک ظرف ہی کہ اُسمین سقدر روغن ہے پیر نے کہا کہ تم یہ کہان سے کہتے ہو فرمایا کہ مجھی رسولخدا نے اسکی خبر دی ہے کہ تو قوم خوارج سے لڑیگا اور تیرے لشکر مین سے دس آدمیون سے کم مارے جائینگے اور لشکر مخالف سے کم دس سے زندہ بھاگینگے پیر مذکور آپ کی ان باتون سے متحیر ہوا اور کہا کہ میرے قدمون کے نیچے کہ ہو دو جب کھودا تو وہی ظرف نکلا اور جسقدر روغن آپنے اُسمین بتائے تھے اوسیقدر نکلا پیر اوسیوقت دیر سے نیچے آیا اور اُس جناب کے ہاتھون پر ایمان لایا پھر وہ جناب متوجہ نہروان کے ہوئے اور خوارج مین کو قتل کیا اور یہی مروی ہے کہ ایک بار جناب سید المرسلین کے ایک دنبل پیدا ہوا اور اُسکے سبب تپ محرقہ عارض ہوئی آپنے جناب امیر سے کہا کہ مجھی اس مرض کے سبب کمال ایذا ہی جناب امیر نے دست راست اپنا سینۂ اقدس جناب نبی مآب کے رکھکر کہا کہ یا واہ اجرجی فانہ بید اللہ و رسولہ راوی کہتا ہے کہ جناب رسولخدا اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ اے علی خدا تعالے نے جو فضائل کہ تجکو عنایت کیے ہین اونمین سے ایک یہ بھی ہی کہ سب وردون اور بیماریون کو تیرا مطیع اور فرمانبردار کیا ہی اور کوئی رنج ایسا نہین ہے کہ جو تیرے حکم کی مخالفت کرے **فصل ۸** اُن جوابات مین کہ جو جناب امیر نے یہود وغیرہ کو دیے ہین اور کسی سے انکے سوالات کا جواب نہ دیا گیا چنانچہ معارج النبوۃ اور زہرۃ الریاض مین مسطور ہے کہ جب جناب رسالت مآب نے ہمدار سے انتقال فرمایا تو بعد دس روز کے آپکی وفات سے ایک عرابی تازیانہ ہاتھ مین لیے اور نقاب منہ پر ڈالے مسجد مین آیا اور کہا السلام علیک یا صحاب رسول اللہ وہ چیز کہ تمسے فوت ہوئی خدا تعالے عوض اُسکا تمکو عنایت فرمائے انکان محمد قد مات و اللہ حی لا یموت ابدا و اعظم اللہ اجرکم و عظم فیکم و ما اعظم مصیبتکم بموت سیدکم یہ کہکر پوچھا وصی پیغمبر تم مین کون ہے ابوبکر نے جناب علی کیطرف اشارہ کیا کہ یہ شخص وصی اُس جناب کا ہے وہ عرب جناب امیر کے پاس آیا اور کہا السلام علیک یا وصی رسول اللہ جناب امیر نے جواب سلام کا دیا اور کہا کہ علیکم السلام یا مصیبت صاحب البیر ابوبکر اور حاضرین مجلس اس جواب کو سنکر متحیر ہوئے عرابی نے کہا کہ اے جوان میرا نام تمنے کیونکر جانا اور مجھی صاحب پیر کیونکر کہا جناب امیر نے فرمایا کہ میرے بھائی محمد مصطفے نے مجھی خبر دی تھی اور سب کیفیت تیرے حال کی بیان کی تھی اگر تو چاہے تو مین اُنہی بیان کرون

مصیر نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے کہا کہ علی ابن ابی طالب یہ کہکر ارشاد کیا کہ سن تو عربی نژاد ہی نام تیرا مصیر ہے اور تیرے
باپ کا نام قوادم ہی تین سو ساٹھ برس تیری عمر سے گزرے ہین اور اُس زمانہ مین کہ سو برس تیری عمر سے گزرے تھی کہ تو نے
اپنی قوم کو ظہور رسالت سید کائنات کی بشارت دی تھی اور کہا تھا کہ ایک مرد ایسا پیدا ہوگا کہ رخسارے اُسکے ماہ سی نورانی
اور سخن اوسکا عسل سے شیرین تر ہوگا پس جو کوئی کہ اُسکے ساتھ تمسک کریگا دارین مین نجات پاویگا اور وہ شخص یتیمون
اور مسکینون کا ہوگا اور صاحب شمشیر ہوگا اور دراز گوش پر سواری کریگا قتل اُسکی پوندزدہ ہوگی شراب اور زنا کو
حرام کریگا قتل اور سود سے منع کریگا خاتم انبیا ہوگا اُمت اُسکی پانچ وقت نماز پڑھے گی اور ماہ رمضان کے روزے رکھے گی اور
حج بیت الحرام کا بجا لائیگی اسکا گروہ اُسکے ساتھ ایمان لاوے پس جب تو نے اونکو ہماری طرف دلالت کی تو تیری قوم تجھپر ہجوم
لائی اور درپے تیری ایذا اور آزار کی ہوئی اور چاہا کہ تجھکو ہلاک کرین اور بسبب اُسکے تجھکو ایک چاہ عمیق مین گرادیا اور اپنی خاطر
تیری طرف سے مطمئن کی اور لقا بتاب اُس چاہ عمیق مین محبوس تھا جبکہ جناب رسالت مآب نے انتقال فرمایا تو تیری قوم کو
خدائتعالے نے ہلاک کیا اور تجھکو اُس چاہ کی قید سے نجات بخشی بعد اُسکے تجھکو عالم غیب سے ندا پہنچی کہ اے مصیر محمد نے دار دنیا سے طریق
عقبیٰ کے انتقال کیا اور تو اُسکے اصحابون مین سے ہی مدینہ مین اُسکی قبر کی زیارت کر سو واسطے تو قطع مراحل و منازل کر کے یہان پہنچا تا
کہ زیارت قبر شریف اُس حضرت سے مشرف ہووے مصیر نے جو یہ باتین سُنین تو رو دیا اور پوچھا کہ آپ کو ہمارے قصے سے کیسے
آگاہ کیا فرمایا کہ سرور کائنات نے مجھکو خبر دی تھی کہ مصیر بعد وفات میری تیرے پاس آئیگا تو میرا اُس سے سلام کہنا جب
مصیر نے سلام سُنا تو کھڑا ہوا اور جناب کے پاس آکر فرق مبارک پر بوسہ دیا اور بیٹھ گیا جناب امیر نے ارشاد کیا کہ اے مصیر تو
نقاب اپنے مُنہ پر سے اُٹھا دی جو مین نقاب سُنے اپنے مُنہ پر سے اُٹھائی ایک نور اُسکی جبین سے ساطع ہوا کہ تمام مسجد روشن
ہوگئی مصیر نے عرض کی کہ یا حضرت مین کئی سوال کہتا ہون کہ اُنپر کوئی طلاع نہین رکھتا مگر نبی یا وصی نبی جناب امیر نے فرمایا
کہ جو جی چاہتا ہے سُنے عرض کی کہ یا علی مجھکو خبر دیجئے کہ وہ نر کونسا ہے کہ جو بے مان اور بے باپ کے پیدا ہوا اور وہ ماد
کونسی ہے کہ جو بے مان اور بے باپ کے پیدا ہوئی اور وہ نر کونسا ہے کہ جو بے باپ کے پیدا ہوا اور خبر دو مجھکو اُس رسول سے کہ نہ
وہ فیل الس سے ہے اور نہ قسم جن سے اور نہ رفع ملائکہ سے اور نہ بہائم سے اور نہ سباع سے اور وہ قبر کونسی ہے کہ جسنے اپنے صاحب
اپنے مین سیر کرائی - اور وہ حیوان کونسا ہے کہ جسنے اپنے صاحب پر رحم کیا - اور وہ کونسا جسم ہے کہ جسنے کہا یا تو مگر پیا نہین
اور وہ کونسی زمین ہے کہ جسپر ایک دفعہ آفتاب چمکا اور پھر اوسپر کبھی نہ چمکیگا اور وہ کونسا جماد ہے کہ جسنے زندہ جنا اور وہ کونسی
عورت ہے کہ جسنے تین ساعت مین بچہ جنا اور وہ دو ساکن کونسے ہین کہ جو کبھی حرکت نکرینگے اور وہ دو متحرک کونسے ہین کہ جو
کبھی ساکن ہونگے اور وہ کونسے دوست ہین کہ جو کبھی دشمن ہونگے اور وہ دو دشمن کونسے ہین کہ کبھی دوست ہونگے اور
خبر دو مجھکو شئی اور لاشئی اور خوب ترین شیا اور زشت ترین شیا سے اور اوّل رحم مین کیا شئے منعقد ہوتی ہے اور قبر مین کیا
شئی سب سے آخر گرتی ہے پس جب مصیر نے یہ بیس سوال عرض کئے تو جناب امیر نے اونکا جواب بہ تفصیل بیان کرنا شروع کیا
اور فرمایا کہ وہ نر کہ جو بے ماں باپ کے پیدا ہوا وہ حضرت آدم ہین اور وہ مادہ کہ جو بے ماں باپ کے پیدا ہوئی وہ حضرت حوا ہین
اور وہ نر کہ بے باپ کے پیدا ہوا وہ حضرت عیسیٰ ہین اور وہ رسول کہ جو فیل اس سے ہے اور نہ جن سے اور نہ ملائکہ سے ہے اور نہ بہائم سے وہ

غراب ہے کہ خدا تعالےٰ نے وسطی تعلیم قابیل کے بھیجا تھا جیسا کہ فرماتا ہے خدا تعالےٰ فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض اور وہ قبر کہ جسنے اپنی صاحب کو سیر کروائی وہ ماہی تھی کہ یونس کو تین روز تک اپنے پیٹ مین رکھا اور اطراف اور جوانب بحر مین سیر کرتے پھرے اور وہ حیوان کہ جسنے اپنی قوم پر رحم کیا وہ جینیوٹی تھی کہ وسطی طالب رزق کے اپنی قوم کے ساتھ باہر نکلے سے نکلی تھی اور سب چیونٹیان ہتون پر کہ حضرت سلیمان کی بیچے سوتے تھے چڑھین چیونٹی نے اپنی قوم سے کہا کہ خبردار مٹی حضرت سلیمان کے سر پر گرنے نہ پائے کہ پیغمبر خدا تعالےٰ سے متاذی ہو اور وہ جسم کہ جسنے کہا یا تو مگر پیا نہیں وہ عصا حضرت موسیٰ کا تھا کہ سحر ساحرون کا نگل گیا اور وہ بقعہ کہ جسپر ایکدفعہ آفتاب چمکا اور پھر نہ چمکیگا وہ دریائے نیل ہے کہ جب خدا تعالےٰ نے وسطی قوم موسیٰ کے شگافتہ کیا اور وقعہ یعنی تہ زمین کی ظاہر ہوئی تو آفتاب کا ظل یعنے دھوپ اسپر بڑی بیانک کہ گزرہ اس سے اوٹھی اور جب سب اس سے نکل گئے تو پھر پانی دریا کا مل گیا اور وہ جماد کہ جس سے حیوان پیدا ہوا وہ پتھر تھا کہ جس سے ناقہ صالح پیدا ہوا اور وہ دو ساکن کہ کبھی متحرک نہونگے آسمان و زمین ہین اور مراد حرکت سے حرکت ہین ہے یعنے انتقال کرنا مکان سے مکان کے اور وہ دو متحرک کہ ساکن نہ ہونگے وہ چاند اور سورج ہین اور وہ عورت کہ تین ساعت مین بچہ جنے وہ حضرت مریم ہین کہ ایک ساعت مین حاملہ ہوئین اور ایک ساعت درد زہ مین مبتلا رہین اور ایک ساعت مین حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے اور وہ دوست کہ کبھی دشمن نہونگے جسم اور جان ہین اور وہ دو دشمن کہ کبھی دوست نہونگے وہ موت اور حیات ہے اور شئی مومن ہے اور لاشئی کافر ہے اور حسن اشیا صورت انسان کی ہے اور اقبح اشیا بدن بے سر ہے اور اول رحم مین جو چیز منعقد ہوتی ہے انگشت شہادت ہے اور آخر بدن سے وہ چیز کہ جو قبر مین گرتی ہے وہ ہڈی ہے کہ جو انتہائے پشت مین ہے۔ مصیر نے جو یہ جواب اپنے سوالات کے پائے اٹھ کھڑا ہوا اور بوسہ اور برفرق مبارک اور جبین مبین کے دیا اور سب اصحاب نے بھی حضرت کے دست مبارک چومے اور زبان تعریف و توصیف کی کھولی مصیر نے کہا کہ یا علی مجھی مقدمنور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجو کہ مین اس جناب کی زیارت سے مشرف ہون وہ جناب مرقد منور جناب ختمی مآب پر سکو لیگئے اسنے قبر مبارک کو بغل مین لیا اور سینہ بے کینہ سے اپنے سکو مس کیا جناب ہیئر نے سب سے ارشاد کیا کہ اس کے پاس سے دور ہو جاؤ کہ اسکا وقت مفارقت دنیا سے نزدیک ہے سب ہٹ گئے پھر بعد ایک ساعت کے جو سب اس کے پاس آئے تو اسے دیکھا کہ طائر روح اسکا قفس عنصری سے مفارقت کر گیا اور یہی کتاب مذکور مین ابو یعلی سے منقول ہے کہ بادشاہ روم نے بہت سامان وسطی رسول مقبول کے بھیجا مگر وکیل اسکا وسوقت مدینہ مین پہنچا کہ جناب رسول خدا انتقال فرما چکے تھے وکیل مذکور نے یہ حال بادشاہ کیخدمت مین لکھا شاہ روم نے حکم دیا کہ جو کوئی ان تین مسئلون کا جواب دے وہ وصی رسول کا ہے اسکو مال سپرد کر دینا اور اگر کوئی شخص انکا جواب نہ دے تو مال کو واپس لے آنا غرض وہ رسول قیصر ابوبکر کے پاس آیا اور کہا کہ تو خلیفہ رسول اللہ کا ہے اسنے کہا کہ ہان اسنے کہا کہ اگر تو خلیفہ سچی ہے تو تین چیز کا مجھی جواب دے۔ اول وہ کیا چیز ہے کہ جو خدا تعالےٰ کے وسطی نہین۔ دوسرے وہ کیا چیز ہے کہ جو خدا تعالےٰ کے نزدیک نہین۔ تیسرے وہ کیا چیز ہے کہ جسکو خدا تعالےٰ نہین جانتا یہ سنکر ابوبکر خفا ہوا اور درشتی اور سختی سے کہنے لگا کہ یہ کفر کی باتین تو بکتا ہے اور عمر نے ابوبکر سے بھی زیادہ اسپر سختی اور درشتی کی اور کہا کہ یہ سب تیری باتین کفر کی ہین ابن عباس نے سنکر کہا کہ

تمہاری کمال بے انصافی ہے کہ سائل سے درشتی اور سختی سے پیش آتے ہو اور اسکو سرزنش کرتے ہو یہ کیوں نہیں کہدیتے کہ ہم نہیں جانتے شیخین نے کہا جزاک اللہ سچ کہا تھا غرض ابن عباس رسول کو پیش جناب میں لائے اور وہ وقت تھا کہ وہ جناب قرآن کے لکھنے اور جمع کرنے سے فارغ ہوچکے تھے رسول قیصر کے بعد ادائے تحیت و سلام تینوں سوال عرض کئے حضرت نے فرمایا کہ اے شخص سن وہ چیز جو خدا کیواسطے نہیں ہے وہ شریک ہے کہ خدا کا کوئی شریک نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور وہ چیز کہ جسکو خدا نہیں جانتا وہ قول تمہارا ہے کہ تم کہتے ہو کہ عیسے بیٹا خدا کا ہے اور خدا نہیں جانتا کہ اسکے واسطے بیٹا ہے جیسا کہ فرماتا ہے لا یعلم ما فی السموات والارض یعنے نہیں جانتا خدا کہ اسکے واسطے پسر ہے آسمانوں کے اور زمین کے اور وہ چیز کہ خدا تعالے کے پاس نہیں ہے وہ ظلم ہے کہ خدا کے پاس نہیں ہے یعنی کسی پر وہ ظلم و تعدی نہیں کرتا رسول قیصر نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ وہ شہادتین کہیں اور مال کو جناب میں کو دیدیا اس جناب نے وہ سب مال ارباب ایمان پر تقسیم کردیا

اور یہی اسی کتاب میں ابن عباس سے منقول ہے کہ زمان خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب میں ایک شخص نوحی آذربائیجان میں ایک اونٹ اپنے پاس رکھتا تھا کہ معاش اسکی عیال و اطفال کی اس ہی کے کرایہ پر موقوف تھی اتفاقاً وہ شتر حالت مستی میں مہار توڑ کر صحرا کیطرف چلا گیا اس شخص نے ہر چند اسکی پکڑنے میں سعی کی کچھ مفید نہ ہوئی آخر اسکی تقریر اس سے کہا کہ سنا ہے کہ زمانہ جناب رسول مقبول میں جب کسیکو ایسی مشکل پیش آتی ہے تو وہ شخص حضرت کی خدمت میں جاکر عرض کرتا تھا اور یہ برکت دعائے آنسرور وہ مطلب کو پہنچ جاتا تھا اور اب اگرچہ وہ جناب زندہ نہیں ہیں مگر اس جناب کا جانشین موجود ہے تو اسکے پاس جاکر التماس کر کہ وہ تیرے واسطے دعا کریں شاید کہ ببرکت دعا اس خلیفہ کے تو اپنے مطلب کو پہنچے اور وہ شتر رمیدہ تیرا رام اور فرمانبردار ہوجائے غرضکہ یہ سنکر وہ صاحب شتر مدینہ میں آیا اور خلیفہ ثانی سے اظہار حال کیا عمر نے کہا کہ تو کسی تدبیر سے اسکو گرفتار کر اسنے کہا کہ مینے بہت سی تدبیریں کیں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی خلیفہ جی نے کہا کہ میں ایک رقعہ لکھتا ہوں تو اس رقعہ کو دلیرانہ جاکر اس شتر کے آگے ڈالدے کہ وہ تیرا تابعدار ہوجائیگا یہ کہکر لکھا کہ یہ مکتوب ہے امیر المؤمنین عمر کی جانب سے اس گروہ جنات والے گروہ شیاطین کہ اس شتر رمیدہ کو تم صاحب شتر کے تابع اور رام کردو اور اگر تم اس حکم کی مخالفت کروگے اور شتر کو مطیع اور منقاد نکردوگے تو نہ دیکھوگے وہ شخص اوس مکتوب کو تعویذ جان اپنا کر کر آذربائیجان کو روانہ ہوا راوی کہتا ہے کہ مینے جناب علی بن ابی طالب سے یہ حال بیان کیا فرمایا کہ مثل اسکی کے معجزہ اور کرامت ظاہر نہیں ہوتی مگر اسکو وصی نبی سے راوی کہتا ہے کہ مینے یہ سنکر چاہا کہ اگر کوئی شخص آذربائیجان سے آوے تو اس سے حال صاحب شتر کا پوچھوں اور سب کیفیت دریافت کروں اتفاقاً ایک روز مینے دیکھا کہ وہی شخص چلا آتا ہے مینے دوڑکر اس سے ملاقات کی اور حال پوچھا اسنے کہا کہ اے شخص جسوقت مینے وہ حفاظ اس شتر کے روبرو ڈالا تو اسنے مجھپر حملہ کرکے پکڑ لیا اور چاہا کہ ہلاک کرے اور زمین پر دے مارے اسمیں میرا بھائی بہت سے آدمی لیکر پہنچا اور بزور تمام مجھی اسکی ہاتھ سے چھوڑایا اور یہ زخم جو میرے منہ پر دیکھتا ہے اسی روز کا ہے اب میں آیا ہوں تا خلیفہ سے یہ سب حال بیان کرکے کچھ اپنے واسطے معیشت مقرر کراؤں غرض وہ شخص دار الشرع میں آیا اور خلیفہ صاحب سے حال بیان کیا عمر نے کہا کہ یہ شخص جھوٹ بولتا ہے اسنے میرا رقعہ اسکو نہیں دکھایا اس شخص نے قسمیں غلاظ و شداد کھائیں کہ میں جھوٹ نہیں کہتا ہوں وہ رقعہ تمہارا اونکو دکھایا

تھا ظیفہ صاحب نے اسکو دار الشرع میں سے نکلوا دیا ابن عباس کہتے ہیں کہ میں اوسکو میرے حق و وصی مطلق علی بن ابی طالب کی خدمت میں لیگیا اُس جناب نے دیکھکر تبسم فرمایا اور کہا کہ اے ابن عباس مینے تجسے نہ کہا تھا کہ وہ شخص منقلب خائب اور خاسر بے حصول مقصد معاودت کریگا اور اُس مصیبت زدہ کی دلداری کرکے فرمایا کہ تو ہمجگہ جا اور اس دعا کو پڑھ اللھم انی توجہ الیک بنبیک نبی الرحمۃ والہدیۃ الذی اخترتہم علی العالمین اللھم ذللنی صعوبتہا واکفنی شرہا فانک الکافی لما تعانی الغالب لما تقاہر غرض وہ شخص اپنے گھر چلا گیا دوسرے برس پھر وہ آیا اور بہت سے شتر اُسکے ساتھ تھے اور زر کثیر اپنا کہا جناب امیر کی خدمت میں لایا اور عرض کی کہ یا امیر المؤمنین آپ اس زر کے قبول کرنیمیں اس غلام پر احسان کرین کہ یہ زر آپکے تصدق کو لایا ہوں اُس جناب نے فرمایا کہ مینے قبول کیا اور تجھکو بخشا اور جو حال کہ تمہیں اور شتر میں گزرا تھا بیان فرمایا اُسنے عرض کی کہ یا حضرت گویا آپ میرے ہمراہی تھے یا امیر المؤمنین جب مینے جاکر وہ دعا پڑھی اور آپ کا اسم مبارک لیا تو اونٹ فوراً سر جھکائے گردن نیچی کرائے آنکر میرے فرمانبردار اور تابعدار ہوگیا کہ گویا مجھمیں اور تمہیں کچھ کدورت ہی نہ تھی آپنے فرمایا کہ اب آسودہ تو اور اہل و عیال تیرے کسی طرح کی صعوبت نہ اُٹھائینگے اور جب تجھکو کوئی صعوبت اور دشواری پیش آئے تو اُس دعا کو پڑھ ہر وہ دشواری آسان ہوجائیگی غرض وہ شخص جب تک زندہ رہا ہمیشہ اور ہر سال حج کو آتا تھا اور اُسکے پاس بہت مال و اسباب جمع ہوگیا اور یہی ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد علماء یہود سے خدمت میں جناب امیرؑ کے حاضر ہوا اور کئی مسئلے پوچھے از انجملہ ایک بات یہ بھی پوچھی کہ تمہارے پیغمبر کا وصی بعد اُسکے کتنی مدت تک زندگانی کریگا فرمایا کہ تیس برس پھر سنکے پوچھا کہ وہ اپنی موت سے مریگا یا مارا جائیگا فرمایا کہ بلکہ مقتول ہوگا اور اُسکے سر پر بخت ترین اُمت ایک ضربت لگائیگا کہ ریش اُسکی اُسکے سر کے خون سے خضاب ہوگی یہودی نے کہا بخدا سوگند کہ سچ کہا مینے اُس کتاب میں کہ جسکو حضرت موسیٰ نے اور حضرت ہارون نے لکھا ہے ایسا ہی پڑھا ہے اور یہی منقول ہے کہ ایک شخص علماء یہود سے خدمت جناب امیرؑ میں حاضر ہوا اور یہ وہ وقت تھا کہ وہ جناب جنگ خوارج نہروان سے مراجعت کئے تشریف لاتے تھے پس اُس یہودی نے پوچھا کہ یا علیؑ تو ہی ہے وصی پیغمبر آخر الزمان کا حضرت نے فرمایا کہ ہان مین ہی ہون اُس یہودی نے کہا کہ ہر وصی پیغمبر پر سات بلائین اور امتحان وارد ہوتے ہین حیات پیغمبر میں اور سات بعد وفات اُس پیغمبر کے تم بیان کرو کہ تمپر کیا کیا بلائین وارد ہوئی ہین فرمایا کہ ہان وہ سب مجھپر بھی وارد ہوئین ہین اور ایک ایک کو بیان کیا اور پھر فرمایا کہ ایک اُنمیں سے باقی رہی ہے سنکے پوچھا تو فرمایا کہ وہ بلیہ خیر یہ ہے کہ یہ ریش اس سر کے خون سے خضاب ہوگی یہ خبر وحشت اثر سنکر سب رونے لگے اور صدائے ہائے ہائے کی مسجد میں بلند ہوئی اور ایسا ماتم اور شیون برپا ہوا کہ کوئی گھر کوفہ میں نہ تھا کہ جسمیں آواز گریہ و زاری نہ پہنچی تھی یہانتک کہ سب آدمی یہ آواز گریہ سنکر خوف کے مارے گھروں سے اپنی نکلکر مسجد کیطرف بھاگے اور وہ یہودی اُسیوقت مسلمان ہوا اور ہمیشہ اُس جناب کی خدمت فیضدرجت میں حاضر رہا تا اینکہ وہ جناب درجہ رفیعہ شہادت کو فائز ہوئے پس وہ یہودی اُسوقت حاضر تھا کہ ابن ملجم کو پکڑکے جناب امام حسنؑ کی خدمت میں لائے اُس یہودی نے کہا کہ اے ابو محمد قتل کردے اس ملعون محقق کو خدا قتل کرے اس لعین کو کہ بدبخت ترین کہ مینے کتاب آسمانی میں کہ گناہ اس بدبخت کا زیادہ ہے پسر آدم سے کہ جسنے اپنے بھائی کو قتل کیا اور زیادہ ہے پے کنندہ ناقہ صالح سے یہی اور یہی بجار اور

مجالس وغیرہ کتب معتبرین فرقہ حقہ شیعہ مین مروی ہی کہ روایت کی احمد بن ابی عبداللہ برقی نے اور سُنے ابو ہاشم سے اور سُنے داؤد ابن قاسم جعفری سے اور سُنے ابو جعفر ثانی محمد بن علی الجواد سے کہ اُس جناب نے فرمایا کہ ایک روز جناب امیر المومنین سلمان فارسی پر اُنکے کہ ورود جناب امام حسن مسجد حرام مین تشریف لائے کہ اُنہین ایک شخص حسن الہیئۃ نیکو صورت بالباس فاخرہ مسجد مین آیا اور جناب امیر پر سلام کر کے بیٹھ گیا اور کہا کہ اے امیر المومنین مین تین سوال آپ سے کرتا ہون اگر آپنے اُن سب کا جواب دیا تو مین جانون گا کہ ان لوگون نے جو کچھ آپ سے معاملہ کیا اور غصب کیا آپ سے خلافت کو دین و دنیا دونون کی خراب ہوئی اور اگر آپ اُنکا جواب نہ دینگے تو مین جانونگا کہ تم اور وہ سب برابر ہین کوئی تم مین خلیفہ برحق نہین جناب امیر نے فرمایا پوچھ جو تیرا جی چاہے اُس شخص نے کہا کہ اوّل آپ ارشاد کرین کہ آدمی جب سو جاتا ہی تو اُسکی روح کہان جاتی ہی اور اُوسی کو کیونکر بھولی ہوئی چیز یاد آجاتی ہی اور کیونکر چیز کو بھول جاتا ہے اور کیا سبب ہے کہ کسی شخص کا بچہ تو مشابہ ہوتا ہی ساتہ چچا کے اور کسی مشابہ ہوتا ہی ساتہ ماموں کے یہ سُنکر جناب امیر نے امام حسن سے فرمایا کہ اے ابا محمد اسکا تم جواب دو جناب امام حسن نے فرمایا کہ اے شخص تو نے جو یہ پوچھا کہ انسان کی روح سونے مین کہان جاتی ہی حال یہ ہی کہ سونے کے وقت روح انسان کی ٹلکر متعلق ہوتی ہے ساتہ ریح کے اور ریح متعلق ہوتی ہی ساتہ ہوا کے جب تک کہ وہ جاگے پس اگر خداوند عالم کا اذن ہوتا ہی کہ روح اُسکی پھیری جائے اوسکی بدن کیطرف تو کھینچتی ہے ہوا ریح کو اور ریح کھینچتی ہی روح کو پس داخل ہوتی ہی روح بدن مین صاحب نوم کے اور وہ بیدار ہو جاتا ہے اور جو حکم نہین ہوتا واسطے پھیرنے روح کے تو نہ ہوا ریح کو جذب کرتی ہی نہ ریح روح کو پس وہ شخص مر جاتا ہے اور یہ جو تو نے پوچھا کہ انسان کیونکر یاد کرتا ہے اور کیون کر بھول جاتا ہی اسکا حال یہ ہی کہ دل انسان کا بیچ حقے کے ہی جیسے ڈبے مین اور اُس حقہ پر سرپوش ہے پس جبکہ اُسکی خلط سے کوئی چیز نکلجاتی ہے یعنے اُسکو بھولجاتا ہے اور وہ درود بھیجتا ہے محمد پر درود کامل یعنی مع آل کے تو کھلجاتا ہے طبق اُس حقہ سے پس روشن ہو جاتا ہی قلب پس یاد کرتا ہے وہ شخص اُس چیز کو کہ جسکو بھول جاتا ہے اور اگر درود کامل نہین بھیجتا یعنے آل کو درود مین نہین شریک کرتا اللھم صل علی محمد ہی کہکر رہجاتا ہے تو ڈھک جاتا ہے یہ طبق حقہ پر پس تاریک ہو جاتا ہے قلب اوسکا پس نہین یاد کرتا اُس چیز کو کہ جسکو بھول گیا ہے اور یہ جو تو نے پوچھا کہ کبھی لڑکا چچا کی شبیہ اور کبھی ماموں کی شبیہ پیدا ہوتا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ مرد جسوقت آتا ہے اپنی بی بی کے پاس اور اُس سے صحبت کرتا ہے ساتہ قلب ساکن اور اطمینان خاطر اور عروق غیر متحرک اور بدن غیر مضطرب کے تو ساکن رہتا ہی یہ نطفہ اور قرار پکڑتا ہے نطفہ بیچ جوف رحم کے پس پیدا ہوتا ہے لڑکا شبیہ اپنے مان باپ کی اور اگر صحبت کرتا ہی ساتہ قلب غیر ساکن اور بدن مضطرب اور عروق متحرک کے تو مضطرب ہوتا ہے یہ نطفہ پس واقع ہوتا ہی حالت مضطربہ مین ساتہ متحرک کے اور قرار پکڑتا ہے رگون مین پس اگر واقع ہوتا ہی اوپر عروق کے عروق عمام سے تو لڑکا شبیہ ہوتا ہے ساتہ عمام کے اور اگر واقع ہوتا ہے اوپر عروق کے عروق اخوال سے تو لڑکا پیدا ہوتا ہے شبیہ اخوال کی یہ سُنکر اُس مرد نے کہا کہ شہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لم ازل شہد بہا یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر خدائے یگانہ اور ہمیشہ گواہی دونگا مین ساتہ اُسکے و اشہد ان محمدا رسول اللہ وحدہ لم ازل شہد بہا اور گواہی دیتا ہون مین کہ محمد رسول اللہ کا ہے اور ہمیشہ گواہی دونگا ساتہ اوسکے و اشہد انک وصی رسول اللہ والقائم بحجتہ وحدہ لم ازل شہد بہا اور گواہی دیتا ہون مین کہ تو وصی رسول اللہ کا ہی

اور قائم ہے ساتھ حجت اُنکی کے اور شاہد کیا طرف جناب امیر کے اور ہمیشہ گواہی دونگا ساتھ اُنکی اور گواہی دیتا ہون مین کہ تم
اے حسن وصی اُنکی اور حجت اونکی ہو اور حسین ابن علی وصی ہین اپنے باپ کے اور حجت ہین اُنکی بعد اُنکی اور علی بن الحسین
قائم ہین ساتھ امر حسین کے بعد اُنکی اور علی محمد بن علی قائم ہین ساتھ امر علی ابن الحسین کے بعد اونکی اور علی جعفر بن محمد قائم
ہین ساتھ امر محمد بن علی کے اور علی موسی بن جعفر قائم ہین ساتھ امر جعفر بن محمد کے اور علی ابن موسی قائم ہین ساتھ امر
موسی بن جعفر کے اور علی محمد بن علی قائم ہین ساتھ امر علی بن موسی کے اور علی بن محمد قائم ہین ساتھ امر محمد بن علی کے
اور حسن بن علی قائم ہین ساتھ امر علی بن محمد کے اور گواہی دیتا ہو مین اوپر اُس شخص کے کہ وہ اولاد حسین سے ہی کہ بکینت
کیا جاتا ہے اور نہ نام لیا جاتا ہے یہانتک کہ ظاہر ہو امر اوسکا پس بھر لیگا زمین کو عدل سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم و جور سے
اور سلام تجھپر اے امیر المومنین و رحمتہ اللہ و برکاتہ یہ کہکر وہ شخص چلا گیا جناب ہیثم نے جناب امام حسن سے کہا کہ اے فرزند
دیکھو تو یہ شخص کدھر جاتا ہے جناب امام حسن دیکھکر آئے اور عرض کی کہ یا ابتا مسجد کے دروازہ تک تو اُسکے پاؤن کا
نشان معلوم ہوا اور پھر آگے اُسکے کہین اُسکا نشان نہ ملا کہ وہ کدھر گیا آپنے فرمایا کہ اے حسن تمنے جانا کہ وہ کون تھا عرض
کی اللہ اور رسول اور امیر المومنین بہتر جانتے ہین آپنے فرمایا کہ اے فرزند وہ خضر تھے **فصل نوین** بیچ بیان حال
سخاوت جناب ہیثم کے اور اہلبیت علیہم السلام کے واضح ہو کہ حال سخاوت کا اہلبیت کی یہ تھا کہ آپ فاقہ پر فاقہ کرتے تھے
اور اپنے اہل و عیال کو بھی بھوکا رکھتے تھے مگر فقیر اور مسکین اور محتاج کو بھوکا نہ پھیر سکتے تھے اونکو سیر کر دیتے تھے چنانچہ صدوق
امالی مین بسند جناب امام بحق ناطق امام جعفر صادق اور ابن عباس سے آیہ کریمہ یوفون بالنذر مین روایت کی ہے
کہ ایکبار جناب حسنین کو زمانہ طفولیت مین بیمار کی عارض ہوئی جناب مستطاب رسالت مآب اُن پر شاہوار رسالت و
امامت کی عیادت کو تشریف لائے دو شخص اور بھی اُس جناب کی ہمراہ تھے ایک نے اُنمین سے عرض کی کہ یا ابا الحسن آپ
کوئی چیز نذر کریں تا خداوند عالم انکو جلد شفا عنایت کرے جناب ہیثم اور جناب فاطمہ اور حسنین اور فضہ نے تین تین روزے
نذر کئے مگر اُس روز جناب معصومہ کے گھر مین کچھ کھانے کو نہ تھا جناب ہیثم شمعون یہودی کے گھر تشریف لیگئے اور
اُس سے کہا کہ اے شمعون آیا تو تھوڑا سا صوف دیتا ہے کہ دختر رسول خدا تین صاع جو کے عوض اوسکو کاتے عرض کی اُسنے
بہتر اور تھوڑا سا صوف اور تین صاع جو جناب ہیثم کو اُسنے دئے اور اُس جناب نے اُنکو جناب سیدہ کو لاکر دیا اور حال بیان کیا
جناب معصومہ نے ایک حصہ صوف کا کاتا اور ایک صاع جو کو پیسکر پانچ قرص نان اُنکی پکائے اور بعد افطار جب سب صاحب
کھانے کو بیٹھے تو ایک مسکین نے دروازے پر آکر آواز دی کہ السلام علیک یا اہلبیت محمد مین مسکین ہون مجھے اپنے کھانے مین سے
کھانا دو خدا تعالے تمھین بہشت سے نعمت عطا کریگا جناب ہیثم نے یہ سنکر لقمہ ہاتھ سے رکھدیا اور فرمایا کہ اے فاطمہ جناب
جود و سخا اور ایثر و دختر رسول خدا ایک فقیر مسکین ہمارے پاس التجا لایا ہے اور بھوک سے خدا کی جانب اور ہمسے شکایت کرتا
ہے پس جو شخص کار خیر کرتا ہے وہ دائم عیش و عشرت مین رہتا ہے اور بہشت اُسکا وعدہ گاہ ہے اور وہ نعمتین بہشت کی
اُسکو نصیب ہوتی ہین کہ جو بخیل پر حرام ہین اور بخیل ہمیشہ عذاب مین رہیگا اور جہنم مین داخل ہوگا جناب معصومہ نے عرض
کی کہ مین تمھاری تابع فرمان ہون اور بخیل نہیں ہون بلکہ آرزو کرتی ہون کہ خدا تعالے عوض اُس بھوک کے

مجھی اپنے دوستوں کے ہمراہ بہشت مین داخل کرے یا سفارش کرکے گنہگاران امت کو بخشوا دون غرض سب صاحبون نے کہا
کہ ہمین تو نے بھی باوجود صغر سنی اپنی اپنی روٹی اُس مسکین کو اُٹھا دے اور سوائے پانی کے اور کچھ نہ چکھا اور بھوکے سو رہے
دوسرے دن پھر سب نے روزہ رکھا جناب معصومہ نے ایک حصہ صوف کا کاتا اور ایک صاع جو اُسکی مزدوری کے پیسے اور
پانچ گرہ نان پکائے اور جب بعد فطار کھانیکو بیٹھے تو ناگاہ ایک یتیم نے آکر سوال کیا جناب ہیز نے ہاتھ سے لقمہ ڈالکر
جناب معصومہ سے ارشاد کیا کہ اے دختر سید انبیا و ائے لخت جگر پیغمبر صاحب جود و سخا یہ مؤنث اور بندی جانب خدا سے
ہمارے واسطے جو شخص کہ پھر رحم کریگا دنیا مین خدا تعالے اُسپر رحم کریگا آخرت مین اور میعاد اُسکا بہشت نعیم ہے کہ خدا نے
اسکو بخیل اور لئیم پر حرام کیا ہے اور بخیل و لئیم قیامت مین نہ کھڑے ہونگے مگر نادم اور پشیمان ندمت کئے گئے اور آتش جہنم
مین داخل ہوکر بجائے آب چرک صدید و آب گندیدہ پینگے یہ سُنکر جناب فاطمہ نے عرض کی کہ مین عنقریب دیتی ہون
اور دیکھہ پروانکرونگی اور رضا اور خوشنودی خدا تعالے کو اپنے اطفال پر اختیار کرونگی میرے فرزندون نے شب بسر کی
ہے حالت گرسنگی مین کوچک انکا یعنے حسین کربلا مین شہید ہوگا بکرو حیلہ اور اُسکے قاتل کے لئے ویل ہے اور وبال عظیم اور
وہ داخل ہوگا جہنم مین غل و زنجیر آتشین مین جکڑا ہوا یہ فرماکر وہ گرد ہائے نان اُس سائل کو اُٹھا دئے اور اُس شب بھی
سب نے کچھ نہ کھایا سوائے پانی کے تیسرے روز بعد فطار جب خوان لاکر آگے رکھا اور سب صاحبون نے قصد کھانیکا کیا اور لقمہ
توڑا کہ ایک قیدی آکر پکارا کہ السلام علیک یا اہلبیت محمد ہمکو اسیر کرتے ہو اور پھر ہمین کچھ کھانیکو نہین دیتے جناب ہیز نے
یہ سُنکر لقمہ ہاتھ سے ڈالدیا اور کہا کہ اے فاطمہ دختر پیغمبر بزرگ اعظم الشان تمہارے پاس ایک اسیر آیا ہے کہ کہین نہین
جاسکتا اور ایک بندۂ خدا ہے غل و زنجیر مین مقید اور شکایت کرتا ہے اپنی بھوک سے جو شخص آجکے دن اسکو کھانا دیگا قیامت کے
روز خدا تعالے اُسے جزا اُسکی یا دلیگا کہتی ہو تا ہے اور زراعت کرتا ہے وہ جلد اسکو درو کرتا ہے پس اسکو کچھ دیدو اور محروم
نہ رکھو جناب فاطمہ نے فرمایا ہاتھ چکی پیسنے سے مجروح ہوگئی ہین اور ایک صاع کے سوا اور کچھ باقی نہین رہا اور میرے فرزند نہایت
گرسنہ اور بھوکے ہو رہے ہین خداوند تو اُنکو ضائع نکر تا کہ انکا باپ صاحب خیر و معروف ہی اور کشادہ دست یہ فرمایا کہ سب
روٹیان ہیز کو اُٹھا دین اور سوائے پانی کے اُس روز بھی کچھ نہ چکھا اور چونکہ تینون روزے تمام ہوچکے تھے تو صبح کو سب نے نیت
فطار بیدار ہوئی اور جناب ہیز حسنین کو لیکر رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور حسنین کا بھوک کے مارے عجب حال تھا کہ
ضعف کے سبب کانپتے تھے جناب رسولخدا نے جو یہ حال انکا دیکھا تو فرمایا کہ اے ابوالحسن بہت سخت ہے مجھپر یہ حال
تمہارا دیکھون چلو فاطمہ کے پاس غرضکہ یہ حضرات اُس معصومہ کے پاس آئے تو اُس سیدہ کو محراب عبادت مین کھڑا پایا
کہ شکم مبارک بھوک کے سبب پشت سے لگ گیا تھا اور آنکھین گڑھے مین گھس گئی تھین پس جب رسولخدا نے یہ حال
معصومہ کا دیکھا تو آنکو سینہ سے لگالیا اور فرمایا کہ مین پناہ لیجاتا ہون تمہارے اس حال سے روز سے سوقت جبرئیل
امین جانب رب جلیل سے نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمد جو کچھ کہ خدا تعالے نے تمہارے واسطے مہیا کیا ہے اُسکو لو اُس حضرت نے
پوچھا کہ کیا چیز لون اے جبرئیل کہا قل علی الانسان حین من الدہر ہیا تک کہ ہل اتی علی الانسان لکم جزاء
وکان سعیکم مشکورا اور ایک روایت مین وارد ہے کہ جب رسولخدا جناب فاطمہ کے گھر مین تشریف لائے اور اونکو اُس حال

مین دیکھا تو روئے اور کہا کہ تم تین روز سے گرسنہ ہو اور یہ حالت تمہاری مجھی اور مین غافل ہون کہ جبرئیل امین یہ آیات لیکر
نازل ہوئے ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجہا کافورا عینا یشرب بہا عباد اللہ یفجرونہا تفجیرا یعنے بے تحقیق کہ ابرار اور
نیکوکار پئین گے کاسونسے کہ ہو گا مزاج انکا مثل کافور کے چشمہ کے کہ پئین گے اُس سے بندے خدا کے بھاڑ نیکے اُس سے چشمے بہاڑنے کر
راوی کہتا ہے کہ یہ چشمہ جناب رسولخدا کے گھر مین ہے کہ اُس سے اور چشمے جدا ہوئے ہین اور اور پیغمبرون اور مومنون کے
گھر مین بہتے ہین یوفون بالنذر پورا کرتے ہین نذر کو مراد اُسے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنین ہین ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا
ڈرتے ہین اُس روز سے کہ شر اُس روز کا عظیم ہے ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا اور دیتے ہین کھانا بلکو راہ خدا
مین اُسکی محبت مین مسکین کو اور یتیم کو اور اسیر کو انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا اور کہتے ہین کہ سوائے اُسکے نہین کہ
ہم تمہین کھانا دیتے ہین واسطے خدا کے اور نہین چاہتے ہم تمسے یہ کہ مکافات اور بدلا کرو اُسکا اور نہین چاہتے ہم اسپر شکر کہ تم
ہمارا تعریف کرو حضرت فرماتے ہین کہ یہ بات اُنہون نے زبان سے نہین کہی لیکن دلمین کہتے تھے خدا تعالے نے انکے دل
کی بات کی خبر دی کہ یہ اس قصد پر دیتے ہین فوقہم اللہ شر ذلک الیوم پس نگاہ کہا خدا نے انکو اُس روز کے شر سے اور
انکو دی نضرت اور سرور اور شادی دنیا مین اور جزا دی اُنکو بسبب صبر کے آخرت مین بہشت کہ رہین ہمین اور حریر کہ فرش
کرین ہمین اور بیٹھین اُس حال مین کہ تکیہ کئے ہین اوپر تختون کے اور کرسیون کے حورون کے ساتھ اور نہین دیکھتے اُس بہشت مین
آفتاب کو اور نہ زمہریر کو ابن عباس سے منقول ہے کہ بہشتی ایک روشنی دیکھینگے بہشت مین مثل روشنی آفتاب کی کہینگے
کہ الہی تو نے فرمایا تھا کہ لا یرون فیہا شمسا یعنے نہ دیکھینگے ہمین آفتاب کو پس یہ کیا روشنی ہے اُسوقت جبرئیل اُنکے پاس
آئینگے اور کہینگے کہ یہ نور آفتاب کا نہین ہے بلکہ یہ نور ہے فاطمہ زہرا اور علیؑ مرتضے کے تبسم کرینگا کہ یہ حضرت اسوقت آسیمین
ہنستے ہین اور ابن شہر آشوب نے مناقب مین روایت کی ہے کہ ذکر کیا ہے اس روایت کو ابو صالح اور مجاہد اور ضحاک
اور حسن اور عطا اور قتادہ اور مقاتل اور لیث اور ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن جبیر اور عمرو بن شعیب اور حسن بن
مہران اور نقاش اور ثعلبی اور واحدی اپنی اپنی تفسیرون مین اور صاحب اسباب نزول اور خطیب مکی نے اربعین مین
اور ابو بکر شیرازی نے اور ابو بکر احمد بن مفضل نے اسطرح پر کہ کتاب عروس مین روایت کی ہے ضحاک وغیرہ سے اور علمائے
اہلبیت عصمت وطہارت نے امام محمد باقر سے اس حدیث کو اسطرح پر روایت کیا ہے کہ جب رسولخدا نے ان سب کو بھوکا دیکھا
تو جبرئیل نازل ہوئے اور اُنکے پاس ایک طبق طلا کا پر از طعام تھا پس وہ طبق اُنکے آگے رکھا اور کہا کہ خوب سیر ہوئے
اور کچھ اسمین سے کم نہ ہوا امام حسینؑ باہر تشریف لیگئے اور ٹکڑا گوشت کا حضرت کے ہاتھ مین تھا زن یہودی نے اُسسے وہ
ٹکڑا طلب کیا حضرت امام حسینؑ نے ہاتھ اُسکی دینے کو بڑھایا اور چاہا کہ وہ پارہ لحم اُسکو عنایت کرین کہ جبرئیل امین نازل ہوئے
اور دست مبارک سے اُس پارہ لحم کو لیلیا اور اُس طبق کو آسمان پر لیگئے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اگر حسینؑ اُس یہودی کو
دینے کا ارادہ کرتے تو وہ طبق تا روز قیامت ہمارے پاس رہتا اور ہم ہمیشہ ہمین سے کھاتے اور ہر بار اُسمین سے کچھ کم نہ ہوتا
اور آیہ شریفہ یوفون بالنذر نازل ہوا۔ اور علی ابن ابراہیم نے تفسیر کریمہ ویطعمون الطعام مین جناب مستطاب جعفر بن
صادق سے روایت کی ہے کہ اُس جناب نے فرمایا کہ جناب معصومہ کے پاس قدرے جو تھے اُس سے عصیدہ کہ قسم طعام سے

ہے مہیا کیا اور وقت صبح سب حضرات تناول کرنیکو بیٹھے کہ مسکین آیا اور سُنے سوال کیا وہ سب عصیدہ سب نے سُکو دیدیا
پھر دوسرے دن یتیم آیا اور تیسرے دن مسکین آیا اور اُن حضرات نے اپنا اپنا حصہ سکو دیدیا اور آپ تین روز تک بھوکے رہے کہ
یہ آیہ کریمہ نازل ہوا وسیعلم مشکور امتر جم کہتا ہے کہ یہ واقعہ غیر واقعہ سابق کا ہے اور یہ دوبارہ معاملہ ہوا ہے کتاب جرایح
مین قطب راوندی نے اسطرح روایت کی ہے کہ جب تین روز اسطرح پر کسا اور پر مذکور ہوئے گزرے اور اُن حضرت پر بھوک
غلبہ کیا اور جناب رسولخدا کو بھی جو تہا روز فاقہ کو تھا اور حضرت نے بسبب گرسنگی کے پیٹ شکم مبارک پر باندہ رکھا تہا اور
اپنے اہلبیت کا بھی احوال حضرت پر منکشف تھا پس وہ جناب حضرت امیر کو ہمراہ لیکر مقداد کے باغ مین تشریف لائے اور اُس زمانہ
مین کسی درخت خرما پر بہل نہا اور موسم خرما کا ہو چکا تھا آپنے فرمایا کہ اے ابوالحسن یہ ٹوکرا لیکر اس درخت کے تلے جاؤ اور کہو
اُس سے کہ رسولخدا تجھے کہتا ہے کہ بحق خداوند عالم میوہ اپنا ہمین دے جناب امیر فرماتے ہین کہ جب مینے یہ پیغام حضرت کا
پہنچایا تو درخت نے سر اپنا نیچے جہکایا مینے دیکھا کہ ہمین میوہ ایسا لگا ہوا ہے کہ مثل اسکے کسی نے نہ دیکھا ہوگا غرض کہ مینے ہمین سے
اچھے اچھے خرمے توڑ لیے اور حضرت کی خدمت مین لاکر حاضر کیے پس حضرت نے بہی کہائے اور مینے بہی کہائے اور مقداد کو
مع حصہ اُنکی عیال کے دیئے اور موافق ضرورت جناب معصومہ اور حسنین کے گھر مین لیکر آئے دیکھا کہ جناب سیدہ درد سر سے
کمال متاذی ہین حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہ تو مخبری ہو تجھی اور صبر کر کہ ان مراتب کو جو تیرے لئے خداوند عالم کے
نزدیک مہیا ہین نہ پہنچی گی بجز صبر کے پس جبرئیل سورہ ہل اتے لیکر نازل ہوئے اور سید نے بہی ظرائف مین لکہی ہے
اور اُسنے ابن عباس سے اس حدیث اور نزول سورہ ہل اتے کو ان حضرات کے حق مین روایت کیا ہے اور بعد اسکے کہا کہ
موافق اسکے ہے کہ ثعلبی نے غزالی سے اپنی کتاب مین کہ معروف بہ سقہ ہے نقل کی ہے کہ ان حضرات پر آسمان سے مائدہ
اترا اور سات روز تک ان سب نے اُس سے تناول کیا اور پہر کہا ہے کہ حدیث مائدہ اور نزول اُسکا ان حضرات پر سب کتابون
مذکورہ ہے اور یہی سید نے کہا ہے کہ خطیب خوارزم نے اپنی کتاب مین حدیث مائدہ کو نقل کیا ہے اور واحدی نے اپنی
تفسیر مین حدیث نزول لوحۂ مذکور کو ذکر کیا ہے اور زمخشری نے کشاف مین اور بیضاوی نے اپنی تفسیر مین اور اور لوگون نے
اور دیلمی نے اسکو نقل کیا ہے اور ابن ابراہیم نے اپنی تفسیر مین جعفر بن صادق علیہ السلام سے اور اُس جناب نے اپنے اباؤ کرام
سے مثل روایت سابقہ کے لکہا ہے کہ اُس روایت مین یہ بات اور زیادہ ہے کہ جناب امیر بعد تین دن کے ابوجہیلہ انصاری کے
پاس تشریف لیگئے اور اُس سے ایک دینار قرض لیا اور بازار مدینہ مین تشریف لائے تاکہ کچھ قسم طعام سے خریدین کہ مقداد
ابن کندی سے ملاقات ہوئی وہ بہی بازار مین بیٹھی تہی جناب امیر اُنکے پاس تشریف لیگئے اور سلام کیا اور باعث حزن
واندوہ کا پوچھا مقداد نے عرض کی کہ مین کہتا ہون جو مجھ کہ بندہ صالح موسی بن عمران نے کہا تہا کہ رب انی لما انزلت
الی من خیر فقیر یعنے اے پروردگار میرے بدرستیکہ مین ساتہ اُسکے کہ تونے نازل کیا طرف میرے نیکیون اور خیرات سے
محتاج ہون جناب امیر نے پوچھا کہ تمین کیسے روز سے فاقہ ہے عرض کی کہ چار دن سے حضرت نے فرمایا کہ لعبد اکبر اللہ
آل محمد تو تین روز سے فاقہ مین اور تو چار روز سے ہے پس تو ہمسے زیادہ ہی دینار کا سزاوار اور مستحق ہے راوی کہتا
ہے کہ اُس جناب نے وہ دینار مقداد کو دیدیا اور رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہوئے حضرت مسجد مین تشریف رکہتے تہے جب

حضرت عبادت سے فارغ ہوئے تو دست مبارک دوش جناب امیرؑ پر رکھکر ارشاد کیا کہ علی مین تمہارے ساتھ تمہارے گھر چلتا ہون شاید کہ کچھ کھانا میسر ہو سو اسطرح کہ مینے سُنا ہے کہ تم نے ابو جیلہ سے ایک دینار قرض لیا ہے راوی کہتا ہے کہ وہ جناب تشریف لیچلے اور جناب امیرؑ کو جیادا منگیر تھی کہ دینار تو مقداد کو دیدیا اور حضرت یہ فرماتے ہین اور حال جناب رسولخدا کا یہ تھا کہ بسبب غلبہ بھوک کے پتھر شکم مبارک پر باندھے ہوئے تھے تا اینکہ جناب خانہ فاطمہؑ پر پہنچے اور دروازہ کو ہلایا جناب معصومہ دروازے پر تشریف لائین اور دروازہ کھولا جب نظر جناب معصومہ کی روئے مبارک جناب رسالتمآب پر پڑی اور اثر بھوک کا اُس سرور انبیا کے بشرے پر نمایان دیکھا تو گھبراکر گھر مین تشریف لائین اور کہا وا سوتاہ من لہد و رسولہ اے ابوالحسنؑ تین روز سے ہمارے پاس کچھ نہین یہ کہکر حجرہ طاہرہ مین تشریف لیگئین اور دو رکعت نماز ادا کی اور پھر بحضور خالق کون و مکان دست دعا دراز کئے اور کہا کہ اے رب العباد یہ محمد پیغمبر تیرا ہے اور فاطمہؑ دختر تیرے پیغمبر کی ہے اور علیؑ تیرے پیغمبر کا داماد ہی ہے اور یہ سبطِ عرم ہی سگا ہے اور یہ حسنؑ اور حسینؑ دونون فرزند تیرے پیغمبر کے ہین بار خدایا بدرستیکہ بنی اسرائیل نے تجھسے سوال کیا کہ ہمارا مائدہ کو نازل کر خداوندا تو نے اُنکا سوال کو پورا کیا اور تیرا مائدہ کو نازل کیا اور اُنہون نے کفران نعمت کیا خداوندا آل محمد کفران نعمت تیرا نکریگے یہ کہکر سلام پھیرا اسوقت ایک طبق مملو کھانے سے آگے رکھا ہوا دیکھا اُسکو اُٹھا کر رسولخدا کی خدمت مین لائین اس جناب نے ہاتھ طبق کیطرف بڑھایا کہ اُس طبق اور طعام نے تسبیح کی جناب رسولخدا نے آیہ وان من شئی الا یسبح بحمدہ تلاوت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے علی کھاؤ مگر اُسکے اطراف سے کھانا اور بیچ سے نہ کھانا کہ بیچمین اُسکی برکت ہے پس جناب رسولخدا اور علی مرتضےٰ اور فاطمہ زہرا اور حسینین نے تناول کیا پس جناب پیغمبر کہاتے جاتے تھے اور رُخ انور علیؑ پر نظر کرتے جاتے تھے اور تبسم فرماتے تھے اور جناب علیؑ نظر تعجب جناب فاطمہ زہرا پر کرتے تھے حضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ کھاؤ اور فاطمہ سے کچھ نہ پوچھو مین حمد کرتا ہون اُس خدا کو کہ جسنے مثل تیرے اور فاطمہ کے مثل مریم دختر عمران اور زکریا کے ہے کہ کل ما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا قال یا مریم انا لک ہذا قالت ہو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب اے علیؑ یہ کرامت اور منزلت تیرے واسطے بسبب اس دینار کے ہے کہ جو تونے مقداد کو قرض دیا اور مرزا ابراہیم نے اپنی تفسیر مین زید بن ربیع سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے بسبب گرسنگی کے شکم مبارک پر پتھر باندھ رکھا تھا پس جناب فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لائے اور حسینؑ حضرت کی دوش مبارک پر سوار ہوئے اور کہتے تھے کہ یا جدا ہمین کھانا عنایت ہو رسولخدا نے جناب معصومہ سے ارشاد کیا کہ انکو کھانا دو فاطمہؑ نے عرض کی کہ یا ابتا غیر از برکت رسولخدا گھر مین کوئی چیز کھانیکی قسم سے نہین ہے حضرت نے یہ سُکر اور کمال تاسف کرکے آپنے آب دہن سے اونکو خوب مطمعوم کیا کہ وہ دونون شہزادے سیر ہوکر سو رہے پس جناب امیرؑ فرماتے ہین کہ مینے تین گرہ نان ہمسایہ سے قرض لئے اور وقت افطار کا آیا تو روزہ افطار کرکے آگے رسولخدا کے وہ تینون گرہ نان رکھے اور ارادہ تناول کا کیا ایک سائل نے آکر سوال کیا پس ایک گرہ نان اُسکو اٹھا دیا اور اسیطرح وہ دو گرہ نان باقی رہی وہ دو دفعہ مین سائلون کو عنایت کردئے اور سب صاحب بھوکے رہے کہ آیہ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا نازل ہوا اور پھر عبداللہ

بن ربیع نے اپنے پدر اور اپنے جد سے اسطرح روایت کی ہے کہ حذیفہ نے جناب رسولخدا کی دعوت کی حضرت دن کو روزہ سے
آگئے گھر تشریف لیگئے اور تھوڑی ہی دیر بیٹھکر تشریف لے آئے حذیفہ نے نصف ثرید یعنی ایک قسم کا کھانا حضرت کیواسطے
بھیجدیا اُس جناب نے اُسکے تین حصہ کئے ایک اپنے واسطے اور ایک فاطمہ کے واسطے اور ایک اپنے خادم کیواسطے اور تین دفعہ
سائلونکو دیدیے پس آیہ مذکورہ نازل ہوا اور اور طرح کی روایتین بھی آئین وارد ہوئی ہین غرضکہ اتفاق ہے فریقین کا اسپر
سورہ ہل آتی شان بن اہلبیت کے نازل ہوا ہے اُس صورت مین کہ تین روز تک فاقہ سے رہے اور سائلوں کو اپنا کھانا دیدیا
اور ابن شہر آشوب نے مناقب مین ذکر کیا ہے کہ آیہ وافی ہدایہ ہل اتی علی الانسان حین من الدہر لم یکن شیئا مذکورا تفسیر
اہلبیت مین اسطرح وارد ہی کہ ما اتی علی الانسان زمان من الدہر الا وکان فیہ شیئا مذکورا یعنی نہین گزرا اوپر انسان کے
کوئی زمانہ دہر سے مگر یہ کہ انسان بیچ اُس زمانہ کے ایک چیز تھا مذکور اور کیونکر مذکور نہوتا کہ نام اُسکا لکھا ہوا تھا ساق عرش اور
در بہشت پر اور دلیل اسپر یہ ہی کہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ انا خلقنا الانسان من نطفۃ ہمنے پیدا کیا انسان کو نطفہ سے اور
معلوم ہے کہ حضرت آدم نطفہ سے پیدا نہین ہوئے پس مراد انسان سے اسجگہ جناب امیر مین المتحصر جبکہ یہ ثابت ہوا روایات
طرفین سے اور اجماع مفسرین اور محدثین سے کہ یہ سورہ مبارک شان مین اہل کسا آل عبا کے وارد ہوا ہے تو کوئی صاحب
عقل اور ذوی علم شک نکریگا اسمین کہ یہ فضیلت سوائے ان حضرات کے اور کسی مین پائی نہین جاتی نزول اس
سورہ کا اور اُنکا مادہ کا دلالت کرتا ہے کمال جلالت و بلندی اور بزرگواری اُن حضرات پر نزدیک خدا کے اور یہ بھی
معلوم ہی کہ مخصوص ہونا ان بزرگوارون کا مکارم اور مفاخر کے ساتھ دلیل واضح ہی کہ تقدیم انبرآن لوگونکی کہ جو ایسے نہ تھے
نہایت قبیح اور بغایت شنیع ہے اور بعض مخالفین سے جو یہ کہتے ہین کہ یہ سورہ مکہ مین نازل ہوا ہے اور یہ قصہ مدینہ کا
ہے پس یہ سورہ کیونکر اہلبیت کی شان مین نازل ہوا جواب اسکا یہ ہے کہ وہ غلط کہتے ہین کہ سورہ مکیہ ہی یعنے مکہ مین
نازل ہوا ہی بلکہ یہ سورہ مدینہ ہے اول تو اسواسطے کہ ابو حمزہ ثمالی نے اپنی تفسیر مین ابو عبد اللہ بن الحسن سے روایت کی ہی کہ یہ
سورہ مدنی ہے اور شان مین علی اور فاطمہ کے سارا سورہ نازل ہوا ہے اور بعد ہی کہا ہے کہ ابن عباس سے منقول ہے کہ
اول سورہ کہ مکہ مین نازل ہوا ہے اقرا باسم ربک ہی اور پھر سورہ مکیہ کا شمار کیا ہے کہ وہ پچاسی سورے ہین اور پھر سورہ
مدنیہ کو گنا ہے اور کہا ہے کہ اٹھائیس سورے ہین کہ مدینہ مین نازل ہوئی ہین اور اُنکی تفصیل لکھی کہ اُنمین سورہ ہل اتی کو
یہی گنا ہے اور ایسی ہی احمد بن ذکریہ اور حسن بصری سے روایت کی ہی کہ اُنہون نے ہل اتی کو سورہ مدنیہ مین شمار کیا ہے
اور پھر احمد زاہد نے موافق ایک روایت کے کتاب الیضاح مین عثمان عطا سے اور اُسنے اپنی باپ سے اور اُسنے ابن عباس سے
روایت کیا ہے اس مضمون کو ساتھ زیادتی کے کہ جسوقت شروع کسی سورے کا مکہ مین ہوتا تھا تو اُسکو مکی لکھتے تھے اور جب
خدا تعالے اُسمین زیادتی کرنا چاہتا تھا تو مدینہ مین زیادتی کرتا تھا اور پھر سعد بن شیبے سے روایت کی ہے کہ اُسنے جناب
مستطاب علی بن ابی طالب سے نقل کی ہی اور اُس جناب نے فرمایا کہ مینے پوچھا رسولخدا سے تو اب قرآن کا اُس جناب نے
بعد بیان ثواب سورے قرآن کے اسطرح پر کہ آسمان سے نازل ہوئی تھی ارشاد کیے تا اینکہ ہل اتی کو سورہ مدینہ مین گنا
اور بعض معاندین اہلبیت نے جو شک کیا ہے کہ کیونکر جائز ہو صدقہ دینا ایسے شخص پر کہ جو خود بھی محتاج ہو اور بھوکا

اور عیال بھی آگئے ہو کے ہون اور قریب ہو ہلاکت کے جواب اسکا یہ ہی کہ شاید اس شخص نے یہ آیہ قرآن شریف اور فرقان مجید کا نہین دیکھا اور نہین پڑھا کہ ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ یعنے اختیار اور ایثار کرتے ہین اپنے پر اوروں کو اگرچہ ان پر بھی وہی احتیاج ہو یعنے باوجود اسکے کہ خود بھی محتاج ہین مگر اپنے احتیاج پر اوروں کی احتیاج کو مقدم رکھتے ہین آپ نہین کھاتے اور دوسرے کو کھلا دیتے ہین دوسرے یہ کہ اوپر جو روایتین گزریں اور ہزار ہا متواتر کتب طرفین اور روایات مقبولہ جانبین سے مذکور ہوئین انمین یہ ہی لکھا ہی کہ یہ سورہ اہلبیت کی شان مین نازل ہوا ہے پس اگر یہ دلیل سورہ مذکورہ کا مکہ مین ہونا تو یہ روایتین کیونکر صحیح ہوتین شیخ شرف الدین نے کنز مین ابوہریرہ سے روایت کی ہی کہ ایک شخص خدمت رسولخدا مین حاضر ہوا اور بھوک سے شکایت کی اس جناب نے اپنی بیبیون اور ازواج کے گھر کہلا بھیجا کہ ایک بھوکا شخص بھوک کی شکایت کرتا ہے اگر کسیکو کچھ میسر ہو تو اسکو دیدے سب بیبیون نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہین ہی یہ جواب سنکر حضرت نے فرمایا کہ آج کی شب کون شخص اسکا متکفل ہوتا ہے جناب مستطاب علی مرتضے نے عرض کی کہ مین اسکو مہمان اپنا کرتا ہون یا رسول اللہ پس جناب امیر یہ فرماکر جناب فاطمہ زہرا کے پاس تشریف لائے اور اس ماجرے سے آپ کو آگاہ کیا جناب معصومہ نے یہ سنکر ارشاد کیا کہ بجز قوت اطفال کے اور میرے پاس کچھ نہین مگر مین مہمان کو اپنے فرزندون پر اختیار کرتی ہون حضرت نے فرمایا کہ اطفال کو تو ہو کا سلا دو اور اس مرد کا پیٹ بھرو پس جناب سیدہ نے ایسا ہی کیا جب وقت صبح کا ہوا اور جناب امیر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے تو خداوند عالم نے یہ آیہ نازل کیا کہ ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ یعنے اختیار کرتے ہین اپنے اوپر اگرچہ آپ محتاج ہون اور یہی جناب مستطاب جعفر محمد صادق سے روایت ہے کہ ایک دن جناب معصومہ نے حضرت علی سے کہا کہ تم میرے پدر عالیقدر کی خدمت مین جاؤ اور میرے واسطے کچھ انسے طلب کرو چنانچہ جناب رسولخدا نے ایک دینار دیا اور فرمایا کہ اے علی جاؤ اور اپنے عیال کے لئے کچھ خرید و پس وہ جناب دینار لیکر رخصت ہوئے اثنار راہ مین مقداد بن اسود کندی سے ملاقات ہوئی سنتے اپنے احتیاج عرض کی اس جناب نے وہ دینار مقداد کو دیدیا اور مسجد مین آکر سو رہے جناب رسول مقبول نے آپ کا بہت انتظار کیا جب آنمین دیر ہوئی تو مضطر ہو کر کھڑے ہو گئے اور مسجد مین ٹہلنے لگے ناگاہ دیکھا کہ علی خواب استراحت مین ہین آپنے انکو بیدار کیا جب وہ بیدار ہو کر روبرو آپ کے بیٹھے تو حضرت نے پوچھا کہ یا علی تمنے آج کیا کام کیا اپنے عرض کی کہ جب مین آپ سے مرخص ہوا تو مجھے راہ مین مقداد ملا اور اپنی احتیاج ظاہر کی مینے وہ دینار اسکو دیدیا حضرت نے ارشاد کیا کہ مجھے جبرئیل نے اسکی خبر دی ہی اور آیہ ویؤثرون تمہاری شان مین لایا ہے اور پھر اسی کتاب مین بجابہ سے اور سنئے حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ تجھ مال اور چند حلے رسولخدا کی خدمت مین کہین سے آئے حضرت نے اس مال کو ان پر قسمت کیا جب بانٹ چکے تو ایک شخص فقراء مہاجرین سے کہ وقت تقسیم حاضر نہ تھا آیا رسولخدا نے فرمایا کہ کون شخص تم مین سے اس مرد کو اپنے پر اختیار کرتا ہے اور حصہ اپنا اسکو دیتا ہے جناب مستطاب علی نے عرض کی کہ یہ حصہ میرا حاضر ہے اسکو آپ دیدین جناب رسولخدا نے وہ حصہ حضرت کا اس فقیر کو دیدیا اور فرمایا کہ اے علی بدرستیکہ تجھی خدا نے کیا ہے سبقت کرنیوالا ساتھ خیرات کے اور بخشش کرنیوالا ہے ساتھ مال اپنے کے تو اے علی یعسوب اور بادشاہ مومنون کا ہی اور ظالم وہ شخص ہے کہ جو تجھپر حسد کرے اور تجھپر بغی اور تقدیم

ڈھونڈے اور تجھ پر زیادتی نہ چاہے اور تیرے حق کو منع کرے بعد تیرے اور یہی جابرؓ سے اور یہی سے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ایک دن جناب اقدس نبوی میں تھے اور اصحاب حضرت کے گرد جمع تھے کہ ہمیں جناب امیر المؤمنین تشریف لائے اور جامہ کہنہ پارہ پارہ پہنے ہوئے تھے کہ کثرت جامے سے بدن مبارک نمایاں تھا جناب رسول خدا نے حضرت علی کی طرف نظر رافت و شفقت فرما کر آیہ یوشرون تلاوت فرمایا اور کہا کہ اے علی بدرستیکہ تو ہمیں روز بزرگ اور سید اور امام اس جماعت کا ہے کہ جسکی شان میں یہ آیہ نازل ہوا بعد اسکے رسول خدا نے فرمایا کہ اے علی وہ حلہ اور وہ کپڑے کہ جنے تمہیں پہنائے تھے وہ کہاں ہیں عرض کی کہ یا حضرت بعض اصحاب آپکے میرے پاس آئے اور اپنی بھوک کی اور اپنے عیال کی بھوک کی شکایت کی میں نے انکو اپنے پر ترجیح دی اور وہ کپڑے انکو دیدئے حضرت نے فرمایا کہ اے علی خدا تعالے نے تیرے واسطے بعوض اس جامہ کے حلہ سبز بہترق بہشت سے تیار اور مہیا کیا ہے کہ طراف اسکی مرصع ہیں در و یاقوت و زبرجد سے پس خوب عطا ہے عطا بر وردگار تیری کہ بعوض تیری جوانمردی اور سخاوت کے اور تیرے صبر کرنے پر اوپر اس جامہ کہنہ کے عطا کی ہے جناب امیر یہ سنکر خوشحال و شادان ہوئے اور فرات بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آیہ مثل الذین ینفقون اموالہم ابتغاء مرضات اللہ شان میں حضرت علی کے نازل ہوا ہے اور یہی کتاب ارشاد القلوب وغیرہ کتب معتبرہ شیعہ میں مسطور ہے کہ ایکبار جناب حیدر کرار غیر فرار مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفہا کے زیارت کو تشریف لیگئے تھے ایک اعرابی کو دیکھا کہ وہ جامہ کعبہ کا پکڑے خداوند عالم سے چار ہزار درہم مانگتا ہے جناب امیرؑ نے اس اعرابی سے پوچھا کہ تو مقدر درہم کیا کریگا اسنے کہا کہ تم کون ہو اور کیوں پوچھتے ہو اس جناب نے فرمایا کہ میں علی ابن ابی طالب ہوں یہ سنکر کہا اسنے کہ انت واللہ حاجتی یعنے بخدا کہ تم ہی حاجت میری ہو یا حضرت چار حاجتیں میری ہیں اونکے واسطے چار ہزار درہم مانگتا ہوں ایک تو ہزار درہم مہر زوجہ کا میرے ذمہ پر ہے اسکو ادا کرنا چاہتا ہوں دوسرے ایک مکان اپنے رہنے کیواسطے ہزار درہم میں بنانا چاہتا ہوں اور ہزار درہم مجھپر قرض ہیں انکو ادا کرنا چاہتا ہوں باقی رہے ہزار درہم ان میں اپنی باقی زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں سو واسطے چار ہزار درہم طلب کرتا ہوں حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ انصفت یا اعرابی اذا خرجت من مکۃ فاسئل عن دار ہجرۃ الرسول یعنے بہت انصاف کیا تو نے اور کچھ زیادہ طلبی نہیں کی اے اعرابی جب تو مکہ سے مراجعت کرے تو مدینہ رسول میں آنکر میرا گھر پوچھ لینا الحاصل اعرابی بعد ایک ہفتے کے مدینہ منورہ میں آیا اور بازار میں کھڑے رہکر پکارا کہ آیا کوئی شخص ایسا ہے کہ مجھے گھر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا بتا دے اتفاقاً حسنین علیہا السلام تشریف لاتے تھے اعرابی کی آواز سنکر ارشاد کیا کہ آؤ ہمارے ساتھ ہم تجھے اس جناب کے گھر لیچلیں اس مرد عرب نے انکی طرف دیکھکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کیا حسب و نسب رکھتے ہو فرمایا کہ ہم نواسے ہیں رسول مقبول کے اور فرزند ہیں اس امیر کے کہ جسکا تو گھر پوچھتا ہے پس جب اعرابی نے یہ جانا کہ یہ دونوں گوہر شاہوار بحرین نبوت و امامت ہیں تو انکی ساتھ ہو لئے دونوں کے گھر پر آیا اور دونوں شاہزادوں سے عرض کی کہ آپ خدمت فیضدرجت امیر عرب میں جاکر میری طرف سے عرض کریں کہ جس اعرابی سے آپنے وعدہ کیا تھا وہ در دولت پر حاضر ہے غرض وہ جناب یہ سنکر باہر تشریف لائے اور سلمان سے ارشاد کیا کہ وہ باغ کہ جسکو رسول خدا نے میرے واسطے لگایا تھا خریداروں پر عرض کر پس سلمان نے حسب حکم قضا جریان بارہ ہزار درہم اس باغ کو بیچکر لائے جناب امیرؑ نے انمیں سے چار ہزار درہم اس عرب کو دئے مساکین اور محتاجین عرب کو جو یہ خبر پہنچی

کہ اُس جناب نے اپنا باغ بیچا ہی ہطرف سے دوسرے اور اُس جناب کو چار طرف سے گھیر لیا اُس ابر کرم اور دریائے سخا نے ایک ایک مشت
نہ رسکو دینی شروع کی تا اینکہ باقی سب درہم اُنپر تقسیم کر دئے اور کچھ باقی نہ رکھا بعد تقسیم جب دولت سرا مین تشریف لائے
تو جناب معصومہ سیدۃ النسا فاطمہ زہرا نے پوچھا کہ یا ابن عم مینے سنا ہی کہ تمنے اپنا باغ بیچا فرمایا کہ ہان بیچا اُسکے ساتھ کہ جو دنیا
اور مافیہا سے بہتر ہے جناب سیدہ نے حق مین جناب ہیئر کے دعا خیر کی اور کہا کہ مین اور دونون فرزند میرے گرسنہ ہین
او سمین شک نہین کہ تم بھی مثل ہمارے فاقہ سے ہو یہ سُنکر وہ جناب گھر سے باہر تشریف لائے تا کسی سے کچھ قرض لیکر اپنے
عیال کی فاقہ شکنی کرین اُس اثنا مین جناب رسالت مآب خانۂ ملایک کاشانہ جناب فاطمہ زہرا مین تشریف لائے اور پوچھا
کہ پسر عم میرا کہان ہی عرض کی کہ باہر تشریف لیگئے ہین جناب رسول مقبول نے سات درہم جناب معصومہ کو دئے اور فرمایا
کہ یہ میرے ابن عم کو دینا کہ تمہارے واسطے تدبیر کہانیکی کر دینگے یہ فرماکر تشریف لیگئے کہ جناب ہیئر تشریف لائے اور کہا کہ
شاید میرے ابن عم تشریف لائے ہین کہ بولے خوش میرے مقام مین آئی ہے جناب معصومہ نے کہا کہ ہان اور وہ درہم
حضرت کو دئے اور فرمانے کو جناب رسولخدا کے عرض کیا جناب ہیئر نے اپنے فرزند حسن سے فرمایا کہ آؤ میرے ساتھ جب بازار مین
آئے تو ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کہتا ہی کہ من یقرض الوفی الملی یعنی کون شخص ہے کہ قرض دے خدائے وفا کنندۂ وعدہ کو کہ
خزانہ اُسکا مال و نعمت سے بھرا ہوا ہے یعنی جو کوئی کہ مجکو دیگا ایسا ہی کہ گویا خدا تعالے کو اُسنے قرض دیا اور عوض اُسکا
پائیگا جناب ہیئر نے یہ سُنکر امام حسن سے پوچھا کہ اے نعطیہ الدراہم اے فرزند عزیز یہ درہم اسکو دیدین امام حسن نے کہا بہتر اے
پدر بزرگوار پس اُس جناب نے وہ درہم اُسکو دیدئے اور ارادہ کیا کہ ایک شخص کے پاس جاکر کچھ قرض لین راہ مین ایک عرابی سے ملاقات
ہوئی اور اُس پاس ایک ناقہ تھا اُسنے کہا کہ یا حضرت اس ناقہ کو آپ خرید کرتے ہین فرمایا کہ میں ثمنہا یعنی میرے پاس اسکی
قیمت نہین ہے اُسنے عرض کی کہ آپ قرض لیلین جب آپکے پاس ہوگا عنایت کر دیجیگا حضرت نے فرمایا کہ کتنے کو دیگا عرض
کی کہ سو درہم کو فرمایا کہ اے حسن اس ناقہ کو لیلو جب آگے تشریف لیگئے تو ایک اور اعرابی ملا اُسنے عرض کی کہ اے علی اسکو
بیچتے ہو فرمایا ہان کہ تو اسکو لیکر کیا کریگا عرض کی کہ اسپر سوار ہوکر تمہارے ابن عم کے ہمراہ کفار سے جہاد کرونگا فرمایا کہ اگر تو قبول کرے
تو مین تجھ کو اسکا قیمت ہی دیدون اور بخشدون اُسنے عرض کی کہ ایک سو ستر درہم اُسکی قیمت نذر کرتا ہون فرمایا کہ اے
حسن وہ درہم اُسکو دیدو اور چلو کہ اس عرابی کو ڈہونڈکر اُسکو درہم اُسکو دیدین پس اُسکی تلاش مین چلے جناب
رسولخدا کو ایک جگہ بکھرے دیکھا کہ پہلے اُس سے اُسجگہہ اُس جناب کو کبھی نہ دیکھا تھا اُس جناب نے دیکھکر تبسم کیا اور کہا کہ
یا ابا الحسن اُس عرابی کو ڈہونڈتے ہو کہ جسنے تمہارے ہاتھ ناقہ بیچا تھا عرض کی کہ ہان یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا کہ
اے ابا الحسن وہ نوع بشر سے نہ تھا بلکہ وہ جبرئیل تھا جسنے تمہارے ہاتھ ناقہ بیچا اور وہ میکائیل تھا جسنے تمسے خریدا اور وہ ناقہ
بہشت سے تھا اور وہ درہم خداوند عالم کے نزدیک سے کہ وہ ملے دونون یہ اشارہ ہی اُس عبارت کیطرف کہ جو سائل نے کہا تھا
کہ من یقرض الوفی الملی تھی پس اب اس روایت ویلمی اور ارشاد القلوب کو ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ کیسی فضیلت پر اُس جناب کی
دلالت کرتی ہے سو سطے کہ خدا کی راہ مین دینا وہ ہر ہے کہ جسکی حسن پر عقل و نقل دونون متفق ہین اور سورہ ہل اتے اس
مدعا پر گواہ صادق ہی اور اور آیات و احادیث بھی مدح مین اس صفت حسنہ کے اسقدر وارد ہین کہ حصار اُنکا ممکن نہین

اور نہ کوئی اہل اسلام انکا انکار کرسکتا ہے اور یہی منقول ہے کہ ایک مشک نے عین حرب اور گرمی کارزار مین اُس بحر جود و سخا سے
شمشیر مانگی اُس جناب نے اپنی تلوار اُس کافر غدار کے آگے پھینکدی وہ متحیر ہوکر بولا کہ اے صاحب ذوالفقار ایسی گرفت ہنگام
اور وقت کارزار مین تمنے اپنی تلوار مجھکو دیدی آج تک کسی نے ایسے وقت مین یہ جرات نہین کی جو تمنے کی آپ نے فرمایا کہ
جبکہ تو نے تلوار مانگی تو میرے کرم سے بہت بعید تہا کہ مین تیرے سوال کو رد کرتا اور پر انکہ تو مشرک ہے جو یہ حال اپنی سخاوت کا
دیکھا تو دوڑکر قدم قدس پر گرپڑا اور اسلام کو قبول کیا اور ہمیشہ آپکے ہمراہ رہا اور یہی منقول ہے کہ ایک سفر مین شمار
راہ ایک فقیر نے اُس بادشاہ دین و دنیا سے ایک روٹی مانگی آپنے قنبر سے ارشاد کیا کہ اسکو روٹی دیدے قنبر نے عرض کی کہ
روٹیان دسترخوان مین بندھی ہین فرمایا کہ مع دسترخوان اسکو دیدے عرض کی کہ دسترخوان اونٹ پر بندہا ہے فرمایا مع
اونٹ دیدے عرض کی کہ وہ اونٹ قطار مین بندہا چلا جاتا ہے فرمایا کہ سارے قطار ہی فقیر کو دیدے قنبر یہ سنکر اونٹ پر سے کود
خائف قطار سے دور جا کھڑا ہوا فقیر نے مہار اُس قطار کی پکڑلی جناب امیر نے قنبر سے پوچھا کہ تو ایسا کیون گیا قنبر نے
عرض کی کہ یا حضرت مجھکو خوف ہوا کہ مبادا دریائے کرم جوش مین آئے اور آپ مجھی ہی قطار کے ساتھ فقیر کو بخشدین **فصل**
دسویین بیچ بیان تواضع اور زہد جناب امیر علیہ السلام کے حال اُس جناب کی تواضع اور فروتنی کا یہ تہا جیسا کہ محمد بن
سلیم نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث طولانی کے کہ جسمین حال تواضع جناب رسولخدا و علی مرتضے کا بیان کیا
ہے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ایکروز مین خدمتمین جناب امام محمد باقر کے حاضر ہوا وہ جناب طعام تناول فرمارہے تہے مجھی بہی
تکلیف کہانیکی دی پھر ارشاد کیا کہ آیا تجھکو گمان ہے کہ جناب رسولخدا نے جس روز سے کہ مبعوث ہوئے اُس روز تک کہ دنیا سے
تشریف لیگئے کبھی تکیہ کرکے کوئی چیز تناول کی ہے لاوبلہ کبھی ایسا نہین ہوا کہ اُس جناب نے تکیہ کرکے کہایا ہو پھر فرمایا کہ اور
یہی کبھی اُس جناب نے نان گندم تین روز پے در پے شکم سیر ہوکر نہین کہائی مگر نہین رہا ہی کہ اُس جناب کو کچھ میسر نہ تہا
کیونکہ وہ جناب ہمقدر قدرت رکہتے تہے کہ اگر چاہتے تو ایک شخص کو ایک وقت مین سو شتر دیدیتے اور اگر چاہتے تو طعامہائے
لذیذ ہر روز تناول فرماتے ایک روز جبرئیل امین کنجیان خزائن زمین کی آپکے پاس لائے اور کہا کہ یا حضرت خدا تعالے فرماتا ہے
کہ اگر تمہارا جی چاہے تو ان کنجیون کو قبول کرو اور جو کچھ کہ تمہارے واسطے عقبے مین ہمنے مقرر کیا ہے اُسمین سے کچھ کم نہ کیا جائیگا
مگر اُس جناب نے اُنکو قبول نکیا بلکہ یہ کہم کہانا فقط ازراہ زہد و خوف خدا سے تہا اور یہی یہ حال اُس جناب کا تہا کہ اگر کسی شخص نے
آپ سے کچھ طلب کیا اور کسی چیز کا سائل ہوا اور وہ چیز آپ کے پاس موجود ہوئی تو بلا تامل اُسکو دیدی والا اُس سے وعدہ کیا
کہ تو صبر کر جب وہ چیز میرے پاس آئیگی تو مین تجھکو دونگا اور جب کوئی چیز خدا سے تعالے اُنکو عطا کرتا تہا تو آپ بالضرور اُسکو
تقسیم کرتے تہے اور کبھی ایسا ہوتا تہا کہ کسیکے لئے بہشت کی ضمانت کرتے تہے اور بہشت عطا فرماتے تہے اور خدا تعالے قبول
فرمالیتا تہا محمد بن سلیم کہتا ہے کہ امام محمد باقر جب حال رسولخدا کا بیان فرماچکے تو یہ حال جناب امیر کا ارشاد کیا اسطرح پر کہ ہانے
میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ امام تمہارے حضرت امیر المومنین مثل بندون کے بیٹھتے تہے اور مثل بندون کے طعام تناول کرتے تہے اور اونکو
گوشت اور نان عنایت کرتے تہے اور آپ گہر مین آنکر نان جو اور روغن زیت نوش فرماتے تہے اور دو پیراہن خریدتے تہے اور
بہتر اُنمین سے اپنے غلام کو پہناتے تہے اور زیادہ تر اُنکا آپ پہنتے تہے اور اگر پیراہن کی آستینین دراز ہوتی تہین تو اُنکو

ترشوا ڈالتے تھے اور اگر پیراہن دراز ہوتا تھا تو اسکو کوتاہ کر دیتے تھے اور جب کبھی حضرت پر دو درہم وارد ہوتے تھے تو جسمیں مشقت دراز زیادہ ہوتی تھی اسکو خریدتا کرتے تھے اور چھ مہینے برس آپ نے بادشاہت کی مگر کبھی خشت پر خشت اور اینٹ پر اینٹ نہ رکھوائی اور کبھی اپنے واسطے کوئی قطعہ زمین کا نہ خریدا اور نہ مزرع و سفید حضرت سے میراث نہ رہی بجز سات سو درہم کے کہ وہ حضرت نے رکھ چھوڑے تھے کہ اپنے اہل کے واسطے کنیز خریدیں اور کوئی شخص آپ کی سی عبادت کی طاقت نہ رکھتا تھا ایکبار حضرت علی بن الحسین اونکے حوال کی کتاب ملاحظہ کر رہے تھے اور بار بار حضرت اسکو دیکھتے تھے اور زمین پر رکھدیتے تھے اور فرماتے کہ کون شخص طاقت اس حضرت کی عبادت کی رکھتا ہے ایک روز جناب امیر ایک بزاز کی دوکان پر کپڑا خریدنے کو تشریف لیگئے اور اس سے ارشاد کیا کہ دو جامے میرے ناپ کے اس مرد نے کہا کہ یا امیر المومنین جو چیز کہ آپ چاہتے ہیں وہ میرے پاس موجود ہے جب اس جناب نے دیکھا کہ اس شخص نے مجھے پہچانا تو دوسرے دوکان پر تشریف لیگئے ایک لڑکا اس دکان پر بیٹھا تھا حضرت نے دو جامے اس سے خریدے ایک تین درہم کو اور ایک دو درہم کو وہ جو تین درہم کو خریدا تھا وہ تو قنبر کو عنایت کیا اور فرمایا کہ اسکو تو پہن اسنے عرض کی کہ یا حضرت یہ جامہ نفیس ہے یہ آپکے قابل ہے اسکو آپ پہنیں کہ آپ مجلس میں مجمع کثیر میں منبر پر تشریف لیجا کر خطبہ ارشاد فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اے قنبر جوان ہو اور جوانوں کو پوشاک نفیس کی خواہش زیادہ تر ہوتی ہے اور خدا سے مجھے شرم آتی ہے کہ میں پوشش میں تجھ پر زیادتی کیجاؤں اسواسطے کہ میں نے جناب رسولخدا سے سنا ہے کہ آپنے حکم کیا ہے کہ جو کپڑا آپ پہنے وہ ہی اپنے لونڈی اور غلاموں کو پہناوے اور جو آپ کھاوے وہی اپنے غلاموں کو کھلاوے غرضکہ کمتر جامہ آپ پہنا اور قنبر کو بہتر پہنایا اور یہی منقول ہے کہ جب وہ جناب پیراہن پہنتے تھے اور بعضا اونکی آستین دراز ہوتی تھی تو اسکو ترشوا کر اسکی ٹوپیاں بنوا کر فقرا پر تقسیم کر دیتے تھے الغرض جب اس لڑکے کا باپ دکان پر آیا اور اسنے سنا کہ جناب امیر دو جامے پانچ درہم کو خرید کر لیگئے ہیں اسکنے دو درہم لئے اور خدمت مولا کونین کے حاضر کئے اور عرض کی کہ میرے بیٹے نے آپکو نہ پہچانا تھا کہ یہ دو درہم آپسے نفع کے لئے حضرت نے فرمایا کہ میں اسی قیمت پر راضی ہو کر لایا ہوں اور ہم وہی ہوئی چیز کو پھیر کر نہیں لیتے اور یہی منقول ہے کہ ایکدن عمرو بن حریث ہنگام چاشت خدمت جناب امیر کے آیا اور دیکھا کہ قصعہ ایک تیلا لیکر آئے کہ شیر مہر مبارک حضرت کی لگی ہوئی تھی جب اس جناب نے اسکو کھولا تو اسنے دیکھا کہ حضرت نے ایک نان خشک بے چھنی آٹے کی نکالی عمرو کہتا ہے کہ میں نے عرض کی کہ اے قصعہ کسواسطے تم نے اس آٹے کو نہ چھانا اور پاکیزہ نہ کیا اسنے کہا کہ میں نے آٹا چھانکر پکایا کرتی تھی حضرت نے مجھے منع فرمایا اور کبھی میں حضرت کے کہنیکو لذیذ بھی کر دیتی تھی اس سبب سے حضرت نے شیر مہر کرنی شروع کی پس اس جناب نے اس نان خشک کو ریزہ کیا اور شیر پانی ڈالا اور نمک چھڑک کر تناول کیا پھر فرمایا کہ اے عمرو بن حریث اجل نزدیک پہنچی ہے اور دست مبارک محاسن شریف پر پھیرا اور فرمایا کہ اس ریش کو آشنا آگ کے ساتھ نہ رنگا اور یہ ہی مجھے کافی ہے اور یہی منقول ہے کہ سوید بن غفلہ روز عید خدمت جناب امیر کے حاضر ہوا اسنے دیکھا کہ نان خشک اور آردہ شیر میں لگا ہوا حضرت کے روبرو رکھا ہوا ہے اسنے عرض کی کہ یا حضرت آپنے بروز عید بھی ایسی چیز کو اپنے پاس رکھا ہے فرمایا کہ عید اس شخص کے واسطے ہے کہ جو گناہ سے پاک اور عصیان سے آمرزیدہ ہو اور یہی امام جناب حسن عسکری سے منقول ہے کہ ایکروز ایک باپ

اور ایک بیٹا جناب امیر کے گھر مین دار ہوئے پس حضرت اُنکو دیکھکر کھڑے ہو گئے اور اُنکی تعظیم و تکریم کرکے صدر مین بٹھایا اور آپ اونکے پاس پاس بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اپنی وسطی کہانا لاؤ پس جب وہ کہانا کہا چکے تو قنبر طشت اور آفتابہ اُنکے ہاتھ دھلانیکو اور رومال ہاتھ پونچھنے کو لایا پس جناب امیر آپ کھڑے ہوئے اور آفتابہ قنبر کے ہاتھ سے لیکر باپکے ہاتھ دھلانے پر مستعد ہوئے وہ قدم مبارک پر گر پڑا اور عرض کی کہ یا امیر المومنین مین کیونکر راضی ہون اسپر کہ خداوند عالم دیکھے کہ آپ میرے ہاتھ پر پانی ڈال رہے ہین آپنے فرمایا کہ تو بیٹھ جا مین دوست رکھتا ہون اس امر کو کہ خدا دیکھے کہ تیرا بھائی مومن تیری خدمت کرتا ہے تا خدا متعالے اُسکو بہشت مین دس برابر دنیا کے خدمتگار اور غلام عنایت کرے پس وہ شخص بیٹھ گیا آپنے فرمایا کہ تجھی قسم دیتا ہون مین اُس عظمت کی کہ جو تجھ مین رکھتا ہون تو اطمینان خاطر سے ہاتھ دہو جیسا کہ اگر قنبر تیرے ہاتھ دھلاتا اور تو اطمینان سے دہوتا پس جب آپ ہاتھ دہلانے سے فارغ ہوئے تو محمد حنفیہ سے فرمایا کہ اے بیٹے تم ہاتھ دہلاؤ جسطرح کہ اگر یہ پسر اپنے پدر کے ساتھ ہوتا تو مین ہی اُسکے ہاتھ پر پانی ڈالتا لیکن خدا راضی نہین ہوتا کہ باپ اور بیٹے کی حرمت برابر کیجائے جب دونون ہمراہ ہون پس چاہیے کہ باپکے ہاتھ پر پانی ڈالا ہو تو چاہیے کہ بیٹا ہاتھ پر بیٹے کے پانی ڈالے اور یہی منقول ہے کہ جناب امیر نے بازار کوفہ مین خرمے خریدے اور اونکو ردا مین باندھکر گھر کیطرف تشریف فرما ہوئے صاحبنے جو دیکھا تو چاہا کہ آپکے ہاتھ سے اُنکو لیلین فرمایا کہ صاحب عیال سزاوار و احق ہے کہ بار اپنے عیال کا آپ اٹھائے اور دوسری روایت مین ہے کہ فرمایا کہ کمال کا اس چیز سے کم نہین ہوتا کہ آپ اپنے عیال کو نفع پہنچائے اور یہی منقول ہے کہ جناب امیر پانچ وقت پا برہنہ جاتے تھے اور نعلین دست چپ مین لے لیتے تھے - بروز عید اضحیٰ اور بروز عید الفطر جبکہ نماز عیدین کو جاتے تھے اور بروز جمعہ جبکہ نماز جمعہ کو جاتے تھے اور جبکہ جب کسی بیمار کی عیادت کو جاتے تھے پا برہنہ جاتے تھے اور یہی منقول ہے کہ جناب امیر نے بازار کوفہ مین خرمے خریدے اور اونکو ردا مین باندھکر گھر کیطرف تشریف فرما ہوئے صاحبنے جو دیکھا تو چاہا کہ آپکے ہاتھ سے اُنکو لیلین فرمایا کہ صاحب عیال سزاوار و احق ہے کہ بار اپنے عیال کا آپ اٹھائے اور دوسری روایت مین ہے کہ فرمایا کہ کمال کا اس چیز سے کم نہین ہوتا کہ آپ اپنے عیال کو نفع پہنچائے اور یہی منقول ہے کہ جناب امیر پانچ وقت پا برہنہ جاتے تھے اور نعلین دست چپ مین لے لیتے تھے - بروز عید اضحیٰ اور بروز عید الفطر جبکہ نماز عیدین کو جاتے تھے اور بروز جمعہ جبکہ نماز جمعہ کو جاتے تھے اور جبکہ جب کسی بیمار کی عیادت کو جاتے تھے پا برہنہ جاتے تھے اور یہی منقول ہے کہ جب کسی جنازہ کی مشائعت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ چونکہ مین وسطی خدا کے جانا چاہتا ہون کہ پا برہنہ ہون اور یہی منقول ہے کہ وہ جناب پیادہ اور تنہا بازار مین تشریف لیجاتے تھے اور اگر کسیکو دیکھتے تھے کہ اپنے راہ کو گم کیا اور رستہ بھول گیا ہے تو اُسکو رستہ بتا دیتے تھے بلکہ راہ پر پہنچا دیتے تھے کہ اگر کسی ضعیف سے ملتے تھے تو اسکی اعانت کرتے تھے اور اگر بازار مین کوئی قرآن غلط پڑھتا تھا تو اُسکو تعلیم کرتے تھے اور اس آیہ کو کہ جسکا مضمون یہ ہے تلاوت فرماتے تھے یعنی ہمنے خانہ آخرت اُس جماعت کیواسطے مقرر کیا ہے کہ جو بلندی اور فساد کو زمین مین طلب نکرے اور نیکی آخرت کی واسطے پرہیزگاروں کے ہے **فصل گیارہوین** بیان فضائل شیعیان جناب امیر المومنین علیہ السلام اور شیعیان اہلبیت کے روایت کی ہے ابی عبد اللہ جدلی سے کہ جناب امیر نے اُس سے ارشاد کیا کہ مین چاہتا ہون کہ تجھی خبر دون اُس حسنہ کی کہ جسکے پاس وہ حسنہ ہوگا تو قیامت مین اُسکو واسطے کسیطرح کا خوف و بیم و عذاب نہوگا اور خبر دون تجھی اُس گناہ کی کہ جو شخص وہ گناہ رکھتا ہوگا تو اُسکو آتش جہنم مین ڈالینگے بیٹے عرض کی کہ ہان یا امیر عرب فرمایا کہ حسنہ محبت ہماری ہے اور وہ گناہ دشمنی ہماری ہے اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ایکروز ہم مسجد مین رسول خدا کی خدمت مین حاضر تھے کہ جناب امیر تشریف لائے جناب رسول خدا کے ہاتھ مین سنگریزے تھے اون سنگریزون کو آپنے جناب امیر کے ہاتھ مین دیا ناگاہ وہ سنگریزے گویا ہوئے اور کہا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و ان علیا ولی اللہ راضی ہوئے ہم

ساتھہ پروردگاری خدا اور پیغمبری محمدؐ اور ولایت علیؑ کے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ جو کہ تم مین سے صبح کرے اور ساتہ خدا اور رسول اور ولایت علی کے راضی ہو خوف عذاب خدا سے امین اور بیخوف ہوگا اور یہی ابن بابویہؒ نے باسانید بسیار جناب امام رضاؑ سے اور اُس جناب نے اپنے آبائے طاہرین سے روایت کی ہو کہ جناب رسولخدا نے ارشاد کیا کہ خداوند عالم نے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور لوح و قلم سے فرمایا کہ ولایت علیؑ کی حصن حصین و قلعہ متین میرا ہے پس جو شخص کہ داخل ہوگا اُس حصن مین ہوگا بخوف میرے عذاب سے اور یہی کتب طرفین مین احادیث متکاثرہ باین معنی مرقوم ہین کہ اگر سب آدمی ولایت علی پر جمع ہوتے تو خدا تعالے جہنم کو خلق نکرتا اور یہی جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ایک روز مین جناب رسولخدا کے ساتہ نزدیک خانۂ کعبہ کے بیٹہا تہا کہ ایک مرد پیر آیا کہ پیری سے پشت خم تہی اور ابرو اُسکی آنکہون پر پڑی ہتی اور عصا ہاتہ مین تہا اور کلاہ سرخ سر پر اور پیراہن موے بدن پر پہنے ہوئے اور انکر رسولخدا سے کہا کہ آپ دعا کرین میرے حق مین کہ خدا مجہے بخشے آپنے فرمایا کہ امید تیری روا نہین اور عمل تیرا کچھہ فائدہ نہین رکہتا یہ سُنکر اُسنے پشت پہیری کہ جناب رسولخدا نے مجہسے فرمایا کہ تمنے اسے پہچانا عرض کی کہ نہین فرمایا کہ یہ شیطان ہی یہ سُنکر جناب امیرؑ نے دوڑکر اُسکو پکڑلیا اور زمین پر گراکر گلا گھونٹا اور چاہا مینے کہ اُسکو ہلاک کرون کہ اُسنے کہا کہ یا امیرؑ مجہے ہلاک کرنیکا ارادہ نکرو کہ خدا تعالے نے مجہے قیامت تک کی مہلت دی ہو اے علیؑ واللہ کہ مین تمہین دوست رکہتا ہون اور اور جو تمہین دشمن رکہتا ہے اُسکی ماں کی وطی مین شریک ہوجاتا ہون پس وہ حرامزادہ ہوتا ہی یہ سُنکر جناب امیرؑ نے تبسم کیا اور اوسکو چہوڑدیا اور یہی ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے اور اُس جناب نے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ محبت میری اور میرے اہلبیت کی سات جگہ پر نفع دیگی کہ اہوال اور دہشت اُن مواطن کی عظیم ہے وقت مرنیکے اور قبر مین اور وقت مبعوث ہونیکے اور جبوقت کہ نامہ اعمال دست چپ یا پشت مین دیے جائینگے اور وقت حساب کے اور نزدیک میزان کے جبوقت کہ اعمال خلائق کے وزن کئے جاتے ہونگے اور نزدیک صراط کے اور حارث ہمدانی کہتا ہے کہ ایک دن مین خدمت مین جناب امیرؑ کے حاضر ہوا اُس جناب نے پوچہا کہ کیا چیز تجہے یہان لائی ہے مینے عرض کی کہ محبت آپ کی اے امیرالمؤمنین فرمایا کہ اے حارث تو مجہی دوست رکہتا ہی مینے کہا کہ ہان و بعد اے امیرالمومنین مین آپکو بہت دوست رکہتا ہون فرمایا کہ جبوقت جان تیری سینہ مین پہنچیگی تو اُسوقت تو مجہے دیکہیگا اور جب تو دیکہیگا کہ مین دشمنون کو حوض کوثر سے ہٹاتا ہون اور دور کرتا ہون تو تو مجہے دیکھکر بہت خوش ہوگا اور جب دیکہیگا کہ مین صراط پر سے گزرتا ہون اور علم حمد میرے ہاتہ مین ہے اور مین جناب رسولخدا کے آگے جاتا ہون تو تو اُسوقت شاد ہوگا اور باسانید معتبرہ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ قیامت کے دن چار طرح کی آدمیونکی شفاعت کرونگا اگرچہ گناہ اونکے برابر گناہ اہل زمین کے ہونگے ایک جسنے کہ میرے اہلبیت کی اعانت کی ہوگی دوسرے جسنے کہ اونکے حوائج کو اونکے وقت اضطرار کے روا کیا ہوگا تیسرے وہ شخص کہ جسنے اُنکو زبان اور دل سے دوست رکہا ہوگا چوتہے جسنے کہ ہاتہ سے اونکے ضرر کو دفع کیا ہوگا اور یہی اُس جناب نے فرمایا کہ جو کہ میرے اہلبیت کو دوست رکہیگا خدا تعالے اُسکو قیامت مین ایمن مبعوث کریگا کہ کچھہ خوف اُسکو نہوگا۔ اور کتاب بصائر الدرجات مین

جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے علی عالم ارواح میں مجھ پر سب میری امت کو دکھلایا پس میں نے اونکے صغیر اور کبیر جسولوں اور پڑوں کو دیکھا اور تیری طرف اور تیرے شیعوں کی طرف میرا گزر ہوا تم سب کے واسطے میں نے استغفار کی جناب امیر نے عرض کی کہ یا حضرت زیادہ اس سے کچھ فضیلت میری شیعوں کی ارشاد ہو فرمایا کہ اے علی تو اور شیعہ تیرے قبر و نسے باہر آئینگے کہ مانند چودھویں رات کے چاند کے سنہ اونکے تابان اور درخشان ہونگے اور جمیع شدائد اور غم تم سب سے دور ہوگا اور سایہ عرش الہی میں ہونگے اور تم سب بیخوف و بے ہراس ہوگے اور سب اندوہ میں ہونگے اور تم مسرور ہوگے اور تمہارے واسطے خوان نعمتونکے آئین گے اور سب لوگ مشغول ہونگے حساب میں اور یہی جناب امیر المومنین قسیم ہیں نار اور جنت کے یعنے اپنے دوستوں کو بہشت میں لیجائینگے اور اپنے دشمنوں کو نار میں اور علل شرایع میں کہ کتب معتبرین اہل تشیع سے ہے فضل ابن عمر سے اسکی اور وجہ بھی لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ فضل کہتا ہے کہ میں نے جناب صادق سے پوچھا کہ علی کس وجہ سے قاسم بہشت اور دوزخ کے ہیں آپنے فرمایا الان محبت ایمان و بغضہ کفر ہوا سطے کہ محبت اس امام آفاق کی ایمان ہے اور دشمنی اسکی کفر ہے اور بہشت خلق نہیں ہوا مگر واسطے اہل ایمان کے اور جہنم مخلوق نہیں ہوا مگر واسطے کفار کے اس سبب علی قسیم جنت اور نار کا ہے پس بہشت میں داخل نہوگا مگر دوست علی کا اور جہنم میں نہ جائیگا مگر دشمن علی کا شاعر کہتا ہے کہ علی حبہ جنۃ یعنے محبت علی کی سپر ہے یعنے جیسے سپر آدمی کو بچاتی ہے ویسی ہی محبت علی کی آتش دوزخ سے بچاتی ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ روز قیامت جبکہ بعد حساب و کتاب آتش جہنم کو حکم اہلبیت کا ہوگا کہ تو دشمنوں کو اہل محشر سے چن لے تو ایک شعلہ اس سے نکلیگا اور سب دشمنان اہلبیت ہونگے انکو اسطرح چن لیگا جیسے مرغ دانہ کو چن لیتا ہے اور دوستی جناب امیر اور اہلبیت کی ہر مومن کو چار طرف سے احاطہ کریگی اور اثر گرمی اور لپٹ کا ان تک آنے نہ دیگی اور سالمہ من و امان کے بہشت میں داخل ہونگے اور یہی حدیث میں وارد ہے کہ حب علی یاکل الذنوب کما یاکل النار الحطب یعنی دوستی علی کی کہا جاتی ہے گناہ کو جیسے کہ کہاتی ہے آگ ہیزم خشک کو چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ البتہ بخشونگا میں اس گروہ کو اہل اسلام سے کہ جسنے تابعداری کی ہوگی امام عادل کی کہ وہ امام مقرر کیا گیا ہے جانب خدا سے اگرچہ رعیت اپنے نفسون پر ظلم کرنیوالے ہوگی یعنی گنہگار ہوگی اور البتہ عذاب کرونگا میں گروہ پر اہل اسلام سے کہ جسنے متابعت کی ہوگی امام جابر کی کہ وہ امام جانب خدا سے مقرر کیا گیا ہوگا اگرچہ وہ گروہ اپنے اعمال میں نیکوکار پرہیزگار ہوگی اور یہی منقول ہے کہ جناب علی مؤذن ہونگے جنت میں جیسا کہ علی ابراہیم نے تفسیر آیہ مبارک فاذن مؤذن بینہم ان لعنت اللہ علی الظالمین لکھا ہے پس ندا کی ندا کرنیوالے نے درمیان انکے کہ لعنت خدا اوپر اس جماعت کے کہ ظلم کرنیوالی ہے پس مراد مؤذن سے علی بن ابی طالب ہیں جیسا کہ حضرت ابوالحسن موسی بن جعفر الکاظم سے روایت کی ہے کہ مؤذن جناب مقدس نبوی امیر المومنین ہونگے کہ ندا کرینگے ایسی آواز بلند سے کہ تمام خلق سنے گی اور ابن شہر آشوب نے مناقب میں جناب امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے بیچ آیہ شریفہ فلما راوہ زلفۃ سیئت وجوہ الذین کفروا کے کہ جسکا مضمون یہ ہے کہ جب دیکھا عذاب کو سیاہ ہوگئے منہ اس گروہ کے کہ کافر ہوئے روایت کی ہے کہ فرمایا نازل ہوا یہ آیہ شان میں امیر المومنین کے بسبب اسکے کہ جب اس جناب کو بروز قیامت دیکھیں

تو سیاہ ہو جائینگے منہ کفار کے بسبب دیکھنے مرتبہ اور مکان اُس جناب کے نزدیک خداوند غفار کے اور کاٹینگے انگلیاں اپنی بسبب اُس تقصیر کے کہ بیچ مقدمہ ولایت اُس جناب کے ہوگی اور علی بن عیسے نے کشف الغمہ میں ابن مردویہ سے اور اُسنے جابر سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اول بہشت میں علی داخل ہونگے اور سب پیغمبروں پر اور امم سابقہ پر داخل ہونا بہشت میں جائز نہوگا جبتک کہ میری اُمت داخل نہوگی اور ایک لوائے نور اور ایک عمود یاقوت کا ہے کہ سر پر لکھا ہوا ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آل محمد خیر البریہ پس اس لوا کو روز قیامت صاحب لوا آگے آگے آدمیوں کے لیکر چلیگا یہ فرماکر دست مبارک اوپر پشت جناب امیر کے مارا اور فرمایا کہ وہ صاحب لوا یہ ہوگا کہ قیامت کے دن سب سے آگے آگے چلیگا پس جناب امیر خوشحال ہوئے اور فرمایا کہ میں حمد کرتا ہوں اُس خدا کی کہ جسنے شرف اور بزرگی دی مجھکو بسبب تمہاری اُسوقت جناب رسول نے فرمایا کہ خوشخبری دیتا ہوں میں تجھکو اے علی کہ کوئی بندہ نہیں ہے کہ محبت تیری رکھتا ہو مگر یہ کہ مبعوث کریگا خدا اُسکو روز حشر ہمارے ساتھ من بعد یہ آیہ تلاوت فرمایا کہ وفی مقعد صدق عند ملیک مقتدر اور شیخ شرف الدین نے بھی کتاب میں مثل اسی کے روایت کی ہے اور شیخ طوسی نے بھی کشف الحق میں جناب رسولخدا سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ اے علی جو تجھکو دوست رکھیگا اور اپنا امام واجب الاطاعت جانیگا خدا تعالے اُسکو ہمارے ساتھ بہشت میں جگہ دیگا اور یہ آیہ مذکورہ کو تلاوت فرمایا اور کشف الغمہ میں ابن مردویہ سے تفسیر کریمہ طوبے لہم وحسن مآب میں لکھا ہے کہ طوبے ایک درخت ہے بہشت میں کہ اصل اُسکی خانہ علی میں ہے اور ایک ایک شاخ اُسکی ہر حجرے میں ہے بہشت کے اور کنز میں مذکور ہے کہ ایک روز جناب امیر راہ میں تشریف لئے جاتے تھے کہ ایک جماعت قریش کی اُس جناب کو دیکھکر چشمک اور استہزا کرنے لگے اور باہم گر کہنے لگے کہ محمد نے اسی شخص کو برگزیدہ کیا ہے اور اپنے اہل میں سے اُسکو اختیار کیا ہے پس اُسوقت یہ آیہ نازل ہوا کہ ان الذین اجرموا کانوا من الذین آمنوا یضحکون اور مجاہد سے نقل کی ہے کہ ایک گروہ قریش کی خانہ کعبہ کے نزدیک بیٹھی اصحاب رسولخدا پر چشمک کرتے تھے اور کلمات استہزا اور تمسخر کے آپکے حق میں بیان کرتے تھے کہ جناب امیر کا ایک گروہ صحابے کے ساتھ اُنپر گزر ہوا وہ لوگ حضرت پر بھی ہنسنے لگے کہ یہی ہے بھائی محمد کا پس خداوند عالم نے آیہ مذکورہ نازل کیا اور جب قیامت قائم ہوگی تو جناب علی مرتضے ایک گروہ کے ہمراہ کہ اُس جناب کے ساتھ داخل بہشت ہوئے ہونگے ان کفار پر گزرینگے اور ان کو خندہ کرینگے اور انکو ساتھ استہزا کرینگے پس یہ ہیں معنی آیہ فالیوم الذین آمنوا من الکفار یضحکون کے اور جناب مستطاب سید الساجدین سے روایت ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی تو ایک مسند بہشت سے لاکر کنارے پر جہنم کے بچھائینگے اور جناب امیر اُس مسند پر آنکر جلوس فرمائینگے اور تبسم کرینگے اسوقت جہنم حضرت کے خندہ کرنے سے نالہ و بالا ہونے لگیگا پھر دشمنان اہلبیت علیہ السلام کو اُس سر دیکھکے روبرو لاکر حاضر کرینگے وہ کہینگے کہ اے امیر المومنان و اے وصی پیغمبر آخر الزمان ہمپر رحم اسوقت رحم نہیں کرتے اور اپنے پروردگار سے ہماری سفارش نہیں فرماتے یہ سنکر وہ جناب ہنسینگے اور اُٹھکر بہشت میں تشریف لیجائینگے اور اُنکے کہنے کیطرف کچھ التفات نفرمائینگے اور فرشتے اُس مسند کو اُٹھاکر بہشت میں لیجائینگے پس یہیں معنی آیہ فالیوم الذین آمنوا من الکفار یضحکون یعنی جو لوگ کہ ایمان

لائے ہین اُس روز کفار پر ہنسین گے اور کتاب کنز من جناب علی موسی الرضا سے اور اُس جناب نے اپنے آبا کرام سے
بیچ تفسیر آیہ وامامن خفت موازینہ فہوفی عیشۃ الراضیہ کے فرمایا کہ یہ آیہ بیچ شان عالیشان جناب امیرالمومنان کے
نازل ہوا ہی مضمون اُسکا یہ ہی کہ لیکن وہ شخص کہ گران اور بھاری ہوی ترازو عمل اُسکیلی وہ بیچ عیش پسندیدہ کے ہی
اور آیہ وامامن خفت موازینہ فامہ ہاویہ بیچ حق دشمنان اہلبیت اور اعدائے جناب امیرالمؤمنین کے نازل ہوا ہے
یعنے وہ لوگ کہ سبک اور ہلکی ہوی ترازو عمل اُنکیلی پس مسکن اور ٹھکانا اور جائگہ اُنکی جہنم ہے اور یہی روایت عن
کہ حضرت نبوی نے فرمایا کہ میرے اور علی کے نور کو چالیس ہزار برس پہلے حضرت آدم کے خلق کیا تھا اور ہم تسبیح اور تہلیل
اور تکبیر اور تمجید خدا تعالے کی جانب رہت عرش کرتے تھے اور ملایکہ بھی ہمارے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور سب اشیا کو ہمسے
پیچھے پیدا کیا اور اُن سبکو ہمارے نور سے منور کیا اور مقرر کیا ہے خدا نے کہ ہمارا اور علی کا دوست جہنم مین نجائیگا
اور دشمن ہمارا اور علی کا بہشت مین نجائیگا اور کئی فرشتے پیدا کئے ہین کہ اُنکے ہاتھون مین آفتابے بہشت کے چاندی
ہین اور اُنمین آب حیات بھرا ہوا ہے اور وہ ایک جزیرہ ہے فردوس جنت مین پس جب کسی شیعہ کا باپ اُسکی ماں سے
ارادہ مقاربت کا کرتا ہے تو ایک فرشتہ اُن فرشتون مین سے آتا ہے اور قدرے آبحیات اُس پانی مین کہ وہ شخص
سوقت بیچا چاہتا ہے ملا دیتا ہے پس وہ پانی اُسکی نطفہ سے مخلوط ہو جاتا ہی اور اُس نطفہ سے محب علی کا پیدا ہوتا ہی
پھر حضرت نے فرمایا کہ مین شکر کرتا ہون اُس خالق کا کہ جسنے علی کی محبت کو اور اُسکے ایمان کو سبب کیا ہی دخول بہشت
کا اور نجات کا جہنم سے اور ابن طاؤس نے روایت کی ہے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ ایک روز جناب رسول خدا
نے فرمایا کہ اے علی بشارت دیتا ہون مین تجھکو کہ جس چیز کی جبرئیل نے مجھکو خبر دی ہے کہ اے محمد بدستیکہ بہشت
نہین پائی ذریت آدم سے مگر اُس شخص نے کہ ولایت اُسکی وصی شیث کی اختیار کی اور شیث نے بسبب اُسکے پدر آدم
نجات پائی اور آدم نے ساتھ خداوند عالم کے اور قوم نوح سے کسی نے نجات نہیں پائی مگر اُس شخص نے کہ ولایت اُسکی
وصی سام کے اختیار کی اور سام نے ساتھ کشتی نوح کے نجات پائی اور نوح نے ساتھ حق تعالے کے نجات پائی اور قوم
ابراہیم سے کسی نے نجات نہین پائی مگر اُس شخص نے کہ ولایت اسماعیل کی اختیار کی اور اسمعیل نے حضرت ابراہیم
خلیل اللہ کے ساتھ اور حضرت ابراہیم نے خداوند جلیل کے ساتھ نجات پائی اور قوم موسے سے کسی نے نجات نہیں پائی
مگر اُس شخص نے کہ اُسکی وصی یوشع کی ولایت اختیار کی اور یوشع نے موسی کے ساتھ اور موسی نے خداوند جلیل کے
ساتھ نجات پائی اور قوم عیسے سے کسی نے نجات نہیں پائی مگر اُس شخص نے کہ جسنے اُسکے وصی شمعون کی ولایت اختیار
کی اور شمعون نے عیسے کے ساتھ اور عیسے نے خداوند جلیل کے ساتھ نجات پائی اور تمہاری امت مین سے وہ شخص نجات
پائیگا کہ جو علی کی ولایت اختیار کریگا اور وہ وزیر تمہارا ہے تمہاری حیات مین اور وصی تمہارا ہی بعد تمہاری ممات
اور علی تجھسے نجات پائیگا اور تو خدا تعالے کے ساتھ نجات پائیگا اے محمد خدا تعالے نے تمہین بہترین پیغمبر دیکھا اور
علی کو بہترین اوصیا سے پیغمبران سلف کا کیا ہے اور امام اور پیشوا دین تمہاری ذریت ہی سے مقرر کئے ہین
روز قیامت تک پس جب جناب امیر نے یہ بشارت سنی تو سجدہ شکر کا بجا لائے اور یہی منقول ہی جناب

امام محمد باقر سے کہ اُس جناب نے فرمایا کہ واللہ آسمان مین ستر صف ملائکہ کی ہین اگر تمام اہل ارض جمع ہو کر اُنکا شمار کرنا چاہین تو ایک صف کو بھی اُنکا شمار نہ کر سکین اور یہ سب ملائکہ ہماری دوستی اور ولایت کے ساتھ عبادت خدا کی کرتے ہین اور یہی شیخ طوسی نے مثیم تمار سے روایت کی ہو کہ ایک شب مین خدمت مین جناب امیر کے حاضر تھا کہ اُس جناب نے فرمایا کہ نہین کوئی بندہ کہ جسکے ایمان کو خدا نے آزمایا ہو اور اُسکا امتحان کیا ہو مگر یہ کہ جب وہ صبح کرتا ہے تو ہماری محبت اور دوستی اپنے دلمین پاتا ہے اور نہین ہے کوئی بندہ کہ جسپر خدا تعالے غضب ہوا ہو مگر یہ کہ جب وہ صبح کرتا ہے تو ہماری عداوت اور دشمنی کو دلمین پاتا ہے اور جب ہم صبح کرتے ہین تو اپنے دوستونکی محبت کو اور اپنے دشمنون کی دشمنی کو جانتے ہین اور ہمارے دوست جب صبح کرتے ہین تو رحمت الہی مین مستغرق ہوتے ہین اور جب دشمن ہمارے صبح کرتے ہین تو کفار پر غضب کے کھڑی ہوتے ہین کہ بحر دمر نے والے جہنم ہون اور ہمارے دوستونکے لیے دروازے رحمت کے مفتوح ہوتے ہین گوارا ہو انکو رحمت خدا کی اور وای ہو ہمارے دشمنون پر اور ہمارا دوست نہین ہے وہ شخص جو ہمارے دشمن کو دوست رکھتا ہو کیونکہ دوستی ہماری اور ہمارے دشمن کی ایک دلمین جمع نہین ہوتی پس ہمارے دوستونکو لازم ہے کہ ہماری دوستی کو متصل ہمارے دشمنون کے بغض کے بیچ اسوسطے کہ ہم ہین برگزیدہ خدا کے اور فرزند ہمارے فرزند ہین پیغمبر دین کے اور ہم ہین وصی اوصیا کے اور ہم ہین یار خدا اور رسول کے اور محارب اور مجاول ہمارے حزب اور لشکر شیطان ہین اور جو شخص چاہے کہ اپنا حال ہماری محبت مین دریافت کرے تو وہ اپنے دل کا امتحان کرے پس اگر ہمارے دشمنونکی محبت اپنے دلمین پائے تو جانے کہ خدا اور رسول اور جبرئیل و میکائیل اُسکے دشمن ہین اور خدا دشمن ہے سب کافرونکا اور یہی سلمان فارسی سے منقول ہو کہ ایک روز شیطان کا گزر ایک جماعت پر ہوا کہ وہ جناب امیر کی مذمت کر رہے تھے اور آپ کو بُرا کہتے تھے شیطان بھی اُنکے پاس کھڑا ہو گیا اور اُنسے پوچھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو اُنھون نے کہا کہ تو کون ہے کہا مین ابو مُرہ ہون اُنھون نے کہا کہ تو نے نہین سُنا کہ ہم کیا کہتے ہین شیطان نے کہا کہ تم میری ہی قوم ہو اور بدحال ہو تمہارا کہ تم اپنے مولا علی بن ابی طالب کو نامزا اور بُرا کہتے ہو اُنھون نے کہا کہ تو نے کیونکر جانا کہ وہ ہمارا مولا ہے شیطان نے کہا کہ تمہارے پیغمبر کے کہنے سے کہ اُس جناب نے فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون اُسکا علی بھی مولا ہے خداوندا دوست رکھ اُسکو جو کہ علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو علی کو دشمن رکھے اُنھون نے پوچھا کہ تو بھی اُنکی شیعون مین سے ہے کہا نہین ولیکن اُنکو دوست رکھتا ہون اور جو کہ اُنکا دشمن ہے اُسکے مرنے اور اُسکے مال مین شریک ہو جاتا ہون اُنھون نے پوچھا کہ اے ابو مُرہ اور بھی کوئی فضیلت اونکی تجھے معلوم ہے شیطان نے کہا کہ سُنو مجھسے اے قوم فاسقین و ناکثین و فاسقین و مارقین کہ تمنے بیان اُسکا نور اور بظلم اُسپر خروج کیا اور دائرہ ایمان سے خارج ہوئے بدستیکہ بیسے قوم نبی جان مین بارہ ہزار برس خدا کی عبادت کی اور جب خدا تعالے نے اُس قوم کو ہلاک کیا تو بیسے ہی تنہائی کی شکایت خدا سے کی مجھ خدا نے تعالے نے آسمان اول پر بلایا بارہ ہزار سال اُسپر عبادت کی درمیان ملائکہ کے کہ ایک روز ہم تقدیس اور تسبیح خدا مین مشغول تھے کہ ایک شعاع نور کہ اُس روشن ہمیتابان و درخشان ہوا ملائکہ اُس نور کو دیکھکر سجدے مین جھک گئے اور کہا کہ اے سبوح القدوس یہ نور کسی ملک مقرب کا ہے یا کسی پیغمبر مرسل کا جانب رب العزۃ سے آواز آئی کہ یہ نور طینت یعنی خاک علی بن ابی طالب کا ہے اور یہی عین الحیات مین ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک شخص خدمت مین جناب رسولخدا کے حاضر ہوا اور عرض

کی کہ فلان تاجر بہت قلیل اسباب اور تھوڑی پونجی لیکر چین مین گیا تہا اور تھوڑی سے عرصہ مین کثیر مال اسباب لیکر آیا ہے آپنے فرمایا کہ جسقدر مال زیادہ ہوتا ہی اسیقدر صاحب مال پر محنت و بلا زیادہ ہوتی ہی اور چاہیئے کہ کوئی شخص آرزو مال کی نکرے مگر وہ شخص کہ جو اسکو راہ خدا مین صرف کرنا چاہے پھر آپنے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ مین تمکو خبر دون اُس شخص سے کہ جسکی پونجی کمتر ہتی اور وہ جلد تر پھیر اور غنیمت اور فائدہ اسکو بہت کثیر ہم پہنچا اور جو کچھ اسکو فائدہ ہوا وہ سب خزانہ الہی مین مخزون ہو کر محافظت کیا گیا عرض کی کہان یا رسول اللہ فرمایا کہ نظر کرو اس شخص پر کہ جو آتا ہی سب نے جو نظر کی تو دیکھا کہ ایک شخص ژندہ پوش افصار سے چلا آتا ہے رسولخدا نے فرمایا کہ ملائکہ آج اسکا ثواب آسمان پر اسقدر لیگئے ہین کہ اگر وہ ثواب سب اہل آسمان و زمین پر تقسیم کرین تو کمتر حصہ ہر ایک کا یہ ہو کہ سب گناہ ہر ایک کے بخشے جاوین اور بہشت ہر ایک پر واجب ہو صحابہ نے کہا اُس سے کہ بشارت ہو تجھکو کرامت الہی کی آج تو نے کیا کام نیک کیا ہی اُسنے کہا کہ بخدا اور کوئی کام نہین کیا کہ مین گہر سے اپنی ایک حاجت کیواسطے نکلا تہا اور جو کچھ مجھپر وارد ہوگئی تہی تو گمان یہ ہوا کہ شاید وہ کام فوت ہو گیا ہو اپنے دلسے کہا کہ اُسکی حاجت کے مین جاتا ہون اور روئے مبارک علی پر نظر کرتا ہون کیونکہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ نظر کرنا روئے علی پر عبادت ہے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ واللہ عبادت ہے اور بڑی عبادت ہے اے عبد اللہ تو ہو سہلی جاتا تہا کہ ایک دینار اپنے عیال کے واسطے حاصل کرکے لاوے اور تجھسے وہ مرفوت ہوا اور اُسکی عوض مین تو نے روئے علی پر نظر کی از روئے محبت کے اور اُسکی فضیلت جانکر یہ امر تیرے واسطے بہتر ہے اُس سے کہ اگر تمام دنیا سونا ہو جائے اور تو اسکو راہ خدا مین صرف کرے اور یہی تو شفاعت کریگا گناہگارون کی بعدد ہر نفس کے کہ اُس راہ مین تو نے لئے ہونگے ہزار ہزار کے وہ سب بسبب تیری شفاعت کے آتش جہنم سے آزاد ہونگے اور یہی عین الحیات مین ہی کہ ایک روز جبرئیل امین رسولخدا کے پاس آئے اور کہا کہ خداوند عالم بعد تحفہ سلام کے ارشاد کرتا ہے کہ اے حبیب ہمارے پیدا کئے ساتون آسمانون کو اور ساتون زمینون کو اور اُن چیزونکو کہ جو انمین ہین پیدا کیا ہی اور کسی جگہ کو بہتر رکن اور مقام ابراہیم سے پیدا نہین کیا پس اگر کوئی بندہ میرا ابتداء پیدائش عالم سے تا انقراض عالم رکن و مقام مین میری عبادت کرے اور اقرار ولایت علی بن ابی طالب کا نکرتا ہو تو اسکو سرنگون جہنم مین ڈالدونگا اور یہی ہی کتاب مین ہے کہ خدائے تعالے نے وحی کی طرف اپنے پیغمبر کے کہ اے محمد اگر کوئی بندہ میرا اسقدر عبادت کرے کہ بدن اسکا بوسیدہ ہو کر جابجا سے شق ہو جائے اور مثل مشک بوسیدہ کے پہٹ جائے اور منکر ہو میری اہلبیت کی ولایت کا تو اسکو اپنی بہشت مین جگہ نہ دونگا اور اپنے عرش کے سایہ مین نہ لاؤنگا اور یہی جناب علی بن الحسین سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس خدائے برحق کی کہ جسکی قبضہ قدرت مین میری جان ہی کہ اگر کوئی بندہ قیامت کے روز عرصہ محشر مین آئے اور عمل ستر پیغمبر کا رکھتا ہو اور اہلبیت کی ولایت کا منکر ہو اور انسے محبت نہ رکھتا ہو تو ایک عمل بہی اسکا مقبول نہوگا اور یہی جناب امام زین العابدین سے مروی ہی کہ آپنے فرمایا کہ بہترین بقاع زمین مابین رکن حجر و مقام ابراہیم ہے پس اگر کوئی شخص بقدر عمر نوح کہ ساڑہے نو سو برس کی عمر اُسکی ہوئی اُس مقام مین عبادت خدا کرے اور دنون مین روزے رکھے اور راتون کو عبادت خدا مین صبح کرے پہر خدا سے ملاقات کرے اُس حالمین کہ وہ ستی اور ولایت میرے اہلبیت کی نرکھتا ہو تو اسکو وہ عبادت کچھ نفع نہدیگی اور یہی انس سے روایت کی ہے کہ جناب

رسولخدا نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ روز قیامت ایک جماعت کو مبعوث کریگا کہ منہ اُنکے نور سے روشن ہونگے اور اوپر کپڑے نور کے پہنے ہونگے اور جامے نور کے پہنے ہونگے اور مثل پیغمبروں کے سایہ عرش الٰہی میں ہونگے مگر پیغمبر نہونگے اور بمنزلہ شہدا کے ہونگے مگر شہید نہونگے یہ فرماکر جناب رسولخدا نے ہاتھ اوپر سر مبارک علیؑ کے رکھا اور فرمایا کہ یہ اور شیعہ اسکے ہونگے اور شیخ طوسی نے جناب امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ بروز قیامت خدا تعالےٰ بعد فارغ ہونے حساب کے کنجیان بہشت اور دوزخ کی مجھ دیگا اور میں تجھے دونگا اور کہونگا کہ جسکو چاہو جہنم میں بھیج اور جسکو چاہو بہشت میں داخل کرا اور یہی جناب امام محمد باقرؑ سے اور اُس جناب نے اپنے آباؑ طاہرین سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ محبت ہم اہلبیت کی سات جگہ کہ دہشت اُن جگہونکی زیادہ تر ہے نفع دیگی وقت مرنے کے اور قبر میں اور وقت مبعوث ہونیکے اور جسوقت کہ نامہ اعمال کو دست راست و چپ میں دینگے اور وقت حساب کے اور نزدیک میزان کے کہ اعمال خلائق کے وزن کیے جائینگے اور نزدیک صراط جیساکہ پہلے ذکر ہوچکا اور یہی فرمایا رسولخدا نے کہ اے علیؑ جسکے دلمیں تیری محبت ہوگی اگر اُسکا ایک پاؤں صراط پر سے لغزش کریگا تو البتہ دوسرا پاؤں اُسکا جم جائیگا حاصل یہ کہ صراط پر سے دوست علیؑ کا جہنم میں نگریگا اور یہی مناقب خطیب میں مذکور ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ جبرئیل جانب رب جلیل سے ایک ورق سبز پر سفیدی سے لکھا ہوا لائے کہ بیشک فرض کی سب خلائق پر محبت علی بن ابی طالب کی پس پہنچا تو ہُں حکم کو اور کہدیے ہیں اُنکو اپنی سب اُمت سے اور یہی اسی کتاب میں ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ ارشاد کرتا ہے کہ جسنے حق علیؑ کا پہچانا وہ میں خوش ہوا اور جسنے انکار کیا اُسکی حق کا وہ ملعون اور زیانکار ہوا قسم ہے مجھے اپنی عزت و جلالت کی داخل کرونگا میں جہنم میں اُس شخص کو جو نافرمانی کریگا علیؑ کی اگرچہ میری نافرمانی کرے دیکھو کہ خطب خوارزم نے باوجودیکہ سنی المذہب ہے ان احادیث کو لکھا ہے اور یہی شیخ طوسی نے بسند معتبر جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ تمہیں خوشخبری دوں اے علیؑ عرض کی ہاں یارسول اللہ فرمایا کہ اے علیؑ مجھکو اور تجھکو ایک طینت یعنی ایک خاک سے پیدا کیا ہے اور ہماری خاک میں جو کچھ ترکیب ہوئی اُس سے ہمارے شیعہ پیدا ہوئے ہیں اور بروز قیامت سب کو ماں کے نام سے پکارینگے مگر ہمارے شیعوں کو کہ اُنکو اُنکے باپ کے نام سے پکارینگے سو اسلیے کہ شیعہ ہمارے حلال زادے ہوتے ہیں اور اے علیؑ خداوند عالم نے فرزندان آدم کو درختوں مختلف سے پیدا کیا ہے پس ہم اصل اُس درخت کی ہوں اور تو فرع اُسکی ہے اور حسنؑ اور حسینؑ شاخیں اُسکی ہیں اور شیعہ ہمارے ورق اُسکے ہیں پس جو شخص چنگل مارلیگا اُسکی شاخوں کے ساتھ خدا تعالےٰ اُسکو بہشت میں داخل کریگا اور یہی کتاب الفردوس میں ابن عباس سے منقول ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ میں میزان علم کی ہوں اور علی دو پلے اُسکے ہیں اور حسنؑ اور حسینؑ دو ریسمان اُسکی ہیں اور فاطمہؑ علاقہ یعنے شاہین اُسکی ہے اور ائمہ میری ذریت سے عمود اُسکے ہیں وزن کیے جائیں گے اعمال ہمارے دوستونکے اور دشمنوں کے پس جسکے موازین ہیچ محبت علیؑ کے بہاری ہونگے پس وہ بیچ زندگانی پسندیدہ کے ہوگا اور جسکے موازین خفیف اور سبک ہونگے بسبب دشمنی علیؑ کے اور بباعث انکار کرنے اُسکی ولایت اور امامت کے پس ماوا اُسکا جہنم ہے اور یہی ہیں سے مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ روز قیامت پکاریگے علیؑ کو ان سات ناموں کساتھ اور کہیں گے کہ یا صدیق یا عابد یا ولی یا ہادی یا مہدی یا فتی یا علیؑ مرا نت دوستت

الی الجنۃ بلا حساب یعنی جاتو اور شیعہ تیرے جنت مین بغیر حساب **فصل بارہوین** بیچ ذکر اولاد جناب علی بن ابی طالب کے اور انکی عدد اور اسامی مین واضح ہو کہ انکی اولاد ستائیس ۲۷ تہین گیارہ بیٹے اور سولہ بیٹیان پس بیٹے اول امام حسن دوسرے امام حسین والدہ ماجدہ انکی فاطمہ زہرا بنت جناب سید المرسلین تہین - تیسرے محمد کنیت انکی ابو القاسم والدہ انکی خولہ بنت جعفر بن قیس الحنفیہ یربوع تہین چوتھے حضرت عباس پانچوین جعفر چھٹے عثمان ساتوین عبد اللہ والدہ ان چارون صاحبون کی ام البنین بنت حزام بن خالد بن وادم تھین اور یہ سب صاحب جناب امام حسین کے ساتھ کربلا مین شہید ہوئے جناب عباس کی کنیت ابا فربہ تہی اور آپ کو سقائے اہلبیت بہی کہتے ہین اسواسطے کہ وہ جناب دریائے فرات سے فرزندان جناب امام حسین کے لئے مشک پانی کی بھر کر لائے تہے مگر راہ مین شہید ہوئے اور خیمہ تک مشک نہ پہنچا سکے اور عمر جناب عباس کی چونتیس ۳۴ برس کی تہی اور فضائل آپکے بہت سے ہین اور عمر عبد اللہ کی پچیس برس کی تہی اور عمر جعفر کی اکیس ۲۱ برس کی تہی آٹھوین عمر والدہ انکی ام حبیب بنت ربیعہ تہین ہے اور بہن اونکی رقیہ توام پیدا ہوئی تہی نوین محمد اصغر کنیت انکی ابو بکر تہے دسوین عبد اللہ والدہ ان دونون صاحبون کی لیلےٰ بنت مسعود دارمیہ تھین اور یہ دونون بھائی بہی کربلا مین جناب امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے گیارہوین یحیی والدہ انکی اسماء بنت عمیس الخثعمیہ تہین اور چھوٹے ہی سن مین جناب پیر کے سامنے انتقال کر گئے تہے اور انکی ماں کی طرف کے بھائی یعنے برادران خیافی عبد اللہ اور محمد اور عون بیٹے جعفر بن ابی طالب کے تہے - اور محمد بن ابی بکر بہی برادر مادری تہا اور **بیٹیان** آپکی بس ایک زینب کبری تہین اور دوسرے زینب صغرا کنیت انکی ام کلثوم والدہ ان دونون کی جناب فاطمہ تہین تیسری رقیہ بنت ام حبیب بنت ربیعہ چوتہی ام الحسن پانچوین رملہ والدہ ان دونون کی ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی تہین چہٹی رقیہ اور یہ ام کلثوم صغری تہین ساتوین زینب صغری آٹھوین ام ہانی نوین ام الکرام دسوین جمانہ کنیت ان کے ام جعفر تہی گیارہوین امامہ بارہوین ام سلمہ تیرہوین زینب صغری چودہوین میمونہ پندرہوین خدیجہ سولہوین فاطمہ یہ سب کئی ماں سے تہین اور کتب طرفین مین مذکور ہی کہ بعد بی بی جناب فاطمہ کا حمل کہ جسکا نام رسول انام نے محسن رکھا تہا ساقط ہوا تہا پس اوپر اس تقدیر کے اٹہائیس ۲۸ اولاد آپکی ہوئی نہ ستائیس ۲۷ اور حال تزویج بعض دختر جناب امیر کا یہ ہے کہ زینب کبری بنت جناب فاطمہ بنت رسول اللہ منسوب ہوئین عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے اور اولاد انکی علی اور جعفر اور عون اکبر اور ام کلثوم ہوئین اور جناب زینب کبرے نے اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ زہرا سے بہت اخبار و احادیث بیان کی ہین اور زینب صغری کہ جنکو ام کلثوم کہتے ہین وہ منسوب ہوئین ساتہ محمد بن عقیل کے اور رقیہ بنت علی منسوب ہوئین ساتہ مسلم بن عقیل کے اور پیدا ہوئے انسے عبد اللہ اور یہ شہید ہوئے کربلا مین اور علی محمد سیر ان مسلم اور ام ہانی پس منسوب ہوئین ساتہ عبد اللہ اکبر بن عقیل سے پیدا ہوئے انسے محمد اور قتل ہوئے کربلا مین اور دوسری عبد الرحمن اور میمونہ بنت علی منسوب ہوئین عبد اللہ اکبر بن عقیل سے انسے عقیل ابن عبد اللہ اور رقیہ منسوب ہوئین عبد اللہ اکبر بن عقیل سے پیدا ہوئین انسے ام عقیل اور زینب

فصل ۱۲ خطیب خوارزمی نے واضح ہو کہ ناظرین دیانت مآثر یہ خاکسار کا سطرح لکھا ہے کہ تعداد اولاد بیان نہین ہوئی اور معتمد علیہ نہین ہے بعضے نے بہت طول کیا اور بعضے نے قلت اور راست یہ ہے کہ ہمارے مسیطرف ہوتی شائع جمع جو ڈی کلامان ہی جو ڈی ماتحور تہین رسول کہ اول بروشل کہان لے آہ ہوتے تہین تیلیا آپکی بی بی کی سیاہ تیغون کہ چشم شمل وار یہ سعید اللہ دوشان نہ - وردی شارک ٹون برگ کاب رحمہ ہوتے ہیں تیلیا تہا بی باب یہ تہا تو لینہ ہوتے ہیں بی بی بارک تہ مقصد سہ راون سے صاف بتا تین مین کہل شب جیا کہ ہوتے ہیں تہا یہ دشان بہی تہی تہا تا بل صدد دیکھے کے تہا ۱۲

صغری منسوب ہیں عبد الرحمان ابن عقیل سے پیدا ہوئیں انسے حمید اور امامہ بنت علی منسوب ہوئیں صلب بن عبد اللہ بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب سے پیدا ہوئیں انسے فقیہ ؛

باب تیسرا پنج بیان معجزات جناب امیر علیہ السلام کے

معجزہ اول واضح ہو کہ معجزہ ماخوذ ہے عجز سے اور عجز کے معنے لغت میں ناتوانی کے ہیں اور معجزہ اسم فاعل ہے باب افعال سے اور عاجز کے معنی ناتوان اور عاجز کرنیوالے ہیں اور معجزات جمع ہے معجزہ کی اور معجزہ کے معنے اصطلاح میں امر خارق عادت کے ہیں کہ جو مقرون ہوں ساتھ دعوت نبوت اور امامت کے اور خارق کے معنے پھاڑ نیوالے کے ہیں اور چونکہ کرامت ولی کی بھی عادت کو پھاڑتی ہے یعنے عادت کے خلاف ہوتی ہے اسواسطے اسکو معجزہ اور کرامت کہتے ہیں پھر جو شخص دعوی کرے نبوت یا امامت کا اور اپنے دعوی کی تصدیق کے لئے جو عادت کے خلاف ہو یعنی اور کسی سے وہ امر نہ ہو سکے دکھلائے اسکا نام معجزہ ہے اور بعض علمائے معجزہ اور کرامت میں فرق کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ معجزہ وہ شے ہے کہ جو مقرون بدعوی نبوت یا امامت ہو اور کرامت وہ خرق عادت ہے کہ جو بلا دعوی مذکور ہو اور اکثر معتزلہ اور قدماء شیعہ ان دونوں میں کچھ فرق نہیں کرتے اور یہی معتزلہ ان دونوں امر کو مخصوص پیغمبروں کے جانتے ہیں بخلاف علماء فرقہ شیعہ کہ انکے نزدیک یہ دونوں امر مخصوص ہیں انبیاء اور اوصیاء انبیا کے پس بنا بر مذہب معتزلہ اور فرقہ شیعہ لازم نہیں کہ معجزات اور کرامت نزدیک دعوی نبوت یا امامت کے ہو لہذا ہمارے علماء شیعہ اس چیز کو کہ جو قبیل خوارق عادت ہو انبیا اور اوصیا سے قبل دعوت بلکہ پیش از ولادت یا بعد وفات انسے ظہور میں آئے اسکو معجزہ کہتے ہیں اور یہی جاننا چاہئے کہ جو معجزات خدا تعالے نے سب انبیا اور انکے اوصیا کو دئے ہیں وہ سب ہمارے پیغمبر اور انکے اوصیا کو بھی دئے ہیں اور سوائے انکے اور معجزات اور فضائل ہمارے پیغمبر اور ہمارے ائمہ کو ایسے دئے تھے کہ وہ کسی پیغمبر اور وصی پیغمبر کو نہیں دئے ہیں اور معجزات و کرامات جناب رسالت مآب اور اہلبیت عصمت و طہارت کے اسقدر ہیں کہ کوئی شخص انکا حصر نہیں کر سکتا اور کسیکو ان سب پر اطلاع حاصل نہیں ہو سکتی مگر بتقدیر یہ کہ جو اخبار و احادیث سے متبعین اخبار کو فی الجملہ اطلاع حاصل ہوئی از انجملہ چند معجزات اس رسالہ میں درج کئے جاتے ہیں **معجزہ اول** اگرچہ یہ معجزہ مشتمل ہے حال ولادت جناب امیر علیہ السلام مگر چونکہ یہ روایت غیر مشہور ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ سب مورخ کعبہ کے اندر ہی ہوئے ہیں لہذا اسکو باب معجزات میں لکھدیا ہے پس روضۃ الواعظین میں اور اور بعض کتاب میں جابر سے روایت کی ہے کہ اسنے کہا کہ بوچھا میں نے رسول خدا سے حال ولادت جناب امیر کا فرمایا آپ نے کہ اے جابر تو نے سوال کیا بہترین اس شخص سے کہ جو بعد میرے متولد ہوا ہے اور سنت حضرت عیسی کی اسمیں جاری ہوگی مدت تک خدا تعالے نے پیدا کیا ہے مجھ اور علی کو ایک نور سے پہلے سب چیز کے پیدا ہونے سے پس ہم عالم ملکوت میں تسبیح اور تقدیس ہی لایموت کی کرتے تھے جب خدا تعالے نے چاہا چار برس بعد پیدا ہونے ہمارے نور کے حضرت آدم کو پیدا کیا تو ہمکو انکی صلب میں ودیعت رکھا پس میں جانب راست انکی قرار پکڑا اور علی نے جانب چپ انکی پھر نقل کیا اس نور نے انکی صلب سے طرف اصلاب طاہرہ اور ارحام مطہرہ کے تا اینکہ مجھی صلب پاکیزہ عبد اللہ

ابن عبد المطلب سے خارج کیا اور بہترین رحم میں کہ رحم آمنہ کا تھا قرار دیا اور علی کو صلب پاک ابو طالب سے خارج کیا اور رحم پاکیزہ میں کہ وہ رحم فاطمہ بنت اسد کا تھا قرار دیا پس جناب رسولخدا نے فرمایا کہ ہو جابر پہلی ہی سے کہ علی شکم مادر میں قرار پکڑی ہیں زنانہ میں ایک عابدہ تہامہ سے مشرم بن وعب عبادت و زہد میں شہرہ آفاق ایک سو توے برس اپنی عمر کے اُسنے عبادت خدا میں بسر کئے بڑا درجہ کمال اخلاص اور صدق دلسے عبادت کرتا تہا مگر ہیں مدت عمر میں اپنی کوئی حاجت خدا تعالے سے طلب نہ کی تہی ایک روز اُسنے خداوند جلیل سے سوال کیا کہ اے معبود برحق مجہکو کسی اپنے دوست ترین دوست کے زیارت کرا خدا تعالے نے ابو طالب کو اُسکے پاس بہیجا مشرم نے جو ابو طالب کو دیکھا اور انوار جلالت کو اُنکی جبین میں سے مشاہدہ کیا تو اُٹھ کہڑا ہوا اور پیشانی نورانی پر اُنکی بوسہ دیا اور اپنے روبرو بٹھلایا اور پوچھا کہ تم کون ہو ابو طالب نے کہا کہ میں ایک مرد ہوں اہل تہامہ سے کہا کونسے تہامہ سے ابو طالب نے فرمایا کہ عبد مناف سے کہا کونسے شعبہ عبد مناف سے ہو کہا فرزندان ہاشم سے راہب نے جو یہ سُنا تو پھر اُٹھکر دوبارہ اُس جناب کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ حمد و شکر اُس خدا کو جسنے میرے سوال کو عطا کیا یعنے دنیا سے مجہے نہ لیگیا جبتک کہ اپنے دوستوں میں سے ایک دوست کو نہ دیکہلا لیا پھر مشرم نے کہا کہ بشارت ہو تجہے کہ خدائے تعالے نے مجہے تیرے باب میں ایک بشارت الہام کی ہے ابو طالب نے پوچھا کہ وہ کیا ہے مشرم نے کہا کہ تیری صلب سے ایک فرزند وجود میں آئیگا کہ وہ ولی ہوگا خدا کا اور پیشوا ہوگا متقیوں کا اور وصی ہوگا رسول پروردگار عالمیان کا پس جب اُس فرزند کو پاوے تو تو سلام میرا اُسکو پہنچانا اور کہنا کہ مشرم نے تمہیں سلام کہا ہے اور گواہی دیتا ہے وحدانیت خدا کی کہ کوئی اُسکا شریک نہیں اور گواہی دیتا ہے کہ محمد بندہ اور رسول اُسکا ہے اور تو ولی اور وصی برحق اُسکا ہے اور محمد پر تمام ہوئی ہے پیغمبری اور تجہپر اور گیارہ تیرے فرزندوں پر تمام ہوئی ہے وصیت ابو طالب یہ بشارت سنکر روئے اور پوچھا کہ اُس فرزند کا کیا نام ہوگا اُسنے کہا کہ نام اوسکا علی ہوگا ابو طالب نے کہا کہ ہے مشرم تیری ان باتوں کی حقیقت مجہپر جب ظاہر ہوگی تب کوئی اور برہان ہویدا اور دلیل واضح دکھلائے مشرم نے کہا کہ پھر تم اسوقت مجہسے کیا چیز چاہتے ہو کہ تا میں خدائے تعالے سے تمہارے لئے وہ چیز طلب کروں اور وہ تمہیں عطا کرے تا میرا صدق تمپر ظاہر ہو ابو طالب نے کہا کہ میں اسوقت طعام بہشت چاہتا ہوں راہب نے دعا کی ہنوز اُسکی دعا تمام نہوئی تہی کہ ایک طبق انگور اور رطب اور انار بہشت سے ابو طالب کے پاس حاضر ہوا ابو طالب نے اُنمیں سے ایک انار اُٹھا لیا اور خندان اپنی دولت سرا کو مراجعت کی اور گہر میں آکر شکونا ناول کیا خدا تعالے نے اُس انار سے نطفہ اُنکی صلب میں قرار دیا اُسی شب فاطمہ بنت اسد کو جناب حمیرا کا حمل رہا پس مہابت اور شوکت سے اُس جناب کی زمین حرکت میں آئی اور کئی روز تک لرزان رہی اور قریش پر اس سبب سے خوف عظیم طاری ہوا سب نے مشورہ کیا کہ اپنے بتوں کو کوہ بیجل کر اُنسے سوال کریں شاید کہ زلزلہ ہمپر سے دور ہو جاوے پس جو ہبل قریش تہوں کو کوہ ابو قبیس پر لیگئے زلزلہ نے اور شدت کی اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور بت منہ کے بل گر پڑے قریش یہ حال دیکھکر خجل منفعل ہوئے اور کہا کہ اس بلا سے ہمیں رہائی ممکن نہیں ہے اتنا میں ابو طالب پہاڑ پر آئے اور اُن سب سے کہا کہ اے گروہ قریش بدرستیکہ خدا تعالے نے اس شب ایک بندہ مبارک کو پیدا کیا ہے کہ اگر تم اُسکی اطاعت اور اُسکی ولایت کا اقرار نکرو گے اور اُسکی امامت کی شہادت ندو گے تو یہ زلزلہ تم پر سے دور نہوگا اور کوئی گہر تمہارے

تمہاری دعا ہی باقی رہیگا سب نے کہا کہ اے ابوطالب جو کچھ کہ تم فرماؤ گے ہم وہی کرینگے یہ سُنکر ابوطالب نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کئے اور رو کر کہا کہ الٰہی وسیدی باسلک المحمدۃ والعلویۃ العالیۃ وبالفاطمۃ البیضاویۃ الا تفضلت علی تہامۃ بالرافۃ والرحمۃ یعنے اے خدا میرے اور اسے سیدے سوال کرتا ہوں میں تجھسے بحق ملت محمدؐ کے کہ پسندیدہ ہے اور بطریقہ علیؑ کے کہ بلند مرتبہ ہے اور بطریقہ فاطمہؑ کے کہ روشن ہے اور نورانی ہے کہ البتہ تفضل کر تو اوپر اہل تہامہ کے ساتھ تفضل اور رافت کے راوی کہتا ہے کہ پس جناب رسولخدا نے قسم یاد فرمائی اور کہا کہ بحق اُس خداوند عالم کے کہ جسنے دانہ کو شگافتہ کیا اور گیاہ اُس سے باہر لایا اور سب خلق کو اُسنے پیدا کیا کہ سب عرب نے ان کلمات کو لکھا اور جب کسیکو کسی جگہ کوئی شدت رُو دیتی تھی تو ان کلمات کے ساتھ دعا کرتا تھا پس فوراً دعا کی قبول ہوتی تھی حالانکہ ان کلمات کے معنی کی حقیقت نہ جانتے تھے پس جب جناب ائمہؑ متولد ہوئے تو ایک روشنی عظیم آسمان میں پیدا ہوئے اور نور کو ستاروں کے مضاعف کر دیا قریش یہ حال دیکھکر متعجب ہوئے اور کہا کہ آسمان میں کوئی حادثہ نیا پیدا ہوا ہے اسوقت ابوطالب گھر سے باہر آئے اور بازاروں اور کوچوں میں مدینہ کے پھرتے تھے اور باواز بلند کہتے تھے کہ یا ایہا الناس تمام ہوئی وہ حجت خدا کی ابوطالب کو جو لوگوں نے دیکھا تو سب اوسکی طرف دوڑے اور پوچھا کہ یہ نور کیسا ہے کہ جو ہم آسمان میں اسوقت دیکھتے ہیں ابوطالب نے کہا بشارت ہو تمہیں کہ پیدا ہوا ہے اس شب کو دوست دوستان خدا سے کہ خدا تعالے کامل کریگا اسمیں خصلتیں نیک اور اسکی ساتھ ختم کریگا اوصیائے پیغمبران سلف کو اور وہ پیشوا ہوگا متقیوں کا اور یاری کرنیوالا دین خدا کا اور برانداختہ شیطان کا اور خشم میں لانیوالا منافقوں کا زینت عبادت کرنیوالوں کا وصی پیغمبر آخر الزمان کا پیشوا راہ پانیوالوں کا جو تلک وقت کا کلید علم و حکمت کا دور کرنیوالا شک کا پس ابوطالب پیوستہ ان کلمات کو کہتے تھے یہانتک کہ صبح ہوگئی پس ابوطالب غایب ہوگئے اور چالیس دن تک غایب رہے جابر نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ کہاں گئے تھے فرمایا کہ مشرم کے ڈھونڈنے کو گئے تھے اور وہ مرگیا تھا کوہ لکام میں راوی کہتا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اے جابر یہ حدیث کو نااہل سے مخفی رکھنا کہ یہ ہمارے مکتومہ اور علوم مخزونہ خدا تعالے سے ہے اے جابر بدرستیکہ مشرم نے ابوطالب سے وصف غار کا کہ کوہ لکام میں ہے بیان کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ یہں جگہ تم آنا پس مجھی زندہ اور یا مردہ وہاں پاؤ گے اور وہ کوہ چالیس منزل تھا مکہ معظمہ سے جب ابوطالب وہاں گئے اور غار میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مشرم ایک چادر میں لپٹا اور بقبلہ سر ہوا پڑا ہے اور دو مار ایک سیاہ اور دوسرا سفید اُسکے نزدیک بیٹھے ہیں اور اُسکی محافظت کرتے ہیں تا کسی جانور سے اُسکو آسیب نہ پہنچے اور کوئی شے اُسکو گزند نہ پہنچائے وہ سانپ ابوطالب کو دیکھکر غار میں چھپ گئے ابوطالب مشرم کے پاس گئے اور کہا کہ السلام علیک یا ولی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پس خدا تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے مشرم کو زندہ کیا پس وہ اُٹھا اور ہاتھ منہ پر پھیر کر کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمد عبدہ ورسولہ وان علیا ولی اللہ والامام بعد نبی اللہ ابوطالب نے مشرم سے کہا کہ بشارت ہو تجھے اے مشرم کہ علی زمین پر آیا مشرم نے پوچھا کہ کیا علامت ظاہر ہوئی ابوطالب نے کہا کہ دو ثلث شب گزری تھی کہ فاطمہ بنت اسد کو دردزہ عارض ہوا میں نے پوچھا اُسنے کہ اے عمہ میں زمان زمان تمکو کیا ہوا ہے انہوں نے کہا کہ اسوقت میں اپنے میں ایک اضطراب مشاہدہ کرتی ہوں میں نے اُنپر اسم اعظم الٰہی کو پڑھا کہ اُنکا اضطراب ساکن ہو پھر میں نے اُنسے کہا کہ اگر تم کہو تو میں کچھ عورتوں کو بلا لاؤں تا کہ وہ اسوقت میں تمہاری معاون ہوں

اُنہوں نے کہا کہ جو کچھ تم مناسب سمجھو وہ کرو پس جب ہم میں اُٹھا کہ کسیکو لے آؤں ناگاہ ایک گوشہ خانہ سے صدا آئی کہ اے ابوطالب
ٹھہر جاؤ کہ ابھی بدن کو دست آلودہ بگناہ مس نکرنیگا تھے ہی میں چار عورتیں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ چاروں عورتیں کعبہ سے
آئیں تھیں جامے حریر سفید کے پہنے ہوئیں کہ خوشبو اُنکی بہتر مشک و زعفران سے تھی پس اُنہوں نے آکر کہا کہ السلام علیک
اے حبیب خدا فاطمہ نے بھی اُنکی سلام کا جواب دیا پس اُنکی روبرو بیٹھ گئیں اور غالیہ اور ابریق نقرئی آب کوثر سے بھرا ہوا
نکالا اور فاطمہ کی بہت دلداری کی یہانتک کہ امیرالمومنین متولد ہوئے اور جب وہ پیدا ہو چکے تو میں بیتاب ہو کر اُنکی نزدیک
گیا ناگاہ دیکھا میں نے کہ وہ سجدے میں گئے ہیں اور مثل خورشید تابان کے نور اُس سے ساطع ہے اور وہ کہتا ہے اشہد ان لا الہ
الا اللہ و ان محمد ا رسول اللہ و ان علیا وصی محمد رسول اللہ محمد تختم الانبوۃ و علی تتم الوصیۃ و انا امیرالمومنین پس ایک
عورت نے اُنہیں ہاتھ دراز کر کے اُسکو زمین پر سے اُٹھا لیا اور اپنے دہن میں رکھا جب اُس حضرت کے نظر اُس عورت پر پڑی
تو بزبان فصیح و بلیغ کہا کہ السلام علیک یا ام اُنہوں نے بھی جواب سلام کا دیا اور کہا کہ علیک السلام اے فرزند گرامی
حضرت نے کہا کہ کچھ خبر میرے پدر عالیقدر سے رکھتی ہو اُس بی بی نے کہا کہ ہاں نعمتوں میں حق تعالے کی پلتا ہے اور تقرب
اُسکی وصال کی کرتا ہے میں نے جو یہ بات سُنی تو بیتاب ہو کر پوچھا کہ اے فرزند آیا میں باپ تیرا نہیں ہوں اُسنے کہا کہ
ہاں تم میرے باپ ہو مگر میں اور تم دونو صلب دم سے پیدا ہوئی ہیں اور یہ ہان میری حوا ہیں میں نے جو سُنا تو ماری شرم کے
دہن سے مُنہ چھپا لیا اور گوشہ خانہ میں جا کر چھپ گیا پس ایک اور عورت اُس طفل کے نزدیک آئی اور ظرف غالیہ کا
ہاتھ میں اُسکی تھا اُسنے علی کو لیا علی نے اُسی دیکھا کہا کہ السلام علیک ای خواہر اُس عورت نے بھی کہا کہ علیک السلام اے
برادر پس علی نے پوچھا کہ میرے عم سے خبر رکھتی ہو اُس بی بی نے کہا وہ حال نیک ہیں اور اُنکو سلام کہا ہے مجھے پوچھا کہ اے
فرزند یہ خواہر تمہاری کون ہے اور وہ عم تمہارا کون ہے کہا کہ یہ مریم دختر عمران ہے اور عم میرے عیسے ابن مریم ہیں
پس اُس بی بی نے بوئے خوش اُس ظرف غالیہ سے نکال کر اُسکو خوشبو کیا پس میری بی بی نے اُسکو اپنی گود میں لیا اور ایک جامہ
میں کہ اپنے ساتھ لائیں تھیں اُسکو پہنایا ابوطالب کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر تم موت میں اسکا ختنہ کرا دیتا تو سہل
آسان ہو جاتا اور اُسی وقت میں سنت عرب کی یہ تھی کہ پیدا ہوتے ہی لڑکے کی ختنہ کرا دیتے تھے اُس عورت نے کہا کہ اے ابوطالب
یہ فرزند طاہر و مطہر پیدا ہوا ہے اور یہ گرمی آہن کی نہ چلیگا مگر ہاتھ سے ایک مرد کے کہ خدا اور رسول اور ملائکہ آسمان
اور پہاڑ اور دریا اُسکو دشمن رکھتے ہیں اور ہمیشہ لعنت کرتے ہیں اور آتش جہنم اُسکی مشتاق ہے ابوطالب نے پوچھا کہ وہ مرد کون ہے
کہا کہ وہ ابن ملجم علیہ اللعنۃ ہے کہ اُسکو مسجد میں شہید کریگا وفات جناب رسولخدا کے تیئس برس بعد کہ یہ میں جناب رسولخدا
تشریف لائے اور علی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کچھ باتیں آپکے کان میں کہیں اور علی نے بھی کچھ سرا حضرت سے عرض
کیے پس وہ عورتیں غائب ہو گئیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ کاش میں اُن دو عورتوں باقیہ کو بھی پہچانتا کہ جناب میرے بالہام
خدا کہا کہ اے پدر بزرگوار زن اول حوا مادر عالمیان تھیں اور دوسری مریم دختر عمران تھی اور جس عورت نے کہ مجھے چادر
میں لپیٹا تھا وہ آسیہ زن فرعون تھی اور جسنے مجھے خوشبو کیا تھا مادر موسی بن عمران تھی پھر مجھے کہا کہ تم مشیم کے پاس
جاؤ اور اُسکو بشارت دو میری پیدائش کی اور جو کچھ دیکھا ہے اور سُنا ہے بیان کرو اور اُسکو فلاں موضع میں تم پاؤ گے

ل اس حدیث کو ابن بابویہ نے بھی اپنی کتاب امالی میں بسند متصل ابن عباس سے روایت کیا ہے اور ابن شہر آشوب نے بھی مناقب میں اسی طرح لکھا ہے

اور ان سانپون کی بھی مجھ کو خبر دی تھی پس میں ہو جب انکی فریاد کو یہاں آیا ہوں اور وہ طفل جب بہت ہمارے جناب رسولخدا سے کہہ چکا تو پھر ظرف حالت طفولیت کے رجوع کی اور ساکت ہو گیا مشرم یہ سنکر سجدے میں گیا اور خدا تعالے کا شکر بجا لایا اور پھر رو بقبلہ لیٹ گیا اور ابو طالب سے کہا کہ میرے منہ پر چادر ڈالدو بینے جو میں جامہ اُنکے منہ پر ڈالا وہ سرے باقی کو رحلت کر گیا تین روز بعد ہمکے اور زمین وہان ٹھیرا رہا اور ہر چند کہ میں مشرم سے باتیں کرتا تھا کچھ جواب نہ پاتا تھا پس وہ دونوں سانپ باہر آئے اور مجھ پر سلام کیا اور کہا کہ اب تم جاؤ اور ولی خدا سے ملحق ہو کہ تم حرم استمین ہمکی اور دشمنی سزاوار زیادہ ہو بینے اون سانپونسے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم عمال اُنکے شایستہ ہیں خدا تعالے نے ہمکو اُنکے اعمال نیک سے پیدا کیا ہے تا قیامت تک ہمکی محافظت اذیتوں سے کیا کریں اور جب دن قیامت کا ہوگا تو ایک ہم میں سے اُنکے آگے ہوگا اور ایک اُنکے پیچھے اور اُنکی رہنمائی کرینگے بہشت کیطرف پس ابو طالب مکہ کی طرف پھرے جا رہے تھے کہ جب ابو طالب نے جناب رسولخدا سے یہ ماجرا عرض کیا تو مجھے کہا کہ بہت بڑا آدمی کہتے ہیں کیا ابو طالب کا فرتھے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے جابر پروردگار عالم دانا تر ہے ساہ غضب اے جابر شب معراج جو میں پہنچا عرش پر تو نور دیکھے میں نے کہا الٰہی یہ نور کیسے ہیں ندا آئی کہ اے محمد صلعم ایک عبد المطلب اقرار دوسرا عم تیرا ابو طالب ہے اور تیسرا باپ تیرا عبد ہے اور چوتھا بھائی تیرا طالب ہے ایک وہیت میں جعفر بن ابی طالب ہے حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ پروردگار انہوں نے کس سبب سے یہ درجہ پایا خدا تعالے نے فرمایا اس سبب سے کہ یہ اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے اور اپنی قوم سے تقیہ کرتے تھے اور اونکی آزار و ضرر صبر کرتے تھے یہانتک کہ دنیا سے انہوں نے رحلت کی اور بعض معجزات مشہورہ جناب امیر سے ایک حدیث بساط ہے اور بطریق اہل سنت کے انکی بعض کتب معتبرہ میں منقول ہے مگر مختلف طریقوں سے از انجملہ انس بن مالک سے منقول ہے کہ سنے کہا کہ ایکروز کسی قبیلہ سے ایک بساط یعنے فرش رسول خدا کے واسطے آیا آپنے انس سے فرمایا کہ ہمکو بچھاؤ اور اُن دس آدمیونکو کہ جو عشرہ مبشرہ ہیں بلا کر اس لباس پر بٹھاؤ پس بینے اونکو بلا کر اسپر بٹھلایا پھر امیر المومنین کو بلایا اور تا دیر انسے آپنے سرگوشی کی من بعد جناب امیر بھی اُس بساط پر آنکر بیٹھے اور ہو کو حکم دیا کہ ہمکو اوڑھا کر لپیٹ لو ہمکو اُسنا کہ بہت تیزی اور تندی کے ساتھ لپیٹی پھر اُس جناب نے ایک جگہ پہنچکر ہوا سے ارشاد کیا کہ ہمیں اس زمین پر اتار دے جب وہان اُترے تو آپنے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کونسی جگہ ہے ہمنے عرض کی کہ ہم نہیں جانتے فرمایا کہ یہ جگہ کہف رقیم ہے کہ اصحاب کہف اسی جگہ سوتے ہیں تم اُٹھو اور اُنپر سلام کرو ہم میں سے ایک ایک اُٹھا اور اُنپر سلام کیا وہانسے کچھ جواب نہ آیا پھر جناب امیر اُٹھے اور فرمایا کہ السلام علیکم یا معاشر الصدیقین والشہداء ہمنے سنا کہ سب نے جواب دیا اور کہا وعلیک السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ہمنے اُس جناب سے عرض کی کہ کیا سبب ہے کہ انہوں نے ہمارے سلام کا جواب نہ دیا اور آپکے سلام کا جواب دیا جناب امیر نے اصحاب کہف سے وجہ اسکی پوچھی انہوں نے کہا کہ ہم گروہ صدقا اور شہدا کو حکم ہے کہ مرنے کے بعد کسی سے تم کلام نکرو مگر پیغمبر سے یا وصی پیغمبر سے یہ سنکر جناب امیر نے ہوا کو حکم کیا کہ اب ہمیں بچل ہوا اُتر اگر بچلی تھوڑی دیر کے بعد ہوا نے فرمایا کہ ہمیں یہان اوتار دی اُسنے ہمیں جب اوتارا تو ہمنے اپنی تئیں زمین مدینہ میں پایا اور جناب امیر نے فرمایا کہ تم رسولخدا صلعم کو آخر رکعت نماز میں پاؤگے پس جب ہم آئے تو اُس جناب کو آخر رکعت میں دیکھا کہ سورہ کہف کو تلاوت فرماتے تھے اور اس آیہ پر پہنچے ہیں کہ ام حسبت ان اصحاب

الکہف الخ اور ثعلبی نے بھی کہ معتبرین مفسرین اہل سنت سے ہے اس روایت کو اسی طرح پر نقل کیا ہے مگر انہیں اسقدر اور زیادہ ہے کہ پھر اصحاب کہف نے رجوع کی طرف حالت خواب گی کے یعنے پھر سوگئے اور سویا کرینگے تاوقتیکہ مہدی ہادی خروج کریں جب وہ جناب خروج کرینگے تو اصحاب کہف پھر بیدار ہونگے اور خدا تعالیٰ انکو زندہ کریگا اور اس جناب کے سلام کا جواب دینگے اور پھر سو رہینگے اور قیامت تک سویا کرینگے اور جب قیامت برپا ہوگی تو یہ محشور ہوکر عرصہ قیامت میں آئینگے اور باسناد صحیح ابن جعد سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ ہمنے بصرے میں ایک مجلس میں دیکھا کہ انس بن مالک ہمیں حدیث بیان کر رہا ہے کہ ایک شخص مجلس میں سے کھڑا ہوا اور کہا کہ اے انس صاحب رسول اللہ یہ مرض برص تجھ کیونکر ہوا حالانکہ مینے اپنے باپ سے سنا ہے کہ میں نے رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ مومن برص و جذام میں مبتلا نہوگا انس نے کہا کہ یہ بسبب دعائے بندہ صالح کے ہے کہ دعا انکی میرے حق میں قبول ہوئی یہ سنکر سب لوگ اٹھکر انکے پاس آئے اور حال پوچھا انس نے قصہ بیان کیا کہ ایک روز طرف مشرق کے ایک بساط رسول مقبول کیواسطے آئی جناب رسول خدا نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ اے علی عشرہ مبشرہ کو اصحاب کہف کی زیارت کرا لاؤ اور مجھسے بھی کہا کہ اے انس تو بھی انکی ساتھ جا اور جو کچھ تو دیکھے اسکو مجھسے آکر بیان کر غرض ہم سب بساط پر جا بیٹھے اور جناب امیر نے ہوا کو حکم کیا اور ہوا بساط کو لیکر بلند ہوئی اسقدر کہ ہمیں ستارے دکھائی دینے لگے اور ہم ایک مکان سے دوسرے مکان پر گزرتے جاتے تھے تاانیکہ جناب امیر نے ہوا کو حکم کیا کہ بایں قطعہ زمین آہستہ آہستہ اتار دی جب ہم زمین پر اترے تو اس جناب نے فرمایا کہ یہی جگہ اصحاب کہف کی ہے جاؤ اور انہیں سلام کرو پس حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور طلحہ اور زبیر وغیرہ سب نے جاکر انہیں سلام کیا اور مینے بھی جاکر سلام کیا انکی سلام کا جواب انہوں نے دیا پھر علی بن ابی طالب اٹھے اور جاکر کہا کہ السلام علیکم یا اصحاب الکہف والرقیم الذین کانوا من آیاتنا عجبا پس ان سب نے ایکبار کہا علیک السلام یا وصی رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سب اصحاب کو خیال ہوا کہ انہوں نے ہمارے سلام کا جواب کیوں نہ دیا حالانکہ جواب سلام کا واجب ہے جناب امیر نے باعجاز انکے خیال کا حال معلوم کرکے اصحاب کہف سے پوچھا کہ تمہاں اصحاب رسول کے سلام کا جواب کیوں نہ دیا ان سب نے ایدفعہ کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ہم ایک گروہ ہیں کہ خدا پر ایمان لائے ہیں اور اللہ نے ہمیں ہدایت کی ہے اور ہمیں حکم ہوا ہے کہ کسکی سلام کا جواب دیں مگر نبی کا یا وصی نبی کا اور چونکہ تم وصی ہو خاتم رسل کے اور سید وصیین ہو اسواسطے ہمنے تمہارے سلام کا جواب دیا یہ سنکر جناب امیر نے فرمایا کہ اے اصحاب رسول اللہ سنا تمنے عرض کی ہاں سنا فرمایا اب تم سب بساط پر جا بیٹھو اور ہوا کو حکم دیا کہ ہمیں لیچل ہوا اڑا کر لیچلی ایک زمین پر پہنچکر اس جناب نے حکم کیا کہ یہاں ہمیں اتار دی جب ہم وہاں اترے تو دیکھا کہ رنگت زمین کی متغیر ہے اور گیاہ سوائے یبیس یعنے خشک کے اور کچھ نہیں ہے اور نہ کوئی چشمہ ہے نہ چاہ اور نہ پانی کہیں دکھائی دیتا ہے کہا کہ اے امیر المومنین وقت نماز کا پہنچا اور پانی اس سرزمین میں کہیں نہیں ہے کہ ہم وضو کریں پس اس جناب نے اٹھکر بہت طرف تطہیر کی جب پانی نہ دیکھا تو زمین پر ایک لات ماری کہ ایک چشمہ پانی کا پیدا ہوا نہایت شیریں خوشگوار ہمنے اس سے پانی پیا اور وضو بھی کیا آپنے فرمایا اگر یہ چشمہ نہوتا تو جبرئیل تمہارے واسطے بہشت سے پانی لاتا غرض ہمنے نماز پڑھی اور وہ جناب تا نصف شب عبادت خدا میں مصروف رہے پھر فرمایا کہ اب بساط پر جا بیٹھو اور چلو اور نماز

صبح کی ایک رکعت رسولخدا کے ساتھ پاؤگے غرض ایسا ہی ہوا کہ ہم نماز صبح مین جناب رسولخدا کے ساتھ شریک ہوئے اور ایک رکعت آپکے ساتھ پڑہی اور نماز سے فارغ ہوکر رسولخدا میری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا کہ اے انس جسوقت میرا ابن عم تجھسے ان امور کی کہ جو تو نے کی کرامات اور معجزات سے دیکھکر آیا ہے گواہی طلب کرے تو تو گواہی دیگا مینے عرض کی ہان یارسول اللہ پس جب بعد رحلت جناب رسولخدا حضرت ابوبکر بقہر وغلبہ متولی امامت کے ہوئے تو جناب امیر نے بحضور جماعت کہا کہ اے انس حکایت بسا ما چشمہ آب کو نقل کر اور اسکی گواہی دے مینے سنوقت گواہی جہپائی اور کہا کہ اے علی بسبب پیری اور بڑہاپے کے مسلوب الحواس ہوگیا ہون اور سب چیزونکو بھول گیا کوئی چیز مجھی یاد نہین ہے حضرت نے فرمایا کہ اے انس اگر تو نے مداہنہ کیا اور دانستہ گواہی کو چھپایا تو خدا تجھکو تیرے منہ پر سفیدی ظاہر کرے اور تیری پیٹ مین ایک آگ مشتعل اور آنکھین تیری نابینا کرے کہ تو ان عیبون کو چھپا نہ سکے انس کہتا ہے کہ ہنوز مین اس مجلس سے اٹھنے نہ پایا تھا کہ دعا اس حضرت کی قبول ہوئی اور یہ تینون مرض مجھ عارض ہوئے اور اب تین روز روزہ رکھنے پر ماہ رمضان کے قادر نہین ہون اسوقت کہ کہانا میرے معدے مین قرار نہین پکڑتا اور اسی حال پر رہا یہان تک کہ مرگیا اور عجیب یہ ہے کہ سنا گیا والعہدہ علی الراوی کہ اولاد بھی اسکی ایسی ہی ہوتی ہے یہ تو اہل تسنن کے مذکور ہے اور اور طریقہ حقہ امامیہ کثرہم اللہ کے سطح پر ہے جیسا کہ کتاب مجمع الرائق مین کہ بظاہر وہ جملہ مصنفات صدوق ابن بابویہ سے ہی مذکور ہے کہ ابن بابویہ نے بسند اپنے سلمان فارسی سے نقل کی ہے کہ ایکروز مین اپنے مولائے کونین امیر المومنین علیہ السلام کیخدمت مین حاضر تہا اور وہ وہ زمانہ تہا کہ آدمی عمر ابن الخطاب سے بیعت کرتے تہے اور اسوقت حضرت کے پاس محمد بن حنفیہ اور محمد بن ابی بکر اور عمار یاسر اور مقداد بھی تہے اور ہر باب سے سخن جاری تہا کہ ہمین امام حسن نے عرض کی کہ اے پدر عالیقدر جو کچھ ملک اور دولت کہ سلیمان بن داؤد کو دی گئی تہی آیا اس عطیہ مین سے کچھ بہرہ اور حصہ اسکے وصی کو بھی پہنچا تہا یہ سنکر آپنے تبسم فرمایا اور کہا کہ قسم اس معبود کی کہ جو دانہ خشک کو زمین مین سبز کرتا ہے اور قسم اس قادر کی کہ جسنے خاک تیرہ سے آدم کو پیدا کیا کہ جو کچھ کہ تیرے باپ کو دیا ہے کیسکو اولیا اور اوصیا ماضیہ سے نہین دیا اور آئندہ بھی کیسکو نہ ملیگا اور کوئی اس کرامت سے فایز نہوگا یہ سنکر امام حسن اور حضار نے التماس کیا کہ یا حضرت ہم چاہتے ہین کہ شمہ اسچیز کا جو وہب العطایا نے آپکو عطا کیا ہے ہم بھی مشاہدہ کرین اور دیکھین کہ تا باعث ازدیاد ایمان کا اور موجب تقویت والیقان کا ہو سید اوصیا نے فرمایا کہ حقا کہ امشب مین ایسا ہی کرونگا اور تمہین ایک چیز اون چیزون مین سے کہ خدا تعالے نے مجھکو کرامت فرمائی ہے دکھلاؤنگا پس حضرت یہ کہکر کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز ادا کی اور چند کلمہ زبان خلق ترجمان پر جاری کیے کہ کوئی شخص حاضرین مین سے نہ سمجھا اور وہان سے خانہ ہدایت کاشانہ مین تشریف لائے اور دست حق پرست کو جانب مغرب دراز کیا بعد ایک لمحے کے ہاتھ کو نیچے کیا ہمنے دیکھا کہ دست مبارک پر ایک لکڑہ ابرکا رکھا ہوا ہے اسکو نیچے رکھدیا اور پھر ہاتھ طرف مغرب کے دراز کیا دوسرا ٹکڑا ابرکا ہاتھ پر دیکھا اسکو بھی نیچے رکھا سلمان کہتے ہین کہ ہم سب نے سنا کہ جسوقت پارہ ابر کف مبارک سے جدا ہوتا تھا تو کہتا تھا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وانک وصی نبی کریم من تمسک بک فقد سلک سبیل النجات یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ خدا ایک ہے اور محمد رسول اللہ کا ہے اور تو وصی نبی برحق کا ہے جسنے تیری خلافت اور وصایت مین شک کیا وہ ہلاک ہوا اور جسنے عروہ وثقائے محبت تیری مین چنگل مارا اسنے

نجات پائی پس ہمنے دیکھا کہ وہ دونون ٹکڑی کشادہ ہوئی اور پھیل گئے اور مثل بساط کے ہوگئے اور پھر دونون آپسمین ملگئے
اور اُس ابر سے بوئی مشک آتی تھی حضرت نے فرمایا کہ اُنہو اور اِس بساط پر بیٹھو ہم سب جا بیٹھے سطح پر کہ ایک ٹکڑی پر تو
ہم سب بیٹھے اور ایک ٹکڑی پر وہ جناب تنہا بیٹھے پھر اُس جناب نے کچھ ایسے کلمات ارشاد کئے کہ ہم اُنکو نہ سمجھے اور ارشاد کیا طرف
ابر کے کہ مغرب کی جانب روانہ ہو پس ہوا چلی اور اُس ابر کو اوڑا کر باہستگی تمام بلند کیا اور ہمنے اُسوقت جو اُس جناب کیطرف
نگاہ کی تو دیکھا کہ آپکے بدن پر جامہ سبز ہی اور سر پر کلاہ یاقوت سرخ کی ہے اور پاؤن مین نعلین ہین کہ بند اُنکی یاقوت احمر
ہین اور ہاتھ مین انگشتری ہی مروارید سفید ابراق کی کہ روشنی اُسکی آنکھون کو خیرہ کرتی ہے اور ایک کرسی نور پر بیٹھے ہوئے
ہین حضرت امام حسنؑ نے عرض کی اُس جناب سے کہ اے پدر بزرگوار سب مخلوقات تو حضرت سلیمان کی بسبب انگشتری اطاعت
کرتی تھی آپ کی کس سبب سے اطاعت کرتی ہے فرمایا کہ یا ولدی انا وجد اللہ وانا عین اللہ وانا لسان اللہ انا الناطق فی خلقہ
وانا ولی اللہ وانا نور اللہ الذی لا یطفی وانا باب اللہ الذی یوتی منہ وانا حجۃ اللہ علی عبادہ وانا کنز اللہ فی ارضہ وانا قسیم النار والجنۃ
وانا اسد ذی القرنین یعنی اے نور دیدہ مین وجہ اللہ کا ہون اور مین زبان اللہ کی ہون ناطق اُسکی خلق مین یعنی جو کچھ مین
کہتا ہون وہ خدا ہی کی جانب سے کہتا ہون اور اُسکے حکم سے کہتا ہون اور مین ولی اللہ کا ہون اور مین نور اللہ کا ہون
وہ نور کہ کبھی منطفی نہوگا اور مین باب اللہ ہون یعنی دروازہ کہ آویگی خلق اُس سے طرف خدا کے اور مین حجت اللہ کی ہون
اُسکی بندون پر اور مین خزانہ اللہ کا ہون اُسکی زمین مین اور مین قسمت کرنیوالا ہون بہشت اور دوزخ کا اور مین سد ذوالقرنین
ہون اے فرزند تو چاہتا ہے کہ مین تجھے خاتم سلیمان کی دکھلاؤن عرض کی کہ ہان یا ابتا حضرت نے دست مبارک بغل مین
لیجا کر ایک انگشتری نکالی کہ وہ طلائے احمر سے تھی اور نگینہ اُسکا یاقوت سرخ سے فرمایا اے فرزند یہ خاتم سلیمان کی ہی اور
ہمارے نام اسمین نقش کئے ہوئے ہین سب حاضرین کو اس سے کمال تعجب ہوا فرمایا حضرت نے کہ یا ایہا الناس میری باب مین ایسا
تعجب نکرو بخدا سوگند کہ تمہین مین آج ایسی چیز دکھاتا ہون کہ میرے پہلے تمنے اُسے کبھی نہ دیکھا ہوگا پس امام حسنؑ نے عرض کی کہ
ہماری آرزو یہ ہے کہ آپ یاجوج ماجوج اور سد سکندری دکھلائین آپنے فرمایا اچھا اور ہوا کو حکم کیا کہ ہمین اُسطرف لیچل
کہ جسطرف حسنؑ کہتا ہے پس اُسوقت ایک آواز مثل رعد ہوا سے ہمارے کانونمین آئی اور ہمین اوڑا کر لیچلی تا اینکہ ایک
پہاڑ پر ہمین پہنچایا ایک درخت عظیم کو ہمنے اُس کوہ پر دیکھا کہ وہ خشک ہوگیا تھا اور سب پتے اُسکے جھڑ گئے تھے ہمنے عرض
کی کہ یا حضرت کیا باعث ہے کہ اس درخت کے پتے جھڑ گئے مین اور خشک ہوگیا ہے آپنے فرمایا کہ اس درخت سے تم
پوچھ لو کہ یہی حال اپنا بیان کریگا امام حسنؑ نے اُس درخت سے پوچھا کہ اے شجرہ کیا ہوا ہے تجھکو کہ تیرے پتے جھڑ گئے ہین اور سبزی
تجھ مین سے جاتی رہی ہے درخت نے کچھ جواب نہ دیا حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ جسہم باذن اللہ ایہا الشجرۃ وخبرہم بحزنک ای درخت
بفرمان الٰہی انکو جواب دے اور بیان کر اپنے حال اپنا سلمان کہتے ہین کہ بخدا سوگند درخت متکلم ہوا اور کہا لبیک لبیک
یا وصی رسول اللہ وخلیفتہ من بعدہ حقا یعنے حاضر ہون مین تیری خدمت مین اے وصی رسول اللہ اور اے خلیفہ حبیب اللہ
پھر خطاب کیا امام حسنؑ کیطرف اور کہا کہ اے ابا محمد ہر شب وقت سحر میرے پاس آپکے پدر بزرگوار آیا کرتے تھے اور دو رکعت
نماز پڑھکر تہلیل اور تقدیس خدا تعالے مین مشغول رہتے تھے پھر تشریف لیجاتے تھے اور آنے جانے مین اوپر کرسی

مفید نورانی کی بیٹھی ہوتے ہو بوئے مشک از فرق اُس جناب سے میری دماغ مین پہنچی ہتی اور مین اُس جناب کی بوی روح افزا کی سونگھے سو اور اُس نور سے سرسبز و شاداب تہا اب چالیس شب سے میرے پاس تشریف نہین لائے اُنکی مفارقت سے میرا یہ حال ہوگیا ہے اب مین امیدوار ہون کہ آپ میری سفارش اُس جناب سے کرین کہ اپنے لطف سے اُس مجھ کو دور نہ کہین اور اپنی تشریف آوری سے مجھ پر حالت صلی پر لے آوین یہ سنکر شاہ ولایت اُس درخت کے پاس تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا کی اور دست مبارک اُس درخت پر ملا سلمان کہتے ہین کہ بخدا سوگند کہ اُس درخت سے ایک نالہ شتاقانہ نکلا اور باعجاز جناب امیر وہ سبز ہوگیا اور پتے اُسمین نکل آئے اور میوہ جو ہونے لگا پس وہ جناب اپنی کرسی پر بیٹھے اور ہوا اُنکو لیکر بلند ہوئی یہانتک کہ تمام دنیا ہماری نظر وہین مثل ایک سیب کے دکہائی دینے لگی اور ہوا مین ایک فرشتہ کو دیکھا کہ سر مکان زیر قرص آفتاب ہے اور پاؤن اُسکے قعر بحر محیط مین ہین لو ایک ہاتھ مشرق مین لو ایک ہاتھ مغرب مین ہین پس اُس فرشتہ نے جو ہمکو دیکھا تو کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ و اشہد انک وصی نبی بحقا حقا بغیر شک و من شک فیک فہو کافر ہنے جناب علی سے پوچھا کہ یہ کون ہے حضرت نے فرمایا کہ ایک فرشتہ ہے کہ بحکم خدا اپنے سکو اس جگہ نصب کیا ہے اور یہی اور یہ روشنائی روز اور تاریکی شب کے موکل کیا ہے اور بسیطح پر رہیگا قیامت تک اے فرزند خدا اُسنے تیرے باپ کو تدبیر دنیا بتلائی ہے پھر ہوا سکو اور اُڑا کر یاجوج ماجوج کے ملک مین لیگئی جناب امیر نے ہوا سے حکم کیا کہ اسکو تحت ہذا الجبل اے ابر اُسکو نیچے اس پہاڑ کے اور وہ ایک پہاڑ تھا نہایت بلند تیرہ مثل ایک قطع شب سیاہ کے ظلمانی سرشت اور بوی بدبہارے دماغ مین اُس سے آتی تہی اور ہم قوم یاجوج کو دیکھتے ہو اُنکی کثرت سے تعجب کرتے ہو اور اُنکو ہنسے تین صنف پر بنایا ایک صنف ایسی ہتی کہ اُنکی قد کا طول بیس گز کا تھا اور عرض دس گز کا اور ایک صنف ایسی ہی کہ طول اُنکا سو گز کا تہا اور عرض شصت گز کا اور ایک صنف کان ایسے بڑے بڑے ہتے کہ ایک مثل لحاف کے اوڑہتے ہتے اور دوسرے کو مثل توشک کے بچہاتے ہتے ہنسے اُنکے حال کو پوچہا حضرت نے فرمایا کہ ان سب کا حاکم مین ہون اور سب بخت حکم میرے ہین من بعد ہوا کو حکم کیا کہ ہمکو اوڑا کر کوہ قاف مین پہنچایا ہنسے پہاڑ دیکھا مثل یاقوت سرخ کے کہ تمام دنیا کے محیط تہا اور ایک فرشتہ بصورت انسان ابیض موکل تہا جب اُس فرشتہ کی تطر ہم پر پڑی تو اُسنے کہا کہ السلام علیک یا امیر المومنین یہ کہکر رخصت طلب کی کہ مجھ کچھ عرض کرنا ہے حکم ہو تو عرض کرون حضرت نے فرمایا کہو والا مین ہی کہدون جو کچھ کہ تیرا مطلب ہے اُسنے عرض کی کہ یا حضرت آپ ہی ارشاد فرمائین فرمایا کہ تو جاتا ہے کہ اپنے بھائی کی زیارت کو جائے اور یہی اجازت کا طالب ہے جا بہنے رخصت بخوبی و فرشتہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر روانہ ہوا ہم وہان یہی ایک درخت کو مثل درخت اول خشک دیکھا اور اُسی طریق پر جواب و سوال واقع ہوا درخت نے عرض کی کہ ہر شب جناب امیر میرے پاس تشریف لایا کرتے ہتے چالیس روز ہوئی کہ نہین آئے اُنکی مفارقت مین میرا یہ حال ہوا جناب امام حسن اپنے پدر عالیقدر کیخدمت مین حال درخت کا بیان کیا وہ جناب اُسکے پاس تشریف لیگئے اور دست مبارک اُسپر پھیرا درخت نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ و انک امیر المومنین وصی رب العالمین من تمسک بہ نجی و من تخلف عنہ ہوی اور

فوراً وہ درخت ہی سرسبز شاداب ہوگیا ہم اُسکے نیچے بیٹھ گئے اور ایکساعت آرام پکڑا ہمنے جناب امیرؑ سے پوچھا کہ یا امیر المومنین وہ فرشتہ کہان گیا فرمایا کہ کل مینے جبریل ظلمت سے عبور کیا تہا اُس فرشتہ نے کہ اُسپر موکل ہے اُس فرشتہ کی ملاقات کے لئے رخصت لی تہی آج ہمنے اُسکی ملاقات کے لئے رخصت لی ایک نے ہمین سے پوچھا کہ یا حضرت سب فرشتے آپ کے مطیع ہین فرمایا کہ قسم ہے اُس خدا کے کہ جسنے آسمان کو بے ستون قائم کیا کہ کوئی فرشتہ قدرت نہین رکہتا کہ بے رخصت میری ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرے اور اگر بے اذن میرے کہین جائے بقدر نفس زدن جنبش کرے تو خداوند عالم برق غضب سے اُسکو جلادے اور بعد میرے میرے فرزند حسنؑ اور حسینؑ اور بعد اُن دونوں کے نو امام باقی یہی ایسے ہی ہونگے پھر ایک شخص نے ہم مین سے پوچھا کہ وہ قاف کے فرشتہ کا کیا نام ہے فرمایا کہ رجائیل راوی کہتا ہے کہ مینے عرض کی کہ یا امیر المومنین تعجب کی بات ہے کہ ہم ہمیشہ آپکی خدمت مین رہتے ہین معلوم نہین کہ کونسی وقت آپ اُس کوہ مین تشریف لیجاتے ہین پھر حضرت نے فرمایا کہ تم اپنی آنکہون کو بند کرلو ہم نے آنکہون کو بند کرلیا بعد ایک ساعت کے فرمایا کہ آنکہون کو کہولو جب ہمنے آنکہین کہولین تو اپنے تئین ایک اور ملک مین پایا ہمنے آپسمین کہا کہ ہم سبکجا گئے نیچے اور ہمکو صلا خبر ہوئی یہ امر نہایت عجیب و غریب ہے مگر وصی رسولخدا سے کچہ بعید اور عجیب نہین من بعد شہسوار میدان لافتی نے فرمایا کہ واللہ مین چند چیز کا عالم ملکوت کے مالک ہون کہ اگر تم اُنکو دیکہو تو کہو انت انت و حالانکہ مین ایک بندہ گناہگار مخلوق خدا تعالے سے ہون نکاح کرتا ہون اور کہاتا ہون اور سوتا ہون بجز اُس شخص کے جو دانہ کو شگافتہ کرتا ہے اور خلق کو پیدا کرتا ہے کہ ایسی چند چیز مین قادر نہین کہ اگر تمکو دکہلاؤن تو تحمل نکرسکو پھر فرمایا کہ ہم عظم خدا تعالے کے بہتیر نوع پر ہین ایک نوع اُن سے فرزند آصف بن برخیا وزیر سلیمان کے تہا کہ جب اُسکو آصف نے بجہاتا لاسحت بلقیس کا کئی ہزار کوس کے بعد اور دوری سے ایک چشم زدن مین آگے سلیمان کے لاکر حاضر کردیا اور ہمارے پاس کہ ہم صاحبان عصمت سے ہین بہتیر نوع اسم اعظم کی موجود ہے اور ایک نوع اُن سے نزدیک حق سبحانہ تعالے کے مکنون و محفوظ ہے کہ اُسکو واسطے اپنے ذات مقدس کے اختیار کیا ہے اور کسی مخلوق کو اُسکے علم سے نصیبہ اور بہرہ نہین حاصل ہے من بعد فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ایک جماعت شیعہ کی ہے کہ ہمارے قدر و مرتبہ کو جانتی ہے اور ایک جماعت منافقین کی ہے کہ ہماری منزلت اور رتبہ کی منکر ہے یہ فرماکر ابر کو حکم کیا کہ ہمکو ایک باغ سبز و خرم مین پہنچا اُسنے ہمکو پہنچایا ایسے باغ مین کہ مثل باغ بہشت کے تہا ہمنے ایک جوان کو دیکہا کہ درمیان دو قبر کے نماز پڑہتا ہے ہمنے جناب امیرؑ سے پوچھا کہ یہ جوان کون ہے فرمایا کہ یہ میرا بھائی صالح پیغمبر ہے اور یہ قبرین دونوں اُنکی مان باپ کی ہین حضرت صالح نماز پڑھکر جناب امیرؑ کے پاس آئے اور بغلگیر ہوئے اور رونے لگے اور زبان سے اُنکو کہولی جناب امیرؑ نے اُنکی دلداری کی کہ وہ رونے سے خاموش ہوئے جب ہمنے حضرت صالح سے سبب رونیکا پوچہا تو کہا کہ جناب امیرؑ ہر روز وقت نماز صبح یہان آکر نماز صبح پڑہا کرتے ہین اور تسبیح و تہلیل مین مشغول رہتے ہین کہ اُنکی عبادت دیکھکر میری عبادت بہی زیادہ ہوتی ہے اب دس روز سے وہ تشریف نہین لائے ہین اُنکی مفارقت سے مجہے کمال حزن و ملال ہے اسواسطے اُنکو دیکھکر مجہے ضبط کا یارا نہ رہا اور شدت شوق سے مین رونے لگا پھر آپنے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ سلیمان بن داؤد کو

دیکھو ہمنے عرض کی کہ ہان پس وہ جناب ہمکو ہمراہ لیکر کوہ قاف مین تشریف لائے اور وہان ایک باغ مین داخل ہوئے کہ
ہمنے ایسا باغ طراوت اور سرسبزی اور خرمی مین کبھی نہ دیکھا تھا ہر قسم کے میوے لگے ہوئے نہرین جاری فوارے چھوٹ رہے
طرح طرح کے جانور بتسبیح اور تقدیس خدا تعالے کے مشغول جیکہ نظر اُن جانورون کی جناب امیر پر پڑی تو اُمڈ کر آئے
اور گرد سر پھرنے لگے اور دعا و ثنا و ستائش آپ کی کرنے لگے پس جب ہم وسط باغ مین پہنچے تو ہمنے ایک تخت فیروزہ پر ایک
شخص کو سوتے ہوئے دیکھا کہ ہاتھ سینہ پر رکھے چت سوتا ہے مگر اُسکے ہاتھ مین انگشتری نہین اور اُسکو سرہانے اور پائنتی
ایک ایک اژدہا اُسکی محافظت کرتا ہے پس جب اژدہون نے جناب امیر کو دیکھا تو آنکر آپکے قدم مبارک پر سرون کو ملنے لگے
سلمان کہتے ہین کہ ہمنے جناب امیر سے پوچھا کہ سلیمان یہ ہی ہین فرمایا ہان من بعد انگشتری اپنے کیسہ سے نکالکر اُنکے
ہاتھ مین پہنا دی اور فرمایا قم باذن اللہ الذی العظام وہی رمیم وہو الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم الواحد القہار رب السمٰوٰت
والارض ورب ابائنا الاولین پس سلیمان زندہ ہوکر اُٹھ بیٹھے اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ
ورسولہ ارسلہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون واشہد انک ہی رسول اللہ حقا الہادی المہدی
الذی سالت لہ محبتہ ودعت اہل بیتہ فاتانی الملک فصلی اللہ علیک وعلی محبیک واتانی سالت اللہ لکم اہل البیت فاعطیت
ذلک الملک الذی اتانی اللہ سلمان کہتے ہین کہ ہمنے جو یہ کلمات حضرت سلیمان سے سُنے تو اُس جناب کے پائے مبارک کو بوسہ
دیا پس وہ جناب ایک ساعت حضرت سلیمان کے روبرو بیٹھے پھر سلیمان نے حالت اول کیطرف عود کیا سلمان کہتے ہین
کہ پھر ہمنے جناب امیر سے پوچھا کہ آیا عقب ہیں کوہ قاف کے اور شہر ہی ہین فرمایا کہ چالیس شہر ہیں کوہ کے آباد ہین
کہ ہر شہر برابر ہے چالیس حصہ ہون نیلکے اور علم میرا اُن سبکو محیط ہے اور بعد میرے میرے فرزندون اور میری اوصیا
کا علم انکو محیط ہوگا بلکہ تمام عالم کو پھر فرمایا کہ مین دانا تر اور عالم تر ہون ساتہ حوال آسمانون کے زیادہ تر حوال زمین سے
اور ہم ہین ہمارے مخزون و مکنون خداوند متعال و ہمارے جسنے ذی الجلال اور جب کہ ساتہ اُن ناموں کے دعا کیجاتی ہے
تو خدا تعالے اُس دعا کو قبول کرتا ہے اور ہم وہ اسم اعظم ہین کہ اگر برگ زیتون پر سُکو لکہکر آگ مین ڈالین تو ہرگز آگ
اُسکو نہ جلائے اور جب کہ شب پر لکہین تو تاریک ہو جائے اور اگر دن پر لکہین تو روشن ہو جائے ہم ہین وہ محدث عظیم
کہ کفار پر نازل ہوتی ہے مین ہون دابۃ الارض کہ زمین پر مین اور پر علامتی دین کے خروج کرونگا اور جب ہمارے ناموں کو
آسمانون پر لکھا تو اُنہون نے اپنی جگہ پر قرار پکڑا اور جب زمین پر لکھا تو اُسنے اپنی جگہ قرار پکڑا اور ہمارے نام عرش پر
لکہے ہوئے ہین اور ہماری خاطر سے خدا تعالے نے پیدا کیا ہے آسمانون کو اور زمین کو اور بہشت کو اور دوزخ کو اور اگر
ہمین خدا کو پیدا کرنا منظور نہوتا تو بفحوائی لولاک لما خلقت الافلاک کسی چیز کو پیدا نکرتا اور ملائکہ نے ہم ہی سے یاد کیا
ہے تسبیح اور تقدیس اور تہلیل اور تکبیر کو اور ہم وہ کلمات ہین کہ حضرت آدم نے ہمکو پیش خداوند غفار شفیع اپنا کیا اور
خدا تعالے نے توبہ اونکی قبول کی اور سوا ہمارے ناموں کی برکت سے چلتی ہے اور نور ہمارے ہی ناموں کی برکت سے
روشن ہوتا ہے اور ہمارے نام سرافیل کے پر و پر لکہے ہوئے ہین کہ ایک بازو اُسکا مشرق مین ہے اور ایک بازو مغرب مین اور وہ کرّوبی
[illegible] قدوس رب الملئکۃ والروح ہے یہ فرماکر اُس جناب نے کہا کہ تم آنکہین اپنی بند کرلو اور پھر کھولو جب ہمنے آنکہین

کرکے کہو لیں تو ایک شہر دیکھا کہ اُس سے کوئی شہر بڑا نہ دیکھا تھا بازار بہت کثرت سے معمور اور آباد آدمی اُس شہر کے طویل القامت مثل درخت خرما کے ہنسے پوچھا کہ یا حضرت یہ کون قوم ہے فرمایا یہ بقیہ قوم عاد ہیں ہیں اور یہ سب کافر ہیں اب میں تمہارے سامنے انسے مقابلہ کرتا ہوں پس وہ جناب اُنکی طرف تشریف لائے اور بنا بر اتمام حجت اول اونکو تکلیف اسلام کی دی جب اُنہوں نے اسلام کو قبول نکیا تو اُنپر حملہ کیا اور اُنہوں نے بھی آپ پر حملہ کیا سلمان کہتے ہیں کہ ہم تو اُس قوم کو دیکھتے تھے مگر وہ ہمیں نہ دیکھتی تھی پھر وہ جناب ہماری طرف آئے اور ہمارے سینہ اور بدن پر ہاتھ پھیر کر کچھ ایسے کلمات فرمائے کہ ہمارے سمجھ میں نہ آئے پھر آپنے جاکر اُس قوم کو دوبارہ اسلام کیطرف دعوت کیا اُنہوں نے پھر قبول نکیا سلمان کہتے ہیں کہ ہنسے دیکھا کہ گویا زمین نے اپنی جگہ سے حرکت کی اور بہاڑ پھٹ گئے اور آسمان اپنی حالت سے منقلب ہو گیا اور صاعقہ قہر الٰہی اونپر گرا اور سب کو جلا کر واصل جہنم کیا ہنسے عرض کی کہ یا امیر المومنین خدا تعالےٰ نے اس جماعت سے کیا کیا فرمایا کہ سبکو ہلاک کرکے داخل جہنم کیا پھر حضرت نے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ کوئی چیز عظیم تم سے تمہیں دکھاؤں ہنسے عرض کی کہ یا امیر المومنین ہمیں زیادہ تر اس سے طاقت دیکھنے ایسے امور عجیب و غریب کے نہیں لعنت خدا کی اُس شخص پر کہ جو خدا پر اور تجھ پر ایمان نہ لاوے اب ہم چاہتے ہیں کہ اپنے وطن کیطرف رجوع کریں اور گھر چلیں فرمایا کہ ایسا ہی کرونگا اگر خواستہ خدا ہے تو پس ہم سب اُس پارہ ابر پر سوار ہوئے اور وہ جناب دوسری ٹکڑی پر سوار ہوئے اور اُس ابر کو حکم کیا وہ ہمکو لیکر اوڑا اور اسقدر بلند ہوا کہ تمام روئے زمین مثل ایک درہم کے معلوم ہونے لگی اور ایک جہتم زدن میں ہمکو جناب امیر المومنین کے گھر میں اُتار دیا اور اُسوقت اذان ہو رہی تھی نماز پیشین کی اور ہم وقت طلوع آفتاب گھر سے نکلے تھے ہنسے اپنے دلمیں کہا کہ یہ سب سے زیادہ عجیب امر ہے کہ قاف سے یہانتک کہ پچاس برس کی راہ ہے اور ہم پانچ ساعت میں تمام آفاق عالم کی سیر کر آئے اور ان عجائبات کو دیکھ لیا اور پھر اپنی جگہ پر آکر پہنچ گئے جناب امیر نے فرمایا کہ سچ ہے اُس شخص کے کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے خدا تعالےٰ نے اپنے لطف و کرم سے ایسی قدرت دی ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایک جہتم زدن میں باذن خالق کون و مکان و ببرکت رسول انس و جان جمیع دنیا اور تمامی آسمانوں کی اور زمینوں کی سیر کرا دوں اور بعد رسول مختار کے میں وصی اور خلیفہ ہوں حضرت کا ہوں لیکن اکثر مردم نہیں جانتے مسلمان کہتے ہیں کہ یہ جملہ معجزات بزرگ شاہ ولایت سے ہے معجزہ تیسرا منقول ہے کہ ایکروز ماہ مبارک رمضان میں جناب رسول مقبول و جناب امیر مسجد میں تشریف فرما تھے اور بہت سے اصحاب بھی خدمت باعظمت میں حاضر تھے کہ ہمیں ایک شخص اٹھکر جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں امیدوار ہوں کہ آج آپ روزہ فقیر خانہ پر افطار فرما کر احقر تناول کریں آپنے فرمایا اچھا جب وہ شخص چلا گیا تو دوسرا شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا جی چاہتا ہے کہ حضور آج روزہ غریب خانہ پر افطار کریں آپنے اُسکی دعوت بھی قبول کی غرض ستر آدمیوں نے ایک ہی روز آپکی دعوت کی اور آپنے سب کی قرار کیا اور سب کی دعوت قبول کی پس جب شام ہوئی اور نماز مغرب جناب امیر نے جناب رسول خدا کے ہمراہ ادا کی تو جناب رسول خدا نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ اے علی آج روزہ ہمارے ہی ساتھ کھولو آپنے کہا بہتر پس جناب رسول خدا جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر دولتسرا میں تشریف لائے اور بعد افطار روزہ کھانا تناول فرمایا اور تا نصف شب جناب رسول خدا کی خدمت فیضدرجت میں حاضر رہے من بعد دولتسرائی میں تشریف لاکر صبح تک عبادت خدا میں مصروف

رہے پھر وسطی نماز صبح کے مسجد مین تشریف لائے اور سب اصحاب بھی جمع ہوئے اور جناب امیرؑ ہمراہ رسولخدا نماز ادا کرکے تشریف لیگئے اول اُس شخص نے جسنے پہلے دعوت جناب امیرؑ کی تھی بیان کیا کہ کل کیا سعادت دو جہانی مجھے حاصل ہوئی کہ جناب امیرؑ نے میرے گھر پر روزہ فطار کیا دوسرے شخص نے سُنکر کہا کہ اے شخص تو کیا کہتا ہے شب کو تو اُس جناب نے میرے گھر پر روزہ فطار کیا ہے تیسرے شخص نے کہا کہ تم دونون غلط کہتے ہو کل اُس جناب نے میرے گھر پر روزہ فطار کیا ہے غرض ہشتاد آدمیون نے یہی بیان کیا اور سب کو حیرت ہوئی غرض بعد قیل و قال بسیار وسطی تحقیق حال کے رسولخدا کے پاس اُٹھکر آئے اور یہ خادم خاص جو اُس جناب کا تھا اُسنے کہا کہ تم کیا آپسمین جھگڑتے ہو کل جناب امیرؑ نے رسولخدا کے ساتھ روزہ کھولا ہے اور کھانا کھایا ہے اور مینے ہی دسترخوان بچھایا ہے اور اُٹھایا ہے اور نصف شب تک اُس جناب نے رسولخدا کے پاس تشریف رکھی یہ سُنکر اُن سب کو حیرت زیادہ ہوئی آخر ایک شخص نے جرأت کرکے رسولخدا سے پوچھا کہ یا حضرت ہو سکتا ہے کہ ایک شخص آن واحد مین ہشتاد جگہہ روزہ کھولے آپنے فرمایا کہ تم علیؑ کے باب مین حیرت اور تعجب کرتے ہو علیؑ مظہر العجائبات اور مظہر الغرائبات ہی علیؑ کو خداوند عالم نے وہ کرامت اور قدرت عنایت کی ہی کہ اگر ایک لاکھہ آدمی ایک وقت مین مہمانی دعوت کرین تو وہ اُسیوقت سب جگہہ پہنچکر کہ اُسمین جبرئیل امین جانب بیت المعمور سے نازل ہوئے اور عرض کی کہ ای رسول رب العالمین پروردگار عالم بعد تحفہ سلام ارشاد کرتا ہی کہ ای حبیب ہمارے ان لوگون سے کہدو کہ تم علیؑ کی شان مین کیا گمان کرتے ہو علیؑ کو ہمنے وہ معجزات اور خرق عادات اور قدرت اور طاقت دی ہے کہ اور کسیکو نہین دی اور علیؑ تو کل ہمارا مہمان تھا اور بہشت مین ہمراہ حور العین اُسنے روزہ فطار کیا تھا اور نعمات بہشت سے متنعم ہوا تھا یہ سُنکر محبون کو اعتقاد اور زیادہ ہوا اور منافقین کا حسد اور زیادہ ہوا معجزہ سوئم مروی ہے کہ ایک روز کسی کنیز نے جناب امیرؑ سے قصاب کی شکایت کی وہ جناب اُسکے ساتھہ قصاب کے پاس آئے اور اُسکو نصیحت کرنے لگے اور ساتھہ راستی اور امانت کے وصیت فرمانے لگے اُس بے بصیرت نے کہ آپکو نہ پہچانتا تھا ہاتھہ آپکی طرف اُٹھایا اور کہا کہ اے مرد تو چلا جا ہمکو تجھہ سے کیا کام ہی آسمان حلم و بردباری نے اُس بازاری کی اس حرکت بے ادبانہ پر کچھہ خیال نکیا اور اپنے خانہ ملایک کاشانہ کیطرف مراجعت فرمائی جب اُس قصاب کو لوگون سے معلوم ہوا کہ وہ جناب امیر المومنین ہی تو اپنی اس حرکت پر نادم ہوا چھری سے اپنا ہاتھ کاٹکر دوسرے ہاتھہ مین اُسکو لیکر دوڑا اور آپ کی خدمت مین پہنچکر بہت عذرخواہی کی اور عرض کی کہ یا امیر المومنین مجھے معاف کیجئے کہ مینے آپکو نہ پہچانا تھا آپنے ازراہ ترحم کے کہا کہ اے بندہ خدا تو نے اپنا ہاتھ کیون کاٹا یہ فرماکر آپنے اُسکا ہاتھہ کٹا ہوا زخم سے ملاکر دعا کی فوراً وہ ہاتھہ اُسکا ایسا وصل ہوگیا اور ملگیا کہ نشان بھی قطع کا باقی نرہا معجزہ چہارم مروی ہی کہ جناب امیرؑ نے برادر عزیز سے فرمایا کہ اے برادر فرزند میرا حسینؑ قتل کیا جائیگا اور تو زندہ اور حاضر ہوگا اور اُسکی نصرت نکریگا اور پھر پشیمان ہوگا اور پشیمانی تجھے کچھہ فائدہ نیگی پس جب امام مظلوم کو وہ واقعہ پیش آیا تو وہ بے توفیق زندہ تھا آپکے ساتھہ شریک نہوا اور آپ کی امداد و نصرت نکی اتنکہ وہ جناب رفیعہ شہادت کو فائز ہوئے تو وہ بے توفیق ہر روز کہتا تھا کہ صدق علی قتل الحسین ولم انصرہ یعنی سچ کہا تھا امیر المومنین نے کہ حسینؑ شہید ہوگا اور مینے اُنکی نصرت نہ کی اور اظہار حسرت اور ندامت کا کرتا تھا معجزہ پنجم خواجہ قمی نے

باسناد متصل اصبغ بن کنانہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ایکروز مینے دیکھا کہ جناب امیر مسجد کوفہ مین مسند قضا پر تشریف رکھتے ہین کہ ایک قوم ایک حبشی کی شکین باندھے آپکے روبرو لائے اور عرض کی کہ یا حضرت اس شخص نے چوری کی ہے آپنے اُس حبشی سے پوچھا کہ تونے چوری کی ہے اُسنے کہا کہ ہان البتہ مینے چوری کی ہے آپنے فرمایا کہ مین ایکبار تجھسے اور پوچھتا ہون اگر تونے اقرار کیا تو تجھپر جاری کرونگا اپنے دست راست پر اکاوٹگا بتا تونے چوری کی ہے پھر اُسنے اقرار کیا کہ ہان مینے چوری کی ہے آپ نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اور تو کس قبیلہ سے ہے اُسنے عرض کی کہ نام میرا عمر بن کزیرہ ہے اور قبیلہ بنی ثعلبہ سے ہون پھر آپنے پوچھا کہ آیا جس مال کو تونے چرایا ہے قیمت اُسکی ڈیڑھ دانگ کی ہے کہا بلکہ زیادہ اُس سے غرض آپنے یہ سنکر اُسکی دست راست کو قطع کیا اُس حبشی نے اُس دست بریدہ خون چکیدہ کو دوسرے ہاتھ مین اُٹھالیا اور دار القضا سے باہر نکلا راہ مین عبد اللہ بن الکوا نے اُس سے ملاقات کی اور پوچھا کہ یہ ہاتھ تیرا کسنے کاٹا ہے کہا کہ امیر مومنان سید اوصیا پیشوا و سپید رویان اولے ترین مردمان شوہر بہترین زنان پدر خوبان اہل جنان مؤید بجبرئیل منصور بمیکائیل مولائے کونین والد ماجد حسنین خلیفہ وجانشین بلافصل رسول الثقلین علی ابن ابی طالب نے میرا ہاتھ کاٹا ہے عبد اللہ نے اُس سے یہ سُنکر ازراہ تعجب کہا کہ ای حبشی علی ابن ابی طالب ہی نے تو تیرا ہاتھ کاٹا اور تو اُن ہی کی تعریف کرتا ہے اور یہ کلمات مدح انکی حق مین کہتا ہے اُس حبشی نے کہا کہ مین مدح نہ کہی کیونکر نہ کرون کہ دوستی اُس جناب کی میرے خون اور گوشت اور پوست مین ملی ہوی ہے اور میرا ہاتھ بیجہ نہین کاٹا بلکہ اُس حق کی عوض کاٹا ہے کہ جو مجھپر واجب ہوا تھا عبد اللہ بن کوا جناب امیر کی خدمت ہدایت منزلت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت اسوقت مینے ایک حبشی کو دیکھا کہ اپنا ہاتھ کٹا ہوا دوسرے ہاتھ مین لئے آپکی صفت وثنا اور مدح کرتا جاتا تھا اور سارا حال اُسکا بیان کیا آپنے فرمایا کہ ہماری دوستون کا یہی حال ہے کہ اگر انکی ٹکڑے ٹکڑے بھی کئے جائین تو بھی وہ ہماری دوستی سے دست بردار نہون اور حال ہمارے دشمنون کا یہ ہے کہ جسقدر اونکو مال اور نعمت دنیا کی دیجائین اوسیقدر ہماری دشمنی اونکے دلونمین اور زیادہ ہووے یہ کہکر امام حسن سے فرمایا کہ تم اُس سیاہ کوڈھونڈکر میرے پاس بلالاؤ جب شاہزادہ آفاق نے اُس سیاہ خالی از اتفاق کو خدمت مولائے مومنین مین لاکر حاضر کیا تو آپنے فرمایا کہ اے سود دینے ہی تو تیرا ہاتھ قطع کیا اور تو میری ہی صفت اور ثنا کرتا ہے اُسنے عرض کی کہ یا حضرت کیونکر مدح آپکی نہ کرون کہ آپکی دوستی میرے خون اور گوشت مین ملی ہوئی ہے اور ہاتھ میرا آپ پر حق پر کاٹا ہے خدا تعالے آپ کو سکا جزا عنایت کرے اور نجات دی جیسا کہ مجھے آپنے عذاب اخروی سے نجات دی جناب امیر نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ کٹا ہوا مجھے دے پس امیر بریدہ قاتل کفرہ نے دست بریدہ کو اُس سے لیکر اُسکی جگہ پر رکھکر دعا و مبارک اپنی اُسپر ڈالدی اور اٹھکر دو رکعت نماز ادا کی اور سر دعا کی اسطرح پر کہ نے بچانا کہ آپنے کیا کہا مگر مابین زمین و آسمان کے ایک آواز بلند ہوئی اور سنے سنا کہ بہت سے لوگ آمین کہتے ہین مگر کوئی دکھائی نہین دیتا جب آپ دعا سے فارغ ہوئی اور رداء اُس سے اُٹھائی گئی تو دیکھا کہ ہاتھ اُسکا ایسا درست ہوگیا ہے کہ گویا کٹا ہی نہ تھا معجزہ ششم ابن شہر آشوب اپنی کتاب مین نقل کی ہے کہ جب امیر المومنین کوفہ مین پہنچے تو آپکے اصحاب مین سے ایک شخص کو خواہش نکاح کی ہوئی ایک عورت سے اُسنے نکاح کیا وقت صبح جناب امیر نے بعد ادائے نماز صبح ایک شخص کو حکم دیا کہ فلان

کتاب رابع الابرار و نصوص الاخبار و شرح کتاب عیون المعجزات و مصباح الشریعۃ و مفتاح الحقیقۃ کتاب ایضاح الدلائل فی فضائل امیر المومنین علیہ السلام

محل مین متصل مسجد ایک گھر ہی اور اسمین ایک عورت اور ایک مرد باہم گرفتار ہی مین اُن دونون کو میرے پاس بُلا لا
غرض جب وہ دونون حاضر ہوئے تو آپ نے اُنسے کہا کہ تم شب بھر اسمین کیون جھگڑتے رہی اُس مرد نے عرض کی کہ یا
مولا مینے اس عورت سے عقد کیا تھا جب مینے اس سے ارادہ خلوت کا کیا تو دفعۃً مجھ سے ایک ایسی نفرت پیدا ہوئی کہ خلوت
کرنیسے طبیعت نے تنفر کیا اور اسکے پاس جانیکو جی نہ چاہا اگر مجھمین قدرت ہوتی تو مین اسکو وقت شب ہی نکالدیتا جناب
امیر نے اہل جلسہ سے ارشاد کیا کہ بعض باتین ایسی ہوتی ہین کہ اونکا کہنا حضور مردم مناسب نہین ہوتا یہ سُنکر سب
اُٹھ گئے آپنے اس عورت سے کہا کہ تو اس مرد سے آگاہ ہی عرض کی نہین فرمایا مین تجھے آگاہ کرتا ہون بشرطیکہ تو حق بات
کا انکار نکرے عرض کی کہ بیشک مین حق سے انکار نکرونگی آپنے پوچھا کہ آیا تو فلان شخص کی بیٹی نہین ہے عرض کی کہ
ہان اُسکی بیٹی ہون پھر فرمایا کہ تیرے ایک چچا کا بیٹا نہ تھا عرض کی کہ ہان تھا پھر پوچھا کہ آیا تم دونون مین تعشق پیدا
نہین ہوا تھا کہا ہان آپ بیچ ارشاد کرتے ہین پھر فرمایا تیرا باپ تمہین آپسمین ملنے سے منع نکرتا تھا عرض کی کہ ہان منع کرتا
تھا پھر فرمایا کہ تو ایک شب وسطی تقضاے حاجت کے شہر سے باہر نکلی تھی اور سُنسان تجھے پکڑکر بجبر و اکراہ تجھسے نزدیکی نکی
تھی اور تو اُس سے بار ور نہ ہوئی تھی اور تو اسکو اپنی ماں سے پوشیدہ رکھتی تھی یہانتک کہ جب زمانہ تیری وضع حمل کا
نزدیک ہوا تو تجھی تیری ماں نے گھر سے نکالدیا تھا اور جب تو جنی تھی تو تونے اُس لڑکے کو بارچہ مین لپیٹ کر جہان سب
آدمی قضاے حاجت کو جاتے ہی وہان پھینکدیا تھا اُسوقت ایک کتے نے آنکر اُسکو سونگھا اور تجھی خیال ہوا تھا کہ مبادا کتا
اُسے کہا جائے ایک پتھر تونے اُس کتے کو مارا تھا اور وہ پتھر اُس لڑکے کے سر پر آنکر لگا تھا اور سر اُسکا پھوٹ گیا تھا پھر تو نے اور
تیری ماں نے وہان جاکر ایک کپڑا اُسکے سر پر باندھا تھا اور وہین چھوڑ کر چلی آئی تھی اور پھر تجھی آنکر اُسکا کچھ حال معلوم نہوا
کہ کیا ہوا اُس دختر نے یہ سُنکر کچھ جواب نہ دیا اور شرم سے سر جھکا لیا آپنے فرمایا کہ اسکا جواب دے اور حق کو نہ چھپا اُسنے
عرض کیا کہ یا امیر عرب آپ سچ کہتے ہین یہی سب کچھ ہوا اسمین ذرا فرق نہین اور یہ مرد سوا ے میرے اور میری ماں کے
اور کوئی نہین جانتا اور کسی پر نہین کھلا حضرت نے فرمایا کہ اسکی خبر مجھی میرے خدا نے دی ہی اور آگے اُس واقعہ کے خبر
مین تجھے دیتا ہون کہ جسسے وہان ڈالکر چلے آئی تو بعد تیرے فلان شخص آیا اور اُسکو اُٹھا کر لیگیا اور اُسکی پرورش کی
اور کوفہ مین اوسکو لیکر آیا اور یہ جوان وہی لڑکا ہے اور یہ تیرا بیٹا ہے خدا نے تم دونون کو حرام سے بچایا اب تو سر اُسکا
کھولکر دیکھ جب اُسنے دیکھا تو نشان زخم کا پایا حضرت نے فرمایا کہ تو اسکو اپنے پاس رکھ کہ یہ تیرا بیٹا ہے تم دونون مین
نکاح صحیح نہین ہی **معجزہ ہفتم** محمد بن ابی بکر سے باسناد متصل مروی ہی کہ ایکبار جناب امام حسن نے کہ بیمار تھے جناب امیر سے
انار مانگا آپنے ستون خانہ کیطرف ہاتھ دراز کرکے دعا کی ایک خلخ انار کی اُس ستون سے پیدا ہوئی اور چار انار اسمین
لگے ہوئے تھے آپنے اُسمین سے ایک انار امام حسن کو اور ایک امام حسین کو توڑکر دیا اور فرمایا کہ یہ میوہ بہشت کا ہے بیٹے عرض
کی کہ یا امیر المومنین تم اُسپر قادر ہو فرمایا کہ نہ آخر مین قسام ہون بہشت اور دوزخ کا درمیان اُمت کے **معجزہ ہشتم**
روایت باسناد متصل علی بن ابی طالب سے ہی کہ وہ جناب بعض اصحاب کے ساتھ کوفہ مین تھے ایک شخص نے کہا کہ تعجب
کرتا ہون مین اس دنیا سے کہ تمہارے مخالفون کے ہاتھ مین آ ۔ اور تمہارے پاس نہین آپنے فرمایا کہ کیا گمان تیرا ایسے

کہ مین دنیا کو چاہتا ہون اور دنیا مجھے نہین چاہتی یہ فرماکر ایک مشت خاک زمین سے اٹھائی وہ خاک آپکے ہاتھ مین گوہر شاہوار ہوگئی اُس شخص کو دکھلا کر فرمایا کہ یہ کیا ہی عرض کی کہ جواہر بے بہا ہے فرمایا کہ اگر ہم چاہتے تو دنیا ہمارے ہی پاس ہوتی مگر دنیا کی خواہش ہمکو نہین ہی یہ فرماکر وہ جواہر ہاتھ سے پھینکدی کہ وہ خاک ہوگئی جیسی کہ تھی معجزہ ہشتم منقول ہے کہ بغداد مین ایک مرد فاسق و فاجر شراب خوار زانی قمار باز تھا کہ تمام عمر اُسکی افعال قبیحہ اور کردار شنیعہ ہی مین بسر ہوئی تھی اور مال و منال دنیوی سے بہرہ وافر رکھتا تھا جب اُسکی عمر کی مدت تمام ہوئی اور زمانہ سفر آخرت کا قریب پہنچا اور اسکو مرنیکا یقین ہوا تو اپنے اہل و عیال سے وصیت کی کہ جب مین مجاؤن تو مجھی غسل و کفن دیکر نجف اشرف مین دفن کرو شاید خدا تعالیٰ بہ برکت اور بہ تصدق امیر عرب گناہ بخشدے اور مجھپر رحم کرے غرض جب وہ شخص مرگیا تو اُسکی قرابا حسب وصیت اُسکی اُسکا تابوت اُٹھاکر نجف اشرف کو لیچلے شب کو خدام روضہ اقدس جناب امیر کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ صبح کو تابوت ایک مرد فاسق و فاجر کا یہان آئے گا چونکہ گناہ اُسکے ریگ بیابان اور برگ درختان اور قطرہائے باران سے افزون تر ہین تو اُس تابوت کو سرزمین نجف مین نرکھنے دینا اور اُسکی دفن کرنیسے مانع آنا صبح سب خدام روضہ منور پر بتعمیل حکم انور قبر اطہر جناب امیر پر جمع ہوئے اور سب نے شب کا خواب بیان کیا اور رہا ہو من جوب و سنگ و خشت لیکر مستعد ہوگئے کہ جنازہ کو آنے نہ دینگے اتفاقاً اُس روز جنازہ نہ آیا سب خدام کو تحیر ہوا اور فکر مین گئے کہ اس خواب کا ظہور کیون نہ ہوا اور حال اہل جنازہ کا یہ ہوا کہ چونکہ شبکو جنازہ اُٹھاکر لاتے ہوئے تاریکی کے سبب راہ نجف کی گم کرکے راہ پر کربلا کی جا پڑے جب صبح ہوئی اور جانا کہ ہم راہ نجف کی بھول گئے تو پھر اُس راہ کو چھوڑکر راہ نجف کی اختیار کی خدام نے دوسری شب پھر جناب امیر کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین کہ صبحکو تم سب پھر شوق اُس جنازہ کی کہ جسکے آنیکو منع کیا تھا جاؤ اور اسکو بکمال اعزاز و اکرام اپنے ساتھ لیکر آؤ اور ایکساعت میرے روضہ مین لاکر رکھو اور پھر اسی جگہ اُسکو دفن کرو خدام نے عرض کی کہ اے باعث نجات عاصیان شب گذشتہ تو ہمکو آنیکی ممانعت ہوئی تھی کہ اُسکو آنے نہ دینا اور اب شب بطور شفقت اور مرحمت یہ حکم ہوتا ہے اسکا کیا باعث ہی آپنے فرمایا کہ دیشب یہ قوم راہ نجف کی گم کرکے دشت کربلا مین جا پڑی تھی اُس دشت کا گرد و غبار جو اُس گنہگار کے تابوت پر پڑا تو بخاطر حسین و بہ برکت گرد و غبار خدا تعالیٰ نے سب گناہ اُسکے بخشدئے اور رحمت اُسپر نازل کی غرض صبح سب خدام یہ خواب دیکھکر اُٹھے اور باہر سے شہر کے اُس تابوت کو بتعظیم و تکریم اور احترام کے ساتھ روضہ اقدس مین لاکر اسی جگہ دفن کیا اور اُس قوم سے سب حال خواب کا بیان کیا **معجزہ دہم** منقول ہے کہ ایک مرد کوشہر شام مین دیکھا کہ آدھا مُنہ اُسکا سیاہ ہوگیا تھا جب اُس سے اسکی وجہ پوچھی تو اُسنے بیان کیا کہ ہمسایہ مین علی پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کرتا تھا اور ناسزا اور بُرا کہتا تھا اتفاقاً ایک شب مین خواب مین دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ تو ہی ہے کہ علی بن ابی طالب کو بُرا کہتا ہے اور اُنپر طعن و تشنیع کرتا ہے یہ کہکر میرے مُنہ پر طمانچہ مارا کہ نصف مُنہ میرا سیاہ ہوگیا جیسا کہ تو دیکھتا ہے حارث عور کہتا ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر روز جمعہ منبر پر خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک اژدہا باب الفیل سے آیا آدمی دیکھکر اُسکو خوفناک ہوئے اور اُسکے دفع کرنیکا ارادہ کیا جناب امیر نے اُن سب کو منع کیا کہ اُسکو آنیسے منع نکرو آنے دو غرض وہ اژدہا سیدھا منبر کے پاس آیا اور جناب امیر کے

کان مین کچھ کہا اور آپنے اُسکو جواب دیا پھر وہ منبر سے اُتر کر چلا گیا جناب میرنے پھر خطبہ شروع کیا پھر جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگونے آپسے پوچھا کہ ہمنے آپکے کیا کہا اور آپنے ہمسے کیا فرمایا ارشاد کیا کہ یہ ایک عالم تھا جنون کا ایک حکم اُسکو معلوم نہ تھا مجھسے اُسکو پوچھنے آیا تھا مینے اُسکو بتا دیا اُسکو جب معلوم ہو گیا تو دعا کی اور چلا گیا پس یہ افسانہ تھا درحقیقت جس کی تھا اصبغ بن کنانہ کہتا ہے کہ ایک روز جناب میر گورستان مین تشریف لیگئے اور مین بھی آپکے ہمراہ تھا مجھسے فرمایا کہ مین تجھکو ایک آیت وکھلاؤن مینے عرض کی کہ بہتر آپنے ایک گور پر کھڑے ہو کر آواز دی اُسمین سے ایک مردہ نکلا اور آپ پر سلام کیا اور کہا کہ السلام علیک یا امیر المومنین و خلیفہ رسول رب العالمین مین عمر بن دینار ہمدانی ہون کہ معاویہ نے مجھناحق قتل کیا آپنے فرمایا کہ اب تو اپنے اہل و عیال مین جا اور کہو کہ مجھی علی نے زندہ کر کے تمہارے پاس بھیجا ہے **معجزہ بارہم** علی بن ابی حمزہ سے اور اُسنے جناب علی بن الحسین سے روایت کی ہے کہ جناب امیر المومنین نے ندا کی کہ رسولخدا نے جس شخص سے کچھ وعدہ کیا ہو یا کسیکا کچھ قرض اُس جناب پر آتا ہو تو وہ میرے پاس آئے مین اُس وعدہ کو اور اُس قرض کو ادا کر دونگا یہ سُنکر لوگ آنے لگے پس جو شخص آتا تھا اور کہتا تھا کہ رسولخدا نے مجھی اسقدر دینار یا درہم دینے کئے تھے یا فلان چیز کا وعدہ کیا تھا یا اسقدر میرا اُس جناب پر قرض تھا تو جناب امیر علیہ السلام نماز کا سر اُٹھا کر اُسکی طرف سے اُسیقدر درہم و دینار نکالدیتے تھے خلیفہ ثانی نے ابوبکر سے کہا کہ تم بھی اسیطرح منادی کراؤ اور اسیطرح سے اُس جناب کے وعدہ اور قرض کو ادا کرو والا لوگ تمپر طعن کرینگے اور فقر و مسکنت تمہاری کم ہو جائیگی غرضکہ ابوبکر نے بھی منادی کرائی کہ جس کسیکا قرض رسولخدا پر ہو یا اُس جناب نے اُس سے کچھ وعدہ کیا ہو وہ آکر مجھسے لیلے جناب امیر نے جو یہ منادی سُنی تو فرمایا کہ انا للہ جلد نیشیمان ہوگا جب دوسرا دن ہوا تو ابوبکر ایک جماعت مہاجر و انصار کے ساتھ بیٹھی تھی کہ ایک اعرابی آیا اور پوچھا کہ تم مین سے کونسا شخص وصی اور ولی رسولخدا کا ہے لوگونے ابوبکر کیطرف اشارہ کیا اعرابی نے اُنسے پوچھا کہ تم ہی ہو وصی اور ولی رسولخدا کے کہا ہان اعرابی نے کہا کہ لاؤ مجھی شتر سرخ موسیاہ چشم دوکوہان والے جسکی رسولخدا نے مجھسے ضمانت کی تھی یہ سُنکر ابوبکر نے عمر سے کہا کہ اب کیا کرو عمر نے کہا کہ اعراب جاہل ہوتے ہین اُنسے گواہ طلب کرو ابوبکر نے اُس سے گواہ طلب کئے اعرابی نے کہا کہ تو اُس چیز پر کہ جسکی رسولخدا نے ضمانت کی تھی گواہ طلب کرتا ہے بخدا تو وصی رسولخدا کا نہین ہے سلمان فارسی نے اُس سے کہا کہ اے اعرابی چل میرے ساتھ تا مین تجھکو وصی رسولخدا پاس لیچلون غرض سلمان اُسکو جناب امیر کے پاس لائے اُسنے اُس جناب سے پوچھا کہ تم وصی ہو رسولخدا کے فرمایا ہان کہو جو تجھکو کہنا ہی کہا رسولخدا نے مجھسے وعدہ کیا تھا تیسی اونٹنی سُرخ موسیاہ چشم دوکوہان والون کا وہ مجھکو دو اُس نے اُس سے پوچھا کہ تو اسلام بھی لایا ہی اُسنے یہ سُنکر کہا واللہ بیشک تم وصی ہو رسولخدا کے بواسطے کہ یہی شرط مجھ مین اور رسولخدا مین ہوئی تھی اور تم سب مسلمان ہو گئے مین یہ سُنکر جناب امیر نے جناب امام حسن سے ارشاد کیا کہ تم سلمان کو اور اس اعرابی کو اپنے ساتھ فلان وادی مین لیجاؤ اور آواز دو کہ اے صالح اے صالح جب وہ جواب دے تو اُس سے کہنا کہ امیر المومنین نے تجھکو بعد سلام کے کہا ہی کہ وہ اونٹنی شتر کہ جسکا رسولخدا نے اس اعرابی سے وعدہ کیا تھا دیدی سلمان کہتے ہین کہ ہم اُس وادی مین گئے اور امام حسن نے اُسکو آواز دی اُسنے جواب دیا کہ لبیک یا ابن رسول اللہ جناب امام حسن نے اُس سے پیغام جناب

ہیئر کا بیان کیا اُسنے کہا سمعاً وطاعۃً پس فوراً ایک مہار ناقہ کی زمین سے نکلی جناب امام حسنؑ نے اُسکو لیکر اعرابی کے ہاتھ مین دیدیا اعرابی نے اُسکو گھسیٹا پس ناقے اُسی صفت کے نکلنے شروع ہوئے کہ جسکا وعدہ رسولخدا نے کیا تھا اور سبھی نکل اعرابی اُن سب کو لیکر چلا گیا معجزہ یازدہم اور یہ معجزہ بحدیث رشید مشہور ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جناب ہیئر مع ایک جماعت اصحاب کوفہ سے باہر ایک باغ مین تشریف لیگئے اور ایک درخت کے نیچے بیٹھکر اُس سے خرمی جھاڑکر کھانے لگے رشید نے کہ ایک اصحاب جناب ہیئر سے تھا کہا کہ یا امیرالمومنینؑ یہ خرمے بہت میٹھے ہین آپنے فرمایا کہ اے رشید تجکو اس درخت کے تنہ پر سوکھی دیکھائی دیتی ہے کہ مین اسکی بعد ہر روز اُس درخت کو جاکر پانی دیتا تھا اور اُسکی خبر رکھتا تھا آئینکہ بعد وفات جناب ہیئر کے مین گیا ایکروز تو دیکھا کہ شاخین اُس درخت کی پژمردہ ہوگئی ہین اپنے دلمین خیال کیا کہ اب اجل میری نزدیک پہنچی ہے دوسرے دن جو گیا تو دیکھا کہ آدھی درخت کو کاٹا ہے اور اُس سے چوب چرخ شاہی کی بنائی ہے مین بعد ایک شخص آیا اور مجھسے کہا کہ تجھکو امیر بُلاتا ہے یعنے عبیداللہ ابن زیاد علیہ اللعنۃ جب اُسکے دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ وہان وہ چوب اُس خیمہ درخت کی پڑی ہے مینے اُسکو ٹھوکر ماری اور کہا تجھسے میرے ہی واسطے لائے ہین غرض مجھا ابن زیاد کے روبرو لیگئے اُسنے کہا کہ اے رشید اپنے صاحب کی جھوٹی باتو مین سے کوئی بات کہو رشید نے کہا کہ واللہ میرے صاحب یعنی علیؑ نے نہ کبھی جھوٹ کہا اور نہ مین جھوٹ کہتا ہون میرے مولا نے خبر دی ہے کہ تو مجھی اس تنہ درخت خرما پر سولی دیگا اُسنے کہا کہ مین ایسا کرونگا تا تیرے صاحب کا جھوٹ ظاہر ہو یہ کہکر اُسکے ہاتھ پاؤن کاٹکر کالہ یار رشید نے حدیثین فضائل جناب ہیئر اور اہلبیتؑ کے بیان کرنی شروع کین اور سب سے کہا کہ مجھی میرے علی بن ابیطالبؑ نے خبر دی ہے کہ ابن زیاد مجھکو جیتا نہ چھوڑیگا پس جتنی حدیثین کہ مجھی فضائل مین اہلبیتؑ کی یاد ہین اُنکو تم مجھسے لیلو یہ سُنکر ایک شخص نے ابن زیاد سے کہا کہ یہ تو نے کیا کیا کہ اُسکے ہاتھ پاؤن کاٹکر چھوڑدیا وہ فضائل اہلبیتؑ کے بیان کرتا ہے لوگ تجھسے پھر جائینگے اور فساد پیدا ہوگا یہ سُنکر ابن زیاد نے رشید کو اُسی درخت کے تنہ پر کہ جسپر خبر جناب ہیئر نے دی تھی سولی دیدی اور اُسکو شہید کیا طائر روح رحمۃ اللہ علیہ کا بہشت برین کو پرواز کر گیا معجزہ بارہوان مروی ہے کہ ایک بار کوفہ مین آب فرات نے بسقدر طغیانی اور زیادتی کی کہ آدمیون کو خوف غرق ہونیکا ہوا سب لوگ شاہ جناب ہیئر کیطرف لائے اور حال بیان کیا یہ حال سُنکر وہ جناب کنارہ پر فرات کے تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھکر چوب دستی کو کہ آپکے ہاتھ مین تھی آب فرات پر مارا فوراً آب فرات بیٹھ گیا اور بسقدر پانی کم ہوگیا کہ مچھلیان دکھائی دینے لگین اُن سب مچھلیون نے اُس جناب پر سلام کیا کہ سب حاضرین نے اُنکی سلام کو سُنا مگر ماہی کہ اُسنے سلام نکیا جب اصحاب باعث اُسکے سلام نکرنیکا پوچھا تو فرمایا کہ خدا تعالے نے حلال اور پاکیزہ جانورون کو گویائی کیا کہ مجھپر سلام کرین نہ حرام اور پلید کو معجزہ سیزدہم جناب امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ماہی کو پکڑا شاہ مروان نے فرمایا پوچھو کہ اس ماہی کو کس شخص نے ہاتھ مین پکڑا ہے اُس شخص نے انکار کیا آپ نے فرمایا کہ پانچ روز بعد دہوان اس شخص سے پیدا ہوگا اور یہ مرجائیگا پس ایسا ہی ہوا کہ بعد پانچ روز کے اوسکے سر اور صدغین سے دہوان نکلا اور وہ مرگیا جب اوسکو دفن کیا تو ایک خلائق کثیر اُسکی قبر پر جمع ہوئی اور جناب ہیئر بھی اُسکی قبر پر تشریف لائے اور ایک لات اُسکی قبر پر ماری کہ قبر پھٹ گئی اور وہ شخص زندہ ہوکر قبر سے نکلا اور کہا کہ جو شخص علیؑ پر رو کریگا وہ خدا اور رسول پر رو کریگا جناب ہیئر نے اُس سے فرمایا کہ اب تو قبر مین چلا جا وہ

کتاب دلیل الطالبین و ازالۃ الوحی و مونس الاشباح و قصص الانبیاء سے ۱۲

۱۲ کتاب دلیل الطالبین و ازالۃ الوحی و مونس الاشباح و قصص الانبیاء سے ۱۲

شخص قبر میں چلا گیا اور قبر بند ہو گئی معجزہ چہاردہم مروی ہے کہ ایک شخص ایک خارجی کے ساتھ محاکمہ جناب امیر کے روبرو لایا اُس جناب نے موافق شریعت غرا اور ثابت ہونے کے حکم کیا اُس خارجی نے کہا کہ اے علی تجھنے از روی عدالت کے حکم نہ کیا جناب امیر نے فرمایا احسایا عدو بعد اسکے وقت وہ خارجی گونگا ہو گیا اور سب کپڑے اُسکے بدن سے گر پڑے پس وہ دوڑتا تھا اور ضطراب اور بیقراری کرتا تھا اور روتا تھا جناب امیر کو اُسپر رحم آیا اُسوقت وسطے اُسکے دعا کی کہ پھر وہ حالت صلی پر آگیا اور انسان بن گیا من بعد اُس جناب نے فرمایا کہ آصف برخیا وصی سلیمان کو قدرت اوپر نقل کرنے تخت بلقیس کے حاصل تھی جیسا کہ خدا تعالے کلام مجید میں فرماتا ہے کہ قال الذین عندہ علم الکتاب انا اتیتک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک اب بتاؤ کہ آیا سلیمان افضل ہے نزدیک خدا تعالے کے یا محمد سب نے عرض کی کہ محمد افضل ہیں جناب امیر المؤمنین نے فرمایا کہ پس تعجب نہیں کہ اگر وصی محمد سے کوئی معجزہ ظاہر ہو سب نے عرض کی کہ اے امیر عرب پھر تمکو کیا حاجت ہے معاویہ کے ساتھ قتال کرنیکی فرمایا کہ ہم خازن اسرار خدا ہیں نہ خازن زر و نقرہ مگر ظہار اسکا موقوف ہے اسکے اذن پر پس جس امر کا خدا سے ہم اذن پاتے ہیں اُسکو کرتے ہیں اور اُسکا فوراً ظاہر ہو جاتا ہے اور ایک لمحہ اسمیں تاخیر نہیں ہوتی معجزہ پانزدہم شیخ صدوق نے فقیہ میں روایت کی ہے کہ آفتاب نے اس امت میں کئی دفعہ واسطے جناب امیر المؤمنین کے رجعت کی ہے ایک بار حال حیات جناب رسول رب متعال میں کہ جسکا حال بیان ہو گا اور دوسری بار جبکہ شماء ولایت جنگ نہروان سے مراجعت کر کے زمین بابل میں وقت نماز عصر پہنچے اور آپ بھی اور سب لشکر آپکا اُس زمین پر اُترا تو اُس جناب نے فرمایا کہ ایہا الناس یہ زمین ملعون ہے اور تین دفعہ اُسپر عذاب نازل ہوا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دو دفعہ اُسپر عذاب نازل ہوا ہے اور تیسری دفعہ کے عذاب کی نازل ہونیکی توقع ہے اور یہ ایک شہر ہے قوم لوط کا کہ سرنگون ہو گیا ہے یعنے اُلٹ گیا ہے اور یہ وہ شہر ہے کہ اول بت اسمیں پوجے گئے ہیں اور بت پرستی یہیں سے شروع ہوئی ہے پس حلال نہیں ہے کہ کسی پیغمبر اور وصی پیغمبر کو اس جگہ نماز پڑھی مگر تمکو اختیار ہے کہ جسکا تم میں سے جی چاہے وہ یہاں نماز پڑھے یعنے تمکو یہاں نماز پڑھنا حرام نہیں ہے پس سب آدمیوں نے راہ کو چھوڑ کر دونوں جانب نماز پڑھی اور وہ جناب شتر سُرخ پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جویریہ کہ راوی اس حدیث کا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ بخدا قسم میں تابع امیر المؤمنین کا ہونگا یعنے اونکے ساتھ جاؤنگا اور اپنی نماز کو اُنکی گردن پر ڈالونگا پس میں اُس جناب کے پیچھے ہو لیا ہنوز پل سوار سے کہ ایک موضع پر گزر ہوا کہ آفتاب نے غروب کیا میرے دل میں اس سبب شک بڑا جناب امیر نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آیا شک کیا تو نے اے جویریہ میں نے عرض کی کہ ہاں اے امیر المؤمنین پس آپ ایکطرف تشریف لیجا کر اُتری اور وضو کیا اور کھڑے ہو کر کچھ فرمایا کہ میں اچھی طرح نہ سمجھا اگر اتنا جانا کہ زبان عبرانی میں کچھ کہا پس دیکھا میں نے کہ آفتاب دو پہاڑوں کے بیچ میں سے نکلا اور ہمیں ایک آواز بہت شدت کی ساتھ پس اُس جناب نے نماز عصر ادا کی اور میں نے بھی آپکے ہمراہ نماز پڑھی جب فارغ ہوئے نماز سے تو آفتاب نے غروب کیا اور جسقدر شب تھی اُسیقدر رہ گئی پھر میری طرف ملتفت ہو کر فرمایا کہ اے جویریہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ فسبح بحمد ربک العظیم پس میں نے سوال کیا خدا کی عزوجل سے ساتھ نام عظیم کے خدا تعالے نے آفتاب کو میرے واسطے اُلٹا پھیر اجویریہ کہتا ہے کہ ظہور آفتاب سے شک و شبہہ میری خاطر سے زائل ہو گیا اور تو وصی پیغمبر کا ہے برکعبہ اور تیری بار پھر بابل میں آپکے واسطے رد شمس ہوا جیسا کہ ایک جماعت نے عمار یاسر سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین بابل میں مشغول

بزراعت تھا اور آنکو کسی عذر شرعی کے سبب وقت نماز عصر کا گزر گیا اور آفتاب قریب غروب کے پہنچا کہ ایک مرد آپکے آگے آیا اور کہا
کہ ای امیر المؤمنین مین کثیر الاولاد اور کثیر العیال ہون اور ہم سب بھوک سے ہلاک ہوتے ہین آپنے پوچھا کہ کیا سبب عرض کی کہ
میری زراعت تھی کہ ہمین ہم سب کی اوقات بسر ہوتی تھی تین سال سے ہمین شیر آگیا ہے اب اُس زمین مین کوئی کاشت
کرنیکو نہین جا سکتا آپنے پوچھا کہ وہ صحرا کتنی دور ہے کہا بہت نزدیک ہے آپنے عمار یاسر کو اپنی انگشتری دی اور فرمایا کہ اس
شخص کے ہمراہ جاؤ اور جب شیر کے نزدیک پہنچو تو یہ انگشتری اُسکو دکھانا کہو کہ حیدر نے تجھے کہا ہے کہ تو اس صحرا سے نکلجا
اور آیندہ پھر ہمین قیام نکیجو اور نہ آیو عمار کہتے ہین کہ ہمین متحیر ہوا اور شیر سے خوف معلوم ہوا مگر مخالفت آپکے حکم کی نہ کر سکا ناچار
اُس شخص کے ساتھ گیا مگر ڈرتا ڈرتا جاتا تھا جب اُس صحرا مین پہنچے تو اُس شخص نے کہا کہ شیر اس ٹیلے کے نیچے رہتا ہے تم جاؤ اور مین شیر کے
خوف سے آگے نہین جا سکتا یہ کہکر وہ شخص ایک مکان خراب کے کوٹھے پر چڑھ گیا اور مین ترسان اور لرزان اُس ٹیلے پر پہنچا دیکھا کہ شیر
اُسکے پنجے سوتا ہے اور شکل گاؤمیش کے ہے اُسکو دیکھکر اور زیادہ خوف معلوم ہوا شیر نے جو مجھے دیکھا تو کھڑا ہو گیا اور میری طرف
جست کی مینے دلمین کہا کہ بس اب تجھی ساعت ہلاک کیا اب تو نہین بچتا فوراً انگشتری جناب امیر کی اُسکو دکھلائی
اور پیغام بھی اُس جناب کا دیا ہنوز پیغام تمام نہوا تھا کہ مینے دیکھا کہ بسبب خوف کے وہ شیر کہ برابر گاؤمیش کے تھا مثل کتے کے
ہو گیا اور اپنے تئین زمین پر گرا دیا اور مُنہ خاک پر ملنے لگا پھر اُٹھکر ایسا تند و تیز بھاگا کہ مینے بجز اُسکی گرد کے اور کچھ نہ دیکھا
مجھی اُس سے تعجب معلوم ہوا اور جو خیال کہ میرے دلمین گزرا تھا اُس سے توبہ کی اور جناب امیر کی خدمت مین حاضر ہوا اُسوقت
آفتاب غروب ہونیکو تھا کہ آپنے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کئے اور لب مبارک کو جنبش دی اور آفتاب کیطرف اشارہ
کیا آفتاب اُلٹا پھر کر اُس برج مین آیا کہ جسمین وقت عصر کا ہوتا ہے پس اُس جناب نے سب کے ساتھ نماز عصر بجماعت ادا کی
اور بعد سلام میرے طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ ای عمار اگر شیر سحر تھا تو کیا یہ رجعت آفتاب بھی سحر ہی ہے عرض کی کہ یا مولا اس
مرنے میری خاطر مین خطور کیا تھا اُس سے مین آپکے ہاتھ پر توبہ کرتا ہون کہ پھر ایسکو اپنے دلمین راہ نہ دونگا جناب امیر نے
فرمایا ان النفس لامارہ بالسوء الا ما رحم ربی معجزہ شانزدہم جویرہ بن قادر سے مروی ہے کہ ایک روز مین ہمراہ اپنے مولا
علی بن ابی طالب کے کوفہ سے باہر گیا اور وہ جناب شتر خیر الانام پر سوار تھے اور پیراہن صوف سفید کا پہنے ہوئے تھے اور جب و
راست آپکے حسنین اور محمد حنفیہ اور بیس شتر مالک اشتر اور ایک جماعت صحابہ آپکے اطراف و جوانب مین تھی ناگاہ لشکر بسیار بلند
ہوا اور اہل لشکر کو تشویش پیدا ہوئی اور سب بھاگنے لگے یہ دیکھکر جناب امیر نے فرمایا کہ تم کہان بھاگے جاتے ہو اور کس سے
شرمیت اور ہٹکر فرار ہوتے ہو مین ہون علی بن ابی طالب کرار غیر فرار سنکے عرض کی کہ ای اسد اللہ الغالب راہ مین ایک
شیر عظیم الجثہ ہمارے آگے آیا اُسکو دیکھکر سب اپنے شتر بھاگے آپنے فرمایا کہ شیر من ہون مین شیر کو دفع کرونگا یہ فرما کر شیر کے
قریب تشریف لائے اور فرمایا کہ ای حیوان مقہور راہ سے دور ہو کہ مین وہ نہین ہون کہ جو تو نے دیکھا اور مشاہدہ کیا بلکہ
مین ہون مظہر خدا اس زمین مین مین ہون گوش خدا یعنے سنتا ہون اُسکے سب احکام کو مین ہون صراط مستقیم مین ہون
حبل متین یعنی دست آویز محکم مین ہون میرے مومنون کا مین ہون علی بن ابی طالب یہ سنکر شیر بیٹھ گیا اور بزبان
فصیح کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ و انک ولیہ انت مولا مین ہون ابو الوحش جیسے کہ

کتاب مصباح القلوب و منہج الاخبار و فوز مین ہے ۱۲

آدم ہین الا البشر بتحقیق کہ مینے اپنے فرزندون سے عہد لیا ہے کہ کیسکو تیرے فرزندون اور تیرے شیعون سے آزار نہ پہنچائین اور نہ کہائین اور مینے خدا تعالے سے دعا درخواست کی ہتی کہ تمہاری زیارت سے مجھے مشرف اور میرے دل ظلمت سرشت کو نور رح انور سے منور کرے سو آج مجھے دعا میری قبول کی اور آپکی زیارت سے سعادت دارین حاصل ہوئی اب آپ خدا تعالے سے دعا کرین کہ مجھے بخشدے پس جناب امیرنے اُسکے واسطے دعا کی اور حسینن نے آمین کہی پھر اُس سے جناب امیرنے کہا کہ خدا تعالے تیرے حق مین میری دعا قبول کی اور تجھے بخشدیا اُسنے عرض کی کہ آپنے کیونکر جانا کہ اُسنے مجھے بخشدیا آپنے فرمایا کہ ہر امام کے دلمین ایک عمود ہوتا ہے نور کا کہ اصل اُسکی دلمین امام کے ہوتی ہے اور سر اُسکا زیر عرش ہوتا ہے جب کوئی امام ہم مین سے دعا کرتا ہے اور خدا تعالے اُس دعا کو قبول کرتا ہے تو وہ عمود امام کے دلمین جنبش مین آتا ہے پس وہ جان لیتا ہے کہ خدا نے دعا میری قبول کی شیر نے سنکر عرض کی کہ یا امیر المومنین مین زیادہ ہے سے اپنی زندگی نہین چاہتا آپ میرے واسطے دعا کرین کہ خدا تعالے آج ہی مرگ کو مجھ پر مسلط کرے اور ہس وار یا پائدار سے اُٹھالے اُس جناب نے پھر دعا کی اور فرمایا جاکہ وقت نماز عصر وفات تجھکو پہنچیگی جو یہ کہتا ہے کہ جناب امیرنے مجھے ارشاد کیا کہ تو شیر کے ساتھ جا اور جب وہ مرجائے تو تو اُسکو دفن کرنا یہ فرماکر وہ جناب تشریف لیگئے اور مجھی شیر کے پاس چھوڑگئے چونکہ مجھے اُس شیر سے خوف معلوم ہوا تو پس مین ایک ٹیلہ پر جاکر بیٹھا اور شیر دوسرے ٹیلہ پر جب وقت نماز عصر کا ہوا تو ناگاہ شیر نے ایک چیخ ماری اور اپنی جگہ سے اُٹھا اور پھر گر پڑا اور جب وہ مرگیا تو مینے ارادہ کیا کہ نوک شمشیر سے گڑہا کھود کر اُسکو دفن کرون ناگاہ پشت سر سے مینے ہاتف کی آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اے جویریہ ہمنے تیری کفایت کی مینے جو مڑکر دیکھا تو ایک گڑہا کھدا ہوا پایا مینے شیر کو اُسمین دفن کردیا مگر میری خاطر مین اس امر نے کہ جو مبطل ایمان ہے خطور کیا یعنے یہ خیال مین آیا کہ علی بن ابی طالب نے اس شیر پر سحر کیا غرض جب مین پھر کر جناب امیر کی خدمت مین آیا تو شب ہوگئی ہتی مینے اصحاب سے پوچھا کہ میرے مولا نے نماز پڑہی کہا نہین کسی عذر شرعی کے سبب نماز عصر کی پڑہی ہے اور نہ مغرب کی پس مین اُس جناب کے روبرو گیا مینے دیکھا کہ بسبب غصہ اور خشم کے روے انور سے قطرات عرق مثل مروارید کے ٹپکتے ہین غرض مینے کہا کہ مین شیر کو دفن کرآیا آپنے میری طرف سے مُنہ پھیر لیا پھر مینے کہا پھر مُنہ میری جانب سے پھیر لیا غرض تین چار بار اسیطرح سے مینے کہا اور آپنے مُنہ پھیر پھیر لیا پھر آپ کھڑے ہوکر فرات کیجانب روانہ ہوئے مین بھی آپکے ہمراہ ہولیا کہ فرات پر آپ کے واسطے خیمہ برپا ہوا آپنے وضو کیا اور ہاتھ آسمان کیطرف بلند کرکے دعا کی آسمان مین ایک آواز مثل رعد پیدا ہوئی مینے سر اُٹھاکر جو دیکھا تو آفتاب افق مغربی سے نکلکر آسمجگہ آنکر کھڑا ہوا ہے جو وقت نماز عصر کا ہوتا ہے جناب امیرنے نماز عصر باجماعت ادا کی پھر آفتاب غروب ہوگیا اور ستارے نمودار ہوئے پھر آپنے نماز شام پڑہی اور میری طرف دیکھکر فرمایا کہ اے جویرہ اگر مینے سحر کیا شیر پر تو کیا آفتاب پر بھی سحر کیا اے جویرہ اگر مجھکو کرامت نہ ہوتی ہے کہ لوگ میری حق مین وہ کہنے لگین کہ جو میرے بھائی عیسے کے حق مین کہتے ہین تو مین تمہارے سب حال کی خبر بیان کردیتا کہ تم شب کو یہ کہا ہے اور یہ کیا ہے اور یہ کام کئے ہین بخدا کہ رسول خدا نے مجھے سب چیزونکا علم دیدیا ہے معجزہ ہفتدہم خوندملا محمد باقر مجلسی نے حق الیقین مین ارشاد کیا ہے کہ خاصہ و عامہ نے سماعہ بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول مقبول نے امیر عرب کو ایک کام ضروری کیواسطے کہین بھیجا جب اُس کام کو

کرکے تشریف لائے تو جناب رسولخدا نماز عصر پڑھ چکے تھے غرض جب رسولخدا کے پاس آنکر بیٹھے تو آپ نے سر مبارک اپنا جناب
امیرؑ کی گود مین رکھکر آرام کیا اتفاقاً اسی حال مین وحی نازل ہوئی اور آپ اتنی دیر وحی مین مصروف رہے کہ آفتاب
غروب ہوگیا جب وحی منقطع ہوئی تو جناب رسولخدا نے کہا کہ اے علیؑ تمنے نماز عصر پڑھی عرض کی کہ اے رسول مقبولؐ
مجھے ناگوار ہوا کہ سر مبارک گود سے اوتار کر زمین پر رکھون یہ سنکر جناب رسولخدا نے دست دعا جانب آسمان اٹھاکر خدائے
تعالے سے عرض کی کہ یا الٰہی علیؑ تیرے اور تیرے رسول کی طاعت وعبادت مین تھا تو آفتاب کو سپر پھیر تا وہ نماز عصر کو
ادا کرے سہار کہتے ہین کہ واللہ مینے دیکھا کہ آفتاب نے رجعت کی اور افق مغرب سے طلوع کرکے اسقدر بلند ہوا کہ وقت فضیلت
عصر کا ظاہر ہوا اور پھر جناب نے نماز عصر ادا کی اور پھر آفتاب غروب ہوگیا غرض کہ آفتاب نے کئی بار جناب امیرؑ کے واسطے رجعت
کی ہے ایک دوبار تو در بر رسول مختار کے اور کئی بار بعد رسولخدا کے جیسا کہ اوپر گذرا پس بعض آدمی نافہم جو از راہ عداوت
کے کہتے ہین کہ رجعت کرنا آفتاب کا بدعائے رسولخدا تھا تو آپ ہی کا معجزہ ہوا نہ جناب علیؑ کا اور سمجھے کچھ انکی فضیلت
نہین یہ کہنا انکا غلط ہوا سو واسطے کہ کئی بار آفتاب فقط جناب امیرؑ ہی کی دعا سے رجوع کی ہے اور اگر کوئی کہے کہ اس تاخیر
کرنے مین نماز کے جناب علیؑ گنہگار ہوئے ہونگے تو جواب سکا یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اُس جناب کو تاخیر نماز کی ایسے حالین جائز ہو
یا آپنے بیٹھکر نماز پڑھی ہو اور قیام وقعود وغیرہ افعال نماز کے ترک کرنے مین عند اُس جناب کا مقبول بارگاہ کبریائی ہوا ہو اور
یہ بھی احتمال ہے کہ تاخیر وقت فضیلت سے ہو نہ اصل نماز سے جیسا کہ بعض روایات سے ثابت ہے کہ آفتاب قریب غروب پہنچا
تھا غروب نہ ہوا تھا غرض رد شمس اُس جناب کے لئے یا تو اسلیئے ہوا ہوگا کہ جو افعال نماز کے ناقص ہوئی ہون مثل ترک
قیام وقعود وغیرہ وہ بطور کمال کے بجالائے جائین اور اونکا استدراک حاصل ہوجائے یا اس سبب ہوا ہوگا کہ فضیلت نماز
کی حاصل ہو نہ واسطے تلافی معصیت کے اور اگر یہ امر معصیت ہوتا تو وہ جناب مورد عتاب ہوتے نہ مہبط فیوض رب الارباب
سو واسطے کہ رد شمس سے دلالت کرتا ہے اُس جناب کے علو مرتبہ اور سمو رتبہ پیش خداوند ذوالجلال اور سمجھا جاتا ہے کہ مرتبہ آپکا
پیش خداوند عالم ایسا تھا کہ کئی مرتبہ اُنکی خاطر خدا نے شمس کو روکیا معجزہ بھی ہم شواہد النبوۃ مین مذکور ہے کہ جناب امیرؑ
جب اہل کوفہ واسطے مدد اور معاونت محمد بن ابی بکر کے تحریص کی اور اُنہون نے قبول بکیا تو آپنے اُنکو حق مین دعا
کی اور کہا کہ خداوندا تو اُنپر ایسے شخص کو مسلط کر کہ اُنپر رحم نکرے اور ایک روایت مین ہے کہ آپنے کہا کہ الٰہی کسی غلام کو قبیلہ
بنی ثقیف سے اُنپر مقرر کر پس اُسی شب حجاج علیہ اللعنۃ متولد ہوا اور آخر اُس سے جاہل کوفہ پر پہنچا پہنچا معجزہ نوزدہم
مروی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ رسولخدا نے مجھے ارشاد کیا کہ بعد وفات میری سات مشک آب فلان چاہ سے لاکر
مجھے اُس سے غسل دینا اور بعد از فراغ حاضرین غسالہ کو باہر کر دینا اور اپنے دہن کو میرے دہن پر رکھکر پوچھنا اُن سب
چیزون سے کہ جو قیامت تک ہونیوالی ہین جناب امیرؑ فرماتے ہین کہ مینے ایسا ہی کچھ کیا پس کوئی حق و باطل نہ رہا کہ
جسکی خبر مجھکو رسولخدا نے نہ دی معجزہ بستم محمد بن صفار نے کتاب بصائر الدرجات مین ایک ثقہ سے نقل کی ہے کہ ایکروز
مین خدمت مین جناب امیر المومنینؑ کے حاضر ہوا ایک شخص خوشرو خوش لباس کو دیکھا کہ آپسے باتین کرتا ہے
اور جب تک کہ وہ شخص بیٹھا رہا آپ اُسی کی باتون مین مشغول رہے جب وہ شخص اوٹھکر چلا گیا تو مینے پوچھا کہ

یا امیر المومنین یہ کون شخص ہے فرمایا کہ یہ یوشع بن نون وصی موسیٰ بن عمران کا تھا معجزہ بست و یکم مروی ہے کہ جبکہ
جناب امیر المومنین نے جنگ صفین سے مراجعت کی تو در اثناء راہ ایک صحرا مین نزول جلال فرمایا لشکر پر تشنگی نے ایسا
غلبہ کیا کہ زبانین پیاس کے مارے باہر نکل پڑین مال لشکر نے جناب امیر سے تشنگی کی شکایت کی آپ اٹھے اور سب طرف اس
صحرا مین نظر کی ایک طرف دیکھا کہ ایک سنگ عظیم پڑا ہے آپ اسکی طرف گھوڑا دوڑایا اور اسکے پاس آکر ارشاد کیا کہ
اے سنگ ہمکو خبر دے کہ اس صحرا مین پانی کس جگہ ہے اس سنگ نے آپ پر سلام کیا اور کہا کہ السلام علیک یا وارث علم
النبوۃ و یا وصی رسول اللہ المامور تحتی پینے سلام تجھپر اے وارث علم نبوۃ اور وصی رسول اللہ پانی میرے نیچے ہے یہ سنکر آپ نے
سب کو حکم دیا کہ اس پتھر کو اٹھاوین سو آدمی متوجہ ہوئے کھودنے اور اٹھانے کے ہوئے مگر کسیطرح اسکے کھودنے پر قادر نہ ہوئے
جب اس جناب نے انکا عجز دیکھا تو انکو پیچھے سے ہٹا دیا اور لب ہای مبارک کو حرکت دی اور دست خیبر کشا کو اس پتھر پر
مارا کہ وہ پتھر بقدرت الہی ٹکڑے ہے ایک فرسخ دور جا پڑا اور اسکے نیچے سے پانی عسل سے شیرین تر اور برف سے سرد تر نکلا
سب آدمی اور جانور خوب سیر ہو کر پیا اور جانورون کو بھی پلایا اور مشکین بھر لین من بعد جناب امیر نے
سنگ کیطرف خطاب کیا کہ تو اپنی جگہ پر پھر آ ابن عباس کہتے ہین کہ مین نے دیکھا کہ وہ پتھر مثل گیند کے لڑھکتا ہوا آکر
اپنی جگہ پر قائم ہو گیا اور سب لشکر شکر خدا کا بجا لایا معجزہ بست و دوم صبغ بن کنانہ روایت کرتا ہے کہ ایکروز
مین جناب امیر المومنین کے ہمراہ تھا کہ ایک شخص قریش سے آپکے آگے آیا اور کہا اے علی مینے بہت سے آدمیونکو قتل کیا
اور بہت اطفال کو یتیم کیا یہ سنکر جناب غصہ ہوئے اور کہا اخسا یا کلب یعنی دور ہو اے کتے اسیوقت وہ شخص کتا سیاہ
ہو گیا جب اسنے اپنا یہ حال دیکھا تو دم ہلانے لگا اور فریاد و فغان کرنے لگا اور بکمال تضرع و زاری زمین پر لوٹنی
لگا جناب امیر کو اسکی یہ بیتابی دیکھکر رحم آیا اور اسکے واسطے دعا کی کہ پھر وہ انسان بن گیا اور ہاتھ اور پاؤن اس
جناب کے چوم کر توبہ کی ایک شخص نے عرض کی کہ اے امیر المومنین تمکو خدا تعالے نے ایسے معجزات پر تو قدرت دی ہے پھر
معاویہ آپسے مقام مخالفت مین ہے کیون دفع نہین کرتے آپنے فرمایا کہ اے شخص ہم بندہ گرامی خدا تعالے کے
ہین اور ہم کوئی چیز بے حکم اسکے نہین کرتے بلکہ جو کچھ کرتے ہین اسکے حکم سے کرتے ہین معجزہ بست و سوم
منقول ہے کہ ایک زن و مرد باہم خصومت رکھتے تھے وہ مخاصمہ اپنا جناب امیر کے پاس لائے اور ہر ایک نے دعوی اپنا
بیان کیا مگر اس مرد نے بین مخاصمہ مین غصہ مین آکر اس عورت پر تیزی کی آپنے اسکو منع کیا کہ تو اسپر تیزی
نکر چونکہ وہ مرد خارجی تھا آپکے فرمانے سے اور زیادہ غصہ مین آیا آپنے فرمایا اخسا یا کلب اور یہ لفظ موضوع ہے واسطے
بھگانے اور دور کرنے کتے کے اور معنے اسکے دور ہونے کے ہین یعنے دور ہو اے کتے وہ خارجی اسیوقت کتے کی شکل
ہو گیا ایک شخص نے حاضرین مجلس سے کہا کہ اے امیر المومنین آپنے لفظ اخسا کا زبان مبارک سے فرمایا اور یہ شخص
کتا بن گیا آپنے فرمایا کہ ہان اسنے عرض کی کہ یہ کون چیز مانع ہے آپ کو کہ آپ معاویہ کو دفع نہین کرتے آپنے فرمایا
کہ وائے تجھپر اگر مین چاہون کہ معاویہ مع تخت یہان چلا آئے تو ابھی خدا تعالے سے دعا کرتا ہون اور وہ
میری دعا قبول کرتا ہے مگر ہم خازنان اسرار خدا ہین نہ اسرار زر و نقرہ اور جو شخص کہ اسرار الہی سے انکار رکھتا ہے

کیا اُسنے یہ آیہ نہین پڑہا کہ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون یعنی ائمہ معصومین علیہم السلام بندگان گرامی ہین نہ رویک خدا کے اور اوپر سخن الہام غیبی اور بشارات لاریبی کے پیشدستی اور سبقت نہین کرتے بلکہ اوپر فرمان الٰہی کے عمل کرتے ہین معجزہ بست و چہارم ابوالحسن علی بن ہروی منجم روایت کرتا ہی کہ ایک شخص مسمے راضی خلفا بنی عباس سے کہتا تہا کہ علی ابن ابی طالب نے جو معاویہ سے محاربہ کیا تو خطا کی اور مین کہتا تہا کہ وہ جناب حق پر تہے اور دلیلین اپنے متین بیان کرتا تہا اور وہ راضی نہوتا تہا آخر مینے اُسکو پاس کا جانا چہوڑ دیا بعد چند روز کے جو اُس سے ملاقات ہوئی تو اُسنے کہا کہ مینے توبہ کی اپنی اُس اعتقاد فاسد سے جب سبب پوچہا تو کہا کہ مینے خواب مین ایک شخص کو دیکھا کہ سر اُسکا مثل کتے کے تہا مینے جو سبب اُسکا پوچہا تو کہا اُسنے کہ مین معاویہ کو حق پر کہتا تہا اور علی کو ناحق پر اس سبب سے میری صورت ایسی ہوگئی یہ دیکھکر مجہکو خوف معلوم ہوا تو مینے توبہ کی معجزہ بست و پنجم جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جب سن مبارک جناب فاطمہ زہرا سیدۂ زنان عالمیان کا نو برس کا ہوا تو جبرئیل امین بحکم رب جلیل جناب رسول مقبول کے پاس نازل ہوئے اور کہا کہ اے رسول اللہ حق تعالے تمکو بعد تحفہ سلام کے ارشاد کرتا ہے کہ اے حبیب ہمارے اپنی دختر نیک اختر کو شوہر دے اور یہ بہی فرماتا ہی کہ ایک نور کو دوسرے نور کے ساتھ وصل کر آپنے پوچہا کہ وہ دو نور کونسے ہین جبرئیل امین نے کہا کہ نور اول تمہاری دختر ہے اور نور ثانی علی بن ابی طالب ہے پس ان دونون نورون کو آپسمین ملا دی آپنے فرمایا سمعاً و طاعۃً اور صبحکو مسجد مین تشریف لائے اور نماز صبح ادا کرکے روئے مبارک طرف اصحاب کے کیا اور فرمایا کہ مجہے حکم ہوا ہی خداوند عالم کا کہ فاطمہ کا عقد کرون پس مین اُسکا حکم بجا لاؤن گا عبداللہ ابن عباس نے پوچہا کہ یارسول اللہ آپ فاطمہ کو اصحاب کو دینگے یا ملوک و سلاطین و امرا کو آپنے جواب دیا کہ نہ سلاطین کو نہ امرا کو اور نہ اصحاب کو بلکہ جسکے لئے خداوند عالم کا حکم ہوگا اُسکو دونگا جبکہ اصحاب نے یہ سُنا تو سب کو طمع ہوئی وقت شب ابوبکر نے پیغام بہیجا اور خواستگاری فاطمہ کی کی صبحکو عمر نے ایک شخص کو بہیجا بعد ایک لمحہ کے خالد نے کسیکو بہیجا بعد ایک ساعت کے بشیر انصاری نے پیغام بہیجا غرض سب اصحاب کی عرق طمع حرکت مین آئی اور سب نے خواستگاری کی تا اینکہ ایک ہفتہ مین ایکہزار سات سو آدمیون نے پیغام بہیجا اور خواستگاری کی جناب رسول مقبول نے سبکو یہی جواب دیا کہ مجہے امر فاطمہ مین کچہہ اختیار نہین خدا تعالے کو اختیار ہے جسکے ساتھ حکم کریگا اُسکے ساتھ فاطمہ کا عقد کیا جائیگا من بعد عبدالرحمن بن عوف نے کہ صحابہ کرام سے تہا اور مال و منال اور حشمت و تجمل و دنیا بہت رکہتا تہا چنانچہ اُسکے حالمین لکہا ہی کہ ہزار آدمی تو فقط واسطے تحصیل زر و نہیات اور جائداد کے اُسکے پاس تہے اور ہزار غلام کمربستہ اپنی پاس رکہتا تہا اور تین سو تاجر اُسکے مال کی تجارت کیا کرتے تہے اور تین سو چاس دکانین تجارت کی مدینہ اور طائف اور شام وغیرہ مین اُسکی تہین اور اُسکے گماشتے اور وکیل ہر سم تجارت دکانون نہین بیٹہے تجارت کیا کرتے تہے القصہ اُسنے بہی ایک شخص کو بہیجا اور جناب معصومہ کی خواستگاری کی جناب رسول مقبول سنکر خاموش ہو رہے اور کچہہ جواب نہ دیا عبدالرحمن نے جانا کہ خاموشی اُنکی ازراہ رضا کے ہی اور مجہسے عقد کرنے راضی ہوگئے ہین یہ گمان کرکے جناب رسالت مآب کی خدمت مین کہلا بہیجا کہ جسقدر مال اور اسباب و شتر و گاؤ و گوسفند

کہ یہ سے پاس ہین سب کو مینے آپکی دختر نیک اختر کے کابین مین دیا اور بیشمار مال وزر و اسباب آپکی خدمت مین حاضر کرونگا کہ جسکی شرح دشوار ہوگی یہ سنکر وہ جناب غصہ ہین آئے اور عبد الرحمن کو بلوایا اور ایک مٹھی سنگریزونکی زمین سے اٹھائی اور اسکی گود مین ڈالی راوی کہتا ہے کہ جب تک وہ سنگریزی آپکے ہاتھ مین رہی تسبیح خدا کی کرتے رہے اور جب عبد الرحمن کی گود مین گئی تو درشہوار ہوگئی پھر آپنے فرمایا کہ ان کو لیجا کہ مال اور زر تیرا زیادہ ہو جائیگا اور اے عبد الرحمن مینے چند بار کہا ہے کہ یہ کام متعلق خداوند عالم سے رکھتا ہے مجھی سمین کچھ دخل نہین ہے اور سُنئے جبرئیل کو بھیجا ہے کہ تو نور کو ساتھ نور کے متواصلت کریں نور اول تو فاطمہؑ ہے اور نور دوسرا بھی ایسا عظیم الشان ہوگا کہ جسکو خدا نے نور فرمایا ہے اور نور ہونا تجمل اور اسباب وزر و جواہر سے کچھ تعلق نہین رکھتا واللہ کہ اگر کوئی شخص بہر بعد اسکی اس مقدمہ مین مجھ سے کچھ کہیگا تو مین شکایت اسکی خدا تعالےٰ سے کرونگا پس اس ہی شب جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ خدا تعالےٰ نے تمکو سلام ارشاد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ فاطمہؑ زہرا اس شخص کو دو کہ جسکے گھر مین شب جمعہ ستارہ زہرا نازل ہوئے یہی فاطمہؑ کو اسی شخص کو دیا ہے تم بھی اسی شخص کو دو اور عقد اسکا اس سے کر دو دوسرے دن جناب رسولخدا مسجد مین تشریف لائے اور فرمایا کہ ایہا الناس تم سب کو طمع تھی فاطمہؑ کی سو مجھکو وحی جانب رب جلیل سے نازل ہوئی ہے وہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مینے فاطمہؑ کا عقد اس شخص کے ساتھ کیا ہے کہ جسکے گھر مین شب جمعہ ستارہ نازل ہوگا اور اسکے گھر کے کوٹھے پر اترے گا پس تو بھی اسکے ساتھ اسکا عقد کیجو عمر نے پوچھا کہ یا حضرت وہ آپکے اصحاب مین سے ہوگا یا غیر اصحاب مین سے فرمایا کہ اصحاب کے مابین سے ہوگا یہ سنکر سب اصحاب کو ہمرکی طمع ہوئی اور شب کو سب نے اپنے گھرون کو زینت دی اور آراستہ کیا اور عود و عنبر و مشک کا مجمرون مین بخور کیا اور شمعہائے کافوری اور مشعل و چراغ روشن کئے والا تو یہ ہین پردے چلمنین لٹکائین غرض طرح طرح کی زینت اور انواع انواع کے سامان خوشی اور شادی کے مہیا اور آمادہ کئے جناب رسول مقبول بھی بعد نماز صحن مسجد مین تشریف لائے اور ستارے کے انتظار مین آسمان کیطرف دیکھتے تھے اور سب آدمی بھی کوٹھے پر چڑھے ہوئے دیکھ رہے تھے پھر جناب رسولخدا بھی بام خانہ پر تشریف لیگئے اور جناب سیدہ نساء العالمین بھی عقب جناب رسول مقبول بام خانہ پر تشریف لائین تاکہ سیر کرین کہ ستارہ آسمان سے کیونکر اترتا ہے اور کسکے گھر مین گرتا ہے پس جبکہ نصف شب ہوئی تو ستارہ زہرہ آسمان سے جدا ہو کر نیچے کو چلا اور اتنی دیر مین آنکر پہنچا کہ جتنی دیر مین جناب زہرا نے چونتیس ۳۴ دفعہ بعد اکبر کہا اور نیچے پہنچکر سب کوٹھون پر پھرنے لگا جب کوٹھے پر جناب ہیئر کے پہنچا تو اتر پڑا اور کوٹھے پر سے پھر صحن خانہ مین آکر جناب ہیئر پر سلام کیا اور مبارکباد دی جب جناب فاطمہؑ نے یہ دیکھا کہ ستارہ جناب ہیئر کے گھر مین اترا تو فرمایا الحمد للہ رب العالمین مین بیگانون اور غیر قبیلہ مین نہ گئی اور اسکے شکریہ مین تینتیس دفعہ الحمد للہ کہا اور اتنی ہی دیر ستارہ وہی حضرت کے گھر مین رہا کہ جتنی دیر مین چونتیس بار الحمد للہ کہا مگر روشنی اس ستارہ مین اسقدر تھی کہ شب تاریک مثل روز روشن کے پر ضیا ہوگئی تھی من بعد ایک صدائے عجیب ستارے سے پیدا ہوئی اور جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے پھر اوپر چلا گیا پس جبکہ جناب معصومہ نے وقت صعود ستارہ تجلی اور روشنی دیکھی تو از راہ تعجب تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ کہا پس سب نے ستارے کو آسمان پر جاتے ہوئے دیکھا اسوقت طمع ہر ایک

قطع ہوئی اور جب شب پنجشنبہ ہوئی تو جبرئیل نازل ہوکر عرض کی کہ یارسول اللہ خدا تعالےٰ نے خازنان بہشت کو حکم کیا ہی کہ بہشت آراستہ کرین اور شجر طوبیٰ اور درخت سدرہ کو فرمایا ہی کہ حلہ لاوین اور حور العین کو ارشاد کیا ہی کہ عطر اور خوشبوؤں کو بہشت سے باہر لائین اور پراگندہ کرین تا تمام عالم معطر ہوجائی اور سورہ یٰسین اور حم اور طس کو پڑہین اور فرشتون کو حکم دیا ہی کہ آسمان چہارم مین جمع ہون اور صحن بیت المعمور مین کرسی نور کی بچھائین اور ایک فرشتہ ہی کہ نام اسکا رحیل ہی اور سب فرشتون سے فصیح تر ہی اسکو حکم ہوا ہی کہ اس منبر پر جاکر خطبہ پڑہی پھر خدائے تعالےٰ نے فرمایا کہ اے ملائکہ گواہ رہو کہ مین اپنی کنیز خاص فاطمہ زہرا کو خیر العباد علی کو کہ ولی میرا اور وصی اور برادر میرے رسول محمد مصطفےٰ کا ہی دیا۔ پس اسوقت طوبیٰ نے اپنی زیور کو گرایا اور حور العین نے نثار فاطمہ کو چنا اور ایک دوسرے کو وہ نثار قیامت تک ہدیہ بہیجین علی اور فخر کرتی کہ یہ نثار ہے تزویج فاطمہ کا اسوقت ابر کو حکم دیا تا طومار مشک کی لاوی فرشتون نے عرض کی کہ خداوندا یہ طومار کیسے ہین اسکو جواب آیا کہ یہ براءت نجات شیعیان علی بن ابی طالب ہے دوزخ سے جو شخص علیؑ اور اولاد علیؑ سے ذرہ برابر بھی محبت رکھتا ہوگا فردای قیامت یہ خط آزادی جہنم سے اسکو ملیگا اسمین لکھا ہوا ہی کہ ہذہ براءۃ من اللہ العبار لشیعۃ علیؑ و فاطمہ من النار یہ خبر دیکر جبرئیل نے کہا کہ ای رسول مقبول اب تم نور کو نور کے سپرد کرو یعنے فاطمہ کا عقد علیؑ سے کرو پس جناب رسولخدا مسجد مین تشریف لائے اور صحاب کو جمع کرکے ایک خطبہ اوپر حمد و ثنای خدا تعالےٰ کے انشا کیا اور فرمایا کہ اے گروہ مہاجر و انصار مجھی جبرئیل نے خبر دی ہی کہ خدا تعالےٰ نے سب فرشتونکو آسمان مین قریب بیت المعمور کے جمع کرکے فاطمہ کا عقد علیؑ کے ساتھ کیا ہے اور مجھی یہی حکم دیا ہی کہ مین بھی ان دونون کا عقد کرون پس جناب پیغمبر کو حکم دیا کہ خطبہ تم بھی پڑہو پس اس جناب نے بکمال فصاحت و بلاغت خطبہ ادا فرمایا پھر کہا کہ ایہا الناس تم گواہ رہو کہ رسول المقبول نے مجھی ساتھ شرف داماوی اپنی کے مشرف اور مخصوص کیا اور بحکم خدا اپنی دختر فاطمہ زہرا کو مجھسے تزویج کیا یہ فرماکر مسجد مین تشریف لیگئے اور کہا کہ الحمد للہ الذی جنبنی و شرفنی الی غیر البریۃ محمد المصطفےٰ پھر جناب رسولخدا نے فرمایا کہ طبق خرما اور طبق موہزار اور طبق حلوای انگبین لائین پس انکو حاضر کیا تو عبداللہ ابن عباس اور عقیل اٹھے اور ہم سب پر تقسیم کیا کہ سب صحاب کو پہنچگیا اور فرمایا کہ سب صحاب اپنے اطفال و عیال کیواسطے بھی بنا بر تبرکا اپنے گھرون مین لیجائین تا جو کوئی کہائے وہ بنک دین ہوجائی پس جناب رسولخدا آئے اور جس حجرہ مین کہ عورتین بیٹھی تہین تشریف لیگئے اور کہا کہ اٹھو اور فاطمہ کے پاس جاؤ اور مبارکباد دو اور خوشی کرو اور لباس خدیجہ کبری مادر فاطمہ زہرا کا انکو پہناؤ اور کرسی پر بٹہاؤ اور تم سب گرد کرسی کے بیٹھو اور ذکر خدا کرو اور عطر اور خوشبو ملو اور بخورات جلاؤ اور فرش بچھاؤ یہ فرماکر باہر تشریف لائے اور جناب پیغمبر کو بلایا اور بیشمانی پر بوسہ دیا جناب پیغمبر نے عرض کیا کہ یا حضرت مین اپنی زرہ کو بازار مین بیچنے کو لیگیا تہا راہ مین ایک اعرابی ملا اور پوچھا کہ اے علیؑ تم اسکو بیچتے ہو مینے کہا کہ ہان بیچتا ہون اسنے کہا کتنے کو بیچتے ہو مینے کہا کہ پانسو درہم کو اعرابی نے آستین مین سے وہ درہم نکالکر مجھکو دیئے یہ کہکر وہ درہم حضرت کے روبرو رکہے آنحضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ تمنے جانا کہ وہ اعرابی کون تہا عرض کیا کہ خدا و رسول بہتر جانتے ہین فرمایا کہ وہ جبرئیل تہا اور پہلی بار نہین کہ یہ درہم میرے پاس لاکر وہ زرہ کو لاکر مجھی دیگیا ہی القصہ جو کچھ ساز و سامان وسطی عروسی کے چاہئے اسکو خریدا اور صحاب بہت

تحفہ اور ہدایا اور گاؤ اور گوسفند و شتر و خربار و برنج و گندم و روغن حضرت کے پاس لائے اور جناب رسولخدا نے ہر ایک اصحاب کو تھوڑا تھوڑا بانٹ دیا اور فرمایا کہ بروز جمعہ روٹیان پکوا کر لائین اور جناب امیر نے اس شب شتر اور گوسفند وغیرہ کو ذبح اور نحر کیا اور جناب رسولخدا نے خود اپنے دست مبارک سے اس گوشت کے ٹکڑے کئے جب صبح ہوئی تو کھانا پکوا کر طیار کیا جناب رسولخدا نے جناب امیر کو حکم دیا کہ تم سب مہاجر و انصار کو قریب ہون یا بعید دعوت کیواسطے جمع کرو جناب امیر نے عرض کی کہ یا حضرت مین سب کو کیونکر جمع کرون کہ بعض آدمی شہر کے باہر اپنی زراعت اور باغون کے کاروبار و پانی دینے مین مشغول ہین آپنے فرمایا کہ تم مسجد کے کوٹھے پر چڑھکر باواز بلند کہو کہ اجیبو رسول اللہ پس جناب امیر مسجد کی سقف پر آئے اور ندائی خدا تعالے نے ہوا کو حکم کیا کہ پانچ پانچ فرسخ تک اسنے اپکی آواز کو سب کانون مین پہنچا دیا اور سب لوگ آکر جمع ہوئے کہ شہر مدینہ مین کوئی ادنی اعلی فقیر و امیر صغیر و کبیر باقی نرہا کہ جو آنکر حاضر نہو پس آپنے ارشاد کیا کہ دسترخوان بچھواؤ اور سب کو بٹھلا کر روبرو ہر ایک کے کھانا چنو غرض سب نے خوب سیر ہو کر کھایا اور پھر اپنی اپنی جگہہ پر جاکر بیٹھے جناب رسولخدا نے ام سلمہ کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور حفصہ اور عائشہ اور سمابنت عمیس زن جعفر طیار کو اور سب زنان ہاشمیہ کو اپنے ہمراہ فاطمہ کے گھر مین لیجاؤ اور فاطمہ کو آراستہ کرکے اور حلل و زیور اور پوشاک خدیجہ الکبری کی پہناؤ اور معطر اور خوشبو کرکے علی کے گھر مین شادی و خرمی کرتے ہوئے پہنچاؤ پس سب عورتین گئین اور جو کچھ آپنے فرمایا تھا سب عمل کیا جب شب ہوئی تو جناب رسول مقبول نے فرمایا تا کہ سب شہباز بربرین رکھا اور جناب معصومہ کو سب سوار کیا اور سلمان کو فرمایا تا کہ لجام سب اونٹون نے پکڑی اور سب خرمی اور شادی کرتے ہوئے اور رجز پڑھتے ہوئے ذکر خدا کرتے ہوئے درود سرور ہدا پر پہنچتے ہوئے جناب امیر کے گھر پہنچے پس مردان بنی ہاشم تو دروازے پر پہنچا کر پھر آئے اور زنان ہاشم گھر کے اندر داخل ہوئین منقول ہے کہ جبرئیل اور میکائیل اور دو صف ملائکہ کی کہ ہر صف مین ستر ہزار فرشتے ہین خانہ جناب رسول ہدی سے تا بخانہ جناب امیر سوا پر کھڑی رحمت و مغفرت اور نور نثار کرتے ہین پس جناب رسولخدا نے جناب امیر کو مسجد سے بلوایا اور سلمان سے کہا کہ علی کو گھر مین بھیجو اور عورتون کو رخصت کردو کہ اپنے اپنے گھر جائین مگر سمابنت عمیس کہ انکو رہنے دینا سو اسواسطے کہ وصیت خدیجہ کبری کی وقت وفات یہ تھی کہ فاطمہ کو وقت عروسی تنہا نہ چھوڑنا کہ وہ دلگیر ہو یہ کہکر وہ جناب رونے لگے غرض سب بیبیان رخصت ہوئین اور سمابنت عمیس موافق وصیت خدیجہ سات دن تک وہان رہین اور بعد تین روز کے جناب خاتمی آب جناب معصومہ کے دیکھنے کو تشریف لائے جناب معصومہ اپنی مدر عالیقدر کیخدمت مین آنکر بیٹھین اس جناب نے مبارکبادی جناب معصومہ نے غایت شرم سے سر جھکا لیا اور بعد ایک ساعت کے سر اٹھا کر کہا کہ اے رسولخدا جب مجھے آپنے بھیجا تو صبح کو بہت سی عورتون کو دیکھا کہ حسن و جمال اور صورتین و شمائل مشابہ زنان دنیا سے نہ تھین اور نہ پوشاک و لباس بھی انکا مثل زینت و لباس اہل دنیا کے نہ تھا اور نہایت صفا اور خوشبو تھین جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے نور چشم و حور العین تھین کہ تمھین مبارکباد و عروسی دینے آئی تھین اسمین ایک شخص آیا اور عرض کی کہ اے رسولخدا زنان قریش تہنیت اور مبارکباد دینے کو باکمال زینت و آرایش آتی ہین فرمایا آنے دو غرض وہ سب زنان

قریش آئین اور مبارکباد دی جناب امیر اسوقت محراب عبادت پر نشیت لگائے بیٹھے تھے اور روبرو اس جناب کے ایک ستون تھا گوشہ چشم سے اس ستون کیطرف نظر فرماکر آسمان کیطرف دیکھا اور لب مبارک کو جنبش دی اور کچھ دعا کی فوراً ستون شق ہوا اور دو شاخ سبز اسمین سے باہر آئین کہ انمین طرح طرح کے میوے لگے ہوئے تھے جناب امیر نے سلمان سے فرمایا کہ جسقدر میوے ان شاخون مین لگے ہوئے ہین انکو توڑکر ان عورتونکو دو چنانچہ سلمان نے میوون کو توڑکر طبق بھر کر ان عورتونکے آگے لیجاکر رکھا پھر جناب امیر نے فرمایا کہ یہ میوے مخصوص ہمارے دوستون کے واسطے ہین جو ہمارا محب صادق ہے اسکا ہاتھ تو انکی شاخون تک پہنچیگا اور جو ہمارا مخالف ہے اسکا ہاتھ نہ پہنچے گا اور ان میوون سے وہ محروم رہیگا غرض محبان صادق تو خوش ہوہوکر ان میوونکو توڑتے تھے اور کھاتے تھے اور ذخیرہ کرتے تھے اور مخالفین کا ہاتھ ان تک نہ پہنچتا تھا وہ محروم رہتے تھے اور بجائے میوہ حسرت کھاتے تھے اسوقت بعض نے تو یہ حال دیکھکر ولایت کا اس جناب کے اقرار کیا اور بعض کا کفر و نفاق اور زیادہ ہوا **معجزہ بست و ششم** ذریعۃ النجاح مین منقول ہے کہ ملک حبشہ مین ایک بادشاہ تھا عظیم الشان رفیع المکان اسکبوس نام اسکا ایک برادر زادہ حقیقی تھا فتاح نامی شجاع دلیر بطال ہمیشہ ہمین اور اسکے بھائی اسکبوس مین جنگ و جدال اور نزاع و فساد واقع رہتا تھا ایک روز اسکبوس نے فتاح سے کہا کہ جو تو ہمارا مجھسے قتال و جدال اور جھگڑا اور قصہ کیا کرتا ہے اور ہمیشہ آزار پہنچایا کرتا ہے اسکا کیا سبب ہے اور مقصد تیرا اس سے کیا ہے فتاح نے کہا کہ اس سے دو مطلب میری ہین اگر ان دونون کو تو برلائے تو مین تجھسے دائم مقام صلح مین رہون اور کبھی کسیطرح کا تجھسے فساد و نزاع نکرون ایک تو یہ کہ اپنی بیٹی کا مجھسے عقد کردے اور دوسرے یہ کہ جسقدر میرے باپکا تو نے مال و منال لیا ہے وہ مجھے دیدے اور بادشاہی بھی میرے نام پر مقرر کردے اسکبوس نے کہا کہ اے فتاح کوئی شخص بھی بغیر لئے شیر بہا کے اپنی دختر کیسکو دیتا ہے فتاح نے کہا کہ اے عم سارا ملک مال میرے باپ کا تو تیری قبضہ اختیار مین ہے میری پاس تو نے کیا چھوڑا ہے کہ جسکو مین تجھے شیر بہا مین دون اسکبوس نے کہا کہ مین تجھسے مال کا طالب نہین ہون بلکہ شیر بہا تجھسے یہ چاہتا ہون کہ ایک بڑا دشمن میرا ہے کہ اسکا نام علی ہے اسکا سر کاٹ کے تو مجھے لادے مین اپنی دختر کا عقد تجھسے کردونگا اور جسقدر تیرے باپ کا مال و اسباب ہے وہ بھی تجھے دیدونگا فتاح نے چونکہ اسکی لڑکی پر عاشق تھا اس امر کو قبول کیا اور کہا کہ تو اپنی بیٹے فضل کو بھی مع سات ہزار جوانان جرار کا ازمودہ جنگ دیدہ میرے ہمراہ کرتا مین مدینہ مین جاکر علی کا سر کاٹ لاؤن اسکبوس نے فضل کو مع سات ہزار سپاہ جرار بہادران روزگار فتاح کے ساتھ کرکے مدینہ کیطرف روانہ کیا دو مہینے کے عرصہ مین یہ لوگ طے منازل و مراحل کرکے قریب مدینہ منورہ کے پہنچے اور ایک فرسخ شہر سے دور خیمہ برپا کرکے اوتری اور تھوڑی دیر استراحت اور آسودگی حاصل کرکے فتاح نے ارادہ کیا کہ شہر مین چلکر علی کو دیکھین کہ کس شان و شوکت کا جوان ہے غرض فتاح اور فضل اور بارہ نفر اور قوی ہیکل و طاقتور کو کہ قوت و زور مین اپنا نظیر و سہیم نہ رکھتے تھے اپنے ساتھ لیکر شہر کے دروازہ پر پہنچا اتفاقاً جناب امیر اندر سے نخلستان کے باہر آتے تھے اور بیلچہ دوش مبارک پر رکھے تھے نخلستان کو پانی دینے تشریف لئے جاتے تھے فتاح نے فضل سے کہا کہ اے جوان کو پکارلے تاکہ ہم اس سے حال علی کا پوچھین فضل نے آواز دی کہ اے جوان ذرا ہمارے پاس ہوتا جا کہ ہمین تجھسے کچھ

پوچھتا ہی یہ سنکر وہ جناب آپکے پاس تشریف لائے جونہی نظر مبارک آپکی فتاح پر پڑی فرمایا صدق رسول اللہ فتاح نے پوچھا اے
بندہ خدا علی بن ابی طالب کو بھی تو جانتا ہی آپنے فرمایا کہ کوئی شخص علی کو بہتر مجھ نہین جانتا تیری غرض علی سے کیا ہی اور کس
مطلب کے واسطے تو اسکو پوچھتا ہی فتاح نے کہا کہ اے جوان مین بہت دور سے آیا ہون فقط اسواسطے کہ علی کا سر کاٹ کر بادشاہ حبش کے
لئے تحفہ لیجاؤن ہے پوچھا کہ ای شخص علی نے تیرا کیا قصور کیا ہی کہ جو تو اسکا سر کاٹنے آیا ہے فتاح نے سارا قصہ اپنا بیان کیا آپنے
فرمایا کہ ہے شخص اگر تو بت پرستی کو ترک کرے اور اسلام لائے تو علی اپنے سر کو بخیر پذا کرے فتاح نے کہا اے جوان پہلے تو ہیئت
اور ترکیب اور صورت اور شکل اسکی بیان کر کیسی شکل و شمائل اور کس ہیئت کا وہ جوان ہی آپنے فرمایا کہ رنگت اسکی گندمی
سی ہے اور قد اسکا قدمیرا سا ہی اور زور اسکا زور میرا سا ہی غرض جو باتین مجھ مین ہین وہ ہی سب باتین علی مین بھی ہین مجھ مین
اور اسمین کسیطرح کا فرق نہین ہے پس اگر تو مجھپر غالب آئیگا تو علی پر بھی غالب آئیگا فتاح نے کہا کہ پس آمین اور تو باہمدگر
محاربہ کرین تا دیکھون مین کہ علی کے مقابل ہو سکتا ہون یا نہین یہ کہکر فتاح نے ایک تلوار حوالہ فرق مبارک جناب امیر
کی آپنے ایک ہیلیہ اسکی تلوار پر مارا کہ دو ٹکڑی ہو گئی فتاح نے اسکو پھینک کر گرز گران فرق مبارک پر آپ کے مارا آپنے ہاتھ اسکا
پکڑ کر گرز کو چھین لیا اور فرمایا کہ اے جوان تو تو اپنے کئی وار کر چکا اب مین تجھپر وار کرتا ہون تو ہشیار ہو جا فتاح نے سنکر یہ
سر پر لیا جناب امیر نے یہ چاہا کہ اسکی کمر پر مارا اسنے اپنے تئین بچانا چاہا اس جناب نے اسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر زمین سے اٹھا لیا اور سر سے
بلند کر کے فرمایا کہ اے فتاح مجھکو تجھپر رحم آتا ہی یہ کہکر اسکو زمین پر دے مارا اور نقاب اسکی منہ سے اٹھا دی دیکھا کہ ایک مرد جوان
سبزہ آغاز تیس ۳۰ برس کا سن و سال ہی فرمایا کہ اے فتاح آ اور اسلام قبول کر فتاح نے یہی جان لیا کہ یہی علی بن ابی
طالب ہین عرض کی کہ اگر تین شرطین میری آپ قبول کرین تو مین اسلام لاؤن آپنے فرمایا کہ کہو وہ کیا شرطین ہین عرض
کیا کہ ایک شرط اسمین سے یہ ہی کہ مجھ اپنی غلامی مین آپ قبول کرین دوسری شرط یہ ہی کہ حلقہ اپنی بندگی کا میری گوش جان
مین ڈالین تیسری شرط یہ ہی کہ مجھ آپ کبھی اپنے سے جدا نکرین آپنے یہ سب شرطین اسکی قبول فرمائین فتاح نے ازروی اخلاص
کلمہ زبان پر جاری کیا اور کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ و اشہد ان امیر المومنین علیا ولی اللہ بعد وصی
رسول اللہ فضل نے جو یہ حال فتاح کا دیکھا تو مع سات ہزار جوانوں کے وہ بھی مسلمان ہوا اسوقت جناب امیر نے فتاح کا نام
قنبر رکھا اور اسکو اور فضل کو مع جمیع لشکر رسولخدا کی خدمتمین بھیجا وہ جناب قنبر کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی فضل نے جناب رسولخدا
سے رخصت چاہی اور عرض کی کہ مین چاہتا ہون کہ حبشہ جاکر اپنے باپ کو بھی مسلمان کرون آنحضرت نے اسکو خلعت
فاخرہ مرحمت فرما کر رخصت کیا پھر جناب امیر سے بھی رخصت ہو کر اپنے شہر کو روانہ ہوا یہ شخص حضرت کیخدمت مین باقی
رہے ایک قنبر دوسرا فخر مشیر بصیر اور فضل مع لشکر باعجاز جناب امیر دوسرے ہی دن وقت صباح اپنے شہر مین جا
پہنچا مگر جناب امیر نے فضل سے وقت رخصت ارشاد کر دیا تھا کہ جب تجھپر کوئی سختی پیش آئے تو مجھی یاد کر لینا جب
فضل قریب حبشہ کے پہنچا تو وزیر اشکبوس نے اسکا استقبال کیا اور شہر مین لیگیا اور خلعت اور گھوڑا جو اسکے باپ کے اسکو
بھیجا تھا پیشکش کیا فضل نے اسکو قبول نکیا اور کہا کہ خلعت بت پرستونکا نجس ہے یہ خبر اشکبوس کو خبرداروں نے پہنچائی
کہ فضل نے تیرا خلعت نہین پہنا خلعت محمد کا پہنے ہوئی ہی اور بتونکو توڑ ڈالا ہے اشکبوس اس خبر کو سنکر متغیر ہوا کہ

اس حالمین فضل مع لشکر دربار مین داخل ہوا اور کہا کہ سلام میرا اس مجلس مین اُس شخص پر ہو کہ جو یہ جانے کہ سجدہ ہزار عالم مین خدا ایک ہی اور محمد رسول اُسکا ہی اور علی ولی خدا کا ہی اور وصی اُسکے رسول کا ہی شکبوس نے پوچھا کہ ہے پسر کس خدا کو تو کہتا ہی کہا اُس خدا کو کہ جسنے مجھ اور تجھ اور آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور سکو فنا اور زوال ہی مگر اُسکی ذات کو کہ سکو فنا اور زوال نہین شکبوس نے کہا کہ اے پسر فتاح کیا ہوا کہا کہ سعادت دو جہانی کو فائز ہوا اور سلام لایا اور غلامی علی بن ابی طالب کو قبول کیا یہ کہکر فضل نے اپنے باپ سے کہا کہ تو بھی اسلام کو قبول کر والا مین تجھے بضرب شمشیر ہلاک کرونگا شکبوس نے یہ سُنکر کفار کو صدا دی کہ فضل کو گرفتار کرو فضل نے سر آسمان کیطرف اُٹھا کر کہا کہ یا ایھا بحرمت محمد و علی مجھے قوت دے تا مین ان کفار کو اس دیار سے نکالدون اور توفیق کو رفیق کرکہ ایکبار یہ جمال علی ولی کا دیکھو پس یہ کہکر فضل نے تلوار میان سے کھینچی اور ایک حملہ مین بیس کافرون کو جہنم مین پہنچایا شکبوس نے جو یہ حال دیکھا تو خود کھڑا ہو گیا اور باتفاق کفار فضل کو گرفتار کر لیا اور جلاد کو بلا کر کہا کہ اسکو بیجا قتل کریہ دیکھکر سات ہزار فوج نے کہ ہمراہ فضل کے گئے تھے اور مسلمان ہو کر آئے تھے سب نے باتفاق کہا کہ اگر فضل کو قتل کرتے ہو تو پہلے ہمین قتل کرو تب اُسے قتل کرنا شکبوس نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ فضل کو قتل نکرون تو تم سب ایکدفعہ ایک دوسرے کے منہ پر ہاتھ رکھلو بحر دیا کہ اُنہون نے تعمیل اُسکے کہنے کی کی اُسنے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ ان سب کی مشکین باندھ لو اور ایک ہیر کو کہ شجاعت اور تہور مین بے مثل بے نظیر تھا حکم دیا کہ فضل کو پہلے قتل کرین بعد اس جماعت کو قتل کرنا پس جب اس کافر بے دین نے فضل کے قتل کا ارادہ کیا تو فضل منہ طرف مدینہ مشرفہ کے کرکے پکارا کہ یا علی ادرکنی جلد بیجکر مجھے اس کافر کے ہاتھ سے بچاؤ بمجرد اس ندا کے دفعتہ سب قوم کے کانون مین آواز اللہ اکبر کی آئی اس آواز کو سُنکر خوف کے مارے سب کافر بیہوش ہو گئے اور جب ہوش مین آئے تو ایک سوار پشمینہ پوش کو دیکھا کہ بارگاہ کے دروازے سے چلا آتا ہے اور فضل کے پاس آکر کہا کہ اُٹھ کھڑا ہو اُسکی نظر جو مین روی انور جناب امیر علیہ السلام پر پڑی فرط شوق سے خود رفتہ ہو گیا اور باعجاز حضرت غلو زنجیر ٹوٹ کر الگ جا پڑی اور فضل بیساختہ کھڑا ہو کر قدم مبارک پر گر پڑا اور پاہائے اقدس کے بوسے لینے لگا اور رو کر بولا کہ یا مولا اپنے اس غلام کو ان کافرون سے بچایئے آپنے اُسکی تشفی کی شکبوس نے آپ کو دیکھکر فضل سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے سُنکر کہا کہ علی بن ابی طالب یہی ہین کہ ایک جشم زدن مین مدینہ منورہ سے دیار حبش مین تشریف لائے ہین یہ سُنکر شکبوس نے آپ سے پوچھا کہ اے پسر ابوطالب کسوقت مدینہ سے چلے تھے فرمایا کہ جسوقت تو نے فضل کے ہاتھ بندھوائے تھے اور سُنے مجھے صدا دی تھی کہ یا علی ادرکنی اسیوقت مین مدینہ سے روانہ ہوا تھا اور ایک چشم زدن مین یہان آکر پہنچا تا کہ فضل کی مدد کرون پس اگر تو اسلام لایا تو فبہا والا تجھے قتل کرون گا شکبوس نے عرض کی کہ یا علی ایک معجزہ مین تمسے طلب کرتا ہون اگر تم اسکو دکھادو گے تو مین اسلام قبول کرونگا آپنے فرمایا کہ کہو کیا معجزہ چاہتا ہے اُسنے کہا کہ اس سنگ عقیق سے کہ میرے آگے رکھا ہوا ہی دو چشمے پانی کے جاری ہو جائین یہ سُنکر اُس جناب نے خداوند ذی الجلال کو بعظمت و بزرگواری یاد کرکے ذوالفقار کو اُس پتھر پر مارا اور اُسے گھسیٹا تو دو چشمے آب خوشگوار کے اُسمین سے جاری ہوئے ایک ملا زمین شکبوس جو چلو پانی کا اُس سے بھر کر منہ مین ڈالا تو اُس پانی نے اُسکے منہ مین ذائقہ زہر تلخ کا دیا اور جب اُن سات ہزار فوج نے

جو سلام لائی تھی اسکو پیالہ انکو خوشگوار مثل شہد کے شیرین معلوم ہوا اشکبوس نے جو جناب امیرؑ سے باعث اختلاف ذائقہ پوچھا تو آپنے فرمایا کہ یہ باعث انکے کفر و اسلام کا ہی جو لوگ مسلمان ہوگئے اونکو ذائقہ شیرین دیا اور جو کافر ہین اونکو ذائقہ تلخ دیا اشکبوس نے کہا کہ ای علی تجھسا ساحر مینے نہین دیکھا اُس جناب کو یہ کلمہ اسکا سُنکر غیظ آیا اور اسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر سر سے بلند کیا اور زمین پر دے مارا فضل نے عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ ایکدفعہ اسکو اور دین اسلام کیطرف دعوت کرو اگر اسلام قبول کرے تو بہتر والا پھر آپ اسکو قتل کرنا جناب امیرؑ نے ہرچند اسکو فرمایا کہ تو اسلام قبول کر مگر وہ اسلام نہ لایا آخر فضل نے اپنے باپ کا سر کاٹ لیا اہل حبشہ نے جو یہ حال دیکھا تو سب باخلاص تمام اسلام لائے مگر وزیر اشکبوس کہ وہ بھی اسلام نہ لایا اور اور آدمیون کو کفر کیطرف رغبت دلاتا تھا فضل نے اسکو بھی قتل کیا جناب امیرؑ نے فضل کو وہان کا بادشاہ کیا فضل نے سب بتخانے خراب و مسمار کرکے مسجدین بنوائین اور جناب امیرؑ سے عرض کی کہ فتاح طالب تھا میری بہن کا اگر اب وہ چاہے تو مین اُس سے عقد اسکا کردون اور جناب امیرؑ نے قنبر سے پوچھا اُسنے عرض کی کہ یا حضرت اب مین آپکے ساتھ رہنا چاہتا ہون اسکی بہن کو لیکر کیا کرون غرض ہرچند اُس سے اصرار کیا اُسنے انکار کیا جناب امیرؑ اہل شہر کو وداع کرکے مدینہ منورہ مین تشریف لائے یہود نے قنبر سے پوچھا کہ علی بن ابی طالب تو ایک چشم زدن مین سوار حبشہ سے مدینہ مین آئے تو پیادہ انکی جلوس مین کیونکر آیا قنبر نے کہا کہ سبحان اللہ سر خدا ہین مین انکی جلوس ہی مین آیا ہون **معجزہ نسبت و ہفتم** منقول ہے کہ ایک روز سید الابرار بعد ادائے نماز صبح پیش اصحاب وعظ فرما رہے تھے کہ اثنا وعظ مین ایک درویش نے کھڑے ہوکر کہا کہ مین ایکہزار روپے کا قرضدار ہون کوئی شخص میرے قرض کو ادا کردے کہ دولت کے میرے قرضخواہ نے پکڑ رکھے ہین اور مجھے اسقدر مہلت نہین آتا کہ قرضخواہ کو دیکر اپنے گھر کو آؤن جناب امیرؑ نے یہ سنکر اُس سائل سے فرمایا کہ تو اسقدر صبر کر کہ جناب رسولخدا وعظ فرما چکین تو مین تجھے ہزار دینار دونگا فقیر آپکے فرمانے سے بیٹھ گیا سعد وقاص نے فقیر سے کہا کہ تو علی کے کہنے پر تکیہ نہ کر کہ وہ خود محتاج ہین ہمیشہ نان جو کھاتے ہین اور اکثر انپر فاقہ گزرتا ہے وہ اپنے محتاجہ پر تو امداد ہی نہین تجھے ہزار دینار کہان سے دینگے تو کھڑا ہو کر پھر سوال کر فقیر نے اسکے ورغلانے سے پھر کھڑے ہوکر سوال کیا جناب امیرؑ نے پھر اُسے ارشاد کیا کہ ای شخص تو بے صبری نکر اتنی دیر ٹھہر کہ جناب سرور انبیا وعظ فرمانے سے فارغ ہو جائین تو مین تجھے دو ہزار دینار دونگا فقیر پھر بیٹھ گیا سعد نے پھر سگو ورغلانا پھر اُسنے سوال کیا پھر جناب امیرؑ نے اسکی تشفی کی اور فرمایا کہ تو بیٹھ جب وہ جناب منبر سے اُترین گے تو مین تجھے تین ہزار دینار دونگا پھر وہ سائل خاموش ہوکر بیٹھ گیا غرض اسطرح ہر بار وہ بسبب اغوای سعد کے کھڑا ہوکر سوال کرتا تھا اور جناب امیرؑ ہر بار ایکہزار دینار اور زیادہ کرتے تھے تا اینکہ بارہ ہزار دینار کی نوبت پہنچی اور آپنے فرمایا کہ تو صبر سے بیٹھا رہ انشاءاللہ مین تجھے بعد وعظ کے بارہ ہزار دینار دونگا الغرض جناب حضرتؑ مآب وعظ فرما چکے تو جناب امیرؑ فقیر کو اپنے ہمراہ دولتسرائے مین لائے اور دسترخوان بچھوا کر دو نان جو مین اُس فقیر کے روبرو رکھین اُسکو وہ نان جو مین دیکھکر سعد کے کہنے کا یقین ہوا اور اضطرار کے سبب لقمہ حلق سے نہ اُترا جناب امیرؑ نے اُسکا یہ حال دیکھکر قنبر سے ارشاد کیا کہ دسترخوان اُٹھا لے کہ سعد نے اسکو سو مین ڈالدیا ہے فقیر نے جو جانا کہ وہ جناب میری مافی الضمیر پر آگاہ ہوگئے تو عرض کی کہ یا حضرت آپ سچ فرماتے ہین مجھے

سعد کے کہنے سے شک پیدا ہو گیا تھا القصہ جناب اُس فقیر کو اور قنبر کو ہمراہ لیکر محلہ ترسایان تشریف لائے اور جمشید کشیش رئیس ترسا کے گھر پر پہنچکر زنجیر دروازہ کی ہلائی جمشید نے غلام سے کہا کہ دیکھ باہر کون ہے غلام نے دروازہ کھولکر آپکو کھڑا دیکھا اور نام آپکا پوچھکر جمشید سے جاکر کہا کہ علی بن ابی طالب دروازہ پر تشریف رکھتے ہیں جمشید نے غلام سے کہا کہ چپکے سے جاکر تو دروازہ بند کر آغلام نے ایسا ہی کیا پھر قنبر نے کئی بار زنجیر کو کھڑکایا اور آواز بھی دی کسینے جواب نہ دیا جناب امیرؑ نے غیظ میں آکر ایسی ایک آواز مہیب کی کہ گھر میں جمشید کانپ اُٹھا اور لرزتا کانپتا باہر آیا اور جناب امیرؑ کو سلام کرکے عرض کی کہ ہر سال وہ روپیہ جزیہ کا جو مجھپر مقرر کیا ہے ادا کرتا رہتا ہوں اور اس سال کا روپیہ بھی تیار ہے آپ کیوں تکلیف کی جناب امیرؑ نے فرمایا کہ میں اس کام کے واسطے نہیں آیا مجھ بارہ ہزار دینار اس فقیر کو دینے ہیں تجھسے قرض لینے آیا ہوں جمشید نے کہا کہ دینار حاضر ہیں بشرطیکہ کوئی چیز آپ رہن رکھیں اُس جناب نے فرمایا کہ میرے پاس ایک مُلدل ہے اور ایک قنبر اور ایک ذوالفقار ان تین چیزوں میں سے جسکو تو کہے تیرے پاس رہن رکھدوں جمشید نے کہا کہ یا حضرت دُلدل آپکی سوائے کسیکو سواری نہیں دیتا اور قنبر بغیر آپکے کسیکی متابعت نہیں کرتا ذوالفقار بجز آپکے ہاتھ کے اور کسی سے چلتی نہیں سوائے انکے اگر اور کوئی چیز آپ رہن رکھیں تو روپیہ موجود ہے یہ سُنکر وہ جناب متردد ہوئے اتفاقاً حسینؑ اُسی راہ سے مکتب تشریف لئے جاتے تھے اپنے پدر بزرگوار کو متردد دیکھکر پوچھا کہ یا ابتا آپکو کس امر کا تردد ہے آپنے حال بیان کیا حسینؑ نے عرض کی کہ اگر جمشید ہماری ضمانت قبول کرے تو ہم اپنی ضمانت دینے کو حاضر ہیں جمشید نے کہا کہ مجھکو انکی ضمانت قبول ہے جناب امیرؑ نے وثیقہ اپنے دستخط خاص اور حسینؑ کے العہد سے لکھکر جمشید کو دیا اور بارہ ہزار دینار اُس سے لیکر فقیر کو عنایت کئے جمشید نے عرض کی کہ تا ادائی زر حسینؑ کو آپ میرے سپرد فرمائیں کہ یہ ضامن ہیں میرے زر کے اُس جناب نے شاہزادوں کو اُسکے سپرد کیا اور آپ قبرستان کیطرف تشریف لیچلے اور قنبر سے فرمایا کہ تو گھر جاکر فاطمہؑ سے یہ حال بیان نکرنا کہ وہ حسینؑ کا یہ حال سُنکر گھبرائیں گی غرض جمشید حسینؑ کو گھر میں لایا اور ایک حجرہ تاریک میں لاکر بٹھلایا اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے باپ نے کبھی یہ قرض ادا نہ ہوگا لہذا تمہیں لازم ہے کہ تم میری متابعت سے سرتابی نہ کرو اور ہمیشہ میرے حکم میں رہو اور جو کام میں تمسے کہوں اُسکی تعمیل کرو حسینؑ نے فرمایا کہ اے جمشید ہم فرزند مصطفےٰ اور جگر گوشگان علی مرتضےٰ اور نور دیدگان فاطمہؑ زہرا ہیں اگر تو ہماری حرمت نہیں کرتا تو آزار ہی نہ دے جمشید نے دروازہ حجرے کا بند کرکے مقفل کر دیا اور کہانا کھانے میں مشغول ہوا حسینؑ تاریکی حجرہ اور کثافت مکان سے دل تنگ ہوئے اور باہم گفتگو فرمایا کہ یہ شخص ہم سے عداوت دینی رکھتا ہے ہم توکل کرتے ہیں جناب کبریا پر ہیں گفتگو میں تھے کہ یکایک سقف حجرے کی شق ہوئی اور دو کرسیان یاقوت سرخ کی آنکر رکھی گئیں اور حجرہ میں اسقدر روشنی ہوئی کہ آنکھیں اُسکے دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھیں پس ندا آئی کہ اے نور دیدگان علیؑ بفراغت تمام ان کرسیوں پر بیٹھو من بعد ایک طبق پر از میوہ بہشت روبرو آنکر رکھا گیا اور آواز آئی کہ اس میوہ کو تناول کرو حسینؑ یہ دیکھکر نہایت مسرور اور شاد ہوئے اور جمشید جب کھانے سے فارغ ہوا تو غلام سے کہا کہ پسران علی کو میرے روبرو لاتا اُنکو نخلستان میں بٹھلیں اور اُنکے پانی کیچو اگر سب درختوں کو دلوائیں اور اگر اس سے عہدہ برا

نہو سکین تو پھر انکو آزار پہنچائین غلام اُسکے حسب الحکم دروازہ پر جو پہنچا گیا دیکھا کہ اسقدر حجرہ مین روشنی ہو رہی ہے کہ جس سے آنکھو کو خیرگی حاصل ہوتی ہے غلام متوجہ ہو کر فوراً پھرا اور جمشید کی خدمت مین آکر عرض کی کہ مینے تو حجرہ مین چراغ بھی نہین جلایا مگر سمین اسقدر روشنی ہو رہی ہے کہ آنکھون کو طاقت دیکھنے کی نہین ہے جمشید نے کہا کہ تجھے میلان ہی کس طرف اور تو بہت ہوا خواہون اُسکے سے ہے تو نے ہی چراغ جلایا ہوگا اُسنے کہا کہ مجھے حجرہ کی تو تیرہ یاسے پھر مینے کیونکر چراغ جلایا - جمشید نے کہا کہ مین چلتا ہون اگر تو نے چراغ جلایا ہوگا تو تجھے برابر اُسکے قتل کرونگا غلام نے کہا کہ وہ فرزندان رسول اور جگر گوشگان علی و بتول ہین اگر تو اُنکو آزار دیگا تو فردائے قیامت خدا و رسول کو کیا جواب دیگا جمشید یہ سنکر خفا ہوا اور طپانچہ غلام کے مُنہ پر مارا اور کہا کہ مینے تجھے پندہ نصیحت کیواسطے نہین خریدا آخر جمشید در حجرے پر آیا اور دروازہ کھولکر اندر گیا دیکھا کہ ایسی روشنی ہو رہی ہے کہ سو مشعل اور شمع کے نور کو بھی اُسکے سامنے کچھ ظہور نہین اور صاحبزادی - کرسیون پر یاقوت کے بیٹھی ہین اور آگے اُنکے شمعہای کافوری روشن ہین اور خوان میوون کے رہر روبکھی ہین اور میوے اُن مین سے تناول فرما رہی ہین جمشید نے غلام کو آواز دی کہ جلد آکر تماشا دیکھ کہ یہ کسطرح بیٹھی ہین غلام نے دیکھکر کہا کہ مین نہ کہتا تھا کہ یہ فرزند رسول کے ہین اب تو دیکھ کہ پیش خدا اقرار و منزلت انکی کیسی ہے جمشید نے کہا کہ کچھ ہو مگر عداوت اور دشمنی علی کی میرے دل سے باہر نہ جائیگی اور صاحبزادون سے کہا کہ میوے اس جگہ تمہارے پاس کون لایا ہے فرمایا کہ فرشتے بحکم خدا بہشت سے ہمارے لئے لائے ہین جمشید نے قدم آگے رکھا اور کہا ایک دانہ انمین سے مجھے بھی کھانا ہون کہ مینے انجیل مین دیکھا ہے کہ جو شخص میوہ بہشت کا کھائیگا آتش دوزخ اُسپر حرام ہوگی امام حسن نے فرمایا اے جمشید جب تک تو اسلام نہ لائیگا یہ میوہ بہشت کا تجھپر حرام ہے اور تو کبھی نہ کھا سکیگا غلام نے بھی کہا کہ اے خواجہ یہ سچ فرماتے ہین کچھ اور غرض سے نہین کہتے اگر تو اسلام لائے اور اُنکو نہ ستائے تو البتہ فردائے قیامت میوہ بہشت کے کھائے جمشید غلام پر خفا ہوا اور ایک دانہ طبق سے اُٹھا کر مُنہ مین ڈالا جونہی دانت اُسکے اُسپر لگے وہ دانہ پتھر کا ہو گیا اور آگے کے دو دانت اُسکے ٹوٹ گئے اور درد ہونے لگا جمشید نے کہا کہ ای پسران محمد و علی خوب سحر تمہین سکھایا ہے کہ میرے دانتونکو توڑ ڈالا جب تک کہ مین سکا بدلا تجھسے نہ لونگا مجھی قرار نہ آئیگا اب چلو تم میرے ساتھ اور جس کام کو مین تمہارے سپرد کرون تمین مشغول ہو یہ سُنکر حسنین بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے جمشید نے غلام سے کہا کہ ڈول اور رسی اُسکے سپرد کر اور مین آگے چلتا ہون اور تو انکو اپنے ہمراہ نخلستان مین لا غلام لاچار شاہزادون کو اپنے ساتھ لیکر نخلستان کو روانہ ہوا اثنائے راہ مین غلام نے حسنین سے عرض کی کہ ای مخدوم زادے مین غلام اس شخص کا ہون بجز اسکے متابعت اور کچھ مجھے چارہ نہین ہے جب مین تمہین نخلستان مین پہنچا دونگا اور خواجہ چلا جائیگا تو مین عوض تمہارے پانی بھر دونگا اور کھانا اور پانی بھی تمہین پہنچا دونگا حسنین نے فرمایا کہ ای فرخ ہم تجھ سے کچھ گلہ نہین کرتے ہمنے تجھے معاف کیا تو کچھ فکر ہمارے آب و طعام کا نکر کہ خدا رازق ہے غرضکہ نخلستان مین پہنچے جمشید نے کہا کہ ہن ڈول اور رسی کو لو اور اتنا پانی چاہ سے کھینچو کہ یہ حوض بھی بھر جائے اور سب اشجار سیراب ہو جائین مین غلام کو اپنے ہمراہ لئے جاتا ہون تھوڑی دیر بعد اسکو پھر بھیجونگا اگر تمنے ان حوضون کو بھر دیا اور نخلستان کو سیراب کر دیا تو

بہتر والا تم دیکھو گے کہ یہ تمسے کیا سلوک کیا یہ کہکر وہ دروازہ کو باغ کے بند کرکے چلا گیا حسینؑ نے ایک ساعت تو باغ کی سیر
کی اور شکر خدا بجا لائے پھر بعد جناب امام حسینؑ سے امام حسنؑ نے فرمایا کہ بھائی اول دو دو دل میں پہنچتا ہوں پھر تم دو دو دل
پہنچنا شاید کہ یہ حوض بھر جائے اور جمشید سے ہمیں کوئی آزار نہ پہنچے یہ فرماکر دونوں صاحبزادوں نے دو دو دل پہنچے اور من بعد
مناجات پیش قاضی الحاجات اسطرح پر کی کہ ای خداوند غفار نہ چھوڑ ہمیں تا کہ جمشید سے کوئی ضرر ہمیں پہنچے اور جلد ہمارے پدر عالیقدر
کو ہمارے پاس بھیج ہنوز دعا تمام نہوئی تھی کہ تیر دعا بہدف قبولیت واجابت پر پہنچا فوراً پانی چاہ سے جوش مار کر اوپر آیا اور آواز
ہاتف کی آئی کہ ای نور دیدگان علی مرتضیٰ تم فلان درخت کے سایہ میں جاکر ستراحت کرو اور کسی طرح کی فکر اور تردد کو اپنے
دلمیں راہ ندو کہ جلد تمہارا باپ تمہارے پاس پہنچتا ہے پس حسینؑ اس درخت کے نیچے آکر بیٹھے اور چاہ سے مقدر پانی اُبلا کہ نخلستان
مثل دریا کے ہوگیا اور پانی مانند حصار کے گرد حسینؑ کے کھڑا ہو گیا جمشید نے بعد ایک ساعت کے غلام کو بھیجا کہ دیکھ پانی
حسینؑ نے کھینچا ہے یا نہیں اگر نہ کھینچا ہو تو انیر تاکید کر اور اگر کہنا نہ مانگیں تو کہنا کہ جمشید تجھ سے آتا ہے پس اگر تشنہ خلستان کو
سیراب کیا تو وہ تمہیں کہانا دیگا اور جو نہیں تو تمہیں آزار پہنچائیگا اور اگر تو دیکھ کہ پانی کے کھینچنے میں کچھ اہمال کرتے ہیں تو
تو انکو مارنا اور انکی بات سے کچھ خوف نکرنا کہ وہ میرے قرضدار ہیں غلام یہ سنکر باغ کیطرف روانہ ہوا اور راہ میں اپنی انگشتری
ایک نان پز کو دی اور کچھ روٹیاں اس سے خریدیں باین خیال کہ اگر حسینؑ میں خواہش طعام کی کرینگے تو میں انکو یہ کھلاؤنگا
غرض جو ہیں باغ کے دروازہ پر پہنچا تو دیکھا کہ سارا باغ پانی سے بھر گیا ہے اور باغ کی دیواروں سے پانی ٹپک رہا ہے یہ حال
دیکھکر غلام الٹا پھرا اور خواجہ سے آکر کہا کہ ای خواجہ جلد دکان کو اٹھا اور چلکر دیکھ کہ سارا باغ تیرا پانی میں ڈوب گیا اور
مثل دریا کے ہوگیا اور نہالان بوستان نبوت کا کہیں نشان پیدا نہیں ہے جمشید یہ سنکر نہایت دلتنگ ہوا اور جلد باغ میں
آیا دیکھا کہ باغ کی دیواروں سے پانی ٹپک رہا ہے غلام سے کہا کہ انہوں نے میرے دانت توڑے ہیں خدا نے انسے میرا عوض لیا کہ
انکو غرق کیا غلام نے کہا کہ میں ہرگز اس حرف کو قبول نکرونگا اسواسطے کہ حسینؑ یہاں باغ نبوت میں مگر ہاں چونکہ تو نے
اسلام قبول نکیا اور اوپر خلاف ملت پیغمبر کے تھا اس سبب سے میوہ تیرے منہ میں پتھر ہو گیا اور تیرے دانت ٹوٹ گئے جمشید نے
کہا کہ ای غلام تو بہت باتیں بناتا ہے میں تجھپر بہت رحم کرتا ہوں بہرحال اگر لوگ تجھسے حال فرزندان علیؑ کا پوچھیں تو
تو کہیو کہ میں انکے حال کی کچھ خبر نہیں رکھتا اور اگر تو اس راز کو فاش کریگا تو میں تجھے قتل کرونگا۔ یہاں کا تو یہ حال تھا
اب سنئے حال جناب امیرؑ کا کہ وہ جناب حسینؑ کو سپرد جمشید کرکے قبرستان بقیع میں تشریف لیگئے اور وہاں سے فاتحہ
مومنین کے مزار پر پڑھکر پھر ایک درخت عظیم کے آکر بیٹھے دیکھا کہ درخت پر ایک مرغ بہت بڑا عظیم الجثہ کہ جسکے پر و بال در
و یاقوت کے ہیں بیٹھا ہے جناب امیرؑ نے دفعتہً پاؤں اس مرغ کا پکڑ لیا اس مرغ نے اڑنا چاہا جناب امیرؑ نے پاؤں اسکا
ایسا مستحکم پکڑا تھا کہ وہ مرغ اڑنے سے رہگیا مرغ بحکم خداوند جلیل گویا ہوا اور عرض کی کہ السلام علیک یا ولی اللہ
میرے پاؤں پر زور فرمائیے کہ میں آپکے زور کی طاقت نہیں رکھتا اور نبوت محمدؐ اور تیری ولایت کا اقرار رکھتا ہوں
حکم حق سبحانہ تعالےٰ کا مجھے ایسا ہوا ہے کہ آپ میرا پاؤں پکڑ لیں اور میں پرواز کروں اور تمہیں جہاں کا حکم ہوا ہے وہاں
پہنچا دوں تا کہ وہ بارہ ہزار دینار کا کہ جو تمنے راہ خدا میں فقیر کو دئے ہیں سرانجام ادا کا ہو جائے یہ سنکر جناب امیرؑ نے اپنے

ہاتھ کو سبک اوڑھیلا کر دیا اور وہ مرغ اُڑا اور ایک ساعت کے بعد جائے مامور پر پہنچا دیا جناب امیرؑ نے ایک شہر دیکھا نہایت
وسیع مرغ نے کہا کہ یا حضرت آپ اس شہر کے اندر تشریف لیجائیں اور اہل شہر کو مسلمان کریں اور بعد حصول مدعا پھر آپ یہیں
تشریف لے آئیں مجھے آپ اسی جگہ رہائیں کہے یہ کہکر وہ مرغ ایک دیوار بلند پر جا بیٹھا جناب امیرؑ نے بسم اللہ کہکر دروازہ میں
شہر کے پاؤں رکھا اور چالیس ہی دروازے اس شہر کے تھے جناب امیرؑ نے ان چالیس ہی دروازوں کو ٹٹولا کیا مگر کسی آدمی کو انمیں نہ دیکھا
جب شہر میں پہنچے تو جانب راست دیکھا کہ ایک خلق کثیر بادشاہ کے دروازہ پر جمع ہے اور آگے بارگاہ شاہی کے ایک میدان
بہت بڑا ہے اور اس میدان میں ایک منبر رکھا ہے اور کنارہ پر اس میدان کے ایک حوض پانی کا بہت طویل اور عریض ہے جناب
امیرؑ کنارہ پر اس حوض کے آکر بیٹھے اور تماشا وہاں کا دیکھنے لگے کہ اتنے میں ایک پیر مرد چالیس آدمیوں کے ساتھ مشکیں دوش پر رکھے اس حوض
کے کنارہ پر آیا اور ایک جوان نشیمنہ پوش کو دیکھا کہ نور اسکے رخ انور سے تابان ہے پیر مذکور آگے آیا اور جناب امیرؑ کو سلام کیا
آپنے جواب سلام کا دیا اور پوچھا کہ اے عبد اللہ کس ارادہ پر یہاں آیا ہے اور کیا کریگا تو وہ پیر مرد حیران ہوا اور کہا کہ ہے جوان نورانی
تیری کبھی تجھ دیکھا اور نہ تو نے کبھی مجھ دیکھا پھر تو نے مجھ کیونکر پہچانا اور نام میرا کیونکر جانا میں جانتا ہوں کہ تو غریب و مسافر ہے شاہ
ولایت نے فرمایا کہ اے عبد اللہ میں بھی غریب و مسافر ہوں عبد اللہ نے کہا کہ اے جوان تجھکو خوف نہ کھو کہ میں مسافر اور غریب ہوں یہاں
مسافروں کو بہت آزار پہنچاتے ہیں حضرت نے پوچھا کہ اے عبد اللہ اس شہر کا کیا نام ہے اور یہاں کے باشندے کیا دین رکھتے
ہیں پیر نے کہا کہ اس شہر کو جابلسا کہتے ہیں اور یہ شہر شہر ہا کے مغرب سے ہے اور ساکنین اس طرف کے ملت حضرت عیسیٰ کی رکھتے ہیں
ہیں اور ان لوگوں کا ایک پیر ضعیف امام اور پیشوا ہے کہ ہمیشہ خلوت میں رہتا ہے مگر تمام سال میں ایک مرتبہ باہر آتا ہے اور سبکو
وعظ و پند کرتا ہے اور آج دن اسکے باہر آنیکا ہے اور یہ منبر کہ اس میدان میں رکھا گیا ہے اسی پیر راہب کے واسطے ہے اور اسی لحظہ باہر
آئیگا اور اسی منبر پر جا کر وعظ کہیگا اور ہمارے بادشاہ کا نام خسرو جابلسا ہے سب امیر اور رئیس اور وزیر اور بادشاہ اس منبر کے
نیچے آکر جمع ہونگے اور وہ راہب ہر سال سب کو نصیحت کرتا رہتا ہے کہ مکہ اور مدینہ میں ایک شخص محمد نام پیدا ہوگا دعوی پیغمبری
کا کریگا اور سبب سے ہمارا بادشاہ جس شخص کو دین محمدی پر دیکھتا ہے اسکو قتل کرتا ہے اور ہم چالیس جوان اس میدان میں آپاشی
کیا کرتے ہیں غرض عبد اللہ سقہ نے جب چاہا کہ میدان میں آپاشی کرے جناب امیرؑ نے کہا کہ اے عبد اللہ ڈول مجھے دے اور
اس سے ڈول لیکر چاہ سے پانی بھرا اور عبد اللہ سے کہا کہ دہانہ مشک کا کھول اور سمیں حضرت نے پانی ڈالا کہ مشک بھر گئی اور
ڈول کا پانی ذرا کم نہوا جیسا تھا ویسا ہی بھرا رہا اسیطرح آپنے چالیس مشکوں کو بھر دیا اور ڈول بھرا کا بھرا ہی رہا کچھ کم نہوا
عبد اللہ سقہ یہ حال دیکھکر قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ اے جوان ظاہرا تو عیسے پیغمبر ہے کہ خلائق کو ہدایت کرنے آیا ہے آپنے
فرمایا کہ عیسے پیغمبر میرے بھائی ہیں دین محمد بن عبد اللہ بن ہاشم بن عبد مناف پر ہوں عبد اللہ سقہ نے کہا کہ اے جوان
اول ایمان مجھپر عرض کر اور مجھے مسلمان کر حضرت نے ان چالیسوں کو مسلمان کیا اور باتفاق عبد اللہ اور سب سقوں کو
میدان میں تشریف لائے اور ڈول حضرت کے ہاتھ میں تھا چالیس خم کلان میدان میں رکھی ہوئی دیکھی کہ اطراف
میدان میں رکھی ہوئی ہیں اور ایک ایک خم میں چالیس چالیس مشک پانی کی آتی ہے جناب امیرؑ نے سقوں سے فرمایا
کہ اے دوستوان خموں کو بھر دو ایک سقہ نے ایک ایک مشک سے ایک ایک خم کو بھرا اور باعجاز جناب امیر مشک کا

پانی کم ہوا تھا حیران ہوکہ دفعتہ ہوا چلی اور اُس جناب نے ڈول کو حرکت دی پس ہوا نے پانی کو ساری میدان میں چھڑک دیا اور ڈول پانی سے بھرا رہا کہتے ہین کہ وہ میدان اسقدر طویل و عریض و کشادہ تہا کہ اگر تین سو مشکین ہوتین تو بھی وہ میدان چھڑکا نہ جاتا عبداللہ نے یہ حال دیکھکر کہا کہ ہی جوان تجھکو قسم ہے اُس خدا کی کہ جسکی تو پرستش کرتا ہی اور پیغمبر تجھپر عنایت کی ہے بتا کہ تو کون ہی آپنے فرمایا کہ اے عبداللہ مین ہون علی بن ابی طالب داماد محمد مصطفےٰ عبداللہ نے کہا کہ الحمدللہ کہ یہ دولت عظمیٰ ہمین میسر ہوئی غرض جناب امیر نے دیکھا کہ منبر کے برابر ایک تخت بچھا ہوا ہی اور وہ تخت خسرو کے بیٹھنے کی جگہ ہے جناب امیر اُس تخت پر جا بیٹھے بعد ایک لمحہ کے بہت سے آدمی طرف وحوانب سے آئے اور اپنی اپنی جگہہ پر بیٹھ گئے مگر جس شخص کی نظر روبرو جناب امیر پر پڑتی تہی ہیبت اور دہشت سے آپے کانپنے لگتا تہا اور آپسمین کہتے تہے کہ یہ شخص کون ہے جو خلیفہ کی جگہہ پر آکر بیٹہا ہی اب جو خلیفہ آئیگا تو اُس جوان کو تخت سے نیچے گرا دیگا اور عبداللہ بھی مع اپنے مریدون کے صف باندہے روبرو اُس جناب کے کہڑا تہا اور فکر مین تہا کہ مبادا خلیفہ آکر نسبت اُس جناب کے کچھ بے ادبی کرے اور اپنے مریدون سے کہا کہ اگر حضرت علی ہمارے اس شہر سے مقابلہ کرین تو تم ہی اپنی جان آپکو قدمون پر نثار کرنا کہ اس ثنا مین خسرو جا بلسا مع امرا اور لشکر اور حشم اور خدم کے آیا اور ہر شخص اپنی اپنی جگہہ بیٹھ گیا اسمین خسرو نے حکم دیا کہ پیر واعظ کو لاؤ ایک جماعت گئی اور اُسکو دیر سے باہر نکالکر لائی پیر واعظ جو ہمین منبر پر گیا تو دیکھا کہ ایک جوان خوشرو کہ جسکے نور جبین سے تمام میدان پُر از نور ہو رہا ہی خلیفہ کی جگہہ پر بیٹھا ہی اپنے دلمین حیران ہوکر کہا کہ آیا یہ کون شخص ہے پس خلیفہ متوجہ طرف منبر کے ہوا تاکہ تخت پر اپنی جگہہ جا بیٹھے کہ نظر اُسکی جمال باکمال جناب امیر پر بڑی بیہوش ہوگیا اور پیر واعظ بھی منبر پر چپ بیٹھا تہا اور مُنہ سے کچھ نہ کہتا تہا خسرو جب ہوش مین آیا تو ایک شخص کو پیر کے پاس بہیجا اور کہلا بہیجا کہ آج تجھکو کیا ہوگیا ہے کہ تو خاموش بیٹھا ہے اور کچھ نہین کہتا پیر منبر پر کہڑا ہوگیا اور کہا کہ اے خسرو تو ان خلائق کو ملامت اور سرزنش نہین کرتا کہ کوئی شخص اس مجلس مین حاضر ہی کہ اُسکو علم کی برابر کوئی علم نہین رکہتا اور نہوگا اور مین جو وقت قصد تکلم کا کرتا ہون کہ کچھ کہون تو ایک بات عالم غیب سے پیدا ہوتی ہے اور کہتا ہی کہ پیر چپکا رہ کہ آجکہ جبرئیل کو بھی مجال کلام کرنیکی نہین ہے خسرو نے یہ سُنکر سب آدمیون کو صدا دی کہ تم مین غریب اور مسافر کونسا ہی اُسکو پیدا کرکے قتل کرو کہ مبادا محمدی ہو پیر نے کہا کہ اے خسرو تو صبر کر مین خود اُسکو پیدا کرکے تمہین دکھا دیتا ہون تم سے وہ شخص پیدا نہین ہوسکیگا یہ کہکر آواز بلند کی کہا کہ اے مرد عالیقدر اگر تو آج یہان آیا ہی اور دین محمدی رکہتا ہی تو کہڑا ہوجا سب تجھ دیکھین اور معلوم کرین کہ تو کس کام کے لئے یہان آیا ہے یہ سُنکر وہ جناب کہڑے ہوگئے خسرو اور سب خلائق کی نظر جو مین جمال پُر نور اُس جناب پر پڑی تو خوف کے مارے مثل بید کانپنے لگے خسرو نے لشکر کو آواز دی کہ اسکو پکڑلو جناب امیر نے خسرو کیطرف ایسی نگاہ تند و تیز سے دیکھا کہ قریب تھا کہ وہ بیچارہ بھسم ہوجائے جو دیکھا کہ خسرو ارادہ حضرت کے پکڑنیکا رکہتا ہی تو کہا ای خسرو صبر کر مین اُس سے پوچھون کہ وہ کس پیغمبر کے دین پر ہی پھر جو تیرا جی چاہیگا وہ کرنا خسرو نے کہا کہ اے پیر جو تو کہیگا وہ کرونگا مگر یہ شخص اگر محمدی ہی تو اُس سے وہ کام کرونگا کہ پیر کوئی محمدی اس طرف مُنہ نہ کریگا پیر نے کہا کہ اے خسرو اگر یہ شخص محمدی ہی تو تو اور سب خلائق اُسپر غلبہ نہ پاسکینگے اسواسطے کہ مینے انجیل مین دیکھا ہی کہ اس سال ایک شخص دنیا مین

آئیگا کہ مظہر العجائب مظہر الغرائب و اسمہ محمد مصطفےٰ علی نام ہوگا خسرو یہ سُنکر غضب میں آیا اور کہا کہ اے پیر یہ کیا باتیں ہیں جو تو کرتا ہے اگر یہ شخص محمدی ہو تو میں اسکو امان نہ دونگا پیر نے کہا کہ اگر یہ جوان وہی ہو کہ جسکو میں کہتا ہوں تو ستیزہ اور جنگ و جدال اس سے عبث ہے والا جو تیرا جی چاہیگا وہ کریا خسرو نے کہا کہ جو کچھ تجھ میں ہے میں اسکو قبول رکھتا ہوں پیر راہب جناب میسیٰ کے پاس آیا اور باادب سلام کیا اور کہا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں آپنے فرمایا کہ مدینہ پیغمبر سے آتا ہوں راہب نے کہا کہ مدینہ سے اس شہر تک تین مہینہ کی راہ ہے آپنے فرمایا کہ میں اکیساعت میں آیا ہوں راہب نے کہا کہ صدق المعظم فرماؤ کہ کیا نام ہے آپنے ارشاد کیا کہ حلال مشکلات خسرو کو معلوم ہوا کہ یہ محمدی ہے کہ بات کرنا اس سے غلط ہے راہب نے کہا کہ اے خسرو میں ان سے انجیل کے کئی مسئلے پوچھتا ہوں اگر انکا جواب دیا تو یقیناً یہ وہی شخص ہے کہ جسکی خبر عیسےٰ نے انجیل میں دی ہے اور اگر عاجز آیا تو پھر یہ اسیر اور قیدی تمہارا ہے حضرت نے فرمایا کہ جو چاہ وہ پوچھ راہب نے کہا کہ میں بارہ مسئلے پوچھتا ہوں تباؤ کہ وہ کونسی ایک چیز ہے کہ جسکا دوسرا نہیں اور وہ دو کونسی ہیں کہ جنکا تیسرا نہیں اور وہ تین کونسی ہیں کہ جنکا چوتھا نہیں اور وہ چار کونسی ہیں کہ جنکا پانچوان نہیں اور وہ پانچ کونسی ہیں کہ جنکا چھٹا نہیں اور وہ کونسی چیز ہیں کہ جنکا ساتوان نہیں اور وہ سات کونسی ہیں کہ جنکا آٹھوان نہیں اور وہ آٹھ کونسی ہیں کہ جنکا نوان نہیں اور وہ نو کونسے ہیں کہ جنکا دسوان نہیں اور وہ دس کونسے ہیں کہ جنکا گیارہوان نہیں اور وہ گیارہ کونسے ہیں کہ جنکا بارہوان نہیں راہب نے یہ مسائل پوچھی تو ایک غرغرہ اور غل طلائی سے پیدا ہوا اور سب نے کہا کہ اگر عیسےٰ آسمان سے نہ اترتے تو ان مسائل کا جواب دین اس جناب نے یہ سُنکر فرمایا کہ اے قوم ترسا میں ہوں وارث علوم جمیع انبیا کا تم غل نہ کرو اور خاموش رہو تا میں ان مسائل کا جواب دوں پس جب سب خاموش ہوگئے تو حضرت نے فرمایا کہ اے راہب وہ ایک کہ جو دو نہیں ہو سکتا وہ خدا وحدہ لاشریک ہے کہ جسکا کوئی شریک نہیں اور وہ دو کہ جو تین نہیں وہ روز و شب ہیں اور وہ تین کہ جو چار نہیں وہ میخ طلاق ہے اور وہ چار جو پانچ نہیں وہ عناصر اربعہ ہیں یعنی خاک اور باد اور آتش اور آب - اور وہ پانچ جو چھٹا نہیں وہ حواس پنجگانہ ہیں اور وہ چھٹا جو سات نہیں وہ شمس جہت ہیں اور وہ سات جو آٹھ نہیں وہ ہفت زمین ہیں اور وہ آٹھ کہ جو نو نہیں وہ آٹھ بہشت ہیں اور وہ نو جو دس نہیں وہ نو فلک ہیں اور وہ دس جو گیارہ نہیں وہ دس روز حاجیوں کے ہیں اور وہ گیارہ جو بارہ نہیں وہ فرزند یعقوب پیغمبر کے ہیں اور وہ بارہ جو تیرہ نہیں وہ بارہ وصی حضرت محمد مصطفےٰ کے ہیں کہ اول انکا میں ہوں اور آخر انکا مہدی ہوگا اور اے راہب اگر تو اسکو قبول نہیں رکھتا تو وہ بارہ برج آسمان کے ہیں یا بارہ مہینے سال کے ہیں پیر نے یہ سُنکر کہا کہ قول تمہارا درست اور سخن تمہارا حق ہے جناب میسیٰ نے فرمایا کہ اے راہب میں بھی تجھسے ایک سوال کرتا ہوں اگر تجھے معلوم ہو تو جواب دے والا احتجاج کر راہب نے کہا کہ بتا جانا کہ علم اولین و آخرین کا تجھ میں جمع ہے پوچھو گر جانتا ہونگا تو جواب دونگا والا عالم الغیب سوائے خدا کے حضرت نے فرمایا کہ اے پیر جو وقت خدای تعالےٰ نے عرش کو خلق کیا تو وہ قرار نہ پکڑتا اللہ تعالےٰ نے حکم کو حکم کیا کہ لکھ پس قلم نے کیا لکھا کہ جو عرش نے قرار پکڑا راہب یہ بات سُنکر سر پکڑ کر بیٹھ گیا [illegible] کچھ جواب نہ دیا [illegible] لے پیر ہر ایک چیز کی اور کہا کہ اے پیر ہر سال حلف و جوانب سے تیرے پاس ہزاروں

روپے آتے ہین اور سوائے اسکے ہمیشہ تو ہمسے کہا کرتا تہا کہ میری مانند علم مین کوئی نہین علی نے تیرے بارہ مسئلون کا
جواب دیا تو اسکے ایک مسئلہ کے جواب مین عاجز ہوا پیر نے کہا کہ اگر تو مجھے امان دی تو مین اسکے مسئلہ کا جواب دون سُنے
امان دی پیر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے خلائق تم سُنو کہ مین کہتا ہون اور جناب ہیئر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے
علی تمنے ایسا سوال کیا کہ جس سے مجھے اور آپ کو قتل کروایا حضرت نے فرمایا کہ اے پیر مرد تو نڈر کہ کلمہ حق حصار میرے دوستون کا
ہے پس پیر نے کہا کہ اے جماعت آگاہ ہو کہ جسوقت خداوند عالم نے عرش کو خلق کیا اور وہ بیقرار ہوا تو خداوند لم
یزل ولایزال نے قلم کو حکم دیا کہ اسپر لکھ کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ واشہد
ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ خسرو نے جو یہ کلمات سنے تو اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے پیر تو مجھے ڈراتا ہے کہ یہ کلمات
زبان پر جاری کرنے سے خدا تعالے سے ڈرنا چاہیئے نہ اور کسی سے خسرو نے اپنے لشکر کو آواز دی اور کہا کہ پکڑ لو اس
پیر بے حقیقت کو اور قتل کرو اسکو حسب الحکم اسکی قوم ترسانے تلوارین کھینچ لین اور پیر کیطرف دوڑی پیر نے فریاد کی کہ
یا علی مینے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور کلمہ پڑہا آپ میری مدد کو پہنچین جناب امیر یہ سُنتے ہی زیر منبر شریف
لائے اور تلوارین ہاتھون سے ترسایئون کے چھین لین اور ایک ایک کا سر پکڑ پکڑ کر دوسرے کے سر سے ایسا
ٹکرایا کہ دماغ انکے سرون سے نکل پڑی من بعد ایسا نعرہ اللہ اکبر کا کیا کہ سب بیہوش ہو گئے جب ہوش مین آئے تو
آپنے فرمایا کہ اے قوم تم سب اسلام کو قبول کرو والا ایک کو تم مین سے زندہ نہ چھوڑونگا اور تمہارے شہر کو مثل شہر لوط کے
الٹ دونگا خسرو نے کہا کہ اے جوان ہم اسکو قبول نہین رکھتے کہ تو ہی علی ہے سو اسلیئے کہ ہمنے سُنا ہے کہ علی کے پاس
ایک شمشیر ہے کہ غلاف مین تو وہ ساڑہے تین گز کی ہے اور جب غلاف سے باہر آتی ہے تو سات گز یا نو گز کی ہو جاتی
ہے اور ایک ضرب مین سو آدمی کے سر کاٹتی ہے اگر تو علی بن ابی طالب ہے تو وہ تلوار ہمین دکھا آپنے فرمایا کہ وہ
تلوار مدینہ مین ہے ہمارے پاس نہین ہے خسرو نے کہا کہ اگر دین محمد برحق ہے تو وہ تیغ ہمین دکھلا آپنے فرمایا کہ صبر کرو
تا مین تمہین دکھلاؤن یہ کہکر درگاہ خدای لایزال مین دست مناجات بلند کئے اور عرض کی کہ اے قادر ذوالجلال
اتنی قدرت مجھے دے کہ یہان سے مین ہاتھ دراز کرون اور مدینہ سے ذوالفقار اٹھا لاؤن اور اس قوم ترسا کو مسلمان
کرون فوراً حضرت کے گوش مبارک مین آواز آئی کہ اے علی تم ہاتھ بڑہاو دراز کرو اور ہماری قدرت کا تماشا دیکھو
کرو آپنے فرمایا کہ اے قوم آنکھین بند کر لو اور پھر کھول دینا قوم نے آنکھین بند کر کے جو کھولین تو دیکھا کہ دست مبارک
آپکا مدینہ کیطرف دراز ہے حضرت نے ایک نعرہ اللہ اکبر کیا کہ سب بیہوش ہو گئے جب ہوش مین آئے تو دیکھا کہ
ذوالفقار آپکے ہاتھ مین ہے راوی کہتا ہے کہ جناب فاطمہ اوسوقت حجرہ مین تہین دیکھا کہ ایک بازو ہوا مین
پیدا ہوا اور ذوالفقار کو منقار مین پکڑ کر لیگیا وہ معصومہ اپنے پدر عالیقدر کے تین متبرک لائین اور عرض
کی کہ یا ابتا ایک بازو ہوا سے پیدا ہوا اور ذوالفقار کو اٹھا کر لیگیا جناب رسول مقبول نے فرمایا کہ اے جان پدر
وہ علی ابن ابی طالب ہی تہا اور اسوقت ذوالفقار کو لیکر آتا ہے پس اس جناب نے ذوالفقار کو کمر سے لگایا
اور جب اسکو غلاف سے نکالا تو سات گز کی تہی اور خسرو اس جناب سے ستر گز دور تہا اس جناب نے ذوالفقار کو

اُسکی جانب حرکت دی تو دو سو پچاس گز لمبی ہوگئی اور خسرو کے سر پر پہنچی اور سر پر ذوالفقار سے ایک دھواں بلند ہوا
مگر جناب امیر چونکہ از راہ اعجاز جانتے تھے کہ خسرو مسلمان ہو جائیگا اسواسطے ذوالفقار کو اُسکے سر سے جدا رکھا خسرو نے جو اپنے
سر پر ذوالفقار کو دیکھا تو سر کو اپنے بچ کو جھکا لیا اور فریاد کرنے لگا کہ مینے دین محمدی کو قبول کیا اور حکم کیا کہ ناقوسوں کو
توڑ ڈالیں اور آخر کار سب ترسا مسلمان ہوگئے اور خسرو مع پیر قدم مبارک جناب امیر مین آنکر گرے اور عرض کی کہ
یا علی آپکے مکارم اخلاق سے امید یہ ہے کہ چند روز آپ یہان اور تشریف رکھین تا ہم آپکی ملازمت سے بہرہ یاب ہوں
آپنے فرمایا کہ مجھے اسوقت مدینہ مین جانا ضرور ہے کہ بارہ ہزار دینار مینے قرض لئے ہین اور وعدہ نماز پیشین کا کیا ہے تم جاؤ اور
وہ ہمیانی کہ فلان کیسے مین ہے اور سفید بند سے بندھی ہوئی ہین اور اسی وقت اُسکو مدینہ سے لائے ہین وہ لے آؤ کہ مین جلد
جایا چاہتا ہون چنانچہ وہ ہمیانی حضرت کو لاکر دی اور سب نے عرض کی کہ یا حضرت آپ پاس کوئی سواری نہین کیونکر
تشریف لیجائین گے آپنے فرمایا کہ مرکب میرا فلان دروازے پر کھڑا ہے غرض سب آدمی آپکے ہمراہ وہان آئے دیکھا کہ ایک مرغ
کھڑا ہے اُس جناب نے پاؤن مرغ کا پکڑ لیا اور مرغ اُس جناب کو لیکر اوڑا اور ایک لحظہ مین گلستان مین اُن پہنچا وہ جناب
ہمیانی کو لیکر جمشید کے گھر پر تشریف لائے اور وہ وقت نماز پیشین کا تھا اور آواز دی جمشید نے غلام سے کہا کہ اب مین علی کو
کیا جواب دونگا غلام نے کہا کہ حسین تو غرق ہوگئی تو اپنا روپیہ لیلے غرض جمشید باہر آیا جناب امیر نے وہ ہمیانی جمشید کے روبرو
ڈالدی سُنتے ہمیانی کو جو دیکھا تو اپنی مہر سربمہر دیکھی حیران ہوا اور پوچھا کہ یا علی یہ ہمیانی کہان سے لائے آپنے
فرمایا کہ آج مین شہر طلبسان مین گیا تھا تمہارے پیر کو اور بادشاہ اور سب اہل شہر کو مسلمان کرکے آیا ہون اور اس ہمیانی کو
وہین سے لایا ہون جمشید نے کہا یا علی تمنے شک میرے دل سے دور کیا اب اسلام کو بھی مجھپر عرض کرو مینے جانا کہ دین محمدی
برحق ہے پس اُس جناب نے کلمہ اُسکو پڑھایا اور مسلمان کیا من بعد جمشید رونے لگا اور کہا کہ یا علی تمہارے فرزندون کو مینے
باغ مین بھیجا تھا قضارا زمین سے پانی نے اسقدر جوش مارا کہ سارا باغ ڈوب گیا صاحبزادے بھی غرق ہوگئے آپنے فرمایا کہ اے
جمشید تو غم نہ کھا کہ وہ صحیح اور سلامت ہین تو میرے ساتھ باغ مین چل غرض جب وہ جناب متصل باغ کے پہنچے تو دیکھا کہ باغ
مین پانی بھرا ہے کہ اُسکی دیوارون سے پانی ٹپک رہا ہے جمشید نے دیکھا کہ کہا کہ یا امیر تو رحم کر حضرت نے فرمایا کہ الحمد للہ اے جمشید تو
شرف اسلام کو پہنچا والا خوف یہ تھا کہ آگ تیرے گھر کو جلا دیتی پس اُس جناب نے ہاتھ بڑھا کر دروازے پر باغ کے رکھا بفرمان
حق تعالیٰ فوراً دروازہ کھل گیا اور پانی دونون طرف بطریق کوہ کھڑا ہو گیا وہ جناب مع جمشید اور غلام داخل باغ ہوئے
اور آئے اُس درخت کیطرف کہ جسکے سایہ مین حسین تشریف رکھتے تھے جمشید فریاد کرنے لگا کہ یا امیر تین برس سے اس درخت کے نیچے
ایک اژدہا پیدا ہوا ہے کہ کسی کی طاقت نہین کہ اس درخت کے پاس آسکے حضرت نے ہاتھ جمشید کا پکڑ کر کہا کہ آگے آجب
وہ آگے آیا تو دیکھا کہ حسین گردن مین ایک دوسرے کے ہاتھ ڈالے سوتے ہین اور ایک اژدہا کالا دستہ ہاتھ مین لئے نگہبانی
دے رہا ہے اور اُسکا مُنہ پر لے رہا ہے کہ ہمین حسین خواب سے چونکے اور روئے مبارک اپنے پدر عالیقدر کا دیکھکر خوش ہوئے اور
سلام کیا اور وہ اژدہا بحکم خدا گویا ہوا اور جناب امیر پر سلام عرض کرکے کہا کہ اے ولی خدا مین اژدہا نہین ہون بلکہ فرشتہ
ہون ہزار برس ہوئے کہ ایکروز مین ہمراہ جبرئیل امین بیکجگہ پہنچا تھا پس جبرئیل نے بیکجگہ دو رکعت نماز پڑھی تھی

اور بعد اُسکے دعا کی ہی کہ خدایا بحرمت حسینؑ مجھپر رحمت کر پھر جبرئیل سے پوچھا تو کہ کیونکر وسیلہ سے دعا مانگی ہی تب وہ کون ہین جبرئیل نے جواب دیا کہ یہ پیغمبر آخر الزمان کی فرزند ہونگے اب عرصہ تین سال کا ہوا کہ یہ ہم دونون کا اتفاق یہان آنیکا ہوا ہمنے دیکھا کہ یہی جمشید اس جگہہ شراب پیتا تھا جبرئیل نے کہا کہ مین نافرمانی خدا کی نہین کرسکتا والا اس گستاخ کو ابھی ہلاک کرتا اسوقت کہ بعد تین سال کے حسینؑ ہی درخت کے نیچے آنکر ستر حج کرینگے یہ سنکر بنیے خداوند عالم سے دعا کی کہ مجھے بصورت اژدہا بنادی پس اُس روز سے مین ہر روز اسجگہ آیا کرتا ہون تا اسجگہ کوئی شخص آنکر بے ادبی کرنے پائے اب آپکو یہان دیکھا اب آپ میری حق مین خداوند عالم سے دعا کرین کہ مجھے اپنی صورت اصلی پر کردے اور صفوف ملائکہ مین جگہ دی چنانچہ آپنے اُس فرشتہ کے حق مین دعا کی کہ وہ بصورت فرشتہ ہوکر آسمان کو عروج کرگیا پس جناب امیرؑ مع حسینؑ مسجد مین تشریف لائے اور سب حالات گزشتہ رسولخدا کے روبرو بیان کی اور جمشید مع پچاس آدمی کے خدمت رسولخدا مین حاضر ہوا اور سب اسلام لائے **معجزہ بست و ہشتم** سلمان فارسی اور ابوذر غفاری اور جابر انصاری سے روایت ہی کہ ایک روز جبرئیل امین جانب رب جلیل سے رسولخدا کے پاس یہ حکم لائے کہ ساٹھہ ہزار غیبری اور مرحب اور عقبہ ارادہ اس سمت کا رکھتے ہین اگر وہ آگئے تو اس مملکت کو خراب کرینگے اور صغیر و کبیر کو تیری امت سے قتل کرینگے تو جلد قلعہ خیبر پر اپنے تئین پہنچا اور انسداد اس امر کا کر یہ حکم سنکر جناب رسولخدا نے علی بن ابی طالب کو مدینہ مین اپنا قائم مقام کیا اور عمرو معدی کرب کو دس ہزار سپاہ کے ساتھہ پہلے اس سے روانہ فرمایا اور عقب اُسکے آپ بھی چھتیس ہزار سپاہ جرار لیکے روانہ خیبر ہوئے عمرو معدی کرب نے زیر قلعہ خیبر پہنچکر پہاڑ پر آپنے ایک ٹیلہ پر چڑھکر قلعہ کیطرف نظر کی دیکھا کہ وہ ایک پہاڑ بلند سر بہ فلک کشیدہ پر نہایت مضبوطی اور کمال استحکام کے ساتھہ بنا ہوا ہی اور برابر اسکے ایک پہاڑ وسیع اور سات حصار اُس قلعہ کے مین یہ دیکھکر وہ پشتہ سے اُتر آیا خبر وارنے خیبریون کو لشکر اسلام کے آنیکی خبر پہنچائی مرحب نے یہ سنکر چاہا کہ قلعہ سے باہر نکلکر عمرو معدی کرب سے مقابلہ اور مقاتلہ کرے کہ اسمین جناب رسولخدا بھی آن پہنچے مرحب کو سپاہ کثیر دیکھکر تردد ہوا سعدی نامی منجم کو کہ فن نجوم و رمل مین بیمثل تھا بلا کر کہا کہ نجوم مین دیکھہ کہ غلبہ کسکی جانب ہے اور محمد ہمارے قلعہ کو فتح کریگا یا نہین منجم مذکور نے قواعد نجوم کو دیکھکر کہا کہ اے مرحب طالع تمہارے نہایت ضعیف اور طالع خدا پرستونکی بغایت قوی ہین مرحب نے یہ سنکر منجم سے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور قتل کا اُسکے حکم دیا بادشاہ نے مرحب کو قتل منجم سے منع کیا مرحب نے منجم سے کہا کہ تو یہ شرط کر کہ اگر تیرا جھوٹا نکلے تو خون تیرا ہمارے اوپر حلال ہو منجم نے سب کو گواہ کرکے کہا کہ اے یارو گواہ رہو میرے اسبات کے بعد چالیس دن کے ایک مرد پیدا ہوگا کہ وہ نہایت زور آور ہوگا کہ وہ دروازے کو اس قلعہ کے اکھاڑ پھینکیگا پس اگر یہ حکم میرا غلط ہو تو خون میرا مرحب پر حلال ہے اور وہ شخص کہ جسکی یہ صفت بیان کرتا ہون مین ابن عم اور داماد اُسکا ہی کہ نام اُسکا علی ہی پس چالیسوین روز آج سے دوپہر کو وہ اس خندق کو کود کر اس در کو اکھیڑ لیگا مرحب نے پوچھا کہ پھر وہ ہمارے سر پر کیا بلا لائیگا منجم نے کہا کہ تمہاری زن و فرزند کو اسیر کریگا مرحب نے یہ سنکر منجم کے سر پر ایک دھول ماری سرداروں نے پھر اُسکو منع کیا آخر کار اُسکو قید خانہ مین بھیجدیا اور مرحب برج قلعہ پر آیا اور کہا کہ اے محمد تو دعوی پیغمبری کا کرتا ہے کہ یہ اس قلعہ کو کتنے روز مین فتح کریگا فرمایا کہ انشاء اللہ چالیس روز مین مرحب نے یہ

سنکر کہا کہ تلوار سے مین ہی نمٹ سکوگے یہ کہکر مرحب دو ہزار مرد مکمل و مسلح کے ساتھ قلعہ سے باہر نکلا اور لشکر اسلام سے مقابلہ اور محاربہ شروع کیا القصہ تیسوین دن تک لشکر اسلام سے جو شخص مرحب سے لڑنے جاتا تھا وہ مغلوب ہوکر پھر آتا تھا تیسوین روز لیث اور قیث پہلوان خیبری میدان مین آئے مالک اشتر اور ابراہیم انکا بیٹا دو ہزار آدمی لیکر مقابلہ لیث و قیث کے آئے اور داد و شجاعت اور مردانگی کی دی اسطرح پر کہ غلو اور فغان دونو لشکر سے بلند ہوا آخر کار ابراہیم بدعای مالک اشتر قیث پر غالب آیا اور ایک نیزہ اسکے سینہ پر مارا کہ وہ پشت کے پار ہوگیا اور اسکو خفہ کر دیا یہ دیکھکر یا مالک اشتر یہ دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور لشکر کو آواز دی کہ خیبریون پر حملہ کرو یہ سنکر لشکر اسلام خیبریون پر حملہ آور ہوا اور ایکہزار پانسو خیبریون کو ایک لحظہ مین دار پر پہنچایا جناب رسولخدا یہ سنکر نہایت خوش ہوئے اور [illegible] مین دعا کی پس برکت دعای جناب رسول مقبول لشکر اسلام نے تین قلعہ خیبر کے مفتوح کئے جب چوتھے قلعہ [illegible] کہ گرد اسکے خندق شش گز کی چوڑی کھودی ہوئی ہے اور دروازہ اسکا چالیس گز کا لمبا ہے مالک اشتر کو [illegible] حال ہوا اور رسول خدا کی خدمت مین آکر عرض کی کہ میرا ارادہ یہ تہا کہ جبتک قلعہ کو مسخر نہ کرون [illegible] خندق اور در نے لاچار کیا آپنے مالک اشتر کو تحسین و آفرین فرمائی اور شاباشی پر دونون باپ اور بیٹے [illegible] یا اور فرمایا کہ یہ لڑائی تمہاری یادگار زمانہ رہیگی غرضکہ کوئی شخص لشکر اسلام سے اہل قلعہ پر غالب نہ آیا کہ انتالیسوان دن شروع ہوا مرحب وغیرہ یہودی رجز قلعہ پر آئے اور طعنہ زن ہوئے کہا اے محمد تمہاری بات جہوٹی نکلی فلانے روز معلوم ہے جب کل کا نصف روز گزر جائیگا تو ہم تمہین مع تمہارے لشکر کے قتل کرینگے ابوبکر اور عمر نے یہ سنکر یا محمد گریہ نالہ ظاہر کیا خیبری ہنسے کہنے مین یہ باتین سب کی سنکر جناب رسولخدا مغموم ہوئے اور خیمہ مین تشریف لاکر [illegible] کے زانو پر سر مبارک رکہکر لیٹ گئے اور آنسو دیدہ ہائے مبارک سے جاری ہوئے کہ اسمین جبرئیل جانب رب جلیل سے بعد تحفہ سلام پیغام لائے کہ اے حبیب کل اس قلعہ کی علی بن ابی طالب سے جب تک وہ نہ آئیگا قلعہ لیا نہ جائیگا تو خاطر جمع رکہہ کہ کل وقت طلوع آفتاب علی آکر پہنچیگا یہ سنکر اس جناب نے اصحاب کو بشارت دی اور فرمایا کہ لاعطین الرایۃ [illegible] رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ و یحبہ اللہ یہ سنکر منافقین کو قول آپکا غلط معلوم ہوا اور مومنین خوش ہوئے اور انکو اسکا یقین ہوا القصہ جب شب گزری اور جناب رسالت مآب نماز سے فارغ ہوئے تو لشکر اسلام نے برابر قلعہ کے صف کو آراستہ کیا کہ خیبریون نے قلعہ پر سے آواز دی کہ اے محمد تمہارے وعدے مین نصف روز باقی رہا ہے ہم آدھے دن مین تم قلعہ کو کیونکر لوگے عمر نے کہا کہ یا حضرت کل آپنے فرمایا تہا کہ مین صبح کو رایت ایسے شخص کے ہاتھ مین دونگا کہ وہ قلعہ کو مسخر کریگا اب کیون آپ تغافل کرتے ہین آپنے فرمایا کہ حکم خدا مین تغیر نہین وہ شخص ہنوز مدینہ مین سجادہ پر بیٹھا ہے اور آنکھون مین اسکے درد ہے اور اسی لحظہ حکم خدا سے حاضر کیا جائیگا یہ فرماکر منہ طرف مدینہ کے کیا اور نماز علی کے پڑہنے مین مشغول ہوئے منقول ہے کہ جب اول دفعہ آپنے نماز علی پڑہی جناب امیر نے کہ نماز سے فراغت کرکے سجادہ پر بیٹھے ہوئے تہے قنبر سے کہا کہ دلدل کو حاضر کر کہ جناب رسالت مآب نے مجہے طلب کیا ہے اور جب دوسری دفعہ نماز علی پڑہی تو جناب امیر نے عرض کی کہ لبیک یا رسول اللہ اور سب کو وداع فرماکر دلدل پر سوار ہوئے اور جسی آپنے

قنبر کو دلدل پر بٹھلایا پس جبکہ تیسری دفعہ حضرت کی آواز سنی تو پھر کہا لبیک یا رسول اللہ اور تازیانہ دلدل پر مار کر فرمایا
کہ اے دلدل اگر ایک طرفۃ العین میں تو نے خدمت میں رسولخدا کے نہ پہنچایا تو میں پھر کبھی تجھ پر سوار نہ ہونگا دلدل نے
بزبان حال عرض کی قادر ذوالجلال استغاثہ کیا کہ خدایا اس راہ کو مجھ پر آسان کر کہ میں تاب غضب امیرالمومنین نہیں رکھتا
پس خدا تعالے نے ملائکہ کو حکم دیا کہ طنابیں زمین کی سمیٹ لیں اور دلدل کو اسقدر طاقت دی کہ ایک مہینہ کی راہ
ایک چشم بہم زدن میں طے کی اور اپنے تئیں پہلوئے قلعہ خیبر میں پہنچایا بتیس ہزار آدمیوں کی آنکھیں راہ مدینہ پر لگی
ہوئیں تھیں کہ ناگاہ مظہر العجائب مظہر الغرائب علی بن ابی طالب دور سے نمودار ہوئے سب دیکھکر خوش ہوئے حضرت
دلدل سے اتر کر رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کر کے بغلگیر ہوئے حضرت نے ارشاد کیا کہ اے علی حکم خداوند جلیل کا
تکملہ ہے کہ آج بعد چار ساعت کے اس قلعہ کے دروازے کو اکھیڑ دو جناب امیر نے عرض کی کہ یا حضرت خیبریوں نے اس در کو صیقل
کر رکھا ہے اور آفتاب کی شعاع سے وہ چمکتا ہے اور آنکھیں میری دیکھتی ہیں روبرو اسکے نہیں ہو سکتیں آپ نے فرمایا کہ اے
علی میں نے اسکو قرار دیا ہے کہ دوپہر کو میں اس قلعہ کو لیلوں گا اگر یہ وقت گزر جائیگا تو خلاف ہوگا میرے وعدہ کے آپ یہ فرما رہے
تھے کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا کہ اے رسولخدا خداوند عالم فرماتا ہے کہ زبان مبارک اپنی علی کی آنکھوں میں پھیرو کہ ابھی اچھی
ہو جائینگی چنانچہ آنجناب نے زبان مبارک جناب امیر کی آنکھوں میں پھیری فوراً اچھی ہو گئیں پس جناب رسول مقبول
نے رایت جناب امیر کے ہاتھ میں دیا اور وہ جناب قلعہ کیطرف روانہ ہوئے ایک جماعت نے محبان حضرت سے عرض کی کہ یا
امیر عرب ایک کافر قلعہ کے اوپر ہے کہ پتہ اسکا دو سو قدم سے آنکر لگتا ہے پس جو کوئی آگے جاتا ہے وہ اسکو تیر سے مار دیتا ہے سعد
وقاص نے عرض کی یا امیرالمومنین میں آپکے آگے چلتا ہوں اور اپنی جان آپ پر سے فدا کرتا ہوں آپنے فرمایا کہ اے وقاص تو
کیوں اپنی جان کو معرض تلف میں ڈالتا ہے تو خاطر جمع رکھ کہ میں کام اس یہودی کا پہلے اور یہودیوں سے درست
کرونگا یہ کہکر صف لشکر سے باہر تشریف لائے اور ان یہودیوں پر ایک نعرہ مارا کہ اے ملاعینوں تم کس خیال میں ہو میں
ان پہنچا ہوں اس یہودی نے کہا کہ اے علی بن ابی طالب میں چاہتا تھا کہ یہ تجربہ تجھکو تیر سے بچان کروں مگر میں تجھکو
خبردار کرتا ہوں کہ تیر میرا کبھی خطا نہیں کرتا یہ کہکر حضرت کیطرف تیر مارا خدا کی قدرت سے تیر نے خطا کی حضرت امیر
سعد سے کہا کہ تو عوض میرے اس کافر کو تیر سے ہلاک کر سعد نے کہا کہ ہر گز تیر میرا اس تک نہ پہنچیگا مالک اشتر سے کہا کہ تم
اس کافر کو تیر مار ان کر و مالک اشتر نے بھی عذر کیا کہ میرا تیر بھی اس تک نہ پہنچیگا اسوقت خود جناب امیر نے ایک تیر مالک سے
لیا اور بسم اللہ کہکر کمان میں رکھا تیر اس کافر پر مارا مردی کہ وہ کافر اسوقت جناب امیر کو ناسزا اور برا کہہ رہا تھا
کہ تیر اسکے منہ پر آنکر لگا اور پشت سر سے نکل گیا اور وہ لعین خندق میں گر پڑا جناب امیر نے کہا کہ اے یارو تم بھی میرے پیچھے
چلے آؤ اور آپ خندق کیطرف روانہ ہوئے کفار نے برج پر سے پتھروں کا آپ پر مینہ برسایا مگر قدرت خدا سے ایک پتھر بھی آپ
کے قریب نہ آیا سب ادھر ادھر چلی گئی غرض وہ جناب خندق کے کنارے پر پہنچے اور عرض اسکا دیکھکر دعا کی کہ خداوندا مجھ
اتنی طاقت دے کہ میں جست کر کے خندق کی اس طرف کودجاؤں اور دروازہ تک اس قلعہ کے اکھیڑ لوں یہ دعا فرما کر حضرت
نے اور فوراً اس طرف خندق کے جا پہنچے اور دروازہ قلعہ پر تشریف لائے اور اسکو دیکھا۔ منقول ہے کہ مدینہ میں نذر کی

تھی کہ اول دو رکعت نماز پڑھکر دروازیکو اکھیڑ ڈالکا سجادہ بچھاکر نماز مین مشغول ہوئی کہ یہودیون نے فرصت پاکر حملہ
کیا اور ایک پاٹ جبکی کا دروازی پر قلعے کے تھا اور وزن اوسکا ہزار سات سو من کا تھا سب یہودیون کی
یہ صلاح ہوئی کہ اس سنگ کو آپکے سر پر گرادین اسمین مرحب منجم کو لیکر آیا اور کہا کہ ای منجم زبان تیری لال ہو جو کچھ
تو نے زبان سے نکالا تھا اثر اسکا پیدا ہوا اب بتا اگر ہم اس سنگ کو اس شمینہ پوش یعنے علی پر پھینکین تو علاج اسکا ہوگا
یا نہین منجم نے کہا کہ اے مرحب یہ مظہر العجائب ہی اسپر کسیکی دسترس نہوگی اور سہی لحظہ یہ در کو اکھیڑ یگا مرحب یہ سنکر
غصہ ہوا اور منجم کو مع سنگ برج سے نیچے پھینکا منجم نے صدا دی کہ یا علی او کنی حضرت نے جو یہ حال دیکھا تو سجادی سے
اٹھکر سیلی منجم کو پکڑ کر زمین پر اتار دیا اور ذوالفقار کو اس سنگ پر مارا کہ مثل قرص پنیر دو ٹکڑے ہوگیا ایک ٹکڑا تو خندق
مین جا پڑا اور ایک ٹکڑے کو حکم کیا کہ یا حجر قف بامر اللہ پس وہ ثمہ دگر ہوا مین حضرت کے سر پر کھڑا ہو گیا من بعد اس
جناب نے دو انگلیان حلقہ در مین ڈالکر ایسا ہلایا کہ زمین پر گر پڑا اور وہ سالون قلعے ایسے ہلے کہ علتمہ اور دختر اسکی تخت سے نیچے
گر پڑی اسکی دختر صفیہ خاتون نامی نے کہا کہ دین محمد یہ حق ہی یہ سنکر جناب حیدر نے اس در کو اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا
اسقدر اوچا گیا کہ مثل ستارے کے دکھلائی دینے لگا اور جب نیچے کو آیا تو اس جناب نے رستہ ہی مین ہاتھون پر لیلیا اور زمین
پر گرنے نہ دیا اور پھر اسکو خندق کابل کو دیا ایک بالشت خندق سے وہ کم رہا پس آپنے قدم مبارک کو پانی پر رکھا اور پانی پر
اسکی سیر کو رکھ لیا اور فرمایا کہ اے دوستان محمد آؤ اور اس در پر سے گزر جاؤ اور قلعہ کے اندر جاکر ان کافرون کو ملاک
کرو غرض ایک طرف سے وہ جناب سر اسکا دونون ہاتھون پر اٹھائے رہے پس تینتیس ۳۳ ہزار آدمی اس در پر سے گزر گئے
کہ نہ دہلا اور نہ پاؤن حضرت کے لغزش مین آئی اور سب آدمی باندر قلعہ کے داخل ہوئی ایک ساعت نہ گزری تھی
کہ سب فریاد کرتے ہوئے اندر سے بھاگے ہوئے آئے اور کہتے تھے کہ یا علی ہماری مدد کو پہنچو جناب حیدر نے یہ حال اپنی فوج کا
دیکھکر در کو مثل سپر ہاتھ مین اٹھا لیا اور ذوالفقار کو بنام سی کھینچ لیا کہ اسمین مالک اشتر کو دیکھا کہ وہ بھی فریاد کرتے
چلے آتے ہین اور کہتے ہین کہ یا علی پہنچو اور بچاؤ کہ مرحب تیغ عظیم لئے ہوئے چلا آتا ہی اس جناب نے راہ مرحب کی لی
اور سد راہ اسکی ہوئے مرحب نے جو دیکھا کہ تینتیس ۳۳ من کا در بجائے سپر ہاتھ مین لئے ہین تو کہا کہ اے علی اگر تم مرد ہو تو
اس در کو کہ جو تمہاری پناہ ہی زمین پر پھینکدو اور پھر مجھسے حرب کرو یہ سنکر اس جناب نے اس در کو زمین پر پھینکدیا مرحب نے
تلوار زہر دار کا وار اس جناب پر کیا اس جناب نے ذوالفقار کو بانہ پر ماری کہ بند دست اسکا مع تلوار زمین پر گر پڑا
مرحب کو خواب اور نصیحت اپنی ماں کی یاد آئی کہ سنے کہا تھا کہ جس کسی سے جنگ کرنا اول نام اسکا پوچھ لینا پس کہا
نام سید ہو اس سے نہ لڑیو والا ہلاک ہوگا تو اسنے پوچھا کہ اے علی سوای اس نام کے اور بھی نام تمہارا ہی فرمایا اے کافر ملعون
میرا ایک نام حیدر بھی ہی یہ سنکر بند بند اسکا لرزنے لگا اور چاہا کہ بھاگے مگر ہمسروں سے شرم آئی کہ وہ طعن کرینگے
سپر سر پر لی اور کہا کہ اے علی اب تمہین مجھ پر دست قدرت نہین ہے اس جناب نے ذوالفقار اسکے سر پر ماری کہ سپر کو اور
اسکے خود کو اور اسکے سر و سینہ کمر کو دو ٹکڑے کرکے بھومین گھس گئی غلو اور فغان دونون لشکر سے بلند ہوا اور تحسین
آفرین کا شور و غل مچا اور اسکے بعد غشام حیبری آپکے مقابلہ پر آیا اس جناب نے اسکو بھی مار کر بدار البوار پہنچایا یہ دیکھکر

سب اہل قلعہ نے آواز الامان الامان کی بلند کی اور دین اسلام کو قبول کیا مروی ہی کہ دوبارہ پھر اُس جناب نے بعد لینے
خیبر کے اُس دروازہ کو اسیطرح خندق پر پُل کیا اور پانی پر کھڑی ہوکر ایک - مرا اسکا پکڑی ہی اور لشکر سے کہا کہ قلعہ سے نکل کر
اُس پُل پر سے جلد جاؤ بچنا چنانچہ سب اُسپر عبور کر گئے عمر ابن خطاب نے اپنے غلام سے کہا کہ بہت سے چھروں مین خاک اور ریگ کو بھر کر
اس پُل پر لاؤ اور مجکو کہا تا وہ کودین اور حیلین اور نظور اسکو اس حرکت سے یہ تھا کہ دروازہ ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑے
اور اُنکو صدمہ پہنچے حضرت نے یہ حال دیکھکر حجروں کو تفرین کی اور فرمایا کہ الٰہی آیندہ انکو تخم نہو اور یہی باعث ہی کہ حضرت کی
بددعا سے خیبر کے بچہ نہین ہوتا پس عمر نے جب یہ دیکھا کہ حجروں نے در پر لکد کوبی ہی کی اور اچھلے ہی کودے ہی مگر مطلقا
اُس جناب کے بازو مین حرکت ہی نہ آیا تو رسولخدا کی خدمت مین آنکر کہا کہ یارسول اللہ ایک جماعت کہتی ہی کہ علی بڑا ساحر ہے
کہ پانی کے اوپر کھڑا ہوا ہی اور پانون ہی تر نہین ہوتے حضرت نے فرمایا کہ وائی ہو تجھپر اے عمر علی کے پانون جبرئیل کے
پرون پر ہین عمر نے کہا کہ یا حضرت علی کو اسقدر قدر و منزلت ہی کہ جبرئیل کے پر پر قدم اپنے رکھوا ئے فرمایا کہ اے عمر
تیرے نزدیک مجھ جبرئیل پر فضیلت ہی یا اسکو مجھپر ہے کہا نہین آنکو جبرئیل پر فضیلت ہی فرمایا کہ پس جبکہ علی میری دوش
پر قدم رکھیگا اور کعبہ پر سے بتون کو گرائیگا تو پھر جبرئیل کے پرون پر پانون کیون نہین رکھ سکتا القصہ سب اصحاب
لوٹ کا اس جناب کے پاس حاضر کیا اور سلمان فارسی ایک ماہر خوبصورت عورت ہمراہ لائی حضرت نے اُس سے پوچھا کہ
تیرا کیا نام ہی اُسنے عرض کی کہ نام میرا صفیہ ہی اور مین بیٹی ہون علقمہ کی کہ جو بادشاہ خیبر کا ہی مینے قبل اسکے آپ کو خواب
مین دیکھا تھا اور مین اسلام لائی تھی اب آرزو میری یہ ہی کہ آپ مجکو اپنی کنیزی مین قبول کرین کہ جبرئیل امین
جانب رب جلیل سے نازل ہوئی اور عرض کی کہ خداوند عالم بعد تحفہ سلام کے ارشاد کرتا ہی کہ صفیہ ہماری دوستون مین سے
ہی اسکو اپنے حبالہ نکاح مین لاؤ پس آپنے اُس سے عقد کیا اور سب مال اسپر تقسیم کیا منقول ہی کہ خالد اور بہت سے آدمی زور
آورون نے ملکر اُس در کو حرکت دینا چاہا وہ ذرا جنبش مین نہ آیا اسمین جبرئیل پھر نازل ہوئی اور رسول مقبول سے
عرض کی کہ خداوند عالم نے ارشاد کیا ہی کہ علی اُس سونے کے در کو سب پر تقسیم برابر کردی یہ سنکر جناب رسولخدا نے
سب فوج کو حکم دیا کہ اپنا اپنا حصہ آن کر علی سے لیلے چنانچہ ہر ایک آتا تھا اور وہ جناب اُسمین سے ٹکڑا توڑ کر دیتے
تھے جیسے کہ خمیر مین سے ٹکڑا توڑ لیتے ہین پس سب نے آکر نصیبہ اپنا لے لیا اور کوئی باقی نرہا مگر عمر کے حصہ مین ٹکڑا
کم آیا اور سُنتے اُس ٹکڑی کو ہر چند زمین پر سے اُٹھانا چاہا اور زور کیا وہ ٹکڑا زمین سے نہ اُٹھا سُنے غلاموں سے کہا کہ
تم اُٹھاؤ اُن سے بھی نہ اُٹھا آخر عمر اپنے حصہ کے پاس بیٹھ گیا یہ خبر رسولخدا کو پہنچی آپنے فرمایا کہ اے علی جو ہمسے ملکھتی
نہین رکھتا اسیطرح درماندہ اور عاجز ہوتا ہی جناب میر نے فرمایا کہ یا حضرت عمر کو نہایت حسد ہے اس سبب ہین بلا
مین گرفتار ہی حضرت نے عمر کو بلا کر فرمایا یا ابن الخطاب شرط کر کہ پھر بار دگر علی سے حسد نکرونگا اور بے ادبی عمل مین
نہ لاؤنگا تا اس بلا سے نجات پاوی تو عمر نے شرط کی آپنے فرمایا کہ اب لوٹجا اور حصہ کو اپنے اُٹھا تا ما مین اصحاب
شرمندہ نہو غرض وہ آیا اور حصہ اپنا جو اُٹھایا تو وہ اُٹھ آیا اُسکو اُٹھا کر گھر مین لیگیا اور دو روز تک غم کے مارے
روٹی نہ کھائی اور پھر اُسکے سر پر نہ گیا - نقل ہی کہ جب اصحاب مدینہ مین آئے کہ اپنے اپنے حصہ کو تولا تو ایک

ایک من کا تھا سو ای حصہ عمر کے کہ وہ من بھر سے کم تھا بسبب اسکی وہ گستاخی کے سالہ جناب ولایت مآب سے پیش آتا تھا۔

معجزہ بسبت وہم منقول ہے کہ جب جناب رسالت مآب مع اصحاب خیبر کو فتح فرما کر مراجعت کی اور جب ایک منزل مدینہ رہا تو اہل مدینہ اور حسین نے آپکا استقبال کیا جناب رسول مقبول مع اصحاب خیمہ مین بیٹھے سیر صحرا کی فرما رہے تھے کہ ناگاہ اس صحرا سے ایک آہو پیدا ہوا کہ طوق اسکی گردن مین تھا اور شاخین اسکی طلا کار تھین اور ایک رقعہ اسکے سینگ مین لٹکا ہوا تھا وہ آہو در خیمہ پر آنکر کھڑا ہوا حضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا ہے کہ اس آہو کو حسینؑ کے وسطی پکڑے قنبر نے عرض کی کہ اگر مجھے رخصت ہو تو مین ہی پکڑون آپنے فرمایا جا قنبر جناب امیر سے بھی رخصت خواہ ہو آپنے فرمایا کہ ایک شرط سے رخصت ہے کہ ایک فرسخ سے زیادہ مت بھاگیو والا تو گرفتار ہو جائیگا اور تین روز تک مجھے نہ دیکھیگا غرضکہ قنبر نے گھوڑا اس آہو کے پیچھے ڈالا اور کمند سر پر ڈالی وہ کمند سے صاف نکل گیا پھر قنبر نے ایک فرسخ پر جا کر پھر کمند ماری پھر وہ کمند سے نکل گیا قنبر کو نہایت خجالت معلوم ہوئی سو اسکی کہ اسکی کمند سے کبھی صید باہر نکلکر نہ جاتا تھا غرض ماری غیرت کے سات فرسخ آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالے گئے اور سات دفعہ سر پر کمند ڈالی اور ہر دفعہ وہ کمند سے نکل گیا جب قنبر اسکو زندہ پکڑنے سے عاجز آئے تو ارادہ کیا کہ اسکو تیر سے مجروح کر کے پکڑ لین اس اندیشہ مین تھے کہ جانب راست سے آواز آئی کہ خبردار آہو پر تیر نہ مارید والا تجھے ہلاک کر ڈالیگا قنبر کو اسوقت نصیحت جناب امیرؑ کی یاد آئی تیر کو ترکش مین کیا اور نیزہ ہاتھ مین لیا دیکھا کہ ایک شخص مثل کوہ بزرگ مرکب باوقار پر سوار سر تا پا سلاح مین مستغرق مسلح و مکمل ایک بت مرصع گردن مین ڈالے چلا آتا ہے اور قنبر کے پاس آکر نعرہ کیا کہ تو کون ہے کہ میرے شکار اور قاصد کو تیر مارا چاہتا ہے قنبر نے کہا کہ مین بندہ خدا اور امت محمد مصطفےٰ ہون تو کون ہے اے ملعون سنتے ہی کہا کہ مین غنام بن ہشام خیبری ہون قنبر نے نام اسکا سنکر کہا البتہ بموجب فرمودہ جناب امیرؑ تو اسکے ہاتھ مین گرفتار ہوگا پس اس ملعون نے قنبر سے کہا کہ تیرا نام کیا ہے تا بے نام اس دشت مین تو مارا نجائے کہا آج مجھے دس روز ہوئے ہین کہ اس نواح مدینہ مین اپنے دشمن کو ڈھونڈتا ہون قنبر نے پوچھا کہ دشمن تیرا کون ہے کہا علی بن ابی طالب اور مدینے سنا ہے کہ علی نے میرے باپ ہشام کو قتل کیا ہے اور اسی سبب سے ستر آدمیون کو مسلمانون مین سے قتل کیا ہے اب امیدوار ہون کہ جیسے تو میرے دام مین گرفتار ہوا ہے علی بھی میرے دام مین گرفتار ہو قنبر نے مسکرکر کہا کہ او ملعون تیری کیا طاقت ہے کہ تو علی کو گرفتار کرے اگر تو انکی نعرہ بشنو اگر سنے تو پھر تجھے طاقت حرب زدن کی نرہے یہ سنکر وہ ملعون قنبر سے لڑنے لگا اور بعد رد و بدل طعن نیزہ و سنان کے وہ ملعون قنبر پر غالب آیا اور انکو ہلاک کرنا چاہا قنبر کو اسوقت ہنسی آئی اس ملعون نے پوچھا کہ یہ وقت ہنسی کا کیا ہے قنبر نے کہا کہ دو باعث ہین میری ہنسی کے ایک تو یہ کہ جسوقت تو مجھے ذبح کریگا تو فوراً مین بہشت مین چلا جاؤنگا اور دوسرے یہ کہ مین غلام ایسے شہسوار کا ہون کہ اگر تو اسکا نام سنے تو زہرہ تیرا آب ہو جائے سنتے ہی پوچھا کہ تیرے آقا کا کیا نام ہے کہا علی ابن ابی طالب کہ ابھی چند روز ہوئے کہ اسنے در خیبر کو اکھاڑا اور قلعہ کو فتح کیا اور تیرے باپ ہشام اور مرحب کو جہنم واصل کیا یہ سنکر غنام نے قنبر کے قتل سے ہاتھ اٹھایا اور کہا کہ یہ انام قنبر ہے کہا ہان اس ملعون نے کہا کہ جب تو نے ایسا کچھ کہا تو پھر مین اول علی کو تیری برابر اور تیری سامنے قتل کر لونگا تب تجھے قتل کرونگا یہ کہکر قنبر کے ہتیار چھین لئے اور ہاتھ اسکے مضبوط

باندہی اور اونکا عمامہ سر سے اُتار کر ایک سرا اُسکا اُنکی گردن مین باندہا اور ایک سرا اپنے گھوڑی کی زین سے باندہا اور اُنکی گھوڑی کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور قنبر سے کہا کہ یہان سے میرا مقام تین فرسخ ہی پس تجھی ایک رات دن پیادہ میرے گھوڑی کے ساتھ دوڑنا پڑیگا اور اگر نہ دوڑیگا تو تجھی ہلاک کرونگا یہ کہکر قنبر کے سر پر ایک تازیانہ مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا قنبر نے درگاہ خدا مین دعا کی کہ خداوندا یہ ملعون چونکہ دشمن شاہ مردان کا ہی اور پیادہ پا بیس تین فرسخ جا لیجائیگا تو اس مشقت کو مجھپر آسان کر اور اُس جناب کو جلد میری پاس پہنچا یہ کہکر روانہ ہوی راوی کہتا ہی کہ جب ایک شب و روز قنبر کی خبر جناب امیر کو نہ آئی تو خدمت رسولخدا مین حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا حضرت معلوم ہوتا ہی کہ قنبر کسی بلا مین مبتلا ہوا اور کوئی قضیہ نا گہانی اُسکو درپیش آیا صلاح یہ ہی کہ اہل مدینہ آپکے استقبال کو آئے ہین آپ تو اُنکے ساتھ مدینہ مین تشریف لیجائین اور مین قنبر کی جستجو مین جاتا ہون پس وہ جناب اُسطرف کو چلے کہ جدہر سے آہو آیا تھا مگر شب روشن اور پُر نور و ضیا بخش تھی جب صبح ہوئی تو حضرت گھوڑی سے اُترے اور نماز صبح ادا کی اور بعد ورد و وظائف سوار ہوکر آگے کو روانہ ہوی قدری راہ تشریف لیگئے تھے کہ دور سے گھوڑا قنبر کا نظر آیا کہ سر اُٹھاتا ہے اور پھر زمین پر رکھدیتا ہے جب آپ اُسکے قریب پہنچے تو دیکھا کہ چاروں ہاتھ پاؤں اُسکے کٹی ہوئی زمین پر پڑی ہی اور زرہ قنبر کی ٹکڑے ٹکڑے اِدھر اُدھر ہی وہ جناب گھوڑے سے نیچے اُترے اور ہاتھ اور پاؤں اُسکے ملا کر سورہ حمد کو پڑھکر پڑھا فوراً قدرت خدا اور اعجاز اُس معجز نما سے ہاتھ اور پاؤں گھوڑی کے درست ہوگئے اور کھڑا ہوگیا آپنے گھوڑی سے کہا کہ تو مدینہ کی سمت روانہ ہو اور جلد خدمت رسولخدا مین پہنچ اور مین عنقریب تیری راکب کو تجھی لاکر ملاتا ہون یہ فرماکر آگے کو روانہ ہوئے قریب غروب آفتاب ایک بڑا ٹیلہ نظر آیا حضرت اُس ٹیلہ پر تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ ٹیلہ نہایت سرسبز ہو رہا ہی اور اشجار ثمردار وغیرہ کثرت سے ہین اور ایک چشمہ پانی کا ہی آپ چشمہ پر گھوڑی سے اُترکر بیٹھ گئے اور گھوڑی کو چرنے کیواسطے چھوڑدیا اُسمین اُس جناب نے دیکھا کہ ایک طرف چشمہ کے ایک خیمہ ایستادہ ہی اور گرد خیمہ کے ایک لشکر عظیم اُترا ہوا ہے کہ ستر ہزار آدمی اور شتر شمار اُس لشکر مین ہین راوی کہتا ہی کہ اُس خیمہ مین ایک دختر بیٹھی تھی کہ حسن و جمال مین اپنا نظیر و سہیم نہ رکھتی تھی اور غلام بروے خیمہ کے اُسکے آگے سے اُٹھائے ہوئے تھے اور وہ دختر مرغزار کا تماشا کر رہے تھی کہ نظر اُسکی دلدل پر پڑی نقشہائے رنگارنگ دلدل سے دختر حیران ہوئی اور آدمیون سے کہا کہ اِسے پکڑلاؤ غلامون نے عرض کی کہ وقت شب کا ہی صبح کو پکڑلائین گے عرض جب صبح ہوئی تو آدمی بہت سے اُسکے گرفتار کرنے کو آئے دلدل نے بہت سے آدمیون کو ہلاک کیا اور کچھ جو بچے تو انہون نے اُس دختر سے آکر کہا کہ تو نے طمع مین اُس دلدل کے ناحق اکثر آدمیون کا خون کرایا دختر نے یہ سنکر کہا کہ تمنے مجھکو کیا مین اُسکو چھوڑ دونگی اور آپ کھڑی ہوگئی اور مع غلام عاقل کے دلدل کیطرف آئی دلدل نے اُسی نگاہ ہیبت و صلابت سے اُسکی طرف دیکھا کہ دختر خوف سے کانپنے لگی اور ایسی بدحواس ہوکر بھاگی کہ راہ خیمہ کی گم کرکے سر چشمہ پر جا پہنچی دیکھا کہ ایک پشمینہ پوش سجادی پر بیٹھا عبادت خدا مین مصروف ہی اور اُسکی ہیبت اور صلابت سے زمین لرزہ مین ہی اور روے انور کے نور سے تمام مرغزار صحرا روشن ہو رہا ہی دختر نے غلام سے کہا کہ اِس جوان کو تو نے دیکھا وہ غلام اتفاقاً مسلمان تھا اور دوستان اُس جناب سے اور اُس نے آپکو پہچانا اور کہا کہ ہان دیکھا دختر نے کہا کہ اے غلام تو خیمہ مین جاکر خدام کے کہدے

وقت ہی پس اگر وہ آجاوے تو مجھ خبر کرو رمین اس جوان سے حال اُسکا پوچھتی ہوں غلام نے کہا کہ بہت ادب سے کلام کیجو پس
دختر اُسکے پاس آئی اور کہا کہ اے جوان سر زانو سے اُٹھا تا مین تجھسے کچھ پوچھون آپنے اُسکی طرف کچھ التفات نکی اُس دختر نے
کہا کہ اے شخص بادشاہان عالم میری حسرت مین ہین اور آرزو کرتے ہین کہ ایکمرتبہ میری صورت کو دیکھین اور کلام
کرین مگر اُنکو میسر نہین آتا اور اب مین خود تجھسے باتین کرتی ہون اور تو جواب نہین دیتا اور اُس عورت نے چاہا کہ
ایک کف آب اُس جناب پر ڈالے کہ آپنے فرمایا کہ اے عورت اگر تو چاہتی ہی کہ مین تجھسے باتین کرون تو تو نقاب اپنے مُنہ پر
ڈال اُسکو سُنکر نہایت تعجب آیا اور نقاب مُنہ پر ڈال لی پس حضرت نے فرمایا کہ پوچھ کیا پوچھتی ہی کہا کہ یہ گھوڑا صحرا
مین چرتا پھرتا ہی تیرا ہی ہے فرمایا کہ ہان میرا ہی ہے کہا سنے میری بہت غلاموں کا خون کیا ہی اور مین آئی ہون کہ اُس سے
انتقام لون آپنے فرمایا کہ اگر تیرا آدمی اُسکو گرفتار کرنے کو نہ آتے تو یہ کیون اُنکو مارتا اور وہ کیون مارے جاتے اور اے دختر
اگر تمام لشکر تیرا اُسکے پیچھے ٹیگا تو بھی یہ اُسکو مار کر رہیگا اور کسیکا ہاتھ نہ آئیگا یہ سُنکر اُس دختر نے کہا کہ تم اُسکو میرے ہاتھ
بیچ ڈالو اگر مرضی مین آئی تو اُسکی قیمت مین زر نقد لیلو یا اُسکے عوض گھوڑا لیلو آپنے فرمایا کہ یہ گھوڑا میرا قیمت بہت رکھتا
ہے تو اُسکی قیمت کو ادا نہین کر سکتی ہے اُسنے کہا کہ اے شخص تو مجھے نہین جانتا چار سو اونٹ پر میرا خزانہ چلتا ہی آپنے
فرمایا کہ اے دختر اگر تمام روی زمین کے دریا موتی اور جواہر ہی بھر جاوین اور تو ان سب کو اُسکی قیمت مین دے تو بھی اُسکے
ایک بال کی قیمت نہو اُس عورت نے کہا کہ جو قیمت تم کہوگے مین دونگی بشرطیکہ اُسکو میرا تابعدار کر دو آپنے فرمایا کہ اگر
تو بُت پرستی کو ترک کردی تو یہ تیرا رام اور تابعدار ہو جائیگا یہ باتین ہتین کہ جانب مدینہ سے ایک گرد نمودار ہوئی اور
اُس گرد مین وہی آہو کہ جسکے عقب مین دختر گئی تھی پیدا ہوا اور دونون شانون مین اُسکے دو رقعہ لکھی ہی اور وہ آہو خیمہ کیطرف
روانہ ہوا حضرت نے اُس آہو کو دیکھکر تبسم فرمایا دختر نے باعث تبسم کا پوچھا فرمایا کہ جو مین چاہتا تھا وہی ہوا کہ اسمین آہو
خیمہ مین داخل ہوا خیمہ مین دو شیر بندھے ہوئے تھے وہ شیر آہو کو دیکھکر خوش ہوئے حضرت نے تعجب کیا اور فرمایا کہ
سبحان اللہ اس جماعت نے دو دشمنون کو باہم دوست کر رکھا ہی اور کیسا تابعدار اپنا کیا ہی کہ یہ شیر قصد آہو کے
ہلاک کا کرتے ہین نہ آہو شیرون سے خوف کرتا ہی کہ اسمین وہ آہو اُس دختر کے پاس آیا اُسنے اُسکو پکڑ کر پیار کیا اور مُنہ چوما اور
کہا کہ اے آہو میرے لیے کیا خط لایا ہی اور ایک رقعہ کو کہ جو شاخ چپ آہو پر لٹکتا تھا کھول کر پڑھا اور اُسکو پھاڑ کر دور
پھینکدیا پھر دوسری رقعہ کو شاخ راست آہو سے کھولکر پڑھا اُسکو پڑھکر خوش ہوئی اور اُس جناب سے کہنے لگی کہ اے جوان
عربی تیرا قدم مجھپر بہت مبارک ہوا آپنے حقیقت حال کی اُس سے پوچھی سُنے کہا کہ یہ آہو پیک ہی غلام خیبری
کا اے شخص آگاہ ہو کہ میرا دشمن ہے کہ نام اُسکا علی بن ابی طالب ہے اور سُنا ہے کہ وہ بہت شجاع اور بڑا دلیر اور بہادر
اور زور آور ہے اور مینے اپنے عاشقون سے شرط کی ہی کہ جو کوئی اُسکا سر لائیگا اُسکے ساتھ وصلت قبول کرونگی اور
اُسکی ہمدم اور یار ہونگی اور یہ غلام میرے عاشقون مین سب سے زیادہ پہلوان اور بہادر اور زور آور ہی بموجب اپنی
شرط کے مجھسے شرط کی ہی علی کے قتل کرنیکو گیا ہی یہ نامۂ اول مین اُسنے لکھا تھا کہ دس دن کے عرصہ مین مین چار جانب
مدینہ کے پھرا اور جس سے حال علی کا پوچھا اُسنے کہا کہ قلعہ خیبر بروسطی مدد محمد کے گیا ہی اور اب مین تیری پاس آتا ہون

جبتک کہ علی خیبر سے پھرے اور دوسرا نامہ مین لکھا تھا کہ قنبر غلام علی کو پکڑا ہے اور بصد ذلت وخواری اپنے ہمراہ لاتا ہوگا
اور یقین ہے کہ علی ہی اُسکے پیچھے آئیگا پس جب وہ آئیگا تو اُسے قتل کر ڈالنگا اس خبر سے مین بہت خوش ہوئی اُس جناب نے
فرمایا کہ اے دختر علی نے تیرا کیا قصور کیا ہے کہ تو اُسکی خون کی تشنہ ہی سُنے کہا علی نے میرے باپ ذوالخمار کو قتل کیا ہے
بہتک مین اپنی باپکے خون کا بدلا نہ لونگی چین نہ آئیگا اس گفتگو مین تھے کہ ناگاہ غشام آن پہنچا اُس عورت نے کہا
کہ اے جوان اب تو پہنچگا سے جلا جا مبادا غشام سے تجھے ضرر پہنچے آپنے فرمایا کہ تو اپنا فکر کر مین اپنی آپ حفاظت کرونگا اور
اگر مین اس سے ڈرتا تو یہان کیون آتا غرض وہ دختر تو روانہ ہوئی اور خیمہ کے پاس پہنچی اور جو مین نظر اُسکی قنبر پر پڑی
تو دوڑ کر اُنکے منہ پر ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ اے غلام کب تیرا آقا میرے دام ظلم مین گرفتار ہوگا قنبر نے کہا کہ اے دختر صبر کر
کہ بہت جلد وہ تشریف لاتے ہین غشام دست وپا قنبر کے باندھکر اور خندق کے لایا کہ تمیں گز اُس خندق کا عمق
تھا اُسکے کنارہ پر قنبر کو ڈالکر ایک لات ماری کہ قنبر خندق کے اندر گر پڑا جناب امیر کو یہ دیکھکر نہایت غیظ آیا اور غضب سے
رنگ مبارک مُنرخ ہوگیا اور نہایت رنج وملال حاصل ہوا اور چاہا کہ اسیوقت اُس لعین کا کام تمام کرین اور قنبر کا
انتقام لین مگر کچھ سوچ کر تحمل کیا اور کہا کہ خداوندا مجھے توفیق دے کہ مین ہی اس کافر کا سر اگر یہ سلام قبول نہ کرے تو شل
قنبر اس خندق مین ڈالون پس غشام خیمہ مین آیا اور دختر سے کہا کہانا لا اُسنے کہانا منگوایا اور دستر خوان بچھا کر
دونون کھانے پر بیٹھے چند لقمے کھائے تھے کہ نظر غشام کی جناب امیر پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان کنارہ چشمہ کے بیٹھا ہے
لقمہ ہاتھ سے پھینکدیا اور طمانچہ منہ پر اُس دختر کے مارا اور کہا کہ ہے گیسو بریدہ چونکہ آوازہ تیری حسن وجمال کا سب
طرف پہنچا ہے تو یہ جوان تیرے واسطے اس جگہ آیا ہے مین اسیوقت اُسکو قتل کرتا ہون اور پھر تجھے تیری سزا کو پہنچاؤنگا
اُس دختر نے بُت کو گردن سے نکالکر قسم کھائی کہ اس جوان نے میری صورت تک بھی نہین دیکھی اور جبتک مینے نقاب
منہ پر نہ ڈالی مجھسے نہ بات نہ کی اور مینے جو سبب یہان آنیکا پوچھا تو کہا کہ میرے غلام کو چرا کر لے آئے ہین اُسکے واسطے
آیا ہون غشام نے جو یہ بات سُنی تو عذر کرنے لگا کہ اے آرام دل بے ادبی جو مجھسے تیری خدمت مین ہوئی ہے
باعث اسکا فرط محبت اور زیادتی عشق کا تھا مجھے معاف کرا اور اسکی عوض مین جو تیرا مطلب ہو وہ بیان کر کہ مین
اُسکو بجالاؤن اُسنے کہا کہ اے غشام مین چاہتی ہون کہ اسکو خیمہ مین لاکر ضیافت اسکی کرکہ بینے تمام عمر مین اس سیرت
وصورت کا کوئی شخص نہین دیکھا کہ تمام چشمہ اور صحرا اسکے نور سے روشن ہو رہا ہے غشام نے کہا کہ ہاں خاطر تیری
ضیافت تو اسکی کرو دیتا ہون مگر خیمہ مین اسکو نہ لاؤنگا کہ مبادا یہ مخبر ہو پس غشام نے غلام کو کہ در پردہ مسلمان تھا بلایا
کہا کہ اس جوان کے پاس کھانا لیجا اور میری طرف سے عذر خواہی کیجو پس غلام کھانا اُس جناب کیخدمت مین لایا اور
عرض کی کہ السلام علیک یا ابا عبد اللہ میری جان آپ پر سے فدا ہو میری ملکہ نے یہ کھانا آپکے واسطے بھیجا ہے کہ آپ
تناول فرمائین اور مین یہ یقین جانتا ہون کہ آپ اُسکو تناول نفرمائین گے لیکن مین حق بندگی کا بجالایا ہون
آپنے جواب سلام کا دیا اور فرمایا کہ ہے اور اک جزاک اللہ خیرا یعنی خدا جزا دے تجھکو نیک دے پس غلام بعد فراغ طعام کے ہاتھ
چھوڑا دونگا اور اک کو یقین ہوا کہ علی ابن ابی طالب ہین حضرت کے پائے مبارک پر بوسہ دیا اور عرض کی کہ ای ولی

چار برس سے مین اس دختر کے قبضہ اور کفار کے ہاتھوں مین گرفتار ہوں الحمد للہ کہ آپ کی زیارت مجھ نصیب ہوئی
اُس جناب نے فرمایا اس کھانیکو لیجا اور کہو کہ مین علی بن ابی طالب ہون جسوقت تو پہنچا تھا اُسیوقت مینے چاہا تھا
اور یہ میرا ارادہ ہوا تھا کہ تجھ لعین کا کام تمام کروں اور جلد تجھی جہنم مین پہنچاؤں مگر چونکہ تو گرسنہ اور تشنہ تھا لہذا
تجھپر رحم کیا اب انشاء اللہ جسطرح تو نے قنبر کو خندق مین ڈالا ہے اوسیطرح تیری سر کو بھی خندق مین ڈالون گا غلام
غشام پاس آیا اور جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا من وعن پیغام حضرت کا اس لعین کو پہنچایا اُس دختر نے کہا کہ غشام اب
کیا دیر ہے جلد کھڑا ہو اور علی کو پکڑ کر میرے پاس لا اور عنداُسکو موقوف کر اور اگر اسکو نہ پکڑ لیگا تو پھر کبھی منہ میرا نہ
دیکھیگا غرض یہی یہ باتین تھین اور وہ لعین اس فکر مین تھا کہ وہ جناب سجادی سے اُٹھی اور دُلدل پر سوار ہوا کر جانیکو
کہ برابر اُس جناب کے تھا روانہ ہوی اور پہاڑ کے اُسطرف جو پہنچے تو دیکھا کہ ایک مرغزار نہایت سرسبز اور شاداب ہے اُسنے
دُلدل کو اُس مرغزار مین چرنیکے واسطے چھوڑ دیا اُس دختر نے غشام سے کہا کہ اے مرد جسوقت کہ علی تنہا تھا تو نے نہ پکڑا
تو پھر کب اُسکو پکڑیگا تو اس خیمہ سے نکل جا اور پھر نہ آیو غشام نے کہا اے دختر پہلے اپنا کام کر لیا ہو کہ اُسکو غلام کو
گرفتار کر لایا ہون اور وہ میری قید مین ہے اگر وہ علی بن ابی طالب بھی تو پھر آئیگا تو گھبرا نہین اور وہ جناب اسطرف
کوہ کے سیر فرما رہے تھے اور قدرت خدا کا تماشا دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ ایکطرف سے صحرا سے آواز آئی کہ اے خدا کے محمد صلعم علی
بن ابی طالب کو میرے پاس پہنچا یہ آواز سُنکر اُس جناب کو تعجب آیا کہ یہ کون شخص ہے جو میرا طالب ہے غرض آپ اُس شخص کے
پاس آئے سُنا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ اے بُت شناسر زمینے تجھسے دعا کی کہ تو علی کو میرے پاس پہنچا تو نے نہ پہنچایا اب مین خدای
محمد سے اُسکو طلب کرتا ہون اگر اُسنے پہنچایا تو پھر کبھی تجھی سجدہ نکرونگا اُس جناب نے نزدیک اُسکے آکر پوچھا کہ اے کافر
تو علی سے کیا کام رکھتا ہے وہ شخص حضرت کو دیکھکر اور اُنکی آواز سُنکر خائف و ترسان ہوا اور کہا کہ اے جوان عرب
تو کون شخص ہے کہ تیرے نور جمال سے صحرا روشن ہو گیا آپنے فرمایا کہ تو اپنے مطلب کو بیان کر اُسنے کہا کہ اوّل تم اپنا نام
بتاؤ اور بیان کرو کہ کس شہر کے باشندہ ہو آپنے فرمایا کہ مین مدینہ کا رہنے والا ہون اُسنے نام مدینہ کا سُنکر ایک آہ سرد
سینہ پر درد سے کھینچی اور کہا کہ اے سید اسد قسم ہے تجھ اُس خدا کی جسکی تو پرستش کرتا ہے کہو کہ علی بن ابی طالب کا ماوبغیر کو
بھی جانتا ہے فرمایا کہ ہان مجھسے بہتر اُنکو کوئی نہین جانتا علی سید اسد اور مظہر عجائب اور مظہر غرائب ہے خدا تعالے نے اُنکو
ایسی قوت اور طاقت اُنکے بازوؤن مین عطا کی ہے کہ دو انگشت سے درخیبر کو اکھاڑا اُس شخص نے کہا کہ مین چاہتا ہون
کہ وہ کسیطرح میرے روبرو آئے آپنے فرمایا کہ اگر تو اُنکو از روئے خلاص کے طلب کرے تو وہ تیرے پاس بیشک آوین اُسنے کہا
کہ خلاص کیا چیز ہے آپنے فرمایا کہ مسلمان ہو جا اور وحدانیت خدا اور رسالت محمد مصطفے کا اقرار کر پھر آپنے پوچھا کہ اے
کافر تجھ علی سے کیا کام ہے اور کسواسطے تو اُنکا طالب ہے اُسنے کہا کہ اے جوان ایک روز مین صحرا کی سیر کرتا پھرتا تھا کہ ناگاہ
دختر ذوالحمار کو دیکھا اور اُسپر عاشق ہو گیا ہوش میری جاتے رہے جب مین ہوش مین آیا اور اُس سے پوچھا کہ اے گل
چمن محبوبی تو کسکی دختر ہے کہ مجھ صید اپنا کیا اُسنے کہا کہ مین دختر ذوالحمار کی ہون اور غشام بن ہشام سے نامزد
ہون مینے اُس سے کہا کہ تو ہوس غشام کی چھوڑ دے تا جو کچھ تیرا مطلب ہے مین اُسکو پورا کرون اُسنے کہا کہ میرا

مہر اور نیز یہا ایسا ہی کہ سوا ہی غشام کے اور کسیکو اُسکی ادا کی طاقت نہیں ہے مینے اُس سے پوچھا کہ وہ کیا ہی کہا سر علی بن ابی طالب کا
پس اے جان مجھ مین اور نہین یہ شرط ہوئی ہی کہ اگر پہلے غشام سے سر علی کا اُسکے پاس لیجاؤن تو اُسکا مالک اور اُسپر متصرف
ہو جاؤن اور آج دس دن کا عرصہ ہوا کہ مین اُسکی جستجو مین ہون اور غشام یہی اُسکی تلاش مین سرگردان ہی اور مین مدینہ مین
بھی گیا اور اُسکا حال پوچھا معلوم ہوا کہ وہ قلعہ خیبر پر گیا ہوا ہی اور سب نے مجھسے یہ ہی کہا کہ تو حریف اور مقابل علی کے
نہیں ہے اے عبد بعید مین چاہتا ہون کہ تو نشان علی کا بتا کہ وہ کس ہیئت کا جوان ہی تاکہ مین اُسکو دیکھکر پہچان لون آپنے
فرمایا کہ اے علقمہ رنگ علی کا زنگ میرا سا ہی قد علی کا قد میرا سا ہی زور علی کا زور میرا سا ہی مجھ مین اور علی مین کچھ فرق نہیں ہے
علقمہ نے یہ سُنکر کہا کہ اے شخص تو جھوٹ کہتا ہی اسواسطے کہ مینے سُنا ہی کہ علی نے آٹھ برس کے سن و سال مین جبیلہ زنگی کے سر پر
تلوار ماری کہ پارہ پارہ ہو گیا حالانکہ اُس زنگی کا قد چالیس گز کا لمبا تھا اور تو کہتا ہی کہ زور مرا زور میرا سا ہی اے عبد بعید میرا
ارادہ ہوا تھا کہ گھوڑے پر سے کھینچکر تجھے آزاد کرون مگر اب مجھپر لازم ہوا کہ تجھے قتل کرون تا حالانکہ مین حریف اُسکا ہو سکتا ہون
یا نہین یہ کہکر نیزہ آپ پر مارا آپنے ہاتھ بڑھاکر سنان نیزہ کی پکڑلی اور ایک جھٹکا مارا کہ اُسکے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا اور جمازہ پر سے
نیچے گر پڑا اُس جناب نے مرکب سے اُتر کر زانوئے مبارک اُسکے سینہ پر رکھدیا اور اُسکی گردن سے تبر کو نکال کر زمین پر مارا کہ ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا پھر نقاب اُسکے مُنہ پر سے اُٹھائی دیکھا کہ جوان خوشرو ہی فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ بُت کو سجدہ کرتا ہی اب توبہ کر
بُت پرستی سے اور وحدانیت خدا اور نبوت محمد مصطفےٰ اور امامت علی مرتضےٰ کا اقرار کر علقمہ نے کہا کہ بیشک علی تو ہی ہے
اور جانا کہ خدائے محمد برحق ہی مگر کیا کرون کہ دختر ذوالمحار پر عاشق ہون حضرت نے فرمایا کہ اسلام کو قبول کر تا مین سر اپنا
راہ خدا مین تجھے دون علقمہ نے کہا کہ مجھے کیونکر یقین ہو کہ اگر مین مسلمان ہو جاؤن تو تم سر اپنا راہ خدا مین مجھے دوگے اُس جناب نے
یہ سُنکر ذوالفقار علقمہ کے ہاتھ مین دیدی اور سر مبارک جھکا کر اُسکے روبرو بیٹھے اور فرمایا کہ سر میرا کاٹ لے علقمہ نے کہا کہ یا علی
مین تجھسے خوف کرتا ہون مجھے اجازت دو کہ اوّل تمہارا ہاتھ باندھ دون پھر تمہارا سر کاٹون حضرت نے فرمایا کہ اے علقمہ
آج تک میرے ہاتھ کسیکے نہین باندھے ہین مگر تیرا اگر یہی مطلب ہے تو مین اُسکو بھی روا کرون گا پس یہ فرما کر ہاتھ دونون
طرف کیے اور فرمایا کہ لے انکو باندھ دی علقمہ نے جب یہ حال اُس جناب کا دیکھا کہ راہ خدا مین سر دینے کو آمادہ اور مستعد ہو گئے ہین
تو اُسنے ذوالفقار کو بوسہ دیا اور حضرت کے سامنے رکھدی اور عرض کی کہ ہزار جان میری تم پر سے فدا ہو یا علی مین اپنے
اس افعال سے توبہ کرتا ہون عرض اُسنے کلمہ شہادت اور پر زبان کے جاری کیا اور کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان
محمدا رسول اللہ و اشہد ان امیر المومنین علیا ولی اللہ حق رسول اللہ اور مسلمان ہوا اُس جناب نے علقمہ کی پیشانی پر بوسہ دیا
اور فرمایا کہ اے علقمہ تو غم نہ کہا کہ فردا بعد طلوع آفتاب دختر ذوالمحار کو نشانہ بند تیرے عقد مین لاؤنگا بشرطیکہ غشام نے اسلام
قبول نکیا والا اُسکو قتل کرونگا علقمہ نے عرض کی کہ یا حضرت اُسجگہ سے تا منزل ذوالمحار بیس فرسخ ہی اور صبح بہت قریب ہے کیونکر آپ
وقت طلوع آفتاب ذوالمحار کو میرے عقد مین لائینگے آپنے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا تو اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ اور آنکھیں
اپنی بند کر لے علقمہ کہتا ہی کہ جونہی مینے آنکھین بند کین مجھے ایسا معلوم ہوا کہ دفعۃ زمین پاؤں کی نیچے سے نکل گئی اور چند قدم
چلا تھا مین کہ آپنے فرمایا آنکھین کھولدے جونہی مینے چشم وا کی دیکھا کہ کنارہ بر ہی چشمہ کے ٹھہرا ہون کہ جہان خیمہ

دختر ذوالحمار کا ایستادہ ہو پس ہم تمہاری حضرت نے فرمایا کہ جسطرح میں وضو کروں تو بھی اسیطرح وضو کرا اور نماز پڑھ کہ دو رکعت
نماز تیری شتر پرس کی عبادت کی برابری کریگی پس آواز نماز کی بلند ہوئی تو دختر نے علقمہ کو دیکھا اور پہچانا غشام سے کہا
کہ علی نے علقمہ کو اپنے سے موافق کر لیا غشام نے اپنے غلامون کو صدا دی کہ ہمارے لشکر سے کہو کہ جلد تیار ہو جائیں اور آپ بھی ہتیار
لگا کر سوار ہوا علقمہ نے جو لشکر کو دیکھا تو ڈرا اور کہا کہ یا حضرت میں دختر ذوالحمار سے درگزرا آپ انسے ارادہ جنگ کا نہ کریں
آپنے فرمایا کہ تو کچھ خوف نہ کر اور میری پشت پر رہو علقمہ نے کہا کہ یا علی آپ یکہ و تنہا ہیں اور یہ ستر ہزار آدمی ہیں آپ انکے
مقابلہ کر سکیں گے آپنے جب یہ دیکھا کہ علقمہ نہایت خوفناک ہے تو فرمایا کہ اے علقمہ تو چاہتا ہے کہ میری سپاہ کو دیکھے عرض کی
کہ ہان اس جناب نے دست مبارک علقمہ کی آنکھون پر پھیرا علقمہ نے جو نگاہ کی تو دیکھا کہ آسمان سے زمین تک فرشتے ہیں کہ جنکا
ایک بازو مشرق تک ہے اور ایک مغرب تک یہ دیکھکر علقمہ کا خوف جاتا رہا اور عرض کی کہ یا حضرت میری آنکھون کو حالت
اصلی پر کر دیجئے کہ آنکھون کو خیرگی حاصل ہوتی ہے آپنے پھر ہاتھ انکی آنکھون پر پھیرا کہ انکو فرشتے دکھائی دینے سو رہے غرض غشام نے
پہلے دونون شیرونکو اس جناب کیطرف بھیجا تاکہ کام اس جناب کا تمام کریں علقمہ نے جو شیرونکو آتے ہوئے دیکھا تو فریاد کی کہ
یا علی مجھکو بچائیے بچاؤ اور میری فریاد کو پہنچو آپ ان شیرونکی طرف متوجہ ہوئے اور کچھ کلمات انسے فرمائے وہ دونون شیر
حضرت کے قدم مبارک پر گر پڑے اور بالمجاز حضرت زبان انکی گویا ہوئی اور عرض کی کہ یا حضرت ہم نے آپکو پہچانا تھا کہ
بے اوبانہ آپ کیطرف آئے آپ ہمکو رخصت فرمائیے کہ ہم غشام کو جا کر پارہ پارہ کریں آپنے فرمایا کہ اے شیرو میں چاہتا ہون
کہ اول غشام کو اسلام کیطرف دعوت کرون اگر وہ قبول کرے تو بہتر والا اسکو قتل کرون اب تم شتر کو کہ کبھی میرے دوستونکو
آزار نہ پہنچائیں اور تم صحرائی بغداد میں جاؤ جب سلمان فارسی وفات پائے تو تم انکی قبر پر مقیم رہنا شیرونے یہ سنکر زمین پر
جبین ملی اور بغداد کو روانہ ہوئے غشام نے جو یہ تمام سلوک شیرونکا اس جناب سے دیکھا تو شیرون کو آواز دی انہون نے آپکی
طرف کچھ التفات نکیا اور چلے گئے وہ ملعون گھوڑی پر سوار ہوا اور جناب امیر کیطرف آیا آپ بھی دلدل پر سوار ہوئے اور علقمہ سے
کہا کہ تو بھی جمازہ پر سوار ہو اور میری پشت کی جانب رہو دختر نے علقمہ سے کہا کہ تجھکو شرم نہین آتی کہ تو پیچھے علی کے ہو آخر
باپ تیرا کون تھا علقمہ نے کہا کہ میرا باپ کہ تر سگ سی تھا مگر تجھی بدولت علی کی اپنی عقد مین لاتا ہون اور اپنی آغوش مین
لیتا ہون غشام نے چاہا کہ علقمہ پر وار کرے کہ دختر نے کہا کہ ذرا صبر کر کہ مین اس سے دو باتین کرون اور علقمہ کے نزدیک آکر
کہا کہ تجھکو ننگ عار نہین آتا کہ خدا تعالی کی پرستش کرتا ہے علقمہ نے کہا کہ اے دختر تجھکو شرم نہین آتی کہ تو غیر خدا کی پرستش کرتی
ہے اور مطلب میرا یہ تھا کہ کسیطرح وصال کو پہنچون تو بھی غشام مارا جاتا ہے اور مین تیرے وصال کو پہنچتا ہون دختر یہ
سنکر غیظ مین آئی اور ایک تلوار علقمہ کے سر پر ماری کہ سپر کو بھی کاٹ کر ران کو بیچ ہڈی کے کاٹا قریب تھا کہ علقمہ اس صدمے سے
زمین پر گرے کہ جناب امیر علیہ السلام پہنچے اور فرمایا کہ اے علقمہ مر و زخم سے نہین تو رے خصوص وہ زخم جو عورت کے ہاتھ سے
لگے سمین غلام نے نیزہ حوالہ جناب امیر علیہ السلام کیا اس جناب نے نیزہ اسکے ہاتھ سے کھینچ کر دور پھینک دیا غشام نے غصہ مین آکر
عمود گران سنگ اس جناب کے فرق مبارک پر مارا اس قوت بازوی مصطفوی نے ہاتھ بڑھا کر غشام کا ہاتھ پکڑ لیا اور
دیکھا کہ دختر ننگے تلوار بلند کی ہے اور چاہتی ہے کہ علقمہ کے مارے کہ آپنے ایک ایسا نعرہ کیا کہ ہاتھ اس دختر کا خوف کے مارے اوپر ہی

یکیا پھر آپنے غشام کی کمر مین ہاتھہ ڈالکر زمین سے اُٹھایا اور سر سے بلند کیا قنبر نے جو خندق مین آواز نعرۂ جناب امیر سُنی تو مارے خوشی کے بند قید کو توڑکر خندق سے باہر نکل آیا جناب امیر کو اور غشام کو آپکے ہاتھہ مین گرفتار دیکھکر نہایت خوش ہوا اور پاس آن کر کہا کہ السلام علیک یا مولائی و مقتدائی آپنے جواب سلام کا دیا اور فرمایا کہ اے قنبر تو علقمہ کی خبر لے کہ مبادا للعین سے اُسکو کچھہ ضرر پہنچے قنبر علقمہ کے پاس آیا اور اُسکو حجارہ سے نیچے اُتارا اور کہا کہ اے علقمہ تو اس زخم سے کچھہ خوف نکر کہ تجھہ اس سے کچھہ ضرر نہ پہنچیگا۔ جناب امیر نے غشام سے کہا کہ اسلام قبول کر۔ والا تجھہ زمین پر ایسا پٹکون گا کہ استخوان تیری ریزہ ریزہ ہوجائیگی سُنتے سلام لانے سے انکار کیا آپنے اُسکو زمین پر دے مارا اور دلدل سے اُتر کر اُسکے سینہ پر جا بیٹھے اور قنبر سے کہا کہ جسطرح سے اسنے تجھہ باندھا تھا اسیطرح اب تو اسکو باندھ قنبر نے اسکو خوب طرح سے جکڑا پھر اُسکو اُٹھاکر خندق کے کنارے پر لایا اور اُس سے پھر ارشاد کیا کہ اگر اب بھی تو کلمہ پڑھے تو مین تجھہ نجات دون اُس لعین نے کہا کہ تم میرے ٹکڑے کر ڈالو گے جب بھی اسلام نہ لاؤنگا یہ انکار اُسکا آپنے دیکھا ایک ہنکار کرکے خلقوم پر ماری کہ مثل خیار سر اوسکا تن سے جدا ہوکر خندق مین جا پڑا لشکر نے دیکھکر چاہا کہ آپ پر سب حملہ کرین غشام کا ایک وزیر شاہ بندمامی بہت زیرک اور دانا تھا اُسنے سب سے کہا کہ ابے وقوفو تم ہرگز علی سے متعرض نہو کہ اگر تمام عالم جمع ہوکر اُنکو ضرر دینا چاہیگا تو کوئی بھی ضرر نہ پہنچا سکیگا سب نے قول وزیر کی تصدیق کی اور الگ ہوکر کھڑے ہوگئے حضرت نے قنبر سے کہا کہ تو دختر ذوالمحار کو میرے پاس لا جب وہ آئی تو آپ پر سلام کیا آپنے بعد جواب سلام فرمایا کہ حکم خدا سے اب مین تیرا محرم ہوگیا اب تو اسلام لا اُسنے عرض کی کہ مین تمسے ایک معجزہ چاہتی ہون کہ اگر علقمہ کا زخم آپ اچھا کردین تو مین آپکے فرمانیکو قبول کرون اسواسطے کہ یہ ناحق اُسکو زخمی کیا ہے آپنے فرمایا کہ اے دختر تو علقمہ کو جاکر لاوہ اگر وہ زندہ ہے تو مجھی آنکر خبر کر دختر علقمہ کے روبرو آئی اور مودب دوزانو ہوکر اُسکے روبرو بیٹھی اور کہا کہ اے علقمہ تو تقصیر میری معاف کر کہ مین تیرے آزار سے ملول و دلگیر ہون علقمہ نے کہا کہ اے دختر اگر تو مسلمان ہوجائے تو مین تجھسے راضی ہوجاؤن دختر جناب امیر کی خدمت مین آئی اور گردن سے بُت کو نکالکر توڑ ڈالا اور سلام لائی اور کہا کہ یا علی مین استعارہ کہتی ہون کہ آپ میری گناہ کو معاف کرین اور گناہ میرا بخشین آپنے فرمایا کہ ہرگاہ تو مسلمان ہوئی تو مین بھی تجھسے راضی ہون اور خداوند ذوالجلال جل جلالہ بھی تجھسے خورسند اور خوشنود ہے دختر نے کہا کہ یا حضرت آپ عاکر ین کہ علقمہ کا زخم اچھا ہوجائے تاسب لشکر بھی میرا اسلام لائے آپنے علقمہ کو پاس بُلایا اور زخم اوسکا کہلوایا حسنات نے جو زخم اُسکا دیکھا تو کہا کہ یہ زخم زہر دار تلوار کا ہے اُسکا اچھا ہونا غیر ممکن ہے اُس جناب نے یہ سُنکر لعاب دہن مبارک اُسپر ڈالا اور سورہ فاتحہ پڑھی فوراً زخم اُسکا ایسا اچھا ہوگیا کہ ذرا اثر زخم کا باقی نرہا یہ معجزہ اُس شاہ ولایت کا دیکھکر وزیر اور اہل لشکر نے بیساختہ از سر اخلاص کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و اشہد ان امیر المومنین علیا ولی اللہ و صی رسول اللہ پھر اُس جناب نے دختر سے کہا کہ اگر میری خوشنودی چاہتی ہو تو علقمہ سے عقد کر اُسنے کہا کہ آپ کو اختیار ہے جو آپکا حکم ہو اُس جناب نے دختر کا عقد علقمہ سے کیا اور آپ اُسکا صیغہ پڑھا اور پھر علقمہ سے فرمایا کہ تو ابھی شہر مین جا اور اپنے باپ کو مسلمان کر اور جو وہ مسلمان نہو تو اُسے قتل کر اور قنبر سے کہا کہ تو خزانہ غشام کا مدینہ مین پہنچا قنبر نے جا سو اونٹون پر خزانہ غشام کا بار کیا اور روانہ مدینہ ہوا اور وہ آہو کہ جو بیک غشام کا تھا وہ خزانہ کے آگے آگے جاتا تھا پس جب وہ جناب

قریب مدینہ کے پہنچے تو اہل مدینہ اور حنین و روانہ شہر بر وسطی استقبال کے آئے اور وہ جناب شہر مین داخل ہوی راہ مین ایک
ہندھا بیٹھا بھیک مانگ رہا تھا آواز سم سپان و سم دلدل سنکر روٹی کا سوال کیا آپنے قنبر سے ارشاد کیا کہ اسکو روٹی دے
قنبر نے عرض کی کہ یا حضرت دسترخوان روٹیون کا اونٹ کے شلیطے مین درمیان اسباب کے بندھا ہوا ہی فرمایا سب قطار
اونٹونکی اس اندھے کے حوالہ کر قنبر قطار اونٹون کی فقیر کے پاس چھوڑ کر الگ جا کھڑا ہوا آپنے فرمایا کہ اے قنبر تو کیون اسطرح
قطار چھوڑ کر دور جا کھڑا ہوا قنبر نے عرض کی کہ یا حضرت مجھی خوف ہوا کہ مبادا آپ مجھی بھی قطار کے ساتھ فقیر کو بخشدین عرض
فقیر نے جو ہاتھ ہر طرف پھیرا تو مہار ایک شتر کی اسکے ہاتھ مین آگئی اندھی نے متعجب ہو کر کہا کہ یہ کیا ہے قنبر نے کہا کہ اے گدا
تو نے جو شاہ آسمان سخا وجود سے روٹی مانگی ہی تو اس بحر کرم نے تجھ چار سو اونٹون کی قطار پر از لعل و در و یاقوت عنایت کی
اس اندھے نے کہا کہ ای قنبر برای خدا مجھ فراس جناب تک پہنچا دی جب قنبر اسکو حضرت کے پاس لایا اندھی نے عرض کی کہ یا جناب
امیدوار ہون کہ ہنا دامن فیض مامن فراسے ہاتھ مین عنایت فرمایئے آپنے اپنا دامن اسکی ہاتھ مین دیا اس اندھی نے حضرت
کے دامن کو اپنی آنکھون سے ملا بجھ دیا تھا کے دونو آنکھین اسکی روشن ہوگئین اسنے عرض کی کہ یا حضرت اب مجھی کسی چیز کی
احتیاج نہین رہی آپ اس مال کو اور کسیکو عنایت کر دین حضرت نے فرمایا کہ یہ مال مین تجھی دے چکا تو جو چاہے وہ کر اور آپ خدمت
رسول مقبول مین حاضر ہوی اور تمام و کمال قصہ عرض کیا معجزہ بستم کتاب ذریعۃ النجاح اور کتاب مصابیح القلوب اور
کتاب اربعین اور کتاب بصائر الدرجات اور کتاب کفایۃ المؤمنین مین منقول ہے کہ ایک عورت قبیلہ انصار سے فروہ نامی
شیوہ و دینداری اور الفت جناب البتولؑ مین مروانہ تھی اور ایک مدت تک خدیجہ کبریٰ حرم محترم رسولخدا مین بسر کی
تھی اور بعد انکی خدمت مین جناب فاطمہ علیہا الف التحیۃ والثنا کے آمد و رفت رکھتی تھی جبکہ صحابہ مین اختلاف دیکھا اور
ابوبکر خلیفہ ہوا تو ہمیشہ آدمیون کو بیعت ابوبکر پر ملامت اور بیعت جناب امیرؑ پر تحریص و ترغیب کرتی تھی تا اینکہ ابوبکر نے
یہ سنکر اسکو بلایا اور کہا کہ اے حمایریہ تو کون ہی کہ سنگ تفرقہ مابین اہل اسلام ڈالتی ہی تو میری خلافت مین کیا کہتی ہی اسنے کہا
کہ تو ہرگز خلیفہ نہین چند آدمیون نے تجھ اپنا رئیس کر لیا ہی کہ اگر وہ تیری حال پر اطلاع پائین اور ہوا ہای نفسانی مانع ہو تو تجھی
ریاست سے معزول کرین امام برحق اور مفترض الطاعت وہ شخص ہے کہ جسکو خدا اور رسول نے امام کیا اور اوسکی امامت پر نص
کی اور علم باطن کا اوسکو حاصل ہے اور جو کچھ مشرق اور مغرب مین خیر و شر سے حادث ہوتا ہی سب کو جانتا ہی تو نے
چھیاسٹ برس تک بتون کو پوجا ہی اور صنام کی پرستش کی ہے اور جائز نہین امامت اس شخص کی کہ جسنے بت
پرستی کی ہو اور بعد کفر اسلام لایا ہو ابوبکر نے کہا کہ مین وہ امام ہون کہ جسکو خدا تعالے نے اپنے بندون کے واسطے
اختیار کیا ہے فروہ نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہی بخدا اگر تجھ خدا نے اختیار کیا ہوتا تو تجھی وہی قرآن مین یاد کرتا جیسے کہ علی کو یاد کیا
ہی اور فرمایا ہی کہ وجعلنا منہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا کانوا بآیاتنا یوقنون اور قطع نظر اسکے اگر تو امام برحق ہے تو سلونی
آسمانون کے نام مجھی بتا کہ کیا کیا ہین ابوبکر نے کہا کہ نام آسمانون کے خدا ہی جانتا ہے کہ جسنے انکو پیدا کیا ہی مین نہین جانتا کہ
انکے نام کیا کیا ہین فروہ نے کہا کہ اگر تعلیم کرنا عورتون کو جائز ہوتا تو مین تجھی انکے نام تعلیم کرتی ابوبکر نے جل کر کہا
کہ اے دشمن خدا اگر تو انکے نام جانتی ہی تو کیون نہین کہتی فروہ نے کہا کہ دشمن خدا وہ ہی کہ جو دعوی امامت کا کرے اور

مجھسے مسئلہ یاد کرے مگر ہین نام آسمانون کے بنجسے بیان کرتی ہون کہ مولا میرے علی ابن ابی طالب ایسے علوم کو کسیسے دریغ نہ
تھے اور نہ ہے اُس جناب سے تعلیم پائی ہین اور سب نام آسمانون کے روبرو ابوبکر کے بیان کئے اور کہا کہ فرشتے آسمانون کے کسطرح
عبادت کرتے ہین اور کیا کیا چیز جانتے ہین اور پھر آپ ہی اُن کو بیان کیا حاضرین مجلس فصاحت اور بلاغت فروہ کی دیکھکر
حیران ہوئے پھر ابوبکر نے پوچھا کہ اے فروہ تو حق ہین علی بن ابی طالب کے کیا کہتی ہی اُسنے کہا کہ وہ جناب امام ہین اور وصی بلافصل
رسول خیر الانام ہین اُنکی نور سے زمین و آسمان روشن ہین اور ایمان حاصل نہین ہوتا مگر اُنکی ولا اور دوستی سے اور اونکی دشمنونکی
بیزاری کرنیسے اور تونے ہی ابوبکر دین کو دنیا سے بیچا اور ضلالت کو گمراہ کیا ابوبکر نے یہ سُنکر غلام سے کہا کہ اسکو باہر لیجاکر قتل کرکے
ضلالت یہ باتین سُنکر گمراہ ہوگئی چنانچہ غلام نے اُسکو قتل کیا قوم انصار نے جو سُنا تو ابوبکر پر چڑھکر آئے اور بہت سخت اور سُست
اُسکو باتین کہین اور اُسوقت جناب امیر مدینہ سے آٹھ فرسخ پر تھے امام القرا مین کہ وہان اپنے زراعت کر رہے تھے پس جب وہ
جناب شہر مدینہ مین تشریف لائے تو حال ام الفروا کا سُنکر کمال تاسف کیا اور اُسکی قبر پر تشریف لائے دیکھا کہ چار مرغ سفید
اُسکی قبر پر ہین کہ منقارین اُنکی سُرخ ہین اور ہر ایک کی چونچ مین ایک ایک دانہ انار بہشت کا ہی وہ مرغ اُس جناب کو دیکھکر
آوازین کرنے لگے اور حضرت کے گرد پھر کر تصدق اور قربان ہونے لگے آپ نے اُنہین کی زبان مین اُنسے کچھ باتین کین کہ
پھر وہ مرغ آسمان کیطرف اُڑ گئے جناب امیر نے ہاتھ وسطی دعا کے بلند کئے اور درگاہ خداوند عالم مین عرض کی کہ اللھم بحق ہذہ
الاسماء المکتوبۃ علی الکرسی کہ اگر مشک یا محی النفوس بعد الموت یا محی العظام الدارسات بعد الفوت احی ام الفروۃ واجعلہا عبرۃ
لمن عصاک ہاتف نے آواز دی کہ امض لامرک فامرک طاعۃ یعنے حکم کر کہ حکم تیرا قبولیت کے ساتھ مقرون ہی پس اُس جناب نے
فرمایا کہ باہر آ ہی مومنہ صادقہ پس قدرت خدا اور اعجاز امام وہ سراسیمہ ام الفروہ قبر سے باہر نکل آئی اور چادر سبز سر سے لیتی تھی
اور کہا السلام علیک یا امیر المومنین پسر قحافہ نے چاہا تھا کہ تیری نور کو بجھا دی مگر نہ بجھا سکا اور خداوند عالم نے اُسکی ذلیل کرکے
مجھی زندہ کیا پس یہ خبر تمام شہر مین منتشر ہوئی اور ہم فروہ گھر مین جناب امیر کے ہی تمام لوگ اُسکی دیکھنے کو آتے تھے ابوبکر نے سلمان سے
حال اُسکی زندہ ہونیکا پوچھا اور کہا کہ اگر علی دعا کرے کہ تمام متین انبیا کے سابقین کی زندہ ہوجائین تو بیشک دعا سے اُسکی
سب زندہ ہوجائین۔ قطب راوندی نے لکھا ہی کہ جناب امیر نے فروہ کا عقد ایک مرد مومن سے کردیا اور اُس سے دو بیٹے پیدا
ہوئے اور چھ مہینے تک بعد انتقال جناب امیر وہ جیتے رہی پھر انتقال کیا رضی اللہ تعالی عنہا **معجزہ بست و یکم** منقول ہے
کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک روز غوغا اور غلغلہ عظیم شہر مین
پیدا ہوا اور تمام اہل شہر جمع ہوکر خدمت جناب رسول الثقلین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا حضرت ایک دیو عظیم مثل کوہ کلان
شہر مین آگیا ہی اور قد اُسکا اکتیس گز کا لمبا اور بال اُسکے بدن پر سات سات گز کے لمبے ہین اور چار دانت اُسکے منہ مین ہین
کہ ہر ایک مثل پنجہ بزرگ کے ہی اور دونون ہاتھ اُسکے لیف خرما سے بندھے ہوئے ہین اہی لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ وہ ہی آپکی خدمت
باعظمت مین آکر حاضر ہوا اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کی کہ اے بہترین خلق جہان و اے پیغمبر آخر الزمان و اے رہنمائے
انس و جان و اے حاجت روائے عالمیان ایک مشکل مالا یحل رکھتا ہون کہ وہ کسی سے حل نہین ہوتی امیدوار ہون کہ
اُس میری مشکل کو حل کرین اور وہ مشکل میری یہ ہی کہ مین تیس ہزار سال پہلے پیدا ہونے آدم علیہ السلام کے پیدا ہوا تھا

اور ہمیشہ کام میرا یہ تھا کہ بین خلق کو آزار اور ایذا پہنچاتا رہتا تھا اور کوئی ذی روح میرے ہاتھ سے بچکر نجاتا تھا اور مطلق میرے دلمین رحم نہ تھا کہ ایک روز ایک جوان رعنا خوش منظر خوشرو سرو قد رخ انور مثل آفتاب کے تابان برابر میرے نمودار ہوا میری نظر جو اسپر پڑی تو مینے قصد اسکو ہلاک کرنیکا کیا جب مین اسکے قریب گیا تو اسنے ایک ایسا طمانچہ مارا کہ حواس اور ارکان میرے زخمی ہوگئے اور اس روز سے آج تک برابر پیپ اور لہو اس زخم سے جاری ہے اور کسی طبیب کا علاج کارگر نہین ہوتا اور کوئی دوا اور کوئی مرہم فائدہ نہین کرتا غرض جبکہ مین نے اسکا طمانچہ کھایا تو روبرو اسکے اپنے تئین مثل پشہ کے کمال ضعیف و ذلیل اور حقیر پایا من بعد اس جوان خوشرو نے ہاتھ میرے ریشہ خرما سے باندھ دیئے ہر چند مینے چاہا کہ ہاتھون کو کھولون کسیطرح کھل نہ سکے اور دیو دو سے امداد چاہی مگر کسی سے نہ کھلا لاچار ہوکر صبر کیا تا اینکہ حضرت آدم پیدا ہوئے مین انکی خدمت مین حاضر ہوا اور بہت سے عجز و انکسار کے ساتھ عرض کی کہ آپ ہاتھ میرے کھولدین انکو میری حال پر رحم آیا اور میری ہاتھون پر زور کیا جتنا کہ زور آپ مین تھا مگر ہاتھ میرے نہ کھلے غرض اسیطرح جو نبی پیدا ہوا مین اسکی پاس حاضر ہوا مگر یہ عقدہ لاحل کسی سے حل نہوا تا اینکہ حضرت سلیمان کے پاس آیا انسے بھی باوجود بادشاہی جن و انس کے ہاتھ میرے نہ کھلے کہ سیمین جبرئیل مین نازل ہوئے اور کہا کہ اے سلیمان جس شخص نے اسکے ہاتھ باندھے ہین وہی انکو کھولے گا اور کسی سے یہ نہین کھلینگے اے سلیمان آخر زمانہ مین خاتم الرسل محمد مصطفےٰ پیدا ہوگا اسکے زمانہ مین یہ شخص پیدا ہوگا کہ جسنے اسکے ہاتھ باندھے ہین اسکا نام علی بن ابی طالب ہوگا حضرت سلیمان نے جبرئیل سے یہ سنکر مجھسے یہ حال بیان کیا غرضکہ مینے بہزار جور و جفا اور مصیبت و بلا یہ زمانہ بسر کیا اب مینے سنا کہ پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفےٰ پیدا ہوئے مین سو الحمد للہ کہ شرف ملازمت حضور سے مشرف ہوا پس اے حلال مشکلات میری مشکل کو حل کر اور اس مصیبت سے چھڑا یہ سنکر عمر اور ابوبکر وغیرہ ایک ایک شخص اٹھا اور خنجر اور کارد سے اس لیف کو کاٹنا چاہا اور زور کیا مگر کسی سے نہ کٹا سب شرمندہ اور منفعل ہوکر اپنی جگہہ پر جا بیٹھے کہ اس اثنا مین جناب امیر سامنے نمودار ہوئے اور من مبارک آپکا بہت کم تھا لکھا ہے کہ شش سالہ تھے کہ پس جونہین نظر اس دیو کی آپ پر پڑی نہایت خائف و ترسان ہوا ایک ایک پیچھے چھپنے لگا جناب رسولخدا متبسم ہوئے اور اس دیو کو اپنے پاس بلاکر باعث خوف اور ترس کا پوچھا اسنے عرض کی کہ یا حضرت یہ لڑکا وہی ہے کہ جسنے میرے طمانچہ مارا تھا اور ہاتھ میرے باندھے تھے آج تک اسکا خوف میرے دلمین سمایا ہوا ہے اور صورت اسکی میرے دلمین منقوش ہے آپنے فرمایا کہ اسطرح کے امور علی کی ذات سے بعید نہین ہین قدر اور منزلت اسکی اس سے زیادہ ہے کہ خیال کو اسمین راہ ہو اور بعض فضائل جناب امیر کے حضرت نے ارشاد کئے من بعد کہا کہ اے علی جسطرح تمنے اس دیو کو ہاتھ باندھے ہین اوسیطرح کھول بھی دو کہ ایک مدت سے یہ دیو تعب و اذیت مین گرفتار ہے پس اس جناب نے حسب الحکم جناب رسولخدا دیو کے ہاتھون کیطرف اشارہ کیا فوراً وہ کھل گئے یہ دیکھکر ایک شور مرحبا اور تحسین کا حاضرین سے بلند ہوا اور سب نے کہا کہ اے علی حقا کہ تو شیر خدا ہے اور جالیس آدمی یہ اعجاز دیکھکر مسلمان ہوئے اور دیو نے بھی بصد عجز و انکسار کہا کہ یا حضرت مین چاہتا ہون کہ جسقدر میری عمر باقی رہی ہے اسکو خدمت مین علی بن ابی طالب کے بسر کردون آپنے فرمایا کہ اے علی تم اسکو اپنی خدمت مین لیلو **فصل بست و دوم** منقول ہے کہ ایک زمانہ مین حوالی مکہ مین

ایک اژدہائے عظیم مثل کوہ بزرگ پیدا ہوا کہ چار سو گز کا اسکا قد و قامت تھا اور سر سے پیٹ اسکے مثل چنار و شاہ بلوط تھے اور دونوں آنکھیں اسکی مانند دو مشعل کے روشن تھیں ہر مثل کوہ کے اور دہن مانند غار کے اور ایک ایک دانت اسکا چار چار بالشت کا عریض اور منہ اسکا بیس گز کا چوڑا اور جس وقت کہ وہ سانس کھینچتا تھا تو دور دور سے جانور اور مرغ اور کوڑا وغیرہ کھچکر اسکے منہ میں چلے آتے تھے اور اکثر اوقات اسکے منہ سے شعلے نکلتے تھے غرضکہ مردم اس نواح کے اس اژدہا سے نہایت تنگ آئے تھے اور زیادہ سبب تنگ ہونے کا یہ تھا کہ کوئی حربہ اسکے بدن پر کارگر نہ ہوتا تھا اسلئے کہ ایک بادشاہ اس طرف کا لشکر عظیم ہمراہ لیکر اسکے مارنے کو گیا مگر وہ اژدہا اس سے مارا نہ گیا بادشاہ عاجز ہو کر پھر آیا اتفاقاً ایک روز اس اژدہا نے رخ طرف شہر مدینہ کے کیا اور جب شہر میں دہل والو اسکے خوف سے ایک شور و غل پڑ گیا اور قیامت سی برپا ہوئی اکثر آدمی گھر چھوڑ کر صحرا کو بھاگ گئے اور عجب طرح کی شہر میں ہل چل پڑ گئی غرض وہ اژدہا آتے آتے ابوطالب کے گھر میں آیا اور زمانہ جناب پیغمبر کی طفولیت کا تھا آپ گہوارے میں لیٹے تھے جب وہ اژدہا قریب گہوارے کے آیا تو جناب پیغمبر نے دونوں ہاتھوں سے اسکے دونوں لب پکڑ کر کنارہ پھاڑ کر کیا اور اس اژدہا کو سر سے تا دم چیر کر دو ٹکڑے کر دیا اور گہوارے سے آپ نے اصلا حرکت نہ کی اور نہ ایک قطرہ اسکے خون کا آپکے کپڑوں پر گرا اور تا دیر اژدہا کو دست مبارک میں اٹھائے رہے جیسے کہ کوئی سبک شے یا خفیف لکڑی کو ہاتھ میں لئے رہتا ہے اور نصف بدن اسکا گہوارے کے پاس زمین پر پھینکدیا یہ شکر خلائق شہر کی دیکھنے کو دوڑی پس جو دیکھتا تھا وہ حیران و ششدر رہ جاتا تھا اور انگشت تعجب دانتوں میں پکڑتا تھا اور حمد و ثنا اس جناب کی کرتا تھا اور سب دیکھتے تھے کہ دو سیاہ کے ٹکڑے گہوارے کے نیچے پڑے ہیں اور دریائے خون اس سے جاری ہے جناب رسولخدا نے آدمیوں کی طرف اشارہ کیا کہ اس اژدہا مردہ کے ٹکڑوں کو باہر لیجا کر ڈالو چار سو آدمی نے کمال طاقت اور زور کر کے نصف بدن اژدہے کا اٹھایا اور چار سو آدمیوں نے دوسرا ٹکڑا اسکا اٹھایا اور شہر کے باہر لیجا کر ڈالا اور ہر شخص تحسین و آفرین جناب پیغمبر کرتا تھا معجزہ بست و سوم منقول ہے اور کتاب تاریخ ابوحنیفہ میں مسطور ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک سائل نے کہا کہ اے رسولخدا سات ہزار درہم کا میں قرضدار ہوں اور قرضخواہ بسبب اسکے کہ سب کا فرمیں مجھ تنگ کرتے ہیں اور آزار دیتے ہیں آپنے اصحاب کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آیا ایسا تم میں کوئی ہے کہ اسکے قرض کو ادا کرے کسی نے جواب نہ دیا اس جناب نے حضرت علی سے فرمایا کہ یا علی تم اسکے قرض کو ادا کرو آپ یہ سنکر اٹھ کھڑے ہوئے اور سائل کا ہاتھ پکڑ کے باہر مسجد کے لائے اور فرمایا کہ لو اپنی آنکھیں بند کرو اور بعد لمحے کے فرمایا کہ اب کھولدو اس سائل نے جو آنکھیں کھولیں تو ایک شہر عظیم نہایت آباد منظر آیا کمال پاکیزہ اور لطیف آب ہوا خوش آیندہ و خوشگوار کثرت باغ و بوستان اور نہروں اور چشموں سے نمونہ بہشت عنبر سرشت مگر خلائق اس شہر کی سب جہودی تھی آپنے اس سائل سے کہا کہ اب تو بھی اس شہر میں بیچ لے اور اپنے قرض کو ادا کر سائل نے کہا کہ اے سرحلقہ اولیا والے برگزیدہ اوصیا میرا کیا مقدور اور کیا طاقت کہ یہ کام میں کروں اگر قرضخواہ میرے ٹکڑے ٹکڑے کریں تو بھی یہ کام مجھسے نہ ہو سکیگا آپنے فرمایا کہ اے شخص جو میں کہتا ہوں تو اسکی مخالفت کر کہ میں ایک مصلحت ہے میں چاہتا ہوں کہ اہل اس شہر کو مسلمان کروں سائل یہ سنکر آپ کو بادشاہ شہر کے پاس لایا

اور اُس سے کہا کہ میرے پاس ایک غلام ہے کہ شجاعت اور بہادری مین اپنا نظیر اور سہیم نہین رکھتا اور اگر کسی شخص کو سو ہزار مشکلین درپیش ہون تو وہ ایک لمحہ مین سب مشکلات کو حل کرتا ہے اور اسیطرح بہت سے فضائل آپکے اُس بادشاہ کے روبرو بیان کئے بادشاہ یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور پوچھا کہ تیرے غلام کی کیا قیمت ہے اُسنے کہا کہ قیمت اُسکی یہ ہے کہ ایک پلہ ترازو مین اُسکو بیٹھا اور دوسرے پلہ مین جواہر آبدار اور گوہر شاہوار ڈالو بادشاہ نے کہا کہ اس قدر تو جواہرات میرے خزانہ مین نہین ہین مگر مین اُسکو برابر زر کے تو خریدتا ہون جناب ہیر نے فرمایا کہ مین پاؤن اپنا پلہ ترازو مین کھینچتا ہون اور تو دوسرے پلہ مین زر کو ڈال پس جسوقت کہ میرا پاؤن حرکت کر جائے اور اُٹھ جائے وہی قیمت میری ہے یہ سُنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ سات خروار زر کے لاؤ جناب ہیر نے پاؤن اپنا ایک پلہ مین رکھا اور دوسرے پلہ مین اُن خروار زر کو ڈالا پا مبارک نے آپکے ذرا حرکت نہ کی غرض اسیطرح چالیس خروار اُسمین ڈالے اور اُس جناب کے پاؤن کو حرکت نہوئی اہل شہر یہ دیکھکر متعجب ہوئے سائل بھی اپنے اس فعل سے خجل ہوا اور کہا کہ بس مجھے اسیقدر زر کی قیمت مین کافی ہے جناب ہیر نے پاؤن اپنا ترازو سے اُٹھا لیا سائل نے اُس زر و مال کو ایک شخص معتمد کے سپرد کیا بادشاہ نے حضرت سے نام پوچھا آپنے فرمایا کہ نام میرے بہت ہین ایک اُنمین سے اسد بھی ہے اب تو کوئی خدمت مجھی بتا کہ مین اُسکو بجا لاؤن بادشاہ نے کہا کہ خدمت تیری یہ ہے کہ ہر روز چالیس خروار لکڑی لیکر میرے مطبخ خانہ کیواسطے لایا کر آپنے قبول کیا اور فرمایا کہ اگر تو کہے تو مین ایکدفعہ ہی تمام ہیزم بیشہ کو جمع کر دون اُسنے کہا کہ نہین بتدریج لاؤ غرض چالیس اونٹ آپکے ہمراہ کئے اور تین آدمی راہ نما ساتھ چلے اثنار راہ مین متوجہ آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے امیر عرب ہمین اجازت دو کہ ہم لکڑیان آپکے واسطے جمع کرین آپنے اُنکو اجازت دی اور آپ مشغول سیر و شکار ہوئے کہ ناگاہ صحرا مین ایک شیر عظیم پیدا ہوا اور اُن چالیس اونٹونکو ہلاک کیا اُن تین آدمیون نے جو یہ دیکھا تو ڈرے اور جناب ہیر کو خبر دی آپنے شیر کے روبرو آکر ایک نعرہ اسد اللہی کیا اور فرمایا کہ او شیر تو نے یہ کیا حرکت کی مگر شیر یزدان سے نہ ڈرا اور کچھ خوف شیر الٰہی کا نہ کیا شیر نے بزبان فصیح کہا کہ یا علی مجھسے بہت بُرا کیا اور مین نہ جانتا تھا کہ یہ جماعت آپسے تعلق رکھتی ہین اب اگر آپ مجھکو حکم دین تو یہ چالیس اونٹون کا مین شہر مین پہنچا دون آپنے فرمایا کہ جا اور جنات کو حکم دیا کہ اسپر یہ لکڑیان لاد دو پس اُن جنون نے چالیس خروار ہیزم کی اُس شیر پر لادی پس جناب ہیر تو آگے آگے جاتے تھے اور وہ شیر پیچھے آپکے چلا آتا تھا تا اینکہ داخل شہر ہوئے شیر کے آنے سے ایک غلغلہ عظیم شہر مین پڑ گیا اور آدمیون نے یہ تعجیل تمام بادشاہ کو خبر پہنچائی بادشاہ یہ سُنکر جناب ہیر کیخدمت مین حاضر ہوا اور حال پوچھا آپنے فرمایا کہ یہ شیر ہر روز چالیس خروار ہیزم کے تمہارے باورچیخانہ کے لئے لایا کریگا اور کچھ کھاتا اور پانی تم سے نہ مانگیگا اور تمہارے سب حیوانون کی پاسبانی اور حراست کیا کریگا جماعت یہود نے کہا کہ یہ شیر مردم آزار ہے آپنے فرمایا کہ مینے اس شیر کو منع کر دیا ہے یہ کسی شخص کو تم مین سے آزار نہ پہنچائیگا اگر ایک لڑکا بھی اسکو صحرا مین لیجائیگا تو اُسکے ساتھ بھی چلا جائیگا بادشاہ نے چالیس خروار گندم اُسکی پیٹھ پر لادی اور ایک قیدی کو جیلخانہ سے بلوا کر اُسکے ساتھ کیا اور کہا کہ اسکو جا کر پسوا لا اور بادشاہ کو امتحان شیر کا منظور تھا کہ آدمی کو آزار دیتا ہے یا نہین اور اگر اس قیدی کو ہلاک کریگا تو یہ شخص غیر شہر کا رہنے والا ہے کسیکو رنج نہوگا مردم شہر نے دیکھا کہ اُس شیر نے اُس شخص کے پاؤن کے

پیشانی کو ملا اور اُسکے ساتھ ہو لیا پس وہ شخص شیر کو خراس مین لیگیا اور گیہون کو بسوا کر آٹا شیر کے اوپر لاد کر پھیرے آیا لوگونکو مشاہدہ اس حال سے تعجب لاحق ہوا اور جناب امیر پر تحسین و آفرین کی پھر جماعت یہود نے آپسے کہا کہ اے جوان اگر کوئی اور ہنر رکھتا ہو تو ہمکو بتا آپنے کہا جتنے تمہارے شہر بیمار ہین اُنکو لاؤ تاکہ مین سب کو تمہارے روبرو اچھا کر دون پس جب سب مریض جمع ہوئے تو آپنے درگاہ خالق ارض و سما شفا بخش بندگان مین دعا کی فوراً سب صحیح و سالم ہو گئے پھر اُس جناب نے بغل مین ہاتھ ڈالکر آفتاب کو نکالا اور آسمان کیطرف اُسکو رہا کیا کہ وہ آسمان پر چلا گیا سب نے دیکھکر لفظ آمنا کو زبان پر جاری کیا مین بعد آپنے فرمایا کہ اے قوم اگر مین چاہون تو دو انگلیون پر زمین اور آسمان اُٹھالون اور یہ فرماکر دست مبارک دراز کر کے اُس شہر کے ایک حظہ کو لیا اور سات فرسخ تک اُس شہر کی زمین کو ہاتھ پر اُٹھاکر آسمان کیطرف بلند کیا اور دوپہر تک اُسکو ہاتھ پر لیے رہے تا اینکہ اہل شہر نے فریاد الامان کی بلند کی اور آواز کریہ مرد و زن بلند ہوئی اُسوقت آپنے اُس خطہ زمین کو جہانکی جگہ تھی رکھدیا پس یہ معجزات دیکھکر سب اہل شہر مع بادشاہ ایمان لائے اور بادشاہ نے چار سو خروار جواہرات اور چار سو گھوڑے مع زین و لجام طلائی اور چار سو غلام اور کنیز آپکے پیشکش کیے مین بعد وہ جناب مع درویش متوجہ طرف مدینہ کے ہوئے **معجزہ بست و چہارم** منقول ہے کہ مدینہ منورہ مین ایک مرد تھا کہ بی بی اُسکی محب علی اور اہلبیت کی تھی اور اُسکا معمول تھا کہ ہر صباح اُٹھکر پہلے سلام سے جاتی تھی اور روئے انور جناب رسول خدا اور علی مرتضی اور فاطمہ زہرا کو دیکھکر گھر مین آتی تھی جب اور کام گھر کے کرتی تھی ایک روز اُسکے شوہر نے پوچھا کہ اے عورت تو ہر صبح اُٹھکر کہان جاتی ہے اُسنے کہا کہ اے شخص بے دیدار الوہاب محمد مصطفے و علی مرتضے زندگی مجھپر تلخ ہوتی ہے اسواسطے مین اونکی زیارت کو جایا کرتی ہون اُس مرد نے کہا کہ اگر سوائے اُنکے اور کیسکی نظر تیری رخ پر پڑیگی تو میرے نکاح اور مہر سے باہر ہو جائیگی اُسنے کہا کہ ہان ایسا ہی ہوگا اتفاقاً ایکروز ایک مرد یہودی نے بیچ راہ مین پوچھا کہ تو کہان جاتی ہے اُسنے حال بیان کیا یہودی نے کہا کہ اگر اُنکی دوستی مین صادق ہے تو اُنہین کی دوستی کی قسم ہے تو نقاب اپنے مُنہ سے اُٹھاکر مجھے صورت اپنی دکھادے یہ سُنکر عورت نے درگاہ خداوند عرض کی کہ اے عالم السر والخفیات شوہر نے مجھسے یہ عہد لیا ہے کہ اگر اور غیر تیری شکل کو دیکھیگا تو تو نکاح سے میری باہر ہو جائیگی اور یہ مجھپر قسم دلاتا ہے اُسکو بھی ترک نہین کر سکتی اور تو ہر شخص کی نیت پر آگاہی رکھتا ہے یہ کہکر نقاب کو مُنہ سے اُٹھا دیا خدا کی قدرت سے اُس یہودی کی نظر مین وہ عورت نہایت زشت اور بُری معلوم ہوئی وہ شخص دیکھکر چلا گیا یہ عورت دولتسرا جناب رسول مقبول پر آئی حسب اتفاق اُسکو اُس روز زیارت کیسکی نصیب نہوئی مغموم اپنے گھر کو پھری اور آتشگیر روشن کیا اور پانی اُسپر رکھدیا اور اپنی بچون کے سر دُھلانے مین مصروف ہوئی کہ ہمین شوہر اُسکا باہر سے آیا عورت نے اُسکو دیکھکر اپنا مُنہ چھپایا جب شوہر نے اُسکی پوچھا تو مُنے سارا قصہ یہودی کا بیان کیا اور کہا اب تیرے نکاح سے مین باہر ہون وہ مرد یہ سُنکر غضب مین آیا اور کہا کہ اگر تو سچ کہتی ہے کہ مین محمد اور علی کو دوست رکھتی ہون اور اور کسی سے سروکار نہین رکھتی تو اُٹھ کھڑی ہو اور اس تنور مین گر پڑ وہ عورت یہ سُنکر کھڑی ہو گئی اور وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور اپنے فرزندون کا مُنہ چوما اور تنور کے کنارے پر آئی اُسکے فرزند اُس سے لپٹ گئے اور

رونے لگی اُس عورت نے پناہ اُن سے چھوٹا کر تنور مین بسم اللہ کہکر اور یا علی کہکر کود پڑے فوراً ایک وہان سیاہ تنور سے پیدا ہوا اور آسمان تک پہنچا اور لڑکے کی گریہ وزاری کرنے لگی کہ اُنکی رونے پر اُسکا شوہر بھی رونے لگا اور ہاتھ لڑکون کا پکڑکر خدمت مین رسولخدا کے حاضر ہوا اور حال سب بیان کیا وہ جناب بھی چشم پُرآب ہوئے اور حاضرین مجلس بھی رونے لگی غرضکہ جناب رسولخدا اور علی مرتضےٰ اور صحاب اُس تنور پر آئے دیکھا کہ ایک دود سیاہ اُس تنور سے سر بفلک کشیدہ ہے اپنے درگاہ باری مین عرض کی کہ تو قادر ہے سب چیز پر اس عورت کو آسیب آتش سے نگاہ رکھ فوراً جبرئیل امین نازل ہوئے اور بعد تحفہ سلام کے عرض کی کہ خداوند عالم ارشاد کرتا ہے کہ اے حبیب ہمارے تو اندیشہ نکر کہ تیرے دوستونکو آگ ضرر نہ پہنچائیگی نہ دنیا مین نہ آخرت مین تم اس عورت کو آگ مین سے پکڑوالو آپنے جناب میکائیل سے ارشاد کیا کہ تم اسکو پکار لو آپنے اُس عورت کو آواز دی کہ اے محب اہلبیت آگ مین تیرا کیا حال ہوا اُس عورت نے تنور مین سے آواز دی کہ لبیک لبیک وسعدیک یا امیر المومنین و امام المتقین و خلیفہ سید المرسلین و ابن عم رسول رب العالمین پس اُسیوقت دود تنور بطرف ہوا اور عورت مثل ماہ شب چاردہ کے تنور سے باہر نکل آئی دیکھا کہ جناب سرور کائنات اور امیر عرب تشریف رکھتے ہین قدمون پر گر کر پاہائے مبارک کو چومنے لگی اور شکر خدا کا بجالائی آپنے پوچھا کہ اے زن صالحہ آگ مین تجھپر کیا گزری اُسنے عرض کی کہ یا حضرت جسوقت بین آپ کی محبت مین آگ مین کودی تو آگ مجھپر گلزار ہوگئی اور مینے دیکھا کہ ایک شخص نورانی شکل قابل درود پر مجھکے تشریف لائے اور ہاتھ میرا پکڑکر مجھکو اُس آگ مین سے نکال کر ایک باغ مین لیگئے جب وہان پہنچی تو ہزار کنیزان ماہرویان میری زیارت کو آئین اور میری بہت سی تعظیم و تکریم کی اور کہا کہ تو محبان اہلبیت سے ہے مین اُن حوروں سے ہمکلام تھی کہ اس اثنا مین آواز سُنی کہ کوئی مجھکو پکارتا ہے پھر اُس شخص نے ہاتھ میرا پکڑکے آپکے حضور مین حاضر کیا آپنے پوچھا کہ تو اُس شخص کو پہچانتی ہے اُسنے کہا کہ ہان مین خوب پہچانتی ہون کہ وہ شخص امیر المومنین علی بن ابیطالب ہین کہ ہمین جبرئیل امین جانب رب جلیل سے نازل ہوئے اور کہا کہ اے رسول اللہ یہودی نے اس عورت کی صورت نہین دیکھی خدا تعالےٰ نے اسکی صورت کو اُسکی نظر سے محفوظ رکھا تھا تاکہ اس عورت پر طلاق واقع ہو یہ سُنکر زن و شوہر خوشنود ہوئے اور اطفال بھی اپنی ماں کو دیکھکر شاد ہوئے اور جناب رسول مقبول دولتسرا کو تشریف لیگئے **معجزہ بست و پنجم** مذکور ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب بعد نماز صبح پشت مبارک محراب رسالت پر دیکر حدیث فرما رہے تھے اور گرد آپکے انصار و مہاجر یمین و یسار بیٹھے حدیث سُن رہے تھے کہ ایک جماعت سراسیمہ پریشان و حیران مسجد مین آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ایک شتر دیوانہ ہوگیا ہے اور چیختا چنگھاڑتا اس طرف کو چلا آتا ہے اور صاحب شتر بھی پیچھے پکار رہے تھے کہ شتر بھی آن پہنچا اور باآواز بلند کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ مین اپنے صاحب کے جور و جفا سے حضور مین پناہ لایا ہون جناب نے جواب سلام کا دیا اور فرمایا کہ اے شتر تو جانتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے تجکو اپنے بندونکی راحت اور آرام کیواسطے پیدا کیا ہے اور تجھی طاقت اور قوت بھی دی ہے تاکہ موافق اپنی قوت و طاقت کے بوجھہ اُنکا اٹھائے شتر نے عرض کی کہ ہان یا رسول اللہ آپ سچ فرماتے ہین مگر صاحب میرا حد میری اور اپنی نہین جانتا پوچھا کہ تیرا صاحب کون ہے کہا کہ ابو الفتوح اور یہی میرے لکڑی لئے میرے آزار دینے کو چلا آتا ہے کہ

آمین ابوالفتوح بھی آن پہنچا آپنے فرمایا کہ اے ابوالفتوح اپنے قہر و غضب کو فرو کرو اور شتر کو آزار نہ دے یہ سنکر ابوالفتوح نے لکڑی ہاتھ سے پھینکدی اُس جناب نے اوّل شتر سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے اُسنے عرض کی کہ یا حضرت ابوالفتوح کے چالیس اونٹ جوان ہین اور مین اُن سب مین پیر و ضعیف و ناتوان اور یہ صاحب میرا اُن سب سے زیادہ مجھپر بوجھ لادتا ہی اور میری پیری اور ضعیفی کا کچھ خیال نہین کرتا پس یا حضرت آپ دعا کرین کہ خدا تعالیٰ یا تو مجھی جوان کردے کہ مین اپنے صاحب کا خاطرخواہ بوجھ اُٹھاؤن یا اُنکو مجھپر شفیق و مہربان کردے آپنے فرمایا کہ مین دونون باتون کے لئے دعا کرون گا اور ہاتھ دعا کے بلند کئے سب صحابے بھی آمین کہی کہ ہمین شتر نے ایک آواز ہطرح کی کی کہ سب بیہوش ہوگئے اور جب ہوش مین آئے تو دیکھا کہ شتر جوان بسن پنج سالگی ہوگیا ہے پس شتر آپکے روبرو آیا اور خاک پر مُنہ ملنے لگا کہ ہمین جبرئیل امین جناب رب جلیل سے یہ پیغام لیکر حاضر ہوئے کہ اے رسول مقبول خداوند عالم بعد تحفہ سلام کے ارشاد کرتا ہے کہ اے حبیب ہمارے جانب مغرب ایک کافر ہے شاہ شمس تبان اُسکا نام ہے اور وہ چالیس قلعہ کا مالک اور پایہ تخت اُسکا ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعہ عنقا کہتے ہین اُسنے اپنے لشکر کو مسلح کیا ہے اور چاہتا ہے کہ تم سے لڑنے کو آئے اے محمد تم ابوالفتوح سے یہی اونٹ لیکر سوار ہو اور زمام اُسکی اُسکی گردن پر ڈالدو اور سورہ یٰسین کو پڑھنا شروع کرو جب تم اُس سورہ کو تمام کروگے تو شتر تمہارا بحکم خدا تین سو فرسنج پر پہنچ گیا ہوگا تم اپنے صحابے سے کہدو کہ سات روز مجھی معاف رکھین آنحضرت روزین اُسجگہ تم سے آن ملونگا اور کسیکو اپنے اصحاب سے ہمراہ اپنے نہ لو تنہا جاؤ خداوند عالم فرماتا ہے کہ تو خاطر جمع رکھ مین خداوند عالم ہون تیری محافظت کرونگا آپنے پوچھا کہ اے اخی جبرئیل علی بن ابی طالب کو بھی اُس سفر مین اپنے ہمراہ لون یا نہ لون جبرئیل نے عرض کی کہ یا حضرت خدا تعالیٰ علیؑ کو وہین تمہارے پاس حاضر کردیگا پس اُس جناب نے مضمون وحی کا اصحاب سے بیان کیا اور ابوالفتوح سے شتر کو لیکر اُسپر سوار ہوئے اور مہار اُسکی گردن پر ڈالدی اور سورہ یٰسین کو پڑھنا شروع کیا جب سورہ تمام ہوا تو شتہ ایک بلندی پر پہنچا اُس جناب نے جب نگاہ کی تو ایک کوہ بلند نظر آیا کہ ایک نہر پانی کی اُسکے گرد جاری ہے اور چالیس قلعہ اور چالیس میدان اُس پہاڑ مین ہین جب شتر اُس جناب کا زیر قلعہ عنقا پہنچا تو بیٹھ گیا اور آپ اُسپر سے نیچے اترے اور عصا ہاتھ مین لیکر کنارے کنارے خندق کے روانہ ہوئے اور اونٹ چرنے مین مشغول ہوا نگاہبانان برج قلعہ نے دیکھا کہ جانب دیار عرب سے ایک نور پیدا ہوا ہے اور ایک شتر سوار ٹیلہ پر آیا ہے کہ نور روئے مبارک کا اُسکے آفتاب پر سبقت لیگیا ہے پس اُس جناب نے ایک نعرہ اللہ اکبر کا کیا کہ دیو بیاباں مثل بید لرزنے لگے آپنے فرمایا کہ اے دیو بیاباں تم جاکر شاہ شمس تبان سے کہو کہ پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفےٰ آیا ہی اور کہتا ہی کہ اے شاہ شمس باہر آ کہ مین بحکم مالک الملک کے آیا ہون تاکہ تجکو اور تابعین کو تیرے ہدایت کرون اور راہ حق دکھلاؤن دوسرے یہ کہ تو اندیشہ نہ کر اور ارادہ رکھتا تھا کہ مدینہ مین مجھی لڑنیکو آوے اور یہان سے مدینہ تین سو فرسنج ہی اور لشکر کثیر اس مسافت دور و دراز پر اپنے ساتھ لانا چاہتا تھا اور مین تنہا آیا ہون اور تجھپر کام کو آسان کیا ہی اور تیری مشقت اور محنت کو بچایا ہے اُٹھ اور باہر آ کہ تجھی مسلمان کرون والا سب تیرے فلعون کو مثل مہرہ سرنگون کردون دیو بیابان یہ سنکر بادشاہ کے پاس دوڑے گئے اور ثناء و دعا بجالائے بادشاہ نے پوچھا کہ اے دیو بیابان یہ کیسی آواز تھی کہ مینے سُنی اور کیون تمہارے چہروں کا رنگ اُڑ گیا ہے اُنھون نے کہا کہ محمد عربی آیا ہے

اور سب قصہ بیان کیا شاہ شمس نہایت پر خوف ہوا اور ڈرا اور سرداروں کیطرف دیکھکر کہا کہ یہنے سُنا ہے کہ یہ محمد جھوٹ نہین بولتا اور جو وہ کہتا ہی خدا اُسکا وہی کرتا ہے بہتر یہ ہی کہ ہم تم سب باہر جاوین اور محمد سے معجزہ طلب کرین اور جب وہ معجزہ دکھلاوے تو ہم اُسکی اطاعت کرین اور اُسکی ملت مین داخل ہوین بادشاہ کا ایک خواہر زادہ تھا بڑا پہلوان املاک بُت پرست اُسکا نام نہایت شجاع اور زبردست کہ تمامی اُس قلمرو مین اُسکا نظیر نتھا وہ بھی پایہ تخت بادشاہ کے حاضر تھا جب اُسنے شاہ شمس سے یہ بات سُنی تو مندلی پر سے کود پڑا اور شمشیر نیام سے کھینچی اور بادشاہ سے کہا کہ تو میری قوت پر بادشاہی کرتا ہے محمد ساحر سے کیا ہوسکیگا اور تو نے اُس سے کیا دیکھا ہی کہ اُسکو دین کو قبول کرتا ہے ایک دیدبان نے کہا کہ اے املاک محمد کے حق مین ایسی باتین نہ کہہ کہ اگر وہ محمد مصطفےٰ ہی تو ہم سب کا کام تمام کریگا املاک نے زور سے ایک طمانچہ اُسکے مُنہ پر مارا اور کہا کہ اے مردک یہ نالایق باتین تو کیون کرتا ہے اور شاہ شمس سے کہا کہ اگر تو تابع محمد کا ہوگا تو اوّل مین تجھی کو قتل کرونگا اور پھر بعد تیرے محمد کو قتل کرونگا امرایان شاہ نے املاک سے بہت لابہ وچاپلوسی کی اور کہا کہ تو خفا نہو جو تو کہیگا وہی ہم کرینگے املاک نے دیدبان سے کہا کہ تو جا اور دربان سے کہہ کہ دروازہ کھولدے اور محمد سے کہہ کہ شاہ شمس کہتا ہی کہ اگر تو سچ کہتا ہے اور خدا تیرا برحق ہی تو قلعہ مین آ اور کوئی معجزہ ہمین دکھلا تا معلوم ہو کہ دین تیرا سچا ہے اور ہم سب تیرے مطیع ہون اور تیرے دین مین آئین اور تیرے حکم کی اطاعت کرین دیدبان بہ تعجیل تمام روانہ ہوا اور ایک جماعت بھی اُسکے پیچھے روانہ ہوئی تا دیکھین کہ محمد کیسا ہی اور کیا کہتا ہی غرض دیدبان دروازہ پر پہنچا اور دربان کو حکم دیا کہ تو دروازے کو کھولدے اور پُل کو خندق پر ڈالدے اور دیدبان آپکے روبرو آیا اور کہا کہ اے محمد شاہ شمس کہتا ہی کہ اگر تو سچا ہی اور خدا تیرا برحق ہی تو قلعہ کے اندر چلا آ اور معجزہ ہمین دکھلا تا ہمکو معلوم ہو کہ تو پیغمبر برحق ہی ہم تیرا دین قبول کرین اُس جناب نے جب یہ بات سُنی تو قدم مبارک پُل پر رکھا اور فرمایا کہ لیا بسم اللہ قلعہ کو بحکم خدا اور بسم اللہ کہکر قلعہ کے اندر پاؤن رکھا پس جونہین وہ جناب قلعہ کے اندر تشریف لائے تو سب نے دیوار سے سُنا کہ در و دیوار سے صدا مُی آتی ہی اللھم صل علی محمد و آل محمد کی آتی ہی بس یہ آواز در و دیوار سے سُنکر سب لوگ حیران ہوئے غرض جب وہ جناب دروازہ پر بارگاہ شمس کے پہنچے تو دیدبان آگے دوڑا گیا اور شاہ شمس سے کہا کہ یہ ہین محمد عربی کہ تیرے دروازہ پر کھڑے ہین املاک نے کہا کہ اُنکو اندر بُلا تا ہم اُنکو آنے سے پشیمان کرین غرض آپ مجلس شاہ شمس مین تشریف لیگئے اور جونہین قدم مبارک مجلس مین رکھا تو اتنکہ کہ سالہا سال سے وہ روشن تھا فوراً بجھ گیا اور خاکستر ہوگیا سب لوگ یہ دیکھکر حیران ہوئے آپنے فرمایا کہ سلام ہو میرا اُس بارگاہ مین اُس شخص پر جو جانتا ہو کہ اُس سجدہ ہزار عالم مین خدا ایک ہی اور مین محمد ہون پیغمبر اُسکا اور فرستادہ اُسکا ہون کسی شخص کو اُس مجلس مین بخوف ہلاک طاقت جواب سلام کی نہوئی مگر شاہ شمس کہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور کہا کہ علیک السلام اور پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا پس اُس جناب نے سجادہ و دوش مبارک سے اُتار کر بچھایا اور اُسپر بیٹھ گئے املاک حضرت کو دیکھکر صندلی پر سے کودا اور شمشیر مثل تختہ دوکان کے نیام سے کھینچکر بولا کہ اے عربی تو کون ہی کہ مجھے نہین ڈرتا اور خدائے نادیدہ کی ستائش و ثنا کرتا ہی اُس جناب نے فرمایا کہ استغفر اللہ العظیم اے ناکس بخت برگشتہ تو کون ہی جسنے کہا کہ املاک بت پرست جو سُنا ہوگا وہ مین ہی ہون آپنے فرمایا کہ آ اور بُت پرستی سے توبہ کر اور اسلام کو قبول کر تا خدا تجھسے راضی ہو املاک نے کہا کہ اے محمد خدا ہما

کہ جگہہ خالی تھا جب تو آیا تو وہ خاموش ہوگیا بتا کہ اب وہ کہان گیا آپنے فرمایا کہ اے ملعون آگ دوزخ سے آئی ہی اور وہ لائق خاہش کے نہین ہے وہ آگ جسکو تو خدا جانتا ہے اپنی اصل کیطرف رجوع کرگئی اور جہنم مین وہ تیرا انتظار کرتی ہی ملاک ان باتون سے متغیر ہوا اور تلوار کو حرکت دی اور کہا کہ مین تجھی ایک ضرب سے ہلاک کرونگا تا اورون کو عبرت ہو اور تو کسیکو علم سحر سے گمراہ نہ کرے اور سُنا ہی ہوگا مینے کہ سب تیرے ہاتھہ سے آزاد ہین اور چاہا کہ تلوار حضرت پر مارے کہ بفرمان ایزد متعال بازو اُسکا خشک ہوگیا فریاد کرنے لگا اے محمد تو بہ کرتا ہون نہین کہ پھر ایسی گستاخی نکرونگا جانا ہے کہ خدا تیرا برحق ہے دعا کر کہ ہاتھہ میرا اچھا ہوجاے پس جناب رسول مقبول نے دعا کی کہ ہاتھہ اُسکا پھر درست ہوگیا اُس ملعون نے کہا کہ اے محمد سحر مین تو اپنا نظیر نہین رکھتا لیکن اگر معجزہ ہمین دکھلائے تو ہم مسلمان ہوجائین اور مینے سُنا ہے تیرے پاس بہت سے معجزات ہین پس اگر جو کچھہ کہ ہم چاہین وہ ہمین دکھلائے تو ہم وین تیرا قبول کرین فرمایا کہ جو معجزہ تو چاہے مین تجھی بتوفیق خدا اُسکو دکھلاؤن ملاک یہ سُنکر بارگاہ سے باہر گیا اور ایکساعت کے بعد ہتیار جنگ کے پہنکر آیا اور ایک کافر دوسرا اُسکے ہمراہ تھا اور چادر مین ایک چیز لپیٹکر لایا اور کہا کہ اے محمد اگر تو بتا دیوے کہ اس چادر مین کیا ہی تو ہم وین تیرا قبول کرین آپنے فرمایا کہ ایکدم صبر کر تا مین تجھکو بتاؤن ملاک نے کہا کہ معلوم ہوا کہ تو نہین جانتا آپنے فرمایا کہ ابھی جبرئیل امین خدا کے نزدیک سے آتا ہے اور مجھہ پیغام دیتا ہے اور مین تجھی بتاتا ہون ہوسطے کہ مین بغیر حکم خدا تعالے کے کسی چیز کو نہین کہہ سکتا کہ اسمین آواز شہپر جبرئیل امین آئی اور کہا کہ خدائے تعالے آپ کو تحفہ سلام ارشاد کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ ملاک ملعون ہے کہونکہ کل شکار کو گیا تھا اور آہو کو زندہ کمند مین گرفتار کرکے لایا تھا اور قلعہ مین اُسکو لاکر میخ سے باندہ دیا تھا اور تو نے ہر چند اُسکو دانا پانی دیا اُسنے نہ کہایا تو نے غصہ ہوکر ایک لکڑی اُسکو ماری کہ وہ مرگیا پس اُسکو تو اُسی جا مین لپیٹ کر لایا ہے غرض چادر کو جو کھولا تو اسمین آہو مرا ہوا نکلا آپنے اُس آہو کیطرف خطاب کرکے فرمایا کہ قم باذن اللہ بحکم آپکے فرمانے کے آہو حرکت مین آیا اور زندہ ہوکر کہڑا ہوگیا اور قدرت خدا سے گویا ہوا اور کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ حقا شہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ بعد آپکے جواب سلام کا دیا اور فرمایا کہ ہے آہو کیا تجھہ پر آہو نے عرض کی کہ یا محمد میری فریاد کو پہنچو کہ مین دو بچہ رکھتی ہون کل مین اُنکو مکان مین چھوڑ کر چرنے مین مشغول ہوئی کہ ملاک کافر نے مجکو کمند مار کر پکڑ لیا اور میخ آہنی سے مجکو باندہکر آب و علف بیر وے لئے لایا مینے فرزندون کے غم مفارقت کے سبب کچھہ نہ کہایا اُسنے مجھہ لکڑیان مار کر ہلاک کیا اور اس چادر مین لپیٹ کر لایا بحمد للہ کہ مین ساتھہ دولت دیدار تمہارے کے مشرف ہوئی اور بدولت آپکے دوبارہ زندگی پائی یا رسول اللہ اب میری آرزو یہ ہی کہ مین اپنے فرزندونکو جاکر دیکھون ڈرتی ہون کہ مبادا اونکو بہیڑیا کہا گیا ہو یا بہوک و پیاس کے مارے مرگئے ہون ہے رسول خدا اگر مجھہ ملاک سے رخصت دلواؤ تو مین جاکر اُنکو دودہ پلاؤن اور اگر زندہ ہون تو اُنکو بھی اپنے ساتھہ لے آؤن اور وقت نماز شیشر مین آکر حاضر ہونگی پس اُسوقت ملاک جو چاہی میرے حق مین کرے جب یہ باتین آہو نے کہین تو اہل مجلس سے شور و فغان برپا ہوا جناب رسول خدا نے ملاک سے کہا کہ تو اُسکو اجازت دے کہ یہ اپنے بچون کو جاکر دودہ پلا آئے اُس ملعون نے کہا کہ اے محمد اگر یہ آہو تیرے خدا کا ذبیحہ نہ کرتا تو مین اسے آزاد کر دیتا مگر اب اُسکو مین آگ مین جلاؤنگا آہو نے جو یہ سُنا تو فریاد

کرنے لگی اور کہا کہ اے محمد میرے فریاد کو پہنچو اس ملعون نے کہا کہ محال ہے کہ میں تجھ کو آزاد کردوں اور ابھی تجھ میں جلاتا ہوں دیکھوں کہ محمد کیا کرتا ہے آپنے فرمایا کہ اے سیاہ دل غضب الٰہی سے ڈر ملاک نے کہا کہ اے محمد اگر تو ضامن ہوجائے اور شرط کرے کہ اگر وہ وقت پیشین آئے تو اوسکی عوض میں مجکو قتل کردینگا آپنے فرمایا کہ میں ضامن ہوا اور شرط کی ملاک نے منشیوں کو بلاکر ضمانت لکھوایا اور آہو کو چھوڑ دیا اور اس جناب پر ایک جماعت کو موکل کیا کہ یہ بھاگ نہ جائیں ملاک کا ایک وزیر تھا یہودی دشمن خاندان رسالت اسکو بلاکر ملاک نے سارا قصہ روبرو اسکے بیان کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ چار ہزار آدمی چار طرف قلعہ کے تو کھڑے کرکے جسوقت آہو آوے تو اسکو وہ ہلاک کریں تا وعدہ خلافی ظہور میں آوے اور میں محمد کو قتل کروں وزیر نے کہا کہ اے ملاک محال ہے کہ آہو دام سے نکلا ہوا پھر عود کرے ملاک نے کہا کہ اے وزیر دین محمد برحق ہے اور اسنے معجزات غریبہ دکھلائے اور بخاطر تمام آہو کا ضامن ہوا ہے اور جو وہ ارادہ کرتا ہے اسکا ضد ہوجاتا ہے وزیر یہ سنکر ہنسا اور کہا کہ جب تجھ کو ایسا یقین ہے تو پھر اس سے مکر و حیلہ کیوں کرتا ہے غرض جسطرح ملاک نے کہا وزیر نے وہی کیا لیکن آہو جب اپنے مکان پر پہنچی تو دور سے دیکھا کہ اوسکا گھر میں بیٹھنا بسوتا ہے یہ دیکھکر خون اوسکی آنکھوں سے جاری ہوا اور اپنے ولین کہا کہ گرگ نے تیرے بچے کو کھایا ہے اب شاید تیرا انتظار کرتا ہے مبادا تجھ بھی کھاجائے اور محمد تیری عوض میں قتل ہوں تو انکے پاس نہ جا اور اتنی پھر چل کر پھر محبت نے فرزندوں کی جوش کیا اور کہا کہ چونکہ تین روز ہے تو نے کچھ نہیں کھایا ہے آنکھیں تیری شاید تیرے اندھیرا چھایا ہے اس سبب تیرے خیال میں گرگ آیا ہے شاید گرگ نہو چلکر دیکھ تو سہی غرض جب قریب پہنچی تو آواز نیاوں کی گرگ کی کان میں گئی وہ جاگ کر اٹھ بیٹھا ہرنی اسکو دیکھکر خوف کے مارے اپنی جگہ پر کھڑی رہگئی اور قوت آگے جانے کی نہ پائی اور کہا کہ بحکم اللہ العلی الکبیر الٰہی تو جانتا ہے میرے حال کو مجھ شریر گرگ کے بچانا جلد ہی خدمت میں تیری پہنچے پہنچوں پس بفرمان الٰہی وہ گرگ گویا ہوا اور کہا کہ اے مادہ آہو میں نے تیرے بچوں کو آزار نہیں دیا اور سلامت رکھا ہے ہرنی نے کہا میں تیری بات کا کیونکر یقین کروں گرگ یہ سنکر بپھر ہوگیا اور کہا کہ اے مادہ آہو بحق محمد مصطفےٰ کہ آج تو نے اسکو دیکھا ہے اور وہ تیرا ضامن ہوا ہے آگے آ آہو مادہ نے کہا کہ اے گرگ اگر یہ بات تو نہ کہتا تو مجھے تیری بات کا یقین نہ ہوتا اب جانا میں نے کہ تو سچ کہتا ہے اور جناب رسالت مآب نے بھی مجھسے ارشاد کیا تھا کہ تو اپنے فرزندوں کو دیکھی گی اور میں جانتی ہوں کہ اس جناب کی بات خلاف نہیں ہوتی پس ہرنی آگے گئی اور گرگ مادہ نے عذرخواہی کی اور کہا کہ اب تو میرا قصہ سن کہ خدا تعالےٰ نے مجھ پر بھی دو فرزند عنایت کئے تھے اور وہ دونوں مرگئے میں نہایت غمگین ہوئی ناگاہ گزر میرا اس جگہہ ہوا اور تیرے بچوں کو مہجور و پریشان دیکھا میں نے ولین کہا آیا ماں باپ انکے کیا ہوئے کہ کہیں یہاں انکا نشان نہیں معلوم ہوتا پس میں بہت روئی ہوں اسطرح کہ کار دنیا تمام بنجر والم اور غم واندوہ ہے اے آہو مادہ بسبب اپنے فرزندوں کے داغ کے تیرے فرزندوں کا قصد کھانے کا نہ کیا ہوں اسطرح کہ مارگزیدہ قدر مارگزیدہ کی جانتا ہے پس تیرے بچوں کو چھوڑکر قصد آگے جانیکا کیا چند قدم آگے گئی تھی کہ مجھے خیال ہوا کہ تو جاتی ہے مبادا کوئی گرگ سیاہ دل آنکھ انکو کھا جائے اس فکر میں تھی کہ ناگاہ ایک سوار پہنچا کہ صلابت اور شوکت سے اسکی زمین و زمان لرزتا تھا مجھسے کہا کہ اے گرگ مادہ میں ہوں علی بن ابی طالب تو ان بچوں کی محافظت کر اور دودھ پلایہ سنکر میں دوڑی اور سرشانی اپنی دلدل کے سموں سے لی اسنے کہا کہ اے گرگ مادہ ان بچوں کی ماں کو آملاک بت پرست پکڑکر لیگیا ہے فوراً جناب رسالت مآب اسکے ضامن ہونگے اور اسکو رہا

کرائیں گے اور وہ آنکر اپنے بچون کو دودہ پلایگی اے گرگ مادہ جبتک انکی ماں آئے تو انکو دودہ پلا اور انکی محافظت کر میرے اطاعت
اس جناب کی کر اے آہو مجھ قسم ہے علی بن ابی طالب کی کہ میں اسوقت تک دس بھیڑیون کو زخمی کیا ہے اور تیرے بچون کو نہیں پہچانا ہے
پس ہرنی اپنے بچون کے پاس آئی اور انکو دودہ پلایا بچون نے پوچھا کہ اے اماں تین روز تک تو کہان تھی اگر یہ گرگ مادہ ہماری
حفاظت نکرتی تو ہمین بھیڑیے کھا جاتے آہو مادہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا اور کہا کہ املاک مجھ قید کر کے لیگیا تھا اور اسنے مجھے
مارڈالا تھا پھر جناب رسولخدا نے مجھے زندہ کیا اور املاک سے وہ جناب میرے ضامن ہوئے ہین کہ اگر نماز پیشین تک نہ پہنچون تو میری
عوض اس جناب کو قتل کرین بچون نے یہ سنکر کہا کہ اے اماں دودہ پینا اب ہم پر حرام ہے جبتک کہ وہ جناب ضمانت سے باہر نہ
آئین پس آہو نے کہا اے گرگ تو اتنی اور ہمت کر کہ مین جاکر اس جناب پر اپنی جان قربان کرون گرگ مادہ نے کہا کہ مین بھی
آرزومند اس جناب کی زیارت کی ہون بچون نے کہا کہ ہمین کہان چھوڑے جاتے ہو ہمین بھی ساتھ لیجاؤ غرض سب راہی ہوئے
اور پہنچے قریب قلعہ عنقا کے فوج نے جو آہو کو آتے دیکھا تو سب نے تیر کمانون مین جوڑے اور چاہا کہ آہو پر پھینکہ تیر ذلکا برسائین کہ
دفعۃً ایک ایسا نعرہ الہدر جو اکبر کا انکے کانون مین پہنچا کہ سب تھرانے لگے اور بیہوش ہوگئے اور ہاتھون سے سب کے کمانین چھوٹ
پڑین جب ہوش مین آئے تو دیکھا کہ ایک سوار جانب پیش سے پیدا ہوا کہ صلابت اور دبدبہ سے اسکی زمین و زمان لرزتا ہے
پس پہلے گرگ دوڑا اور سر اپنا سم اسپ پر رکھا پھر آہو اور آہو کے بچون نے دوڑکر سر اپنا پاے دلدل پر ملا تا اینکہ ان سبنے دیکھا
کہ گرگ اور آہو اس سوار سے ہمکلام ہین اور باتین کرتی ہین غرض اس سوار نے انکو فرمان دیا بآواز بلند کہا کہ اے عینان
گمراہ تم سب ہبوت جناب رسالت مآب کی تصدیق کرو والا ایک کو تم مین سے زندہ نچھوڑونگا وزیر یہود نے کہا کہ تو کون ہے
کہ ہمکو دین محمد کیطرف دلالت کرتا ہے سوار نے کہا کہ مین ہون علی بن ابی طالب ان لعینون نے جو نام علی کا سنا تو بند
بند انکا کانپنے لگا یہودی نے بانگ لشکر پر ماری کہ اے نامردو آخر ایک شخص سے زیادہ نہین ہے اسکو گھیر لو اور نہ چھوڑو کہ باہر
جائے پس وہ چار ہزار آدمی دفعۃً جناب امیر پر حملہ آور ہوئے یہ دیکھکر گرگ مادہ بھی حملہ آور ہوئی اور جس سوار پر حملہ کرتی
تھی اسکو گرا دیتی تھی پھر جناب امیر نے بھی ذوالفقار نیام سے کھینچی اور حملہ ان کافرون پر کیا ایک ساعت مین بفیض
ذوالفقار اکثر ملاعین کو بدار البوار پہنچایا تا اینکہ وزیر یہودی کو بھی تیغ آبدار سے مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا اور باقی لشکر بھاگا
اس جناب نے انکا تعاقب کر کے چار سو کافر اور قتل کئے اور باقی جو بچ رہے تھے وہ بھاگ کر قلعہ مین پہنچے جناب امیر نے آہو اور
گرگ سے کہا کہ تم جلد جناب رسولخدا کی خدمت مین پہنچو اور آپ بھی بچون کو لیکر قلعہ مین آئے اور گرگ اور آہو مع بچون انکے
مجلس شاہ شمس مین داخل ہوئے اوسوقت حال اہل مجلس کا یہ ہوا کہ جس شخص کی نظر رخ انور جناب امیر پر پڑتی
تھی فوراً جان مالک دوزخ کے سپرد کر دیتا تھا اینکہ سو آدمی اور مرگئے شاہ شمس نے کہا کہ کیا چیز واقع ہوئی کہ لوگون نے
مرنا شروع کیا کہ اسمین ملازمین ملاک کے حاضر ہوئے اور املاک سے سارا قصہ بیان کیا اور کہا کہ اب علی محمد کے پاس بیٹھا ہے
املاک نے یہ سنکر شاہ شمس سے کہا کہ بازوے علی سے بازو میرا قوی تر ہے اور کسی نے تمام ضلع مغرب مین فن کشتی مین میری
برابری نہین کی چاہا ہے کہ مین اسکے ساتھ کشتی کرون اور ایسا اسکو پٹخون زمین پر کہ استخوان پہلو اسکے ریزہ ریزہ ہو جائین
یہ کہکر وہ لعین اٹھا اور آگے جناب امیر کے آیا کہ اے علی محمد میان موجودی مین چاہتا ہون کہ جانون کہ تو نے ان

بازوی باریک کے ساتھ کیونکر دروازہ خیبر کا اکھاڑا ہے جناب امیر نے فرمایا کہ اے ملک تو کیا کرنا چاہتا ہی اُسنے کہا کہ مین کشتی کرنا چاہتا ہون اگر مین تجھی پچھاڑون تو خون تیرا مجھپر حلال ہے اور اگر تو مجھی زمین پر گرائے تو خون میرا تجھپر حلال ہی جناب امیر نے قبول کیا اور خدا کو ساتھہ عظمت اور بزرگواری کے یاد کرکے قدم مبارک آگے رکھا ملک نے دونون ہاتھہ حضرت کی کمر مین ڈالدیے اور تین زور ایسے کئے کہ اگر درخت پر کرتا تو وہ بھی زمین سے اکھڑ جاتا مگر مطلق اُس جناب کو حرکت نہوئی پھر جناب امیر نے اُس سے کہا کہ اے غافل نابکار تو اپنے زور کو آزما چکا اب زور مردون کا بھی آزما ملک نے جو نگاہ کی تو دیکھا کہ دونون پاؤن اُس جناب کے بسبب قوت کرنے کے پتھر کے اندر گھس گئے ہین حیران ہوا کہ یہ زور علی مین کہان سے آیا اس خیال مین تھا کہ اُس جناب نے کمر مین اُسکے ہاتھہ ڈالکر مثل گیند زمین سے اُٹھالیا اور سر سے بلند کیا شاہ شمس نے یہ حال دیکھکر کہا کہ یا علی تو ہی ہو ولی خدا اور وصی مصطفےٰ مین دیکھتا ہون کہ سب کافرون کو تو نے سرنگون کیا مگر اس ملک نابکار کو جہنم مین بھیج کہ سنے ہمین چھوڑا کہ ہم مسلمان ہوئے یہ سُنکر اُس جناب نے ملک کو ایسا زمین پر پٹخا کہ استخوان اُسکی سینہ سینہ ریزہ ہوگئی اور جان ملک دوزخ کے سپرد کی پس شاہ شمس مع سب امراء اور ملازمین کے آئے اور کہا کہ اے رسول خدا کو مسلمان کردو آپنے فرمایا کہو اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و اشہد ان علیا ولی اللہ و وصی رسول اللہ شاہ شمس اور سب ملازمین اُسکی سلام لائے اور کہا کہ ہم سب غلام آپکے ہین اور چالیس قلعہ میرے پاس ہین آپ اونکی سیر کرین پس آپ اور جناب امیر اور شاہ مع امراء قلعہ بھیرے اور سب کی سیر کی اور بتون کو توڑا اور شاہ کو شرایع اسلام کی تعلیم کی اور بادشاہی اُسی پر مقرر رکھی اور آپ متوجہ مدینہ طیبہ کے ہوئے اور طی الارض کرکے آٹھوین روز آنکہ پہنچے اور سارا حال اصحاب سے بیان کیا اور بہت سا مال جو وہان سے لائے تھے سب اصحاب اور مساکین پر تقسیم کیا معجزہ بست و ششم منقول ہی کہ ایکروز امیر المومنین علی بن ابی طالب بیٹھے تھے کہ وہان ایک درخت انار کا خشک ہوگیا تھا کہ ایک جماعت آپکی دوستون اور دشمنون کی آئی جناب امیر نے ارشاد کیا کہ آج تمکو ایک آیت اور معجزہ دکھاتا ہون مثل مائدہ حضرت عیسےٰ کے بنی اسرائیل مین سے سب نے کہا کہ وہ کیا ہی فرمایا کہ اس انار خشک کیطرف نگاہ کرو جب سب نے اُسکی طرف دیکھا تو وہ درخت حرکت مین آیا اور سبز ہوگیا اور بار آور ہوا اور انار پیدا ہوگئے سب آدمی دیکھکر تعجب مین آئے آپنے فرمایا کہ اٹھو اور بسم اللہ کہکر انار کھاؤ غرض سب اُٹھے اور درخت کے پاس آئے اور ہاتھہ انار کیطرف بڑھایا پس جو دوست آپکے تھے اُنکے ہاتھہ مین تو انار آجاتا تھا اور جو دشمن آپکے تھے اُنسے انار اوپر چلا جاتا تھا اور بلند ہوجاتا تھا لوگون نے جو اسکا باعث پوچھا تو فرمایا باعث اسکا یہ ہی کہ جو دوست ہمارے ہین اُنکی ہاتھون مین تو آتا ہے اور ہمارے دشمنون کے ہاتھہ مین نہین آتا ایہا الناس فوائے قیامت ایسا ہی حال ہوگا کہ دوست ہمارے بہشت مین تختون پر بیٹھے ہونگے تکیہ لگائے اور جب کسی میوے کی طرف رغبت کرین گے تو شاخ اُس درخت کی اُنکے پاس آجائیگی اور وہ بے زحمت اُسکو توڑکر کھائین گے اور ہمارے دشمن دوزخ مین سے بہشتیون کو دیکھین گے اور اُنکا ہاتھہ بہشت کی نعمتون تک نہیچیگا اُسوقت وہ اہل بہشت سے کہینگے کہ ہمین بھی تھوڑا سا پانی پلادو اور وہ نعمتین کہ جو خدائے تعالےٰ نے وہی ہمین ہمین بھی دو اہل بہشت کہینگے نعمتین بہشت کی خدا تعالےٰ نے تم پر حرام کین ہین معجزہ بست و ہفتم کتاب قصص الانبیا مین منقول ہی کہ جناب

رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برائے جہاد تشریف لیجاتے تھے کہ نزدیک ایک وادی کے فروکش ہوئے کہ ناگاہ جبرئیل امین جانب رب جلیل سے نازل ہوئے اور عرض کیا کہ اے حبیب الہ العالمین اس صحرا مین ایک طائفہ کفار بنی جان کا تمہارے ہلاک کرنیکے لیے مہیا ہوا ہے یہ سنکر اُس جناب نے جناب امیرؑ کو بلایا اور فرمایا کہ اس صحرا مین جاؤ اور دشمنان خدا کو کہ قوم حبشہ سے ہین دفع کرو ساتھ اُس قوت اور طاقت کے جو خدا تعالے نے تمکو دی ہے اور اُن اسماء الٰہی کو کہ حق جل وعلا نے تمکو اُنکے ساتھ مخصوص کیا ہے جسمین چھ حصہ اپنا کرو اور سو آدمی اپکے ہمراہ کئے پس جب وہ جناب قریب اُس وادی کے پہنچے تو اُن سو آدمیون کو وہان چھوڑا اور آپ یکہ و تنہا کنارے پر اُس وادی کے پہنچے اور سعوذتین اور اسماء الٰہی کو اپنے اوپر پڑہا پھر اُن سو آدمیون کو اشارہ کیا کہ اب تم بھی میرے پاس چلے آؤ جب وہ لوگ آگے آئے اور اُس جناب مین اور اُن آدمیون مین ایک تیر کا فاصلہ رہا تو ایک آندہی اس زور کی چلی کہ قریب تھا وہ لوگ اُسکی شدت سے منہ کے بل گر پڑین اُس جناب امیرؑ نے بصدائے بلند اور باعلائے صوت فریاد کی اور کہا مین ہون علی بن ابی طالب وصی رسولخدا اور پسر عم رسول مقبول ناگاہ ایک سیاہ رنگ بدشکل مہیب صورت پیدا ہوا کہ شعلہاے آتش اُسکے ہاتھ سے برستے تھے جناب امیرؑ آیات قرآنی پڑہتے ہوئے وادی کے اندر تشریف لیگئے اور جیپ راست ذوالفقار کے وار کرنے تھے پس وہ قوم حبشہ مثل دود کے سیاہ کے ہوگئی جناب امیرؑ نے تکبیر زبان سے کہی اور اُس وادی سے باہر نکل آئے سب اصحاب جناب امیرؑ سے پوچھا کہ آپنے کیا دیکھا دلہذا سے امیر المومنین قریب تھا کہ ہم سب خوف وبیم سے ہلاک ہوجاتے حضرت نے فرمایا کہ جب وہ قوم مجھپر ظاہر ہوئی تو میں نے اسماء الٰہی کو پڑہا وہ سب حقیر اور ضعیف ہوگئے پس اُنسے مقاتلہ کیا بعض کو اُنمین سے ہلاک کیا اور بقیہ اُنکے مجھسے پہلے خدمت جناب رسولخدا مین حاضر ہوکر ایمان لائے اور مسلمان ہوگئے پس جناب امیرؑ مع اصحاب خدمت بابرکت رسولخدا مین حاضر ہوئے وہ جناب دیکھکر کمال خوش ہوئے معجزہ بست وہشتم ابوسعید خدری نے روایت کی ہے کہ ایک روز حین الظہیر رسول مقبول کی خدمت بابرکت مین حاضر تھا اور ایک گروہ کثیر بھی اصحاب سے حاضر تھے کہ ناگاہ دور سے ایک غبار بلند ہوا اور دمبدم نزدیک ہوتا تھا تا اینکہ وہ برابر روبرو مبارک جناب رسالتمآب پہنچکر ٹھہر گیا اور اُس گرد مین سے ایک آواز آئی کہ السلام علیک یا رسول رب العالمین آپنے جواب سلام کا دیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے جواب دیا کہ یا حضرت میری قوم نے مجھپر ظلم کر رکھا ہے کہ میرے اُس جنگل کو جسمین میری معیشت چرتے ہے اور آپ علف کھاتے ہے مجھسے چھین لیا ہے اب مین آپکے پاس فریاد لایا ہون اور آپسے مدد چاہتا ہون اور اُس امر کی امید رکھتا ہون کہ آپ کسی ایسے شخص کو میرے ہمراہ کرین کہ وہ درمیان ہمارے اور اُنکے انصاف سے حکم کرے اور مین عہد کرتا ہون اور ضامن دیتا ہون کہ مین اُسکو صحیح وسالم یہان پہنچا دونگا جناب رسولخدا نے پوچھا کہ تو کون ہے اور قوم تیری کیا ہے اُسنے کہا کہ یا حضرت مین عرفطہ بن شماخ جنی ہون اور مین بیش از نصف آپکے قریب آسمان کے جایا کرتا تھا اور وہان کی باتین سنکر سب کو خبر مین دیا کرتا تھا جب خداے متعالے نے آپ کو برگزیدہ کرکے اپنی مخلوقات پر بھیجا تو مین اس حال سے منع کیا گیا اور تمہاری رسالت اور نبوت پر ایمان لایا اور آپکی رسالت کی تصدیق کی اور مسلمان ہوا پس اس سبب میری قوم میری دشمن ہوگئی ہے اور بغض وعداوت کرنے لگی ہے اور چونکہ کثرت اُنکی زیادہ ہے

مجھ طاقت اور قوت اُنکی مقاومت کی نہیں ہے لہذا مین امیدوار آپکی شفقت کا ہون کہ آپ رحمت عالمیان ہین جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے عرفطہ تو تین اُس صورت پر کہ جسپر مخلوق ہوا ہی اور اُسی ہیئت اصلی پر ہمارے سامنے ظاہر ہوا تب سمعا و طاعۃً کہکر سر پردہ اپنے مُنہ پر سے اُٹھا لیا ہمنے دیکھا کہ عنبا مین سے ایک شخص پیدا ہوا کہ سر اُسکا دراز آنکھین دریدہ پیشانی کے چھوٹے چھوٹے حلقے آنکھون کے مثل خرس ساری بدن پر بال دہنت مثل سباع کے دراز غرض جناب رسول مقبول نے اُس سے عہد لیا کہ جسکو مین تیرے ہمراہ کرون اُسکو تو سلامت میرے پاس پہنچا دی یہ عہد اُس سے لیکر آپ مخاطب ہوئے ابوبکر کیطرف اور فرمایا کہ اُٹھ اور اپنے بھائی عرفطہ کے ساتھ جا اور اُنکی قوم کو دیکھ کہ وہ کس کام مین ہین اور کیا حال رکھتے ہین اور ہمین عدل و انصاف کے ساتھ حکم دے ابوبکر نے پوچھا کہ یا حضرت یہ کہان رہتے ہین آپنے فرمایا کہ زمین کے نیچے ابوبکر رو گیا اور کہا کہ یا حضرت مجھمین اسقدر طاقت اور قوت نہین ہی کہ جو زیر زمین جاؤن اور نہین حکم کرون قطع نظر اسکے اُنکی زبان بھی نہین سمجھتا ہون آپ یہ سُنکر عمر کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے عمر تو جا اور اُنپر بحق حکم کر عمر نے بھی وہی عذر پیش کیا جو کہ ابوبکر نے پیش کیا تھا پھر آپنے نظر یمین و یسار کی اور اِدھر اُدھر دیکھا اور فرمایا کہ کہان ہی قرۃ العین میرا اور کہان ہی برطرف کرنیوالا میری غم و ہم کا اور کہان ہی زوج میری دختر کا اور پدر میرے دو فرزند کا اور کہان ہی مروج میرے دین کا اور قاضی میرے دین متین کا شاہ ولایت امیر عرب نے جواب دیا لبیک لبیک یا رسول اللہ مین حضور مین حاضر ہون جو حکم ہو اُسکو بجا لاؤن فرمایا یا علی تم باتفاق عرفطہ جاؤ اور خبر لو اُسکی قوم کی اور حکم کرو اُنپر اور اُسکی قوم مین بحق جناب امیر نے کہا سمعا و طاعۃً پس عرفطہ اُٹھ کھڑا ہوا اور جناب امیر نے شمشیر حمائل کی اور اُسکے ہمراہ ہولئے ابوسعید خدری اور سلمان فارسی بھی آپکے ساتھ چلے تاکہ دیکھین آپ کیا کرتے ہین اور کہان جاتے ہین پس جب وہ جناب مابین صفا و مروہ پہنچے تو اُنہون نے دیکھا کہ زمین شق ہوگئی اور عرفطہ اندر زمین کے چلا گیا جناب امیر بھی بیچھے اُسکے سب یار دکو وداع کرکے زیر زمین تشریف لیگئے اور پہر زمین بدستور مل گئی سب ہمراہی اُس جناب کی حسرت اور ندامت کے ساتھ روتے پیٹتے پھرے اور فکر مین تھے کہ آیا علی کو کیا پیش آئیگا غرض صبح روز دوم جناب رسالتمآب نے نماز ادا کی اور سب اصحاب گرد حضرت کے آکر جمع ہوئے اور اُس جناب کی صحبت سے مستفید ہوتا اینکہ وقت نماز ظہر کا آیا آپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا کی مگر کچھ خبر جناب امیر کی معلوم نہوئی کہ وقت نماز عصر کا پہنچا اور نماز عصر بھی ادا کی اور کچھ حال جناب امیر کا دریافت نہوا امتحان علی کو تب تو نہایت فکر اور حزن و ملال عارض ہوا مگر منافقین اور شمنین جناب امیر خوش تھے اور آپسمین کہتے تھے کہ جنون نے خوب حیلہ کیا اور علی کو اس بہانہ سے ہلاک کرنیکی وسطی لیگئے اور ہمکو فخر کرنے محمد سے کہ ہمپر علی کے ساتھ افتخار کرتے تھے ہائی دی اور یہ آپسمین گفت و شنید کرتے تھے کہ جناب رسولخدا صفا مین تشریف لائے اور ذکر جناب امیر کا کرتے تھے اینکہ آفتاب قریب غروب کے پہنچا کہ یکبارگی زمین اُسجگہ سے شگافتہ ہوئی اور عرفطہ آگے اور جناب امیر اُنکے پیچھے ہاتھ مین ذوالفقار خون چکان لئے ہوئے ظاہر ہوئے پس اُس جناب کو سب دوستون نے دیکھکر تکبیر کہی اور جناب رسولخدا نے دوڑکر گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ اے علی اسقدر دیر تمکو کیون ہوئی عرض کی کہ یا حضرت جب مین قوم عرفطہ پر داخل ہوا تو تین چیزون سے ایک چیز کیطرف اُنکی دعوت کی اُنہون نے تینون

چیز وہین سے ایک چیز کو بھی قبول نہ کیا اول مینے اُنسے کہا کہ تم شہدان لا الہ الا اللہ و شہدان محمد رسول اللہ کہو اُنہون نے انکار کیا دوبارہ مینے کہا اگر سلام قبول نہین کرتے تو جزیہ دینا اختیار کرو اُنہون نے اُس سے بھی انکار کیا تیسری دفعہ مینے کہا کہ تم عرفطہ سے صلح کرو اسطرح پر کہ ایکروز تمہارے پاس رہے اور ایکروز عرفطہ کے پاس رہے اُنہون نے اسکو بھی نہ مانا تب تو مینے تلوار کھینچی اور اکثر اُنکے کو اُنمین سے قتل کیا اور باقیون نے فریاد الامان الامان کی بلند کی مینے کہا کہ امان تمھاری اب اسلام لانیمین ہے اُنہون نے اسلام قبول کیا اور خدا کی وحدانیت اور تمہاری رسالت کا اقرار کیا مینے اُنکو امان دی اور اُنمین اور عرفطہ مین مصالحت کروادی پس اتنک اس مشغلہ مین مشغول تھا اسمین عرفطہ جناب رسولخدا کے آگے آیا اور عرض کی کہ ای رسولخدا حق سبحانہ تعالے تمکو ساتھ خیر خوبی کے جزا دی اسقدر آپ نے میری یاری اور مدد گاری کی کہ زبان اُسکی وصف سے قاصر ہے اگر آپ اور علی ہمارے ساتھ لطف نہ کرتے تو اسلام ہم مین سے اُٹھ جاتا

معجزہ بست و نہم مروی ہے کہ ایک جماعت اہل یمن سے جناب رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا حضرت ہم اولاد یمن فلان بادشاہ کے ہین کہ وہ بادشاہ اولاد حضرت نوح نبی اللہ کے تھا اور اُسکی کتاب مین لکھا ہے کہ ہر پیغمبر کے لئے معجزہ ہے اور ہر پیغمبر کے لئے وصی ہے کہ اُسکا جانشین ہوتا ہے پس تمہارا وصی کون ہے اُس جناب نے اشارہ کیا طرف جناب امیر کے اور کہا کہ یہ میرا وصی اور جانشین ہے اُنہون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے پاس ایک صحیفہ ہے کہ اُسمین صفت اور علامت اور شکل و شمائل حضرت سام کی اور نشان اُنکی قبر کا کہ یہی شہر مین ہے لکھا ہے تم اُسکو ہمین دکھلا دو پس اگر اُنکی قبر ہمکو دکھا دوگے اور اُسنے ہمین ملا دوگے تو ہم تمپر ایمان لائینگے جناب رسول مقبول نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ تم اس جماعت کے ساتھ مسجد مین جاؤ اور پیش محراب دو رکعت نماز بجالاؤ اور بعد اسکے زمین پر ایک لات مارو تاکہ مطلب اس جماعت کا حاصل ہو پس جناب امیر مع اُن سب کے مسجد مین تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا کی اور لب مبارک کو جنبش دیکر زمین پر لات ماری کہ زمین شق ہو گئی اور ایک تابوت نکلا اُس تابوت مین سے ایک پیر نورانی بارش سفید دراز تابہ ناف خاک اپنے سر و روی جھاڑتا ہوا باہر نکلا اور جناب امیر پر سلام کرکے کہا شہدان لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ و سید المرسلین و انک یا علی وصی خاتم النبیین انا اسام بن نوح پس اُس جماعت نے صحیفہ اپنا کھولا اور شکل و شمائل اُنکی جو کتاب مین لکھی ہوئی تھی ملائی اُسکو مطابق پایا اُن سب نے سام سے کہا کہ ہم چاہتے ہین کہ کوئی سورہ تمام صحیفہ نوح سے پڑہو سام نے ایک سورہ اُسکا پڑہا پھر جناب امیر پر سلام کرکے تابوت مین جا لیٹے اور وہ تابوت زمین مین چلا گیا اور زمین ملگئی پس اُس جماعت نے کہا کہ ان الدین عند اللہ الاسلام اور ایمان خدا اور رسول پر لائے **معجزہ سی ام** منقول ہے کہ شہر موصل مین زمانہ خلافت بنی عباس مین ایک مرد بخیل تھا کہ بخل مین شہرہ آفاق اور اس صفت مین بے مثل بے مانند مروانی دشمن اہل بیت تھا مگر دختر اُسکی زوجہ کی اولاد شیعہ علی بن ابی طالب سے تھی یعنے ربیبہ اُس بخیل کی کہ جو زوجہ کے ہمراہ آئی تھی اُس مرد بخیل نے اُس لڑکی کے واسطے دو قرص نان مقرر کر رکھی تھی اتفاقاً اُس سال گرانی غلہ کی تھی کہ وہ دو قرص بھی قیمتی ہوتی تھی ایکروز ایک فقیر کہ محب اہلبیت تھا اُس بخیل مروانی کے دروازے پر آیا اور آواز دی کہ آیا کوئی اس گھر مین ایسا ہے کہ بدوستی محمد و علی مرتضی روٹی دے

کہ تین روز سے میرے اطفال صغیر نے کچھ نہیں کھایا اُس دختر نیک اختر نے جو نام اہلبیت کا سُنا تو کہا کہ ہزار جان میری فدائے اہلبیت رسول ہو وہ دونوں قرص نان معمولی اپنی اُس فقیر کو دیدی وہ در پیش دارش قرص نان لیکر روانہ ہوا جب ایک ساعت گزری آفتاب دختر کو بھوک لگی اور بخیال کے حصہ کی روٹیوں میں سے ایک روٹی نکال لی آدھی کھائی تھی اور آدھی اُسکے ہاتھ میں تھی کہ وہ فقیل مردانی نظر نہ آیا اور اپنے حصہ کی روٹی اُسکے ہاتھ میں پہچان کر کہنے لگا کہ تو نے اپنی روٹیاں کیا کیں کہ جو میری روٹی لی ہے اُس نے کہا کہ اے پدر ایک فقیر وقت آیا تھا اور وہ کہتا تھا کہ تین دن سے میرے اطفال نے کچھ نہیں کھایا کوئی بدوستی نہ تھا اور علی ولی اور اہلبیت سے کچھ پیدا ہوئی دونوں روٹیاں اُس فقیر محتاج کو دیدیں اُس ملعون نے کہا کہ اُسنے تو ابوتراب ہے میں نہ جانتا تھا کہ تو دوست ہے علی اولاد علی کی دختر نے کہا کہ سوجان میری فدائے نام علی و آل ہے اُس لعین نے پوچھا کہ تو نے کس ہاتھ سے اُسکو روٹیاں دیں ہیں اُسنے کہا کہ سیدھے ہاتھ سے اُس لعین نے کہا کہ اگر دوستی ہیں ابوتراب کے تو سچ ہے تو ہاتھ بتا دے کہ میں اُسکو کاٹ ڈالوں اُس دختر نیک اختر نے کہا کہ ہاتھ کیا چیز ہے جان میری حاضر ہے نام پر علی اور اولاد علی کے گدائے پدر فقیر ناقص اور محتاج خلق ہو تو میں اُس دختر نے تضرع و زاری کی مگر اُس سیاہ دل نے نہ مانا اُس دختر مسعود تمند نے روئے زمیں خاک پر رکھا اور کہا الٰہی خداوند کریم تجھ پر کوئی چیز مخفی ہوئی نہیں ہے تو آگاہ ہے سب ظاہر اور باطن اور مخفی اور آشکارا دیکھتا ہے تو گواہ ہیں لعین نے کہا کہ جس چیز کا ارادہ کیا ہے تو دو اور میری اُس تعلل سے یہ کہا کہ ہاتھ اپنا دراز کر دیا اُس لعین نے اُسکا ہاتھ کہنی سے جدا کیا اور گھر سے نکالدیا اور کہا کہ میں اتنک بوترابی کی نگہداری کے اور کہا تیکو وہاں خدا تجھ پر رحم نہ کرے اگر آمدہ زمانہ فضیہ بوترابیہ پر رحم کروں اور روٹی دوں پس وہ دختر اُس لعین کے گھر سے باہر نکلی اور صحرا کو روانہ ہوئی اور نیچے ایک درخت کے پہنچی اور بسقدر خون اُسکے بدن سے بہا کہ وہ بیہوش ہو کر اُس درخت کے نیچے پڑ گئی اتفاقاً اُس شہر و محل میں ایک بادشاہ تھا عاقل اور عادل اور شیعہ علی اور محب خاندان پیغمبر اور اہلبیت آنحضرت کمال صلاح اور تقوی سے آراستہ اُس روز بسر سیر شکار شہر سے باہر آیا اور ایک آہو نظر آیا اُسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا وہ آہو نظر سے غائب ہو گیا اور بادشاہ آبادی سے دور گیا اور لشکر بھی اُس تک نہ پہنچا وہ درخت اُسکو نظر آیا اُسکی طرف گھوڑا دوڑایا جب اُسکے قریب پہنچا تو دیکھا کہ ایک نور اُس شجر کے تحت سے ہوا پر بلند ہو رہا ہے متعجب ہوا اور جلد اُسکے نیچے آیا تو دیکھا کہ ہزار ہا جانور ان پرند اُس درخت پر بیٹھے ہیں اور صدہا سباع اور وحشی گرد اُسکے جمع ہیں اور سب نالہ و فغان کرتے ہیں اور ایک لڑکی کمال حسینہ کہ نور اُسکے چہرہ کا خورشید پر طعنہ زن تھا دست بریدہ بہزار خواری و زاری اُسکے نیچے پڑی ہے جو ہیں نظر بادشاہ کی اُسکے جمال بے مثال پر پڑی آنکھوں نے اُسکے جملہ نور رخ انور سے اُسکی خیر گی قبول کی گھوڑے سے نیچے اترا اور سر سے اپنی دستار اتار کر اور اُس سے کپڑا پھاڑ کر اُسکے ہاتھ کے زخم کو محکم باندھا کہ خون اُسکا بند ہو گیا بعد ایک ساعت کے وہ دختر ہوش میں آئی آنکھیں کھولیں ایک جوان کو بایں ہیئت تمام بالیں پر بیٹھے دیکھا سلام کیا بادشاہ نے اُسکو ہوشیار دیکھکر احوال اُسکا پوچھا دختر نے سب حال اپنا بیان کیا بادشاہ یہی چونکہ محب خاندان رسالت تھا اور اُس دختر کو بھی عاشق جناب امیر کا پایا تو محبت اُسکی بادشاہ کے دل میں زیادہ ہوئی اور کہا کہ روی زمین پر میرا بیٹا ایک ہے اُس دختر کا عقد اُس سے کر دونگا

یہ کہکر اُسکو اپنی اشپت پر سوار کیا اور روانہ ہوا چند قدم آگے گیا تھا کہ سپاہ اور خدم اور حشم بادشاہ کی آن پہنچی بادشاہ نے
اُس دختر کے پدر کی بیحد کی کمال سپاہ سے بیان کیا پھر تمامی سپاہ کو اکر اُس دختر کو اُنمین بٹھلا کر حرم سرا مین لا داخل کیا
اور جراحوں کامل کو بلوا کر اُسکے علاج کے واسطے حکم دیا چند روز مین زخم اُسکا اچھا ہو گیا بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا کہ
کہ اُس ملعون کو جلد ڈھونڈکر لاؤ تا اُسکو قصاص [illegible] وزیر نے اُس دختر سے اُسکا نام و نشان پوچھکر اور محلہ اور
کوچہ دریافت کر کے اُسکے ڈھونڈنے کو آدمی بھیجے غرض آدمی اُسکو ڈھونڈکر لائے بادشاہ نے اُس لعین سے کہا کہ مینے باغ مین ایک
سنوا کہہ دایا ہے مین چاہتا ہون کہ اُسکے رافضیون اُندرون کو اُنمین ڈالون کہ وہ اُنسے بھرجائے اُس ملعون نے کہا کہ تیری ہی
کی مٹی ہے اُسکو لانا اُسکو کونمین ڈالون اُسنے کہا کہ وہ گہرمین نہین ہے بادشاہ نے کہا یا تو تو اُسکو لا اور یا
اپنا ہار جو ان سے مالا مال کر اُس ملعون نے جو یہ سُنا تو کہا کہ اے بادشاہ مین سچ کہون کہ یہ کہا کہ اُس
دختر نے مجھسے کچھ اوپنی کی تھی اُسکا ہاتھ کاٹ کر گہر سے نکالا دیا تھا یقین ہے کہ وہ زندون نے اُسکو چیر پھاڑ کر کھا
ہوگا یہ سُنکر بادشاہ نے حکم کیا کہ اُس دختر کو حاضر کرو جب وہ حاضر ہوئی تو بادشاہ نے اُس ملعون سے کہا کہ یہی وہ تیری
زوجہ کی بیٹی ہے وہ دیکھکر متحیر ہوا اور کہا کہ ہان یہی ہے غرض جب بادشاہ کو سچ اُس دختر کا اور ظلم کرنا اُس ملعون کا
ثابت ہوا تو حکم دیا کہ اُس لعین کو سنگسار کرو غرض وہ دختر محل مین بادشاہ کے رہتی تھی بادشاہزادہ نے جو اُسکے حسن و
جمال کی تعریف سُنی تو لوگون سے کہا کہ اُسکو مجھ کو دکھلاؤ دو تین بار اُسکو دیکھا تو وہ دیکھکر اُسکو عاشق ہو گیا اور
اُس حال کو بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے شاہزادہ سے کہا کہ اے پسر ایک دختر پس پردہ عصمت رہتی ہے
ہون کہ اُسکا عقد تجھسے کردون تیری مین کیا مرضی ہے بادشاہزادہ یہ سُنکر دلمین کمال خوش ہوا اور زبان سے کہا کہ اپ
اختیار رکھتے ہین تابع فرمان ہون پس بادشاہ نے تیاری شادی کی کی اور اسباب دعوت کا درست کیا اور عقد اُسکا
بادشاہزادے سے باندھا اور اُسکو شاہزادے کی سپرد کیا لیکن شاہزادہ اُسکے ہاتھ کٹے ہوئے سے خبر رکھتا تھا اور بادشاہ
یہی ازراہ احتیاط کے شاہزادے سے اُسکے حال کو بیان نہ کیا تھا کہ مبادا طبیعت اُسکی اُس دختر سے نفرت کرے پس
شب کو پس پردہ کھڑا رہا یہ خیال کہ اگر شاہزادہ اُسکی اُس حال سے مطلع ہو اور ہاتھ کٹا ہوا دیکھکر اُسسے ولیمہ نفرت
کرے اور خاطر کو تکدر حاصل ہو تو اُسکو منع کردون اور سمجھا دون شاہزادے نے جو اُسکے حسن و جمال بیمثال کو دیکھا اور اُسکی
صورت پر نظر بڑی تو از خود رفتہ ہو گیا اور بے اختیار تخت سے اُتر پڑا اور اپنے پاس اُس دختر کو بٹھلایا اور پیار کرنے
کرنے لگا اتفاقاً شاہزادے کو پیاس لگی اور وہ دختر اُٹھی اور بائین ہاتھ مین پیالہ پانی کا بھر لائی بادشاہزادہ
دیکھکر کہا میرے باپ نے مجھ کو بی بی تو دی مگر ایسی دی کہ جو دست راست اور دست چپ مین فرق نہین کرتی ہے کہا
اُس دختر کو کمال تعجب ہوا اور بیشک حزنی دیدہ شرم اگین ہے رخسارون پر جاری کئے شہزادے نے جو اُسکو روتے
دیکھا تو اُس کمبخت پر اپنے نہایت منفعل ہوا تخت پر جا کر لیٹ رہا آنکھین بند کر لین گویا کہ سو گیا دختر نے جب دیکھا کہ
شاہزادہ سو گیا تو اُٹھکر وضو کو تازہ کیا اور دو رکعت نماز ادا کر کے سر سجدہ مین رکھا اور کہا کہ بادشاہا کارساز اسیدہ نواز
خوب آگاہ ہے حال سے اس ضعیفہ عاجزہ کے کہ ہاتھا پنا دوستی اور محبت مین تیرے دوستون اور خاص بندون کے تھوا

یاجان میری قبض کرپا میری فریاد کو پہنچ اغثنی یا غیاث المستغیثین یہ کہکر بہت سا روئی کہ بیہوش ہوگئی اُس بیہوشی مین خواب مین دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت نیچے اُترا اور اُسکے پاس آکر رکہا گیا اُس دختر نے دیکھا کہ اُسمین پانچ شخص ہین ایک نبی اور چار مرد اور نور اُنکے چہرہائے مقدس سے ایسا ساطع ہے کہ سارا گہر مثل روز روشن پُرنور ہوگیا ہے وہ سب تخت سے اُترے اور اس دختر کے پاس آئے اور اُسکو گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا اے دختر تو غم نہ کہا کہ اب زمانہ تیرے رنج والم کا تمام ہوا ہین ہون فاطمہ زہرا اور یہ جو تخت پر بیٹہے ہین ایک پدر بزرگوار میرے محمد مصطفےٰ ہین اور دوسرے شہسوار میدان لافتیٰ شوہر میرے علی مرتضےٰ ہین اور وہ دو لونڈے فرزند میرے حسن اور حسین ہین پھر جناب معصومہ نے حضرت پیغمبر سے ارشاد دیا کہ اے حلال مشکلات ہون دختر نے تمہاری محبت مین ہاتھ کٹوایا ہے دعا کرو کہ تمہاری دعا کی برکت سے ہاتھ اُسکا صحیح وسالم ہوجائے اور وہ شہزادہ کے روبرو شرمندہ نہو جناب امیر مومنان نے ہاتھ ہوا مین بلند کیا اور اُس عورت کا پنجہ مع بازو ہوا مین سے لاکر اُسکی جگہہ پر کہ جہان سے کٹ گیا تھا لگایا اور سورہ فاتحہ پڑہی اور آمین دم کیا بفرمان حق جل وعلا اور معجزہ حضرت شاہ ولایت پناہ ہاتھ اُس دختر کا درست ہوگیا من بعد جناب معصومہ نے پیشانی کو اُسکے بوسہ دیا اور تخت پر سب بیٹہہ گئے اور وہ تخت آسمان کیطرف روانہ ہوا بادشاہ کہ دروازہ پر کھڑے تھا جب ایک مدت گزری اور کچھ آواز نہ آئی تو آہستہ دروازے کو کہولکر آیا شاہزادی کو دیکھا کہ تخت پر سوتا ہے اور وہ دختر سجادہ پر مستغرق عبادت الٰہی ہے اور سجدے مین پڑی ہے اور وہ دونون ہاتھ اُسکے درست ہین اور نیند آگئی ہے بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا اور دیر تک اندیشہ اور خیال مین اس امر کے کھڑا دیکھا کیا کہ ناگاہ بادشاہ کو چہنک آئی اس لڑکی کی آواز عطسہ سے آنکھ کہُل گئی دونو ہاتھ اپنے درست دیکھے خوش ہوکر دوبارہ سجدہ مین گئی اور شکر خداوند ذوالجلال کا اور حمد وثنا اُسکی بجالائی جب سر سجدہ سے اُٹھایا تو بادشاہ کو اپنے پاس کھڑے ہوئے دیکھا اُٹھی اور سلام کرکے تعظیم وتکریم بادشاہ کی بجالائی بادشاہ نے حال درست ہونے ہاتھ کا پوچھا دختر نے سب حال خواب کا بیان کیا شاہزادہ بھی اُسکی باتون سے بیدار ہوا اور یہ حال دیکھکر محبت اُسکی دوچند ہوئی اُٹھا اور تخت سے نیچے آیا اور دختر سے عذر اور معذرت کی بادشاہ نے بھی لڑکی سے نصیحت اور اُس دختر کی سفارش کی اور جب دونون کو آپسمین مہربان پایا تو خوش ہوا اور اُنکی حق مین دعا کرکے چلا گیا **معجزہ سی ویکم** سلمانؓ فارسی سے منقول ہے کہ ایک روز ایک درویش محتاج مدینہ مین آیا اور خدمت جناب امیر المومنین مین حاضر ہوکر عرض کی کہ اے گوہر کان جود وسخا و اے حلال مشکل غربا وفقرا مین اندنون نہایت محتاج وپریشان ہون اے مولا دس آدمی میرے اہل وعیال سے ہین اور مجھکو اُنکی کہلانیکو کچھ میسّر نہین آتا اور پہلے اس سے مین زراعت کرتا تھا اوسمین اسقدر پیدا ہوجاتا تھا کہ مجھکو مع عیال کافی ہوجاتا تھا اب سات برس سے ایسی برکت زراعت سے جاتی رہی ہے کہ اُسمین اسقدر پیدا نہین ہوتا کہ ہمین کافی ہو اور اس سبب جو کچھ کہ اسباب رکہتا تھا وہ سب صرف ہوگیا اب بیل وگاؤ وغیرہ کچھ باقی نہین رہا جس سے زراعت کرون مین نہین جانتا کہ میرا حال کیون تباہ ہوگیا اور کیا عمل زشت مجھسے سرزد ہوا کہ جسکے سبب حضرت رازق العباد نے رزق مجھپر تنگ کردیا اور میری راحت کو سختی کے ساتھہ مبدل کیا اسواسطے مین حضور مین حاضر ہوا ہون کہ میری

عیال کے حق مین آپ ایسا فکر کرین کہ مشقت اور خواری دور ہو آپنے فرمایا کہ جا اور ایک ورق کاغذ میرے پاس لے آ
مین تیرے واسطے کچھ لکھدون کہ جو ضرر تجھ کو اس سات برس مین پہنچا ہو وہ سب بحکم خدا تجھ حاصل ہو جائیگا غرض وہ
شخص ورق کاغذ کا لیکر حاضر ہوا آپنے سات ٹکڑے اُس ورق کے کئے اور ایک ایک پارچہ پر ایک ایک اسم خدا کا لکھا
اور اُسکو دیا اور فرمایا کہ اسکو اپنے کھیت مین لیجا اور سات جگہ اُس زراعت مین اسکو دفن کردے اور چالیس روز صبر کر اور
پھر جا کر دیکھ کہ کیا چیز پیدا ہوئی ہے پھر مجھے آکر خبر دینا اُس شخص نے آپکے فرمانے پر عمل کیا اور بعد چالیس روز کے جو وہان گیا
تو دیکھا کہ کدو اُسمین بہ بیشمار پیدا ہوئے ہین اور ایک لاکھ سے زیادہ ہین وہ شخص یہ دیکھکر حیران ہوا اور جناب امیر کی
خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی کہ یا حضرت مینے گیہون بوئی تھی کدو پیدا ہوئے ہین ان کدوؤن کو لیکر کیا کرون یہ سنکر تبسم فرمایا اور پوچھا کہ اے درویش کسقدر کدو پیدا
ہوئے ہین عرض کی کہ لاکھ سے زیادہ فرمایا خوش ہوا اور ابھی یہ مثل بڑھی ہوگی کہ ہونگے چالیس روز اور صبر کر اور پھر جا
اونکو چن اور قدرت خدا کا مشاہدہ کر اُس فقیر نے حسب الحکم چالیس روز اور صبر کیا اور پھر جا کر اُسمین سے ایک کدو کو توڑا
تو اُسمین گیہون بھرے ہوئے نکلے وہ فقیر خوش ہو گیا اور سب کدوؤن کو توڑا اسقدر اُنمین سے گیہون نکلے کہ کئی انبار اُنکے
جمع ہوئے اور برکت سے اُس جناب کے وہ شخص مالدار ہو گیا معجزہ سی و دوم مروی ہے کہ ایک روز ابوبکر خدمت
جناب خاتم النبیین کے حاضر ہوا اور اُس جناب کو دعوت کی تکلیف دی اور بیشتر نفر کو اور اصحاب مین سے بھی ہمراہ لیکر گھر
مین آیا اور انواع طعام اور اقسام نعمت اور الوان خورش حاضر کئے اور جب سب کھانے سے فارغ ہوئے تو بیشتر غلام آزاد
کئے ایک ایک آدمی کی عوض ایک ایک غلام پس جناب امیر نے گھر مین آکر قصہ مہمانی ابی بکر کا جناب فاطمہ سے بیان
کیا جناب معصومہ نے ایک آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی آپنے پوچھا کہ اے عزیز مہربان تمنے آہ سرد کیون کھینچی مینے بھی
صبح کو جناب رسول مقبول کو مہمانی کیواسطے لاؤنگا جناب فاطمہ نے عرض کی کہ یا علی تین روز سے میرے حسنین نے مجھ
نہین کھایا اور گھر مین ہمارے ان جو تک بھی نہین ہے کہ جو اُنکے واسطے حاضر کرون تم رسول خدا کی کیونکر مہمانی کروگے
آپنے فرمایا کہ اے ام الحسن اگر ابوبکر اپنے مال پر مغرور ہے اور ناز کرتا ہے تو مین کرم ذوالجلال پر ناز کرتا ہون پس جب وہ
دن گزر گیا تو دوسرے دن جناب امیر خدمت مین جناب رسول خدا کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کل
ابوبکر کے مہمان ہوئے آج آپ میرے مہمان ہین جناب رسول خدا یہ سنکر بہت خوش ہوئے پس جب شام ہوئی تو اپنے ساتھ
جناب امیر رسول خدا کو تین سو آدمیون سمیت اپنے گھر لیکر آئے اور وہ دن تھا ماہ مبارک رمضان کا پس جناب فاطمہ
دختر رسول خدا نے جو دیکھا کہ میرے غریب پیغمبر خدا کو مع تین سو آدمی کے لائے ہین تو اُن سب کو ایک جائے معین پر بٹھلایا
پس جب شام ہوئی جناب رسول خدا آکے کھڑی ہوئے اور شاہ ولایت با سائر اصحاب مشغول نماز ہوئے سیدہ زنان
خاتون امت جہان نے دیکھا کہ گھر مین کچھ نہین ہے تو بہت گھبرائین غرض جناب امیر نماز سے فارغ ہوئے تو جناب رسول خدا کو
بٹھلایا اور جناب معصومہ سے کہا کہ اے سیدہ زنان اور اے بنت رسول آخر الزمان تم غمگین نہو کہ خدا تعالے
بزرگ ہے یہ فرما کر خلوت خانہ مین تشریف لیگئے اور سر بسجدہ کیا اور سر عجز و نیاز کا درگاہ بے نیاز مین رکھا اور زبان

توحید پیچ بارگاہ حق سبحانہ تعالے کے کہولی اور کہا کہ بار شایا تو کو واقف ہو اسرار اور خفیات کا اور تو خوب جانتا ہی کہ
اگر ابو بکر نے کل پنے مال و نعمت پر ناز کیا میں تیری الطاف و کرم پر ناز کرتا ہون اور تیری لطف و عنایا پر تکیہ کرتا ہون
کریم ای بندہ نواز تیرے خوان نعمت کا امیدوار ہون اور تیرے عالم کو مہمان کیا ہی اور گھر میں میرے کچھ موجود نہیں
فاطمہ نے جو دیکھا کہ وقت افطار کا پہنچا اور علی پیدا نہیں حضرت دھونڈھنے نکلیں دیکھا کہ خانہ میں ہر چیز ہیچ
خداوند غفار مناجات میں مشغول ہیں جناب فاطمہ پس دروازہ پر کھڑی ہوئیں اور ہاتھ باندھ کے کہ آمین کہیں کہ ناگاہ سفرہ
مخزن جود و مرحمت حضرت واجب الوجود کا اس جناب کے ہاتھوں پر آیا پس جناب امیر اٹھے اور دستر خوان کو اٹھایا
اور آگے جناب رسولخدا کے لائے اصحاب گرد حضرت کے حلقہ کئے بیٹھے تھے پس جب جناب رسولخدا کے روبرو وہ سفرہ گیا
اور اس جناب نے اسکو کھولا تو وہ اسقدر کشادہ ہوا کہ اگر سو آدمی اور ہوتے تو اسمیں سما جاتے پس جب سرپوش کو کھا
پرسے اٹھایا تو خوشبو طعام بہشت کی ہر ایک کے دماغ میں پہنچی کہ انواع بہجت و سرور سب کو حاصل ہوا اور جب نظر
اونکی اس خوان پر پڑی تو وہ نعمت دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی اور ان سب آدمیون کے ہر چند اس کھانے میں سے کھایا
مگر اس میں سے کچھ کم نہوا جناب رسولخدا نے حکم دیا کہ اس کھانے میں سے اپنا اپنا ایک ایک نصیب اور حصہ اور ایلیو
پس جسقدر ہمین سے لیلیا کم نہوا پس جب اس سفرہ کو لپیٹا تو جیسا کہ آیا تھا اسیقدر ہو گیا اور آسمان پر چلا گیا اسوقت
جبرئیل امین جانب رب جلیل سے نازل ہوئی اور کہا یا رسول اللہ حق تعالے نے تمہین سلام ارشاد کیا ہی اور فرماتا ہی
کہ کل ابو بکر نے شہر اصحاب کی ضیافت کی اور ایک ایک قدم پر ایک ایک غلام کو آزاد کیا تا بعض اصحاب اس کے
دردانہ اور عاجز ہون امیر المومنین نے چونکہ دنیا کو قبول نہین کیا تو ہمنے اسکی خاطر سے سفرہ پر از نعمت غیب سے بھیجا
اور بعوض ایک ایک نفر کے ہزار ہزار بندہ گنہگار کو تیری امت سے کہ دس لاکھ ہوتے ہین عذاب آتش دوزخ سے آزاد
کیا اے رسول ہماری فضائل اور کمالات علی کے کوئی تحریر اور تقریر مین لا نہین سکتا معجزہ سی وسوم منقول ہے
کہ بیچ زمانہ حضرت موسی پیغمبر کے ایک مرد تھا کمال زاہد اور عابد تھے پرہیزگار صاحب علم و ورع اور مخصوص ان حضرت
موسی سے ہمیشہ وہ صفت و ثنا و نعمت و منقبت جناب پیغمبر آخر الزمان کے سنا کرتا تھا اور پیوستہ دعا کیا کرتا تھا
او درود و سلام جناب محمد مصطفے اور انکی آل اطہار پر بھیجا کرتا تھا جب حضرت موسی نے رحلت فرمائی تو وہ مرد زاہد
اپنی اوقات عزیز کو زیادہ تر عبادات اور مجاہدات مین صرف کرنے لگا اور ریاضت اور عبادت پہلے سے بھی زیادہ بجالانے لگا
اور صحرا اور جبال مین جاتا اور وہان عبادت خدا تعالے کرتا تا انیکہ مابین مدینہ اور مصر کے ایک صحرا تھا کہ اس وادی کو
مابین العلما کہتے ہی سو سطح کہ سب شہر حکماء مدینہ کے اس جگہ جا کر جرا کرتے ہی اور وہ صحرا مدینہ کے قریب تھا مگر اس صحرا
مین نہ پانی تھا اور نہ درخت اس مرد زاہد کو وہ دشت نہایت پسند آیا اس جگہ عبادت خدا مین مشغول ہوا اور
ایک عبادت خانہ اس صحرا مین بنوا کر اسمین رہنا اختیار کیا مگر کبھی کبھی مدینہ منورہ مین بھی آتا اور اسکو دیکھکر
اپنے عبادت خانہ مین چلا جاتا تھا بعد چند روز کے اس صحرا مین ایک مکان اور بنوایا اور کنوان بھی کھدوایا قدرت
خدا سے اسمین پانی بہت شیرین خوشگوار نکلا پس ہمواره توریت کی تلاوت اور توجہات کیا کرتا تھا اور مدح او

صفت وثنا مین جناب محمد مصطفےٰ کی رطب اللسان اور تر زبان رہتا تھا اور مہر و محبت جناب امیر مین کہ توریت
مین نام اُس جناب کا ایلیا ہے مصروف رہتا تھا اور اوصاف اور محامد آپ کی ہی بیان کیا کرتا تھا اور علم نجوم و ہیئت
وغیرہ علوم مین ہی اپنا نظیر اور سہیم و مثل و مانند نرکھتا تھا تا اینکہ گاہے گاہے صطرلاب مین ہی نظر کرکے عجیب و غریب
حکم پیدا کرتا تھا اور یہ برکت اُس زاہد عابد کے اُس موضع مین ایک چشمہ پانی کا بھی پیدا ہو گیا اور روز بروز اُس
زاہد کی معی سے پانی کی زیادتی ہونے لگی تھی اور اُسمین وہ زراعت کرنے لگا اور مکانات بھی بنوائی اور باغات لگوائی
اور اور بہت سے عباد اور زہاد اطراف واکناف سے مع قبائل اور عشائر آنکر اُسمین بسے اور اُنھون نے بھی مکانات
بنوائی اور باغات لگائی تا اینکہ چند سال مین آٹھ قریہ وہان معمور اور آباد ہو گئی اور ہر طرف سے آدمی آنکر جمع ہوئے
اور ہر روز آبادی زیادہ ہوتی تھی اور زاہد کے بھی فرزند زادے بہت سے پیدا ہو گئے پس جبکہ عمر اُس زاہد کی تمامی کو
پہنچی اور مرگ قریب ہوئی تو اُسنے ایک صندوقچہ فولاد کا بنوایا اور ایک لوح طلا کی بنوائی اور اپنے ہاتھ سے اُسپر
وصیت نامہ لکھکر اُسکو صندوقچہ مین رکھدیا اور ایک قفل بے کلید اُسمین لگا دیا اور اپنے فرزندون کو وصیت کی کہ
بعد میرے ایکہزار پانچسو برس بعد ایک پیغمبر مبعوث ہوگا کہ نام اُسکا محمد ہوگا اور اُسکا وصی اور خلیفہ ابن عم اُسکا ہوگا
کہ نام اُسکا علی ہے اور وہ داماد بھی اُس جناب کا ہوگا کہ توریت مین اُسکو ایلیا کہتے ہین اور شجاعت اور زور بازو مین کوئی
اُسکی برابر نہوا ہوگا اور نہ قیامت تک کوئی ہوگا اور بعد اُس پیغمبر خدا کے پھر اور کوئی پیغمبر پیدا نہوگا اور مثل علی کے
کوئی صاحب ولایت نہوگا مگر اُس ہی کی اولاد سے اور جب وہ پیغمبر مبعوث ہوگا تو ایک شخص ہماری قوم مین سے
اُسپر سلام لائیگا اور اُسکو اپنے گھر مین مہمان کریگا اور حضرت علی سے اُسوقت ایک معجزہ ظاہر ہوگا اور وہ یہ ہے کہ ایک
انگشتری اُسکے ہاتھ سے نکلکر کنوئین مین جا پڑیگی اور وہ جناب اُس انگشتری کو کنوئین سے نکال لیگا بے اُسکے کہ کنوئین
مین اُترے پھر اُس صندوقچہ کو تمسے طلب کریگا تم فوراً اُس صندوقچہ کو اُسکے پاس لیجانا کہ کلید اُسکی انگشت مبارک
اُسکی ہے وہ اپنی انگشت سے اُسکو کھولیگا پس جب تم اُس معجزہ کو اُس پیغمبر کے وصی سے دیکھو تو اُسپر تم سب ایمان
لانا اور اگر خلاف اُسکے کرکے کروگے تو عاصی اور مردود ہوگے اور ان آٹھون قریون کو کہ جو تم اپنے تصرف مین کرتے ہو
اُسکے سپرد کر دینا کہ مینے اُنکو اُس جناب پر فدا کیا یہ کہکر اُسنے انتقال کیا اور اُسپر ایکہزار برس گزرے من بعد حضرت عیسےٰ پیدا
ہوئے اور اُس جناب مین اُن صفات کہ جنکو اُسکے دادا نے کہا تھا نپایا تو جانا کہ یہ وہ پیغمبر نہین ہے کہ جسکی خبر ہمارے
دادا نے دی ہے اُسکا منتظر رہنا چاہیے پھر منتظر جناب محمد مصطفےٰ کے ہوئے تا اینکہ سات سے پانچسو برس اور گزرے
اور وہ جناب پیدا ہوئے اور پیدا ہونیکی خبر تمام عالم مین منتشر ہوئی اور شور و غل آپکے معجزات کا بلند ہوا اور سب
امورات نے آپکے قوت پکڑی اور بحکم خدا مکہ سے مدینہ کیطرف ہجرت کی تو ایک روز وہ جناب مع اپنے اصحاب باوقار کے
گھر مین سردار زہاد و عباد کے تشریف رکھتے تھے اور یہ ایک قوم تھی کہ مدینہ مین رہتی تھی اور اعیان مشاہیر مدینہ سے
تھی اُس مہتر زاہد کا ایک بیٹا تھا نہایت زیرک اور عقلمند اُسکی نظر جمال باکمال جناب حضرتی آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
پڑی ایک شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون شخص ہے اُسنے کہا کہ پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفےٰ ہین اُس لڑکے نے جو نام

مبارک آپکا سُنا تو ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوگیا پس رسولخدا کو اس حال سے خبر دی وہ جناب یہ سُنکر آپکے بالین پر تشریف
لائے ایک جوان دیکھا کہ نور ایمان کا اُسکے چہرے سے نمایان ہے جناب رسول مقبول نے سر اُس جوان کا اپنی گود مین رکھا
اُس قوم نے جو یہ حسن خلق آپکا دیکھا بصدق دل و جان محب اُس جناب کے ہوئی اور زاری کنان اُس جوان کے سر پر آنکر
جمع ہوئی تا اینکہ وہ جوان ہوش مین آیا اور جب آنکھین کھولین تو دیکھا کہ سر اُسکا آپکی گود مین ہے بیساختہ زبان سے شہد
ان لا الہ الا اللہ و شہد ان محمدا رسول اللہ و شہدان علیا ولی اللہ و صی رسول اللہ کہا پس وہ لڑکا بدون دیکھنے
معجزہ کے ایمان لایا مگر ماں باپ اُس جوان کے کچھ نہ کہا پھر وہ لڑکا اُٹھا اور جناب رسولخدا کے ہاتھ اور پاؤن چومے اور
جناب امیر کے بھی ہاتھونکو بوسہ دیا اور سب اصحاب جناب رسولخدا سے بھی مصافحہ کیا اور پھر گھر مین جاکر ہر چند اپنے
ماں باپ کو ہدایت کی اور سمجھایا مگر اُنھون نے اسلام قبول نکیا غرض ہر روز وہ اُنکو اسلام کیطرف دعوت کرتا تھا
اور وہ قبول نکرتے تھے اور وہ لڑکا ہر روز خدمت بابرکت جناب رسولخدا مین حاضر رہتا تھا ایک روز اُسنے عرض کیا
کہ یا حضرت ماں باپ میرے ایمان نہین لاتے آپ عنایت فرمائین کہ وہ اسلام کو قبول کرین آپنے فرمایا کہ تو اُنکو میرے پاس
لے آ تا کہ مین اُنکو ہدایت کرون اُسنے عرض کی کہ وہ سب آپکے دشمن ہین آپکے پاس نہ آئینگے اگر آپ رخصت دین
تو مین آپ کو بہانہ مہمانی اپنے گھر بلاؤن جب آپ وہان قدم رنجہ فرمائینگے تو یقین ہے کہ آپکی قدم کی برکت سے
وہ سب اسلام کو قبول کرینگے آپنے فرمایا جیسا جوان گھر مین آیا مہمانی کی تیاری مین مشغول ہوا اور سب اسباب
مہمانی کا مہیا کرکے ایک شخص کو اُس جناب کے بلانیکو بھیجا وہ جناب مع جناب امیر اور تیس اصحاب کے اُس جوان کے گھر مین
بہ تقریب مہمانی تشریف لائے اُس جوان نے دیکھا کہ گھر وسعت نہین رکھتا تو باغ مین آپکو لایا اس باغ مین ایک
چبوترہ تھا اور اُس چبوترہ کے بیچ مین ایک حوض تھا اور پہلو مین اُس چبوترہ کے ایک چاہ عمیق تھا اُس چبوترہ پر آپکو
لاکر بٹھلایا ناگاہ انگشتری دست مبارک سے آپکے نکلکر چاہ مین جا پڑی یہ دیکھکر سب متحیر ہوئے قوام زاہد زرخام کو
وصیت اپنے دادا کی یاد آئی لیکن منتظر ہے کہ حکم وصیت کا کیا ظاہر ہوتا ہے غرض جب انگشتری مبارک چاہ مین
گری تو جناب رسول مقبول نے حضرت امیر سے ارشاد فرمایا کہ اے علی انگوٹھی کو تم چاہ مین سے نکالو کہ حلال مشکلات
سوائے تمہارے اور دوسرا کوئی نہین ہے پس جناب امیر چاہ پر تشریف لائے اور کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سورۂ فاتحہ کو
تلاوت کیا اُسیوقت چاہ مین سے پانی جوش مارکر کنارے پر آگیا اور سب نے دیکھا کہ انگوٹھی پانی پر تیر رہی ہے جناب امیر نے
ہاتھ بڑھاکر اُس انگوٹھی کو پانی پر سے اُٹھالیا اور اُسکو بوسہ دیکر جناب رسولخدا کے ہاتھ مین دیدیا قوم زاہد زرخام نے جو
یہ معجزہ دیکھا تو وصیت دادا کی اُنکو یاد آئی مگر منتظر ہے کہ آپ صندوقچہ کو بھی طلب کرینگے اس خیال مین ہے کہ حضرت
امیر نے روئے مبارک قوم زاہد زرخام کیطرف کرکے فرمایا کہ وہ امانت جو کہ تمہارے دادا نے ہمارے واسطے سپرد کی ہے اور
تمکو وصیت کی ہے وہ ہمین لادو اُنھون نے پوچھا کہ وہ امانت کیا چیز ہے اور اُسکا نام کیا ہے آپنے فرمایا کہ وہ صندوقچہ ہے
یہ سُنکر سب ایمان لائے اور وہ صندوقچہ لاکر آپکو دیا اور ہاتھون کو بوسہ دیا اور زمین خدمت کی چومی وہ صندوقچہ
جناب امیر نے جناب رسولخدا کو دیا وہ جناب اُسکا تماشا فرماتے ہے اور دیکھتے ہے کہ وہ صندوقچہ تھا فولاد سے بنا ہوا نہایت

لطیف اور قفل بے کلید سیر لگا ہوا پس جناب رسول مقبول نے وہ صندوقچہ زمین پر آگے جناب امیر کے رکھدیا اور فرمایا کہ
اس صندوقچہ کو بھی تم ہی کھولو اور اس ولایت کو بھی تم ظاہر کرو پس جناب امیر نے دست دعا پیش خالق ارض و سما
بلند کئے اور کچھ پڑھا پھر سر انگشت مبارک اس قفل پر مارا بقدرت خدا اور معجزہ اس معجز نما سے اس قفل نے آواز کی اور
کھل گیا اور دروازہ صندوقچہ کا بھی کھل گیا شاہ ولایت نے جو اس صندوقچہ میں نظر کی تو دیکھا کہ ایک لوح طلا سیمین
و بہری ہے اور بخط نبی اسرائیل اس میں کچھ لکھا ہوا ہے پس جناب امیر نے اس لوح کو نکالکر دیکھا پھر جناب رسولخدا کو دی اس
جناب نے بھی اسکو دیکھا اور دیکھکر پھر جناب امیر کو دیا اور فرمایا کہ یا علی تم ہی اسکو پڑھو ہو پس اس جناب نے اسمیں دیکھا
کہ تمام قصہ گزشتہ کہ جو راہب نے کہا تھا پڑھا کہ بعد میرے ایکہزار سات سو یا پچھتر برس بعد پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفےٰ پیدا
ہوگا اور ابن عم اسکا داماد اور خلیفہ اسکا علی ہوگا مانیکہ بیٹی آٹھوں تو یہ اسکی اوپر فدا کی پس تم ہی اپنی نصف بیٹی
انکو باہر کرنا کہ تمہیں وہ حرام ہیں پس یہ سنکر انہوں نے بھی وہ سب قریہ جناب امیر پر فدا کئے اور خاص سنجکہ کا نام فدک
رکھا اور جناب امیر نے جناب رسولخدا پر فدا کئے اور جناب رسولخدا نے انکو اپنی فرزند دلبند فاطمہ طاہرہ کو دئے اس
معصومہ نے جناب امیر کے سپرد کئے جناب امیر نے اپنے فرزندوں کو تسلیم کئے اور جب یہ آیہ وات ذی القربیٰ نازل ہوا تو
جناب رسولخدا سے فدک کو پوچھا جناب امیر نے جواب دیا کہ وہ آپ سے تعلق رکھتا ہے پس جناب رسولخدا نے ایک خط لکھا
کہ فدک حق فاطمہ کا ہے اور مہر مبارک اپنی ثبت کی اور جناب فاطمہ کو وہ وثیقہ عنایت کیا بعد اسکی آیہ یوصیکم اللہ
نازل ہوا پس جبکہ رسولخدا نے انتقال فرمایا تو بعد آپکے اہل ظلم و نفاق نے نہایت دشمنی و عناد و عداوت سے
فدک کو بظلم صریح جیسا کہ کتب معتبرہ مبسوطہ میں مذکور ہے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام سے چھین لیا اور انواع انواع کے
ظلم و تعدی خاندان رسالت پر کی کہ تحریر اور تقریر سے باہر ہے **معجزہ سی و چہارم** منقول ہے کہ ایکدن اصحاب نے جناب
امیر المومنین سے سوال کیا کہ یا امیر المومنین بنی اسرائیل نے وصی حضرت موسیٰ سے علامات اور براہین اور معجزات دیکھے اور
قوم عیسےٰ نے انکو اوصیاء خوارق عادات مشاہدہ کئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے بھی معجزہ دیکھیں تا موجب ہمارے طمانینہ
قلب کا اور باعث ہمارے زیادتی یقین کا ہو آپنے فرمایا کہ تمکو تناب ملوم غریبہ کے مشاہدہ کی اور تحمل امور عجیبہ کے دیکھنے کی
نہو سکیگی اصحاب نے پھر مبالغہ کیا اور بہت سی الحاح و زاری کی ناچار اس جناب نے بسبب اصرار اصحاب قبرستان کیطرف
توجہ فرمائی اور سب اصحاب بھی آپکے ہمراہ ہوئے تا انکہ ایک زمین شورہ زار پر پہنچکر آہستہ دعا کی اور پھر فرمایا کہ اے
زمین تو پردہ روئے کار سے اٹھا اور جو کچھ پردۂ خفا میں رکھتی ہے اسکو ظاہر اور آشکار کر اصحاب نے جو چشم وا کی تو دیکھا کہ
جانب راست مضمون ولکشائی جنات تجری من تحتہا الانہار کا عیان ہے یعنے ایک باغ ہے نمونہ روضہ رضوان کا
کہ تحت اشجار میوہ دار آب خوشگوار جاری ہے قصر عظیم الشان کھڑے ہیں غرفوں سے حور عین سر باہر نکالے نظارہ کر رہی
ہیں اور اصحاب کو بلاتی ہیں اور بائیں جانب جو نظر کی تو بفحوائے غم فرائے وقودہا الناس والحجارہ کو بعین بصیرت
ملاحظہ کیا یعنے جہنم نظر آیا کہ سانپ اور بچھو اسمیں بھرے ہوئے ہیں اور شعلہ آتش شعلہ ور ہے اور حوال اصحاب شمال
یاد دلاتا ہے جب اصحاب نے یہ معجزہ معائنہ کیا تو جو لوگ منافق تھے اور ثبات قدم نہ رکھتے تھے مثل دیدکے کہ قرآن سے

کتاب دلائل الامامۃ فی فضائل امیر المومنین علیہ السلام

بھاگے اپنے نفاق پر قائم رہا اور اس معجزہ کو سحر و جادو سمجھا اور جو لوگ صاحب یقین و پاک دین تھے انکا یقین اور زیادہ
ہوا اور کہا کہ یہ حال منفال خیر بال سید ابرار پر شاہد ہے کہ آپ نے فرمایا القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفرات
النیران یعنی قبر ایک باغ ہے باغون بہشت سے یا ایک قطعہ ہے قطعات دوزخ سے معجزہ سی و پنجم مروی ہے کہ اپنے زمانہ
خلافت میں ابوبکر نے خالد بن ولید کو قبیلہ بنی حنیفہ پر روانہ کیا زکوٰۃ کے بھیجا انہوں نے کہا کہ جناب رسولخدا ایک شخص کو
ہمارے پاس بھیجتے ہو تو آکر روبرو ہمارے غنیا و زر زکوٰۃ اپنے فقراء قبیلہ پر تقسیم کر دیا کرتے ہو اگر تو یہی سیطرح کرے تو ہم
زر زکوٰۃ لاکر حاضر کریں خالد یہ سنکر غضب میں آیا اور ابوبکر سے خلاف واقع آنکر کہا کہ قبیلہ بنی حنیفہ زکوٰۃ نہیں دیتے
ابوبکر نے ایک لشکر اُس قبیلہ پر بھیجا اور خالد کو اُس لشکر کا سردار کیا خالد اُس قبیلہ پر تاخت لایا اور اُنکو مارا اور مالک کہ
سردار قبیلہ تھا اوسکو قتل کیا اور اُسی روز اُسکی زوجہ سے زنا کیا اور اُسکی عورتوں کو اسیر کرکے لایا حضرت خلیفہ ثانی عمر ابن
الخطاب یہ قضیہ سُنکر متاسف ہوئے اور وہ مالک سے ایام جہالت سے دوستی رکھتے تھے ابوبکر سے کہا کہ خالد کو اول حد زنا
مارنا چاہیے اور من بعد عوض قتل رئیس قتل کرنا چاہیے ابوبکر نے کہا کہ مالک اب زندہ نہیں اور خالہ ہمارا ناحد اور مددگار ہے
مصلحت یہ ہے کہ اب اُسکی خطا سے درگزریں غرض جب یہ قریب مسجد پہنچے تو اُن قیدیوں میں خولہ نام دختر ایک اکابر اس
قبیلہ کی بھی تھی جب نظر اُسکی مرقد منور جناب رسالت مآب پر پڑی تو فریاد بلند کی اور رو کر کہا کہ یا رسول اللہ ان
لوگوں نے ہمکو ناحق قید کیا اور بیگناہ ہمارے مردوں کو قتل کیا حالانکہ ہم شہدان لا الہ الا اللہ و شہدان محمد رسول اللہ
کہتے ہیں ابوبکر نے کہا کہ تمنے زکوٰۃ کو منع کیا خولہ نے کہا کہ ہمنے منع نہیں کیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ رسولخدا زکوٰۃ ہمارے
فقراء پر تقسیم کیا کرتے ہو تم بھی ایسا ہی کرو انہوں نے قبول کیا اور ہم پر ظلم کیا اور مسلمانوں کی عورتوں کو نامحرموں
میں اسیر کیا اور بر تقدیر ہمارے مردوں نے زکوٰۃ کو منع کیا تو ہم عورتوں کا کیا قصور تھا کہ ہمیں گرفتار کیا اور اسیر کرکے
لائے خدا اور رسول اس قوم سیان افعال پر راضی نہ ہونگے کہکر گوشہ میں جا بیٹھی حضار یہ باتیں سُنکر منفعل ہوئے ابوبکر
جو دیکھا کہ بسبب اس امر کے ہم رسوا ہوئے اور اس عورت نے سب کے روبرو فضیحت کی تو اسبات کو ٹالکر اور باتیں کرنے
لگے اور کہا جناب رسولخدا کے زمانہ میں یہ معمول تھا کہ جو شخص اپنا جامہ جس اسیر کے سر پر ڈالدیتا اور اسپر کوئی اور
اُسپر کچھ زیادہ نکرتا تھا تو وہ اسیر اُسی کو ملجاتا تھا تم بھی ایسا ہی کرو یہ سُنکر وہ شخص کھڑا ہوا اور چاہا کہ خولہ کے سر پر
جامہ ڈالیں اور اُسکو اپنی بی بی بنائیں خولہ نے کہا کہ لاولہد ہرگز یہ صورت نہوگی اور یہ فکر محال ہے اور کوئی شخص
میرا مالک نہوگا مگر وہ شخص کہ جو خبر دے کہ وقت ولادت میری کیا واقع ہوا اور کہے کہ میں پیدا ہوتے ہی کیا کلام کیا
تھا یہ سُنکر جناب پیغمبر مسجد میں تشریف لائے یہ ماجرا دیکھکر کہا کہ اے قوم صبر کرو تا میں اس دختر سے سوال کروں پس
آپنے فرمایا کہ اے خولہ تو کیوں جزع فزع کرتی ہے اُسنے کہا کہ یہ قوم میرے مالک ہونیکا قصد کرتی ہے اور میں اُس شخص
کی منتظر ہوں کہ جو مجھے خبر دے اُسچیز پر کہ جو وقت ولادت مجھسے صادر ہوا آپنے فرمایا کہ میں جو وقت تو شکم مادر میں
تھی اور وروزہ اُسکو عارض ہوا تو اُسنے دعا کی اور کہا کہ اللہم سلمنی من ہذا المولود اُسکی دعا قبول ہوئی اور تو پیدا ہوئی
اور جب تو زمین پر پہنچی تو کہا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور بعد اُسکی تو نے کہا کہ اے مادر قریب ہے کہ مجھے بیحجاب

نکاح مین لائے ایک سید اور اُس سے خدا مجھے ایک فرزند عطا کرے سب لوگ میرا یہ کلام سُنکر متعجب ہوئے تھے اور جو کچھ تجھسے سُنا تھا اُسکو ایک تختی مس پر لکھکر تیری ماں کو دیا اور اُسنے گھر مین دفن کر دیا تھا اور جب وہ مرنے لگی تھی تو اُسکی محافظت کے لئے تجھسے وصیت کی تھی اور جب پکڑی گئی تو تو نے اُسکو نکالکر اپنے بازو پر باندھا ہے اور اب وہ تیرے بازو پر ہے اُسکو نکال اور میرے کہنے کو اُسکے مطابق کر اور مین ہی ہون صاحب اُس فرزند کا اور نام اُسکا محمد ہوگا راوی کہتا ہے کہ جب اُس لوح کو کھولکر دیکھا تو جو آپنے فرمایا تھا وہی نکلا ابوبکر نے اور عثمان نے بھی اُسکو دیکھا اور کہا کہ یا علی یہ دختر تمہارا ہی واسطے ہے بس اُس دختر نے شکر خدا کا کیا اور آپنے اُسکو اسماء بنت عمیس کے سپرد کیا اور بعد ایک مہینے کے اُسکو اپنے عقد مین لائے **معجزہ سی و ششم** مرقوم ہے کہ ایک روز جبرئیل امین خدمت جناب ختم المرسلین مین حاضر تھے کہ جناب امیر المومنین تشریف لائے جبرئیل اپنے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوئے اور شرائط تعظیم و تکریم کی بجالائے جناب ختمی مآب نے فرمایا کہ اے جبرئیل تم اس جوان کی تعظیم کرتے ہو جبرئیل نے کہا کہ مین کیونکر تعظیم نکرون کہ اسکا میرا اوپر حق تعظیم ہے حضرت نے فرمایا کہ تمکو اُسنے کیا چیز تعلیم کی ہے عرض کی کہ بسوقت خدا تعالے نے مجھے پیدا کیا تو پوچھا کہ تو کون ہے اور مین کون ہون اور تیرا کیا نام ہے اور میرا کیا نام ہے مین اسکے جواب مین عاجز ہوا اور ایک مدت تک متحیر ہوا کہ اسکا کیا جواب دون اُس جوان نے عالم نور مین ظہور کیا اور کہا کہ کہہ تو پروردگار جلیل ہے اور نام تیرا جمیل ہے اور مین بندہ ذلیل ہون اور نام میرا جبرئیل ہے اُس سبب سے اُنکی تعظیم کی پھر حضرت نے پوچھا کہ تمہاری عمر کس قدر ہوئی ہے عرض کی کہ یا رسول اللہ ایک ستارہ ہے کنار افق مین کہ تیس ہزار برس بعد وہ طلوع کیا کرتا ہے اور مینے اوسکو تیس ہزار بار طلوع ہوتے دیکھا ہے اور اسی سبب اُس جناب نے فرمایا کہ لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا یعنے اگر کشف حجاب ہو اور پردہ مابین سے اُٹھ جائے اور مجھے مرتبہ وصول کا ساتھ عالم نور کے پہنچے تو جو یقین کہ مجھے اب اُسکے وجود کا حاصل ہے اوسمین کچھ زیادتی اور میرے علم مین کچھ تغیر پیدا نہو اسواسطے کہ علم میرا ساتھ ذات احدیت اور صفات صمدیت اور وجود واجب الوجود اور صفات ثبوتی اور سلبی کے مرتبہ عین الیقین کو پہنچا ہے اور اُس درجہ پر ترقی کی ہے کہ دوسرے شخص کو وقوف اس مرتبہ پر میسر نہین ہے **معجزہ سی و ہفتم** ابن عباس سے منقول ہے کہ ایکبار روز مین وقت صبح ہم خدمت بابرکت رسول خدا کے مدینہ مشرفہ مین حاضر تھا اور وہ جناب پشت محراب کیطرف کئے بیٹھے تھے مقداد اور حذیفہ اور ابوذر اور سلمان فارسی اور بہت اصحاب بھی آپکی خدمت باعظمت مین جمع تھے کہ دفعتہً ایک شور و غل اور آواز مہیب ہمارے کانون مین باہر سے مسجد کے آئی اور وہ ایسی آواز دہشت ناک اور پُرخوف تھی کہ کسیکو ہم مین سے اس آواز کے سُننے کی طاقت نہ تھی اُس جناب نے حذیفہ اور سلمان سے ارشاد کیا کہ دیکھو کیا امر واقع ہوا یہ شور و غل کیسا ہے حذیفہ خبر لیکر آئی کہ چالیس آدمی ہاتھون مین نیزے لئے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوئے بیان بڑی بڑی مکلل بہ دُر و یاقوت سر پر رکھے ہین اور عجیب اونکی صورتین ہین اور ہر نیزے کے سر پر ایک ایک کیسہ موتیون کا لٹکتا ہے اور آگے اُن سب کے ایک لڑکا امرد بے ریش ہے کہ حسن و جمال مین مانند شب چاردہ کے ہے وہ لڑکا فریاد کرتا ہے کہ البدار البدار النجدار النجدار اے محمد المبعوث والاقطار جناب رسول خدا نے اُس قوم کو بلایا اور حذیفہ سے ارشاد فرمایا کہ تم

فاطمہ علیہا السلام کے حجرہ مین جاؤ اور کاغذ کروب اور بندہ علام الغیوب علی بن ابی طالب کو بلا لاؤ حذیفہ کہتے ہین کہ جو مین ہین اُس جناب کیخدمت مین پہنچا تو فرمایا کہ اے حذیفہ تم آئے ہو کہ خبر دو مجھ کو اُس قوم کی کہ جنکی احوال کا مجھی علم حاصل ہے جیسی کہ وہ پیدا ہوئی ہین اور مجھی معلوم ہے جس کام کے وسطے وہ آئی ہین اور پھر حمد و ثنا خداوند عالم کی بجالا کر اٹھکھڑے ہوئے اور میرے ہمراہ مسجد مین جناب رسولخدا کی خدمت با عظمت مین حاضر ہوئے سب آدمی اُس جناب کو دیکھکر بے تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے جناب رسولِ مقبول نے ارشاد کیا کہ بیٹھ جاؤ پس جوان کھڑا ہوا اور کہا کہ کون ہے تم مین سے نوڑینوالا بتون کا اور معدن ایمان کا اور صبر کرینوالا اوپر ضرب طعن و سنان کے اور قتل کرینوالا شجاعون کا اور نصرت دینوالا دین نبی کا اور پر سب ادیان کے اور سب صفاتین آپکی گنین جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے علی حاجت ہے اس لڑکے کی برلاؤ کہ تمہاری تعریف از روے صدق و اخلاص کے کرتا ہے جناب امیر نے فرمایا کہ اے پسر تیرے پاس کیا ہے تا مین تیری حاجت برلاؤن تا مسلمان پر ظاہر ہو کہ مین ہون سفینۂ نجات کا اور برلانیوالا حاجات کا اور مین ہون وصی نبی عظیم اور صراط مستقیم کا تو جو در دل رکھتا ہے اُسکو کہہ تا مین اُسکا علاج کرون جب جوان نے یہ بشارت سُنی تو کہا کہ ہے حلال مشکلات ایک میرا بھائی ہے کہ اُسکو صید و شکار کا نہایت شوق تھا ایکروز وہ صحرا مین شکار کھیلنے کو گیا ایک وحشی کو دیکھکر آگے پیچھے گھوڑا ڈالا اور تیر اُسکے مارا بمجرد تیر لگنیکے نصف بدن اُسکا شل ہو گیا اور حس و حرکت جاتی رہی اور زبان بند ہو گئی اب اشارون سے باتین کرتا ہے اور مینے سُنا ہے کہ آپ کی توجہ سے اس قسم کے مرض رفع ہو جاتے ہین پس اگر میرے بھائی آپکے طفیل سے اس محنت و بلا سے نجات پائیگا تو میری قوم و قبیلہ و قرباد و عشیرہ کہ ستر ہزار آدمی ہین با ایمان رہوار و دست و بازوی کارگزار بجود و کرم معروف و معتاد قوم علوی ہین مسلمان ہو جائین گے اور مویشی اور چارپائے اور خدم و عبید اور اسباب صامت و ناطق بیقدر رکھتے ہین کہ زبان اُنکی وصف سے عاجز ہے سب کو اُس شخص پر نثار کرینگے کہ جسطرح وہ چاہے ہمارے اسباب مین تصرف کرے جناب امیر نے اُس سے کہا کہ اے حجاج بن حلحاجل بن ابی العصف بن سعید بن ہمتع بن علاق بن وہب بن صعب بادی کہان ہے تیرا بھائی اُسنے جو اپنا نسب سُنا تو متعجب ہوا اور کہا کہ عرب سے ہو وہ اُسکا اور اپنی قبیلہ کے ساتھ پہنچتا ہے اگر اُسنے اپنی شفا پائی تو بُت پرستی کو ترک کریگا اور تیرے دین عم کے دین کو قبول کریگا ابھی وہ یہ کہہ رہا تھا کہ ایک پیرزن نے شتر کو مسجد کے دروازہ پر لا کر بٹھلا دیا اُس لڑکے نے کہا کہ یہ ہے بھائی میرا محمد پس آپ محمل کے قریب تشریف لائے اور ایک جوان خوش رو کو دیکھا کہ محمل مین پڑا ہے اُس جوان کی جو نظر جناب امیر پر پڑی تو دیکھکر رویا اور بآواز حزین و دل اندوہگین کہا کہ السلام علیکم المستغیث والملتجا یا اہل مدینۃ المصطفے یعنے مین اپنا شکوہ تمہاری طرف لایا ہون اور پناہ تمہاری ڈھونڈتی ہے اے اہل مدینہ محمد مصطفے جناب امیر نے اُسکی تسلی اور تشفی کی اور فرمایا کہ اب تو کچھ فکر اور غم خاطر جمع رکھ کہ زمانہ تیری مصیبت اور بلا کا گزر گیا پھر آپنے حکم کیا کہ شہر مین منادی کرین کہ سب آدمی بعد نماز عصر بقیع مین آنکر جمع ہون تا وہ سب اس امر عظیم کو دیکھین کہ کبھی نہ دیکھا ہوگا حذیفہ کہتا ہے کہ وقت موعود بقیع مین سب لوگ آکر جمع ہوئے اور جناب امیر بھی مع ذوالفقار تشریف لائے اور جبکہ آفتاب قریب غروب کے پہنچا تو ہمنے دیکھا کہ دو آگین روشن دور سے

پیدا ہوئین ایک چھوٹی اور ایک بڑی جناب امیر اُس آگ کیطرف تشریف لیگئے اور چھوٹی آگ مین داخل ہوکر غائب ہوگئی اور وہ دونون اگین آپسمین مل گئین اور جیسے کہ دو لشکر آپسمین لڑتے ہین اور لشکر دوسرے لشکر کو مارتا ہے اسیطرح دونون ایک دوسرے کو مارتی تہین اور مثل صاعقہ بلند ہوتی تھین اور رعد کیسی آواز پیدا ہوتی تھی یہ دیکھکر سب آدمی خوف و بیم مین تہے اور ہر دم صدا رعد کی اور شعلہ صاعقہ کا بلند ہوتا تھا اور کوئی نہین جانتا تھا کہ کیا ماجرا ہونیوالا ہے اور کیا واقعہ مُنہ دکھلائیگا تمام شب یہی حال رہا تا اینکہ صبح طالع ہوئی اور سب آدمی جناب امیر سے مایوس ہوئے اور منافقین نے آپ کی ہلاکت کا یقین کیا کہ ناگاہ وہ آگ بیٹھ گئی اور دھوان دور ہوا اور اُس رعد و برق مے کچھ اثر باقی نرہا کہ جناب امیر ہاتھ مین ایک سر کٹا ہوا کہ جسکا طول گیارہ انگشت کا تھا اور آنکھین درمیان پیشانی کے تھین اُس سر کو پکڑے ہوئے ظاہر ہوئے اور بال اُسکے مثل بال وزندون کے تہے پس وہ جناب محل کے پاس تشریف لائے اور اُس جوان سے کہا کہ اب تو اُٹھ کھڑا ہو کہ تیرا سب مرض دور ہوا اور آگے پھر کبھی نہوگا پس وہ جوان کھڑا ہوگیا اور اپنے تئین سب طرح سے صحیح و سالم پایا اور چلنے لگا معجزہ سی و ہشتم منقول ہے کہ زمانہ خلافت جناب امیر مین ایک زاہد مدینہ مین صالح متقی تھا اول دین عیسائی رکھتا تھا پھر اُسنے دین محمدی اختیار کیا اور بسقدر زہد اور عبادت کو بڑہایا کہ شہرہ آفاق ہوا اُس زاہد کی ایک بیٹی ماہ سیما نہایت شکیلہ جمیلہ حسینہ تہی کہ اپنی خوبروئی سے خورشید پر بھی طعنہ زن تہی اور لعل خسار اُسکی رشک وہ حور بہشتی تہی اُسکے ہمسایہ مین ایک عزیز اُسکا بیمار تھا وہ دختر ایکروز عیادت خانہ سے اپنے نکلکر اُس بیمار کی عیادت کو چلی اتفاقاً اثنائے راہ مین نظر ایک جوان امیرزادہ طرب دوست کے قریب خانہ بیمار کے اُس دختر کی آنکھون پر پڑی فوراً وہ جوان شیفتہ اور عاشق اُس دختر پری رخسار کی آنکھون پر ہوگیا اور ہر روز درد دل اور سوزش عشق اُسکو زیادہ ہوتا تھا تا اینکہ صبر و قرار اور تاب و طاقت خواب و خوراکل و شرب سب اُسکو جواب دیا اور غم و غصہ نے حقیر و ناتوان بشکل مجنون بنا دیا چار برس تک مطلقاً اوسکو اپنی حال زار سے خبر نرہی سوائے گریہ و زاری اور آہ و بیقراری کے اور کچھ اوسکو کام نہ تھا ہر چند دوست احباب لگائے اور بیگانے اوسکو فہمائش کرتے تہے اور سمجھاتے تہے مگر اوسکو کسی کی نصیحت سود مند نہوتی تہی وہ اپنی اُسی خیال مین اور اُسکی تصور مین رہتا تھا تا اینکہ رسوائے خاص و عام اور انگشت نمائے خورد و کلان ہوا ہر مہینہ وہ شخص کسیکو اُس دختر نیک اختر کے پاس کہلا بہیجتا کہ اے جان جہان اور اے آرام دل ناتوان اسی برہمن زن دین و ایمان ایک دفعہ اپنے تئین مجہہ دکھلا دے والا مین تیرے فراق مین ہلاک ہوجاؤنگا اور خون میرا تیری گردن پر رہیگا اور اُس دختر پری رو کا باوجود اس حسن و جمال کے عبادت خدا مین یہ حال تھا کہ دن کو روزہ رکھنا اور رات کو محراب عبادت مین کھڑا رہنا اور نہایت عبادت سے نفس امارہ کو اپنے زیر کر رکھا تھا اور سب خواہش نفسانی کو مغلوب اور سب پر آپ غالب آئی تہی جب اُس جوان کے پیغامون سے عاجز آئی تو ایک شخص کو اُسکے پاس بہیجا اور کہلا بہیجا کہ اے شیفتہ عشق خرمن جانسوز والے والہ شوق چشمان دل دوز ہر چند مینے تجہسے کہا کہ تو خیال میرا چہوڑ دے اور میری طمع نکر خدا سے ڈر اور میری یاد بہلا دے تو نے نہ مانا اب کہہ کہ تو میری

کس چیز پر عاشق ہو قاصد جو یہ پیغام اُس دل دادہ خانمان خراب پاس لایا اور اُسکو سُنا تو وہ جوان کھڑا ہو گیا قاصد کی تعظیم کی ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے قاصد فرخندہ پیام اُس پری رو سے کہو کہ میں تیری چشم نرگسی نیم خواب کا بیمار ہوں اور اُسکا عاشق زار قاصد نے آنکر اُس دختر پاکیزہ خصال سے کہا کہ وہ جوان رعنا تیری آنکھوں کا عاشق اور شیفتہ ہے یہ سُنکر اُس حور لقا نے چاقو سے دونوں آنکھیں نکال لیں اور طبق میں رکھکر اُس جوان کے پاس بھیجدیں اور کہا کہ جسکا تو عاشق ہے وہ یہ موجود ہیں اور چونکہ اُنھوں نے نامحرم پر نظر کی یہ میرے کام کی نہیں رہیں جو ہیں اُس جوان نے وہ طبق دیکھا گریبان چاک کیا اور سر و سینہ خوب کوٹا اور مُنہ پر طمانچے مارے اور رویا اور وہ طبق لیکر جناب امیرالمومنین کی خدمت میں آیا اور روبرو حضرت کے رکھدیا اور ماجرا بیان کیا آپنے فرمایا کہ اے جوان تو نے کیوں اُسکے جمال پر نظر کی اور اپنے تئیں عذاب آخرت میں گرفتار کیا وہ جوان رونے لگا اور عرض کی کہ اے امیرالمومنین میں بہت بد اور بُرا کیا اور استغفار کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ پھر ایسا کام نہ کرونگا زاری اور عاجزی کی اُسمیں دختر کی ماں یہ خبر پاکر بیٹی نے آنکھیں اپنی نکالڈالیں ہیں روتی پیٹتی جناب امیر کی خدمت میں آئی اور قدم مبارک پر لوٹ گئی اور گریہ و زاری اور فریاد و فغان بلند کیا آپکو اُسپر رحم آیا اور فرمایا کہ اے پیرزال تو اپنی دختر نیک اختر کو میرے پاس لے آ وہ غمدیدہ دوڑی گئی اور اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑ کر حضرت کی خدمت میں لائی وہ دختر آپکے پاؤں پر گر پڑی اور خاک قدم مبارک کو پیشانی پر ملا اور کہا کہ ہزار جان میری فدا ان پائے مبارک کے جناب امیر نے دونوں آنکھیں اُسکی کاسۂ سر میں رکھیں اور اپنی ردا اُسکے سر پر ڈالدی اور سورہ فاتحہ کو پڑھا جو میں سورہ تمام ہوا آنکھیں اُسکی درست ہو گئیں اور مُنہ اُسکا مثل شمع کے روشن اور پُرنور ہو گیا وہ دختر حضرت کے گرد پھری اور حمد و ثنا اپنی اپنی زبان پر لائی اور یہ معجزہ شگفت دیکھکر بہت سے ترسا و یہود و گبر شرف اسلام کو پہنچے اور اسلام کو قبول کیا اور مومن ہوئے جناب امیر نے اُس دختر سے کہا کہ اے دختر صحت اس جوان نے تیرے عشق میں بہت جفا اور مشقت کھینچی ہے اور آزار اُٹھائے ہیں اب تو بھی اُسکو قبول کر دختر نے کہا کہ اے شاہ اولیا آپکو میرا اختیار ہے پس اُس جناب نے آپ اُن دونوں کا عقد کیا اور صیغہ پڑھا اور وہ دونوں اپنے مدعائے دلی کو پہنچکر گھر کو روانہ ہوئے **معجزہ سی و نہم** منقول ہے کہ دیار بیت المقدس میں ایک یہودی تھا الیخا نام فاضل متبحر اور دمشق میں بھی ایک یہودی تھا فاقل نام اور دو شخص اور تھے ایک کا نام شمشاد اور دوسرے کا نام شلامون اور یہ دونوں علم عربی اور علم نجوم میں کامل اور جواں آفرینش عالم اور مبدا و معاد کے ماہر اور آئندہ کی خبریں دیا کرتے اور جو کہتے تھے وہی ہوتا تھا ایکروز ان سب کا اتفاق اور اجماع بیت المقدس میں ہوا اور سب جمع ہو کر ایک جگہ بیٹھے اور حوال زمانہ آئندہ کا دیکھنے لگے تا معلوم کریں کہ زمان مستقبل میں کیا کیا حوادثات اور سوانحات پیدا ہونگے غرض اونکو معلوم ہوا کہ زمانہ ہرمز اور نوشیروان میں ایک شخص پیدا ہوگا کہ دین و ملت یہود و نصارے کو خراب کریگا اور سب ادیان سالفہ اور سابقہ کو باطل اور مضمحل اور برباد کریگا اور وہ شخص قریش سے ہوگا اور جو جماعت اُسکی متابعت اور اطاعت کریگی اُسکو وہ قتل کریگا اور چھ مہینے

اُسکی پیدائش مین باقی ہین غرض یہ خبر پہنچی زمانہ کے سب عالمونکو پہنچا وہی پہر نجوم کو دیکھکر معلوم کیا کہ وہ خاندان ابوطالب سے بلکہ
ابوطالب کی نسل سے ہوگا یہ سنکر آپسمین ہر ایک نے اس امر کے دفع کرنے مین مشورت کی مگر خاندان ابوطالب سے سب خوف
کرتے تھے اور اُنکی دفع مین اندیشہ ناک تھے اسواسطے کہ ابوطالب اکابر اور عظماء اہل مکہ تھے یعقوب اور الیخانے کہا کہ مکہ مین ہمارا ایک
دوست ہے شمعون نام وہ مفتی اور عالم اوسطرف کا ہے اوسکو اس مضمون سے خبردار کرنا چاہئے بلکہ اوسکو لکھنا چاہئے کہ جسطرحسے
ہوسکے اور مصلحت دیکھے کام اُسکا تمام کرے یہ کہکر شمعون کو اس مضمون کا نامہ لکھا کہ بزرو عظم خواجہ شمعون کو معلوم ہو کہ بعد
چالیس مہینے کے خاندان ابوطالب ابن عبدالمطلب ہاشمی کے مین ایک شخص پیدا ہوگا کہ جسکو توریت مین ایلیا کہتے ہین اور
انجیل مین ایک شخص علی ہوگا اور نام اوسکی مان کا فاطمہ بنت اسد ہے دین وملت قدیم یہود و نصاریٰ کو باطل اور ہمارے
گروہ کو قتل کریگا مساجد کو اور ہمارے عباد و تخانون کو منہدم اور مسمار کریگا پس جسطرح تجھسے ہوسکے اوسکی دفع کرنے مین کوشش کیجیو
تولد اوسکی یا بعد تولد کے اُسکے یا ہمارے دین و آئین مین کسیطرح کا خلل واقع نہو پس جب یہ نامہ شمعون کے پاس پہنچا اور اوسنے پڑھا تو
ڈرا اسواسطے کہ اُسنے بھی یہ حال کتابون مین دیکھا تھا جواب مین اُس نامہ کے لکھا کہ بالراس والعین جہانتک ممکن ہوگا مین
اُسکی دفع مین کوشش کرونگا اور پھر فکر مین گیا کہ کیا تدبیر کیجے اوسکی دفع کی آخر رائے نے اُسکی سر قرار پکڑا کہ ایک بکری کے بچہ کو
ذبح کرکے بکواکر زہر اُسمین ملا کر ابوطالب کے گھر مین بھیجے غرض اُسنے ایسا ہی کیا اور ایک کنیز کے ہاتھ تکلف کے ساتھ ابوطالب کے
گھر بھیجا اور کہلا بھیجا کہ شمعون نے یہ تحفہ تمکو بھیجا ہے غرض کنیز ابوطالب کی بی بی پاس لائی اور شمعون کا پیغام دیا....
اُنھون نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر سنکو لین کہ اپنے پیٹ مین سے ایک آواز سہمگین سُنی کہ کوئی کہتا ہے کہ مستان اندکے توقف کر
پھر ہاتھ نہ لگا سنکو لین کہ طفل نے شکم مادر مین ایک لات ماری اور کہا کہ یہ طعام زہر آلود ہے تمہارے اور میرے ہلاک کرنے کو بھیجا
ہے یہ سنکر اُنھون نے کنیز سے کہا کہ تو پھر لیجا کہ ہمارے خاندان اور شمعون کے خاندان سے کچھ رابطہ اور وسطہ نہین ہے اور
کبھی ہم تحف و تحائف باہم گر نہین ہوئی یہ تحفہ خالی مکر سے نہین یہ سنکر وہ کنیز خوان پھیر لے آئی اور حجرے مین
گھر کے لاکر رکھدیا شمعون ملعون کے دو بیٹے نہایت حسن و جمال کے ساتھ متصف بہ کمتب سے ہوآئے تو دیکھا کہ ماں باپ
دونون سیر باغ کو گئے ہین کنیز سے کہا کہ ہم بھوکے ہین گھر مین کچھ کھانیکو ہے کنیز نے کہا کہ حجرے مین نان اور گوشت بریان
رکھا ہے اور وہ لونڈی اُس ملعون کے مکر سے خبر نہ رکھتی تھی کہ اسمین زہر ملا ہوا ہے غرض وہ دونوں لڑکے دوڑ گئے اور حجرے کو
کھولکر کھانے لگے ایک لقمہ مُنہ مین ڈالا تھا کہ اثر زہر سے گلا درم کر لیا اور فوراً دونون مر گئے اسمین شمعون ملعون مع فوج کے
باغ سے آیا اور کنیز سے کہا کہ لڑکے ابھی تک مکتب سے نہین آئے لونڈی نے کہا آئے ہین اور حجرے مین نان و گوشت بریان رکھا ہے
ہین اُسنے پوچھا کہ وہ کہان سے آیا تھا کنیز نے کہا زن ابوطالب نے تحفہ قبول نہین کیا اُلٹا پھیر دیا تھا یہ بات جو سُنی تو مضطر
اور بیقرار ہو کر اندر دوڑ گئے دیکھا کہ دونون لڑکے مرے پڑے ہین عورت تو دیکھتے ہی اُس سیخ سے کہ جسپر کباب پختہ کئے
تھے اپنے پیٹ مین مار کر مر گئی شمعون ملعون نے اُس چھری سے کہ جس سے بچہ پر ذبح کیا تھا گلا اپنا کاٹ کر مر گیا اور دونون جہنم
واصل ہوئے معجزہ چہلم مذکور ہے کہ ایکروز جناب امیر کا گزر ایک کوچہ مین کو جہانیکہ مدینہ سے ہوا آپنے دیکھا کہ ایک مومن
منافق کے ہاتھ مین گرفتار ہے اور وہ منافق اُسکو سخت عذاب اور آزار دے رہا ہے مومن نے جناب امیر کو دیکھکر فریاد کی آپنے

پاس آئی اور حال پوچھا مومن نے کہا کہ ای امام مومنان و ای خلیفہ رسول انس و جان اس شخص کے مجھ پر ایکہزار سات سو دینار قرض آتے ہین اب یہ نا چتا ہی میری پاس اسوقت دینے کو نہین ہین اور نہ مجھی مہلت دیتا ہی کہ کہین سے تدبیر کروں آپنے فرمایا کہ مرتبہ میرا اس سے ارفع و اعلی ہی کہ میں تشفی کا منت کش ہون کسو سطی خالق ارض و سما سے طلب نکرون یہ فرماکر سر سوی آسمان بلند کیا اور عرض کی کہ ای بادشاہا ای ملکا ای کارساز بندہ نواز بحق ذات بے منالت و بحرمت محمد و آل محمد مطلب میں مومن باعتقاد کا برلا اور خاطر کو ہی اس دین کیطرف سی شاد کر فی الحال دروازہ آسمان کے کھل گئی اور آواز آئی کہ یا الحسن کہو میں بندیسی کہا زمین کیطرف روانکر ی اور جو کچھ سناگ کلوخ سی ای اٹھالے حق سبحانہ تعالی اپنی قدرت کاملہ سی اونکو سونپکا کر دیگا آپنے یہ حکم سی مرد و بیدار سی کہا اسنی ہاتھ بڑہاکر زمین سی جو کچھ اسکے ہاتھ مین آیا اور حبقدر اسکے ہاتھ مین سمایا انکری اور ڈھیلا اٹھائی اور اونکو دیکھا تو قدرت خدا اور اعجاز امام ہر دو سر سی وہ سب سونے کے ہوگئے آپنے فرمایا کہ اسمین قرض کو ادا کر اور جو بچ رہی اوسمین اوقات بسر کر اور دوسرے روز آپ مسجد مین جناب رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہوئی جناب رسولخدا نے اصحاب سے ارشاد کیا کہ تم مین سی وہ کونسا شخص ہے کہ جسنی کل کے دن ایکہزار سات سو دینار یہ اور مومن کے قرض کے ادا کی جناب امیر نے عرض کی کہ یا حضرت وہ مین ہون آپنے فرمایا کہ سچ ہی اور مین بھی جانتا تھا مگر جبرئیل نے مجھی آکر کہا تھا کہ سخاوت و کرم کو تمہارے اصحاب سے روبرو بیان کرون اور تمکو سی آگاہ کرون معجزہ چہل و یکم منقول ہی کہ عبد اللہ بن یونس کہتا ہی کہ ایک سال مین واسطی حج بیت اللہ کے گھر سے چلا جناراہ مین ایک زن حبشیہ نابینا کو دیکھا کہ دست مناجات پیش قاضی الحاجات بلند کی عرض کر رہی ہی کہ اے معطی السائلین بحق علی بن ابی طالب مجھی دوبارہ بصارت چشم مرحمت کر اور پھر مجھی بینا کر دی مین عورت کے پاس گیا اور اوسی سے کہا کہ تو علی ابن ابی طالب کو بہت دوست رکھتی ہی اسنے کہا کہ ہان ہزار جان میری اسپر نثار ہی کہ وہ میرے امام و پیشوا و کن دین و ایمان ہین ہنوز کئی درہم جیب سے نکالکر اسکے ہاتھ پر رکھدی اسنی کہا کہ مین دراہم کی طالب نہین آنکھین چاہتی ہون اور وہ درہم نذر لیمیں آگے چلا گیا اور بیت اللہ پہنچکر مناسک حج بجالایا اور بعد ادای حج گھر کیطرف مراجعت کی اور پھر اسی منزل پر آکر پہنچا اوس عورت کو دیکھا کہ دونون آنکھین اسکی روشن ہین اور سب مجھ دیکھتی ہی پوچھا کہ اوس حال اوس ہی پوچھا اسنی کہا کہ اے شخص میرے مولا علی بن ابی طالب نے مجھی آنکھین دین ہی کہا کہ کیونکر ہوا ماجرا بیان کر اسنی کہا کہ اے شخص ایکروز مین دعا کر رہی تھی کہ ایک شخص نے مجھسے کہا کہ تو علی کو دوست رکھتی ہی ہنوز کہا کہ ہان بصد جان اوپر سے فدا ہوں اسنی کہا کہ خداوندا اگر یہ عورت سچ کہتی ہی تو اسکو بینائی عطا کر فورا میری آنکھین روشن ہوگئین مین روی نورا گین اونکا دیکھکر قدمون پر گر پڑی اور آنکھون کو قدمون پر ملا اور عرض کی یا حضرت مجھی بتائی کہ آپ کون ہین کہ جو آپکی دعا کی برکت سی میری آنکھین صحیح ہوگئین فرمایا کہ مین وہ ہون کہ جسکا تو واسطہ دیکر دعا کرتی تھی معجزہ چہل و دوم منقول ہی کہ سلمان فارسی شہر مدائن مین تھی جب وفات اسکا قریب پہنچا تو ایک شخص زراوان نام نے پوچھا کہ ای سلمان تمہارے غسل و کفن کا مرتکب کون ہوگا کہا وہ شخص کہ جسنی رسولخدا کو غسل دیا ہی و دفن کیا ہی زراوان کہتا ہی کہ مین کہا کہ ای سلمان مدائن مین ہو اور شاہ ولایت مدینہ مین وہ کیونکر ان افعال کے مرتکب ہونگے سلمان نے کہا کہ جب روح میری مفارقت کریگی تو ہنوز تم مجھی سید نہ کرنے پاؤگے کہ وہ جناب آکر حاضر ہونگے جب

جناب تشریف لائین تو تم میرا سلام عرض کرنا راوان کہتا ہی کہ جب اونکی روح نے مفارقت کی اور چادر اُنکے منہ پر ڈالی تو دیکھا کہ
جناب امیر تشریف رکھتے ہین مین نے سلمان کا سلام عرض کیا اُس جناب نے چادر کو سلمان کے منہ پر سے اُٹھا دیا دیکھا مین نے کہ سلمان نے
حضرت کو دیکھکر تبسم کیا آپنے فرمایا کہ مرحبا یا عبد اللہ ادا ماتت رسول اللہ فقل ما ریت من اصحابہ یعنی خوشا حال تیرا اے سلمان
جب تو خدمتگین رسول خدا کے پہنچے تو جو کچھ کہ اُس جناب کے اصحاب نے مجھپر سلوکی کی ہی اور ظلم کیا ہی اُنکی خدمتین سب عرض کرنا
پھر چادر اُنکے منہ پر ڈال کے اونکو غسل دیا اور کفن پہنایا اور نماز پڑہی ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب مین لکھا ہی کہ راوان نے
کہا کہ مین نے دیکھا کہ وہ مرد اور پیدا ہوئی اور نماز مین مشغول ہوئی اور آپنے تکبیر باواز بلند فرمائی اور جب سب نے پوچھا تو آپنے
فرمایا کہ ایک انمین سے خضر تھے اور دوسرے جعفر طیار بھائی میرے تھے اور ہر ایک کے ساتھ سات سات صفین ملائکہ کی
تھین اور ہر صف مین ہزار ہزار ملائکہ تھی کہ سب نے سلمان پر نماز پڑہی اور کتاب جلاج مین اس حدیث کو سطرح بیان
کیا ہی کہ ایکروز صبح کو جناب امیر نے مدینہ منورہ کی مسجد مین ارشاد کیا کہ شب کو جناب رسولخدا میرے خواب مین تشریف لائے
اور ارشاد کیا کہ تم سلمان کی تجہیز و تکفین کرنا اور نماز پڑہنا اور مین اب مداین کو جاتا ہون کہ اُس جناب کی وصیت پر
عمل کرون حضار مجلس نے مدینہ کے باہر تک آپکی مشایعت کی اور رخصت کیا اور جب لوگ وقت نماز ظہر مسجد مین
آئے تو آپکو مسجد مین دیکھا سب نے حضرت سے حوال پوچھا حضرت نے فرمایا کہ مین مداین مین گیا اور اُسکو دفن کیا
اور اوسکو دفن کرکے آیا ہون مومنین کو تو یقین ہوا اور منافقین کو تصدیق اس امر کی نہوئی اور سکو محال جانا انتہی
بعد ایک مدت کے ایک خط مداین سے آیا کہ فلان روز سلمان نے انتقال کیا اور ایک اعرابی حاضر ہوا اور اُسکو غسل و کفن دیکر
اور نماز پڑہکر دفن کیا اور بعد دفن کرنیکے غائب ہوگیا پس جب تاریخ کو اُس خط کے ملاحظہ کیا تو وہی تاریخ نکلی کہ جس تاریخ
جناب مظہر العجائب و مظہر الغرائب علی بن ابی طالب غائب ہوئی تھی یہ دیکھکر دوستون کی محبت زیادہ ہوئی اور
منافقین کا حسد اور زیادہ ہوا **معجزہ چہل و سوم** منقول ہی کہ زمان خلافت بنی عباس مین ایک مرد تھا بصرہ مین
مال اور صاحب جاہ و حشمت اتفاق سے بسبب حوادث زمانہ کے مفلس ہوگیا اور مال و منال اُسکا سب جاتا رہا محتاج اور
پریشان ہوگیا مگر دوستان اہلبیت سے تھا جب بصرے مین صورت گزران کی معلوم نہوئی تو کوفہ مین آیا بازار مین
ایک شخص کو دکان پر بیٹھے دیکھا اور دیکھا کہ اکثر اسباب دنیا بیش قیمت اُس دکان مین چنا ہوا ہی وہ بصری اُسکے سامنے
آیا اور کہا کہ بحق محمد و آل محمد و ولایت علی مجھے کچھ دے کہ مین نہایت پریشان ہون وہ شخص چونکہ جماخوارج سے تھا
نام جناب امیر کا سنکر برآشفتہ ہوا اور کہا کہ نام علی پر تجھی خاک ہی نہ دونگا چہ جائیکہ درہم و دینار دہ بصری یہ سنکر بہت
دلتنگ ہوا اور رو دیا اور بازار کو چھوڑکر کوچہ و محلہ مین پھرنے لگا ایک مکان عالیشان دیکھا کہ اُسکے غرفہ مین ایک
زن ماہرو کمال حسینہ اور جمیلہ بیٹھی ہی اُس عورت کو اُسکا حال تباہ دیکھکر رحم آیا اور قریب بلاکر مستفسر حال ہوئی بصری
نے ساری سرگزشت اپنی بیان کی وہ عورت دوستان اہلبیت سے تھی اپنی کنیز کو فرمایا کہ اُسکے باپ سے اُسکو ارث مین پہنچا
تھا اور تین لعل ایک ایک ہزار دینار کے اُسمین تعبیہ کئے ہوئے تھے اُتار کر اُس بصری کو دیا وہ بصری اُنکو بازار مین لیکر آیا اور
جوہری کو دیئے ہر ایک کی قیمت کا ایک ایک ہزار دینار کا وہ آکا بصری اُسکو لیکر اُس دکاندار کے پاس آیا اور اُسکو دکھا کر کہا کہ تو مجھسے

بھی نکتہ ہی اسنے گوشوارہ کو پہچانا کہ اس شخص کی جو رو کا ہی معلوم ہوا کہ وہ ہی دوستان امیر المومنین سے ہی آتش قہر و غضب
اوسکا لون سینہ مین مشتعل ہوئی دکان کو بند کرکے گھر مین آیا اور بی بی سے کہا تو نے اس درویش کو بنایا گوشوارہ کیون دیا کہ
وہ شخص لافنی تہا عورت نے کہا کہ بیچارہ سے کیا کام وہ میرا مال تہا کہ مجہی میراث مین پہنچا تہا یہ میرا مال ہی تو مجہہ نہین دیا اور تینے
اسکو نہین دیا بلکہ اسکے وسیلہ کو دیا ہی پوچہا وسکا وسیلہ کون ہی کہا امیر المومنین امام المتقین شیر بیشۂ شجاعت و سخاوت کہ بغیر
اسکی محبت کے ایمان درست نہین اس سیاہ بخت نے اگرچہ یہ جانا کہ وہ جسکو کہتی ہی مگر از راہ تجاہل کہے کہا کہ جسکی تو مدح کرتی
ہے اسکا صرحۃ نام لے کہا علی بن ابی طالب یعنی نام سنکر سرخ ہوگیا اور کہا کہ اے ناکس مگر تو رافضیہ ہے بس جسکی محبت
مین تو نے جس ہاتھ سے گوشوارہ دیا ہی وہ ہاتھ ورا زکر یا مین اسیکو کاٹون اس عورت نے کہا کہ ای مرد ہاتھ کیا چیز ہی ہزار
جان گرامی میری اسکے دوستون اور اسکی اولاد پر سے قربان ہی اور ہاتھ اپنا دراز کر دیا اور کہا ہاتھ کیا سر بہی اس جناب
کے لئے حاضر ہی مگر اے مرد مجہی عیب دار اور محتاج خلائق کا نکر اور اگر تو مجہہ پر ظلم کریگا تو جزائی بد آخرت مین عوض اسکی پائیگا
اوسوقت خطاب الہی سب فرشتون کو پہنچا کہ دیکھو محبت اس زن مومنہ کی کہ دوستی مین امیر المومنین کے کیسی
دلیری کر رہی ہی پس ملائکہ نے دیکھکر اس ملعون پر لعنت کی اور اس زن صالحہ عفیفہ پر آفرین و تحسین کہی پس
اس بے رحم نے ہاتھ اسکا بند سے جدا کر ڈالا اور سب اسباب اوسکا جہین کر ایک پاجامہ کہنہ پہنا کر گہر سے نکالدیا اور کہا کہ تو زن
لوتر ابی ہی مجہپر حرام ہی اور خون تیرا مجہپر حلال ہی پس زن عفیفہ بادست بریدہ شہر سے باہر کاروان سرا مین کہ دروازہ شہر
شہر ہی تہا فتان خیزان پہنچی اور کاروان سرا کی زیر دیوار سبب الم کے غش کہا کر گر پڑی قضا را ایک پیر مرد مع اپنی
زوجہ پیر زال کے ایک گوشہ کاروان سرا مین رہتی ہی مگر اسکی اولاد نہ تہی اس پیر مرد کا گزر اس زن پاکدامن پر ہوا اسکے
حسن و جمال کو دیکھکر حیران رہگیا اور دیکھا کہ ہاتھ سے اسکے خون جاری ہی وہ جاکر اپنی بی بی کو بلا لیا اور آنکر وہ دونون اسکے
سرہانے بیٹھ گئے کہ اسمین اسکو ہوش آیا آنکھین کہولین پیر مرد کو اپنی بالین پر دیکھا سلام کیا اور سارا قصہ اپنا بیان کیا
اس پیر مرد اور زوجہ اسکی نے کہ مہربان اہلبیت سے تہی اس زن صالحہ کی تشفی کی اور دلاسا دیا اور اپنے دلمین کہا کہ ہمارے
فرزند نہ تہا خدا نے ہمارے فرزند یا گھر مین اسکو اٹھا کر لایا ہی اور اسکے ہاتھ کا علاج کرو یا کہ وہ جیسی ہوگئی پس وہ زن بیکبخت
شب و روز عبادت الہی مین مصروف رہتی تہی سات برس اسیطرح سے گزرے کہ ناگاہ ہندستان کی جانب سے ایک قافلہ آیا
اوسمین ایک خواجہ تہا کہ ایک سو اونٹ خروار اسباب نفیس کے اپنے ساتھ رکہتا تہا اور بہت سی کنیز و غلام ہندی کا
مالک تہا اسکا معمول تہا کہ بعد نصف شب اٹہتا تہا اور تہجد کی نماز پڑہکر قافلہ مین پہرا کرتا تہا اس شب اٹہا
اور بعد نماز تہجد جو قافلہ مین گشت کرنے لگا تو اسکو ایک گوشہ مین کاروان سرا کے روشنی دکہائی دی اسکو گمان چور ہونکا
ہوا اسطرف کو گیا تو دیکھا کہ وہ روشنی گہر کے اندر ہی اور تمام در و دیوار اس گہر کے منور ہو رہے ہین اور آسمان تک شعاع
اس روشنی کی پہنچی ہوئی ہی خواجہ نے کہا کہ یہان کوئی سہر ملہر الہی ہی آہستہ دروازہ کو کہولا اور اندر آیا دیکھا کہ ایک
پیر مرد اور ایک پیر زن تو سوتی ہین اور ایک دختر سجادہ پر بیٹہی عبادت خدا مین مشغول ہی اور نور نے اسکی چہرہ سے
فلک تک شعاع کہینچی ہی اور ایسی یاد الہی مین مستغرق ہی کہ دنیا و مافیہا سے کچہہ خبر نہین رکہتی خواجہ دیکھکر اسپر

عاشق ہوگیا اور پھر اپنے مقام پر آیا اور صبح کو کئی طبق جواہرات بیش بہا اور اسباب بیش قیمت کے لاکر پیر مرد کی نظر پڑی پیر مرد
اسباب بیش بہا دیکھکر متعجب ہوا اور خواجہ سے پوچھا کہ آیا کچھ مجھسے حاجت رکھتے ہو کہا ہاں تمہاری یہ دختر شوہر کہتی ہے یا
نہیں کہا نہیں خواجہ خوش ہوا اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اُسکا عقد میرے ساتھ کردو پیر مرد نے کہا کہ بہتر مگر اندک توقف
کرو یہ کہکر پیر مرد وہ طبق لیکر اُس دختر کے پاس گیا اور ماجرا بیان کیا اور کہا کہ تجھسے عقد کرنا چاہتا ہے تیری صلاح ہمین کیا ہے
دختر نے کہا تمہین اختیار ہے خواجہ یہ سُنکر خوش ہوا مگر وہ عورت اپنے ہاتھ کے کٹنے سے کمال محزون تھی اور کہتی تھی کہ ہائے بیٹ
سے کیا شوہر کے پاس جاؤنگی غرض پیر مرد باہر آیا اور خواجہ کو مبارکباد دی اور قاضی کو بلوکر صیغہ اُسکا پڑھوایا پس خواجہ
نے اسباب عروسی بہت سا پیر مرد کے گھر بھیجا اور ایک مکان نفیس بنوایا اور ہمین باغ لگایا جب مکان تیار ہوا
تو عروس کو ہمین لیگئے خواجہ نے ایک مجلس عظیم عروس کے واسطے آراستہ کی اور بہت سے مہمان جمع کئے اور انواع انواع
کی نعمتین اُنکو دین جب وقت شب کا ہوا تو خواجہ نے عروس کو طلب کیا عروس نے کہا کہ ایک ساعت توقف کرو
کہ مجھے تھوڑا سا کام ہے یہ کہکر وہی جامہ کہنہ پہنکر اور وضو کرکے دو رکعت نماز باسوز و گداز ادا کی اور سر عجز و نیاز زمین پر
رکھا اور روئی اور تضرع و زاری کرنے لگی کہ اے بادشاہ حقیقی بحق اُن عاشقوں اور جان نثارون اپنے کے کہ تیری
راہ مین اُنہون نے اپنی جانین فدا کی ہین اور تیری ہی دوستی مین تیرے دوستون کی ہاتھ اپنا کٹوایا ہے اور تو واقف ہے
کہ مجھ تاب طعنون اور شماتت اعدا کی نہین ہے بحق حرمت محمد اور علی اور اُنکے اہلبیت علیہم السلام کے مجھے شرمندہ اور
رسوا نہ کر یا جان میری لے لے یا میری فریاد کو پہنچ یہ کہکر ایسا رویٔ کہ بیہوش ہوگئی اور خواب نے اُسپر غلبہ کیا اور وہ
سوگئی کہ ہمین دریائے رحمت الٰہی و عاطفت کبریائی جوش مین آئی اور عالم ملکوت مین ایک شور و غل پیدا ہوا
ناگاہ اُس صالحہ عفیفہ نے خواب مین دیکھا کہ باغستان فردوس جنت مین ہی لیگئے اور اُسنے ایک قصر دیکھا یاقوت سُرخ
کا اور اُسمین ایک تخت ہے زمرد سبز کا اور اُسپر ایک مرد بیٹھا ہوا ہے کہ ہزارون فرشتے اُسکے روبرو صف باندھے کھڑے ہین دختر
نے جو یہ حال دیکھا تو ڈری اور خوف و بیم اُسکے دل مین پیدا ہوا کہ ایک فرشتہ اُسکو پکڑکر تخت کے قریب لیگیا اور اُس
تخت نشین نے فرمایا کہ اے دختر تین ہون امیر المومنین علی بن ابی طالب کہ جسکی مہر و محبت مین تو نے ہاتھ اپنا
کٹوایا میرے پاس آجو وہ آپکے نزدیک گئی فرمایا کہ ہاتھ اپنا کھول جب مینے ہاتھ اپنا کھولا تو دیکھا کہ ہاتھ میرا
درست تھا ایک آواز دختر سے پیدا ہوئی کہ جتنے آدمی پاس تھے سبنے اُسکی آواز سُنی اور اندر آئے تو اُس دختر کو دیکھا
کہ لباس کہنہ پہنے خاک پر لیٹی سوتی ہے اُنکے سبنے توقف کیا تا اینکہ وہ بیدار ہوئی اور دونون ہاتھون کو اپنے درست
دیکھکر سجدہ شکر کا کیا اور لباس فاخرہ پہنا اور گھوڑی پر سوار ہوکر شوہر کے پاس آئی اتفاقاً ایک روز وہ عورت اپنے شوہر کے
پاس بیٹھی تھی کہ ایک سائل آیا اور شوہر نے اُسکی چند درہم کیسے سے نکالکر قصد اُسکے دینے کا کیا چونکہ کوئی کنیز حاضر نہ تھی تو
اُس عورت نے وہ درہم اپنے شوہر سے لیکر آپ دینے کو گئی اور اُس گدا کو بلایا اور کہا کہ تو فلان شخص نہین ہے کہ مین تیری
جورو تھی اور تو نے میرا ہاتھ کاٹا تھا عوض اُس گوشوارے کے کہ جسکو مینے تیرے ظلم کے نام پر فقیر کو دیا تھا اور تو نے مجھے طلاق
دی تھی اور ہاتھ کاٹکر مجھے گھر سے باہر نکالدیا تھا اور کہا تھا کہ تو زن بوترابی ہے مجھپر حرام ہے اور تیرا خون مجھپر حلال ہے

اور یہ بھی تو نے کہا کہ تو جا ابو تراب تیرا ہاتھ اچھا کر دیگا اب دیکھ لے کہ ابو تراب نے تیرا ہاتھ اچھا کر دیا یا نہیں وہ شخص یہ سُنکر رویا
اور کہا کہ ہاں میں وہی ہوں اُس عورت نے پوچھا کہ تیرا حال یہ کیونکر ہوا اُسنے کہا کہ جب میں تیرا ہاتھ کاٹکر تجھی گھر سے نکالدیا تو
میرے گھر میں آگ لگ گئی اور جو کچھ گھر میں تھا سب جل گیا اور میں محتاج ہو گیا یہ کہکر وہ شخص چلا گیا اُسکی شوہر نے جو یہ کلمات
اپنی بی بی کے مُنھ تو پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ میں غلام ہوں تیرا اور یہ مال و اسباب تیرا ہی ہے عورت نے حیران ہو کر پوچھا کہ
اے خواجہ یہ کیا کلمات ہیں کہ تو کہتا ہے خواجہ نے کہا کہ اے عزیزہ مہربان میں وہی فقیر ہوں کہ جسکو تو نے اپنا گوشوارہ دیا
تھا اور یہ مال و اسباب اوسیکی برکت سے پیدا ہوا ہے پس اُن دونوں نے سجدہ شکر کا کیا اور خوش و خرم رہنے لگے معجزہ چہل و چہارم
جابرؓ انصاری اور عمارؓ یاسر اور ابوذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ ایکدن پیغمبر خدا بعد نماز صبح مسجد میں رونق افزا ہوئے اور
اصحاب آپکے گرد آپکے جمع ہوئے اور وہ جناب تفسیر کلام الٰہی کی اور خبر باری بیان فرما رہے تھے کہ ناگاہ جبرئیل امین جانب
رب جلیل سے نازل ہوئے اور عرض کی کہ اے حبیب رب العالمین خداوند عالم فرماتا ہے کہ اے حبیب ہمارے ایک خلق
کثیر لشکر کفار سے جمع ہوئی ہے اور ارادہ حرب کا تجھسے رکھتی ہے اور تبوک میں یہ حرب واقع ہوگی پس علی الصباح تم لشکر
اور سب اصحاب کو جمع کرو اور اسباب حرب جلد آمادہ اور مہیا فرماؤ اور ہمیں تعلل اور تساہل کو راہ نہ دو اور اس حرب کے
سبک و خوار نہ گنو اور بہت احتیاط ہمیں مدنظر رکھو تا تمہاری سپاہ کو نقصان نہ پہونچے اور سپہ سالار لشکر کفار کا ملکید بن
عمران ہے سپاہ اُسکے پاس بہت ہے اور سب کے سب کافر ہیں اہل ایمان سے عداوت و بغض رکھتے ہیں تم حرب میں اُنسے بیشدستی کرو کہ
وہ تم سے مغلوب اور مقہور ہونگے پس جب اُس جناب نے جبرئیل سے یہ خبر سُنی تو فرمایا کہ سپاہ اسلام میں منادی کریں کہ سب
جمع ہوں اور سب اصحاب سپاہ سفر کا مہیا کریں اور آراستہ ہو جائیں کہ تیسرے روز یہاں سے واسطے حرب ملکید کے
جانب تبوک میں کوچ کرونگا جب وہ دن ہوا تو جناب رسولخدا مسجد میں تشریف لائے اور جب سب اصحاب جمع ہوئے
تو آپ منبر پر تشریف لیگئے اور بعد حمد و ثناء الٰہی ارشاد کیا کہ حکم پروردگار عالم کا مجھ پر یہ ہوا ہے کہ اہل اسلام کفار سے لڑنے کو
جائیں اور حوالی تبوک ملکید بن عمران سے حرب کریں پس جب یہ خبر شہر مدینہ میں مشتہر ہوئی اتفاقاً ہمسایہ میں اُس
جناب کے ایک پیرزن رہتی تھی کہ ایک بیٹا تھا اُسکا یتیم نہایت شجاع و دلیر اور کمال تقویٰ اور صلاحیت کے ساتھ
آراستہ وہ جوان بھی خدمت جناب رسول مقبول میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے سالار دار الملک ایمان و اے برگزیدہ
حضرت سبحان ارادہ ہے غلام کا یہ ہے کہ ہمراہ لشکر اسلام واسطے حرب کفار کے جاؤں اور جہاد سے حظ و نصیبہ اُٹھاؤں پس
آپ مجھے اپنی ہمراہ لیچلیں تا خدمت آپکی کروں آپنے فرمایا کہ اپنی ماں سے اجازت لے اگر وہ تجھے رخصت دے تو چل والا اپنی ماں
کی خدمت میں رہ اور اوسکو رنج نہ دے وہ جوان اپنی ماں کی خدمت میں آیا اور اجازت خواہ ہوا اُس پیرزن نے کہا کہ اگر
رسولخدا ضامن تیرے ہو جائیں تو میں تجھے رخصت دوں یہ کہکر رسولخدا کی خدمت میں آئی اور عرض کی اے رسولخدا یہ بیٹا
میرا آپکے ساتھ جانیکا ارادہ رکھتا ہے اگر آپ ضمانت دیں کہ اسکو بھر صحیح تیرے پاس پہنچا دونگا تو میں اسے اجازت دیدوں
آپنے فرمایا کہ انشاء اللہ میں اسکا ضامن ہوتا ہوں میں اسکو تیرے پاس لے آؤنگا پیرزن یہ سُنکر راضی ہوئی مگر محزوں گھر کو پھری
اور شب و روز خیال فرزند میں رہتی تھی جناب رسول مقبول نے اُس جوان کو اسپ و سلاح عنایت کئے اور اصحاب سے کہا کہ

باب مین سفارش کی اور وہ جناب جناب امیرکو اپنی جگہہ چھوڑکر فقط آپ ہمراہ لشکر سلام کے روانہ ہوئے جب لشکر سلام نزدیک لشکر کفار کے پہنچا تو مقام کیا اور خیمے نصب کئے اور رات شب اقامت کی اور طلایہ لشکر کفار کو نگہبانی کیواسطے باہر بھیجا جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر مقابل ایکدیگر کے کھڑے ہوئے مکید نے میمنہ اور میسرہ اور قلب جناح لشکر آراستہ کیا اور آپ قلب لشکر مین کھڑا ہوا اور لشکر سلام سے مبارز طلب ہوا اول جو شخص لشکر سلام سے میدان مین گیا وہ وہی جوان یتیم تھا اُسنے مقابل لشکر کے کہڑے ہوکر کہا کہ اے گروہ کفار تم خدا پر ایمان کیون نہین لاتے اور رسول مقبول سے موافقت کیون نہین کرتے آگاہ ہو کہ مین اس تلوار سے تمہین قتل کرونگا یہ سُنکر سیاہ کفار سے کیفر نامی کہ مبارز عظیم اور جنگ آزمودہ اور زور اور بہادر تھا اُس جوان سعادتمند کے مقابل آیا چند حملے آپسمین رد و بدل ہوئے آخر اُس لڑکے نے ایسا نیزہ سینہ پر اُس گبر کے مارا کہ گھوڑے سے نیچے گر پڑا اور جہنم واصل ہوا پھر اُس لڑکے نے لشکر پر حملہ کیا اور چند نفر مردان کاری کو خاک ہلاکت پر ڈالا مکید نے جو یہ بہادری اُس لڑکے کی دیکھی تو ڈرا اور آلات حرب اپنے بدن پر آراستہ کئے اور میدان مین آیا اور اُس لڑکے پر حملہ کیا اور گرز آبدار کے سر پر ایسا کہ سر اُس لڑکے کا مثل سفال چور چور ہوگیا اور مغز سر کا سہ سر سے باہر نکل پڑا اور پشت مرکب سے زمین پر گر کر شربت شہادت پیا اور بہشت برین مین ہم آغوش حور العین کا ہوا پس اُس لڑکے کو مار کر مکید بن عمران یعنی اپنے لشکر گاہ کو روانہ ہوا پھر عمر بن الخطاب میدان مین آئے اور مکید کو میدان مین طلب کیا مکید نے کہا چہ خوش ای عمر اگر ہمارا بہی ہون تو بہی تو مجھ پر غلبہ پائے عمر نے جو یہ بات مکید سے سنی تو نہایت خوفناک ہوا مگر طوعاً و کرہاً مکید پر حملہ آور ہوا مکید نے ایک تلوار سر پر عمر کے ماری عمر نے سر پہیر لیا وہ تلوار عمر کے دوش پر آکر ٹہیری چونکہ وہ چلتا ہی ہوئی تھی تو کچھ خفیف سا زخم پہنچا آخر نہیمت پاکر میدان سے پہرا اور لشکر سلام مین آکر داخل ہوئے جناب رسولخدا نے جراح کو اُنکے پاس بہیجا کہ اسمین جبرئیل امین جانب رب جلیل سے نازل ہوئے اور کہا کہ خدا تعالیٰ تمکو سلام ارشاد کرتا ہی اور فرماتا ہی کہ اے حبیب ہمارے جبتک علیؑ کو طلب نکروگے اور وہ اس حرب مین حاضر نہوگا تو فتح ظفر اس لشکر کو نصیب نہوگی تم علیؑ بن ابی طالب کو اپنے ہمراہ کیون نہ لائے اور مدینہ مین اُسکو کیون چہوڑ آئے آگاہ ہو کہ فتح و نصرت تمہارے دین کی منحصر ہے ذوالفقار دو سر حیدر کرار مین یہ سُنکر جناب رسول مقبول نے بصد لے بلند ندا کی کہ اے ابن عم اے برادر جلد آؤ کہ بے تیرے اس حرب مین نصرت نہیں مروی ہی کہ اسوقت جناب امیر باغ مین تشریف رکہتے تہے کہ آواز جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمع مبارک مین پہنچی آپنے فرمایا کہ لبیک وسعدیک یا نبی اللہ السلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ جناب رسولخدا نے بہی آواز جناب امیر کی سُنی اور دوری مابین آپکے ایکسو ساٹھ فرسخ کی تہی پس جناب امیرؑ نے سلمانؓ سے فرمایا کہ اے برحرم دُلدل کو حاضر کرو کہ وحی جناب رسولخدا نازل ہوئی ہی کہ جبتک علیؑ نہ آئیگا اس سپاہ کفار کو شربت نہوگی یہ فرما کر دُلدل پر سوار ہوئے اور نام خدا زبان پر جاری کیا اور بہ طرفہ العین آن مین تخت علم محمدی اپنے تئین پہنچایا اور کہا کہ السلام علیک یا شفیع یوم الدین جناب رسولخدا نے بہی جواب سلام کا دیا اور آپکی مدح کی اور کہا کہ اے ساقی کوثر جبتک تم نہ آئے رونق میری سپاہ کی نہوئی پس آپ جرگاہ مین آئے اور فرمایا کہ اے مکید گر اگر تو ایمان نہ لائیگا تو بحق اُس خداوند کے کہ جسنے زمین و آسمان پیدا کیا ہی اسی لحظہ تجھ جہنم کو بہیجونگا اور تیرے بتخانہ کو تیرے جلا کر خراب کردونگا اور سب شہر اور ولایت کو برباد کردونگا اور تخت اور سلطنت کو تیرے

وہم و برہم کردونگا یکید ملعون نے یہ سُنکر کہا کہ تو کون ہے کہ اسطرح کی لاف وگزاف کی باتین کرتا ہے مین تجھسے کچھ خوف نہین رکھتا
مین پہلوان دوران یکید بن عمران ہون وہ جناب یہ سُنکر اُس سے مشغول حرب ہوئے اور ذوالفقار اُسکے سر نحس پر ماری
اُس ملعون نے سپر وسطی دفع ذوالفقار کے سر پر کی اوس جناب نے خدا کو ساتھ وحدانیت کے یاد کرکے ایسی ذوالفقار اُس ملعون کے
سر پر ماری کہ سپر اور سر اور سینہ اور زین اور گھوڑے کے دو ٹکڑے کردیئے اسطرح پر کہ دونون ٹکڑے برابر ہوئے کہ ایک سر ہوا ایک
حصہ کو دوسرے حصہ پر کم و بیشی نہ تھی اوسوقت آواز تحسین و آفرین کی عرش و کرسی و آسمان و ملایک ہفت آسمان و
زمین سے بلند ہوئی جناب رسول مقبول نے بھی قوت و زور بازو پر آپ کے آفرین و تحسین فرمائی جب سپاہ گبر نے وہ ضرب
حیدری دیکھی تو ہزیمت اختیار کی اور روبگریز و فرار رکھا اور کوس حرب اہل اسلام حرکت مین آئی اور اہل اسلام اُنپر تاخت
و تاراج لائے اور اونکا مال و اسباب لوٹ کر اور بہت سے قیدی اُنکے پکڑ لائے آخر اُنھون نے امان چاہی اہل اسلام نے اونکو امان
نہ دی تا اینکہ اُنھون نے اسلام قبول کیا اور ایمان لائے پس لشکر اسلام نے باقتح و ظفر بسمت مدینہ منورہ مراجعت کی غرض پیر
زن بنے جو لشکر اسلام مظفر و منصور ہوکر آتا ہے تو خوش ہوئی اور ہر ایک اہل فوج سے خبر اپنے فرزند کی پوچھتی تھی وہ
سب کہدیتے تھے کہ ہمراہ سید عالم کے ہے جب کوکبہ علم محمدی کو دیکھا تو دوڑی اور رکاب فلک احتساب کو پکڑکر بولی کہ یا حضرت
کہان ہے فرزند اور نور دیدہ میرا کہ فراق عزیزون کا مشکل ہے شب و روز خواب و خور راحت و آرام میرا جاتا رہا ہے اور بین
و یسار دیکھتی جاتی تھی اور اپنے فرزند کو ڈھونڈتی تھی جبکہ اُسنے اپنے فرزند کو نہ دیکھا تو رو کر کہا کہ اے رسول خدا میرے فرزند کو
آپنے کیا کیا کہ اُسکو مین نہین دیکھتی فرمایا آپنے کہ اے عجوزہ ہم سب کو ایک روز دنیا سے جانا ہے اور کوئی یہان سوائے خدا کے
نہ رہیگا خدا تعالے نے تیرے بیٹے کو قبول کیا اور حبیبت فردوس کو پہنچا وہ کفار کے ہاتھون سے شہید ہوا اُس پیرزال نے
جو خبر قتل فرزند سُنی تو یکبار فریاد لائی اور زمین پر گریہ بیہوش ہوگئی پھر جب ہوش مین آئی تو کہا کہ یا حضرت میرے
فرزند کو کیا کیا یہ کہکر پھر بیہوش ہوگئی اور بعد ایک ساعت کے اُٹھکر مثل دیوانہ وامن رسول خدا کا پکڑ لیا اور کہا کہ مین
دامن آپ کا نہ چھوڑونگی جبتک کہ میری امانت آپ مجھے نہ سونپینگے یہ حال پیرزال کا دیکھکر جناب رسول خدا کو رحم آیا اور
آنسو آنکھون مین بھر لائے اور سب لشکر رونے لگا جناب رسول خدا نے کہا کہ الٰہی بحرمت اپنی جود و کرم کے کہ تو واجب الوجود ہے
اور بہ برکت اپنی لطف و رحمت کے میرے دامنہ کو امانت پیرزال سے بری کر یہ فرماکر سر برہنہ کیا اور سجدے مین تشریف لیگئے
ہنوز سر سجدے سے نہ اُٹھایا تھا کہ روح اُس لڑکے کی اُسکے قالب مین آگئی جب سر سجدے سے اُٹھایا تو دیکھا کہ سرہانے ایک گھوڑا
زین بندھا ہوا کھڑا ہے وہ طفل سپر سوار ہوا اور فرشتون نے اگے گھوڑے کی باگ پکڑی اور جناب رسول مقبول کیخدمت مین
لاکر حاضر کیا وہ لڑکا گھوڑے سے اُترا اور رسول خدا کے قدم قدس مین گر پڑا اور پاؤن چومنے لگا اُس جناب نے دوبارہ سجدہ شکر کا
ادا کیا اُس عورت نے جو اپنا فرزند دیکھا تو بہت خوش ہوئی اور عرض کی کہ اے سید مینے بڑی گستاخی حضور سے کی اب
مجھے آپ بحل فرمائین اسواسطے کہ آپ جانتے ہین کہ داغ فرزند کا بہت برا ہوتا ہے پس اُس جناب نے ارشاد کیا کہ اے جوان حال
اپنا بیان کر اُسنے عرض کی کہ اے برگزیدہ حضرت ذوالجلال جبکہ مین بہشت زین سے نعمی ہوکر زمین پر گرا اور روح نے میری
مفارقت کی تو فرشتے مجھے فردوس بریں مین لیگئے اور ایک لاکھ حوریں اور غلمان میری زیارت کو آئے ناگاہ ندا

پہنچی کہ اولاد کے پیغمبر خدا تیری انتظار مین ہین اور تیری ماں کے ہاتھ سے عاجز آئے ہین اسواسطے کہ وہ جناب تیرے ضامن ہوئی ہے پس فی الحال مجھے آپکے حضور مین لاکر حاضر کیجیا اور پھر مخاطب ہوکر اپنی ماں کیطرف کہا کہ اے والدہ تمنے یہ کیا کیا کہ مجھکو محنت خانہ دنیا مین پھر بلوایا اور بہشت عنبر سرشت سے نکلوایا مین ہون جہان کو نہین چاہتا یہ کہکر قدم جناب رسولخدا مین گر پڑا اور عرض کی کہ آپ دعا کرین کہ مین پھر روضۂ رضوان مین مقام پاؤن یہ کہکر کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا حضرت نے اسکے حق مین دعا کی فوراً روح اسکی جنت کو پرواز کرگئی اور روضۂ فردوس مین داخل ہوئی پیرزن نے یہ حال دیکھکر عرض کی کہ اے سید مین اتمام کرتی ہون کہ خدا تعالے اپنے فضل سے گناہ میرے بخشے اور آپ بھی خطا میری بحل کرین اور آپ دعا کرین کہ روح میری بدن سے پرواز کرے اور ہمنشین فرزند کا مجھے گردانے پس اُس جناب نے دعا کی اُسیوقت وہ عورت بھی مرگئی آپنے غسل و کفن دیکر اسکو دفن کیا معجزہ چہل و پنجم عمار یاسر روایت کرتے ہین کہ مین ایکبار مولائے کونین امیرالمومنین کیخدمت بابرکت مین حاضر تھا کہ وہ جناب کوفہ سے باہر تشریف لیگئے اور ایک دیہ پر کہ جسکو نخلہ کہتے ہین آپ کا گزر ہوا اور وہ کوفہ سے دو سو فرسخ دور ہے ناگاہ پچاس یہودی پیدا ہوئے اور پوچھا کہ تو ہی ہے علی بن ابی طالب فرمایا ہان مین ہی ہون اُنھون نے کہا کہ حوالے ہمکو ایک پتھر ہے کہ اُسپر سات نام انبیاء سابقین کے کندہ ہین اور ایک مدت سے ہم اور ہمارے آبا اُسکو ڈھونڈتے ہین ہمین وہ نہین ملتا مگر ہماری کتابون مین لکھا ہوا ہے اگر تو امام زمان اور وصی رسول برحق ہے تو اُسکا ہمین نشان دے آپنے فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ وہ سب آپ کے ہمراہ چلے تا اینکہ تھوڑی سی دور گانو سے گئی ہے کہ ایک تیلہ ریگ کا پیدا ہوا آپ وہان ٹھہر گئے اور فرمایا کہ ایکدن بساط سلیمان پر ہم یہان پہنچے تھے اور وہ پتھر اس ریگ کے ٹیلے کے نیچے ہے یہود نے کہا کہ ہمین اس ٹیلے کے اٹھانیکی طاقت نہین ہے اُس جناب نے لب مبارک کو جنبش دی فوراً ہوا حاضر ہوئی فرمایا کہ اے باد اس ریگ کے تو نے بحکم علی ابن ابیطالب اڑا کر دوسری جگہ کردی راوی کہتا ہے کہ ہمنے دیکھا کہ ہوا نے طرفۃ العین مین اُس ریگ کو اُڑاکر صحرا مین پریشان کردیا اور زمین صاف و ہموار نکل آئی اور ایک سنگ عظیم ظاہر ہوا فرمایا کہ یہ وہی پتھر ہے کہ جسکی تلاش مین تم تھے یہود نے کہا کہ یہ وہ پتھر نہین ہے اگر وہ ہوتا تو اُسپر نام پیغمبرون کے نقش ہوتے فرمایا کہ نام پیغمبرون کے اُسکی دوسری طرف ہین تم اسکو الٹ کر دیکھو قریب ہزار اہل دیہ نے کہ جمع تھے کلنگ اور بیلون سے اُس پتھر کے گرد کو خالی کیا اور چاہا کہ اسکو الٹ دین مگر پتھر نے اپنی جگہ سے ذرا حرکت نہ کی جناب امیر نے فرمایا کہ تم سب ہٹ جاؤ اور آپنے باعجاز دو انگلیون سے اوسکو الٹ دیا یہود نے دیکھا کہ سالون پیغمبرون کے نام اُسپر نقش ہین ایک حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کا اور حضرت داؤد کا اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسے اور جناب محمد مصطفےٰ کا یہ دیکھکر یہود قدم اقدس پر گرے اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و انک علی ولی اللہ و خلیفۂ رسول اللہ علی خلقہ و وصیہ من بعدہ پھر کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ جسنے تجھے پہچانا اُسنے سعادت پائی اور نجات پائی اور جسنے تیری مخالفت کی وہ شقی اور بدبخت ہوا اور تو ہی ہے وہ ولی اور وصی کہ ہمنے توریت اور انجیل مین پڑھا ہے اور سب اہل قریہ بھی مسلمان ہوئے

معجزہ چہل و ششم مروی ہے کہ زمانہ خلافت جناب امیرالمومنین مین ایکروز وہ جناب مسجد مدینہ مین وسطی نماز جماعت سے کھڑے ہوئے اور سب اصحاب آپکے عقب آپکے نماز ادا کی پس بعد نماز آپ منبر پر تشریف لیگئے اور ایک خطبہ بکمال فصاحت و بلاغت ادا کیا اور تفسیر آیات کی اور تاویل اور تنزیل و وعد و وعید و مرو ہنی و محکم و متشابہ کے بیان کی اور پھر نعت سرور کائنات

ارشاد فرمائی اُسوقت خلائق ہشیما اقالیم یمن و طائف سند و چین و حبش و حجاز و شام و عراق و ماوراء النہر وغیرہ اطراف و جوانب کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے آپکے اقوال ہدایت اشتمال کو سنتے ہیں کہ ناگاہ شور و غل اور فغاں و نالہ بیرون مسجد سے بلند ہوا اور ایک خلائق شہر مدینہ کی مسجد میں ترسان و مضطرب داخل ہوئی اور کہا کہ یا امیر المومنین ہماری فریاد کو پہنچو اور ہماری خبر لو کہ ایک اژدہا کوہ پیکر عظیم الجثہ ایسا شہر میں آیا ہے کہ جسکے خوف سے پہاڑ اور صحرا اور در و دیوار لرزتے ہیں اور جس کوچہ میں آتا ہے تو دونوں پہلو اُسکے دونوں طرف کے دیوار و در سے لگجاتی ہیں اور بیضہ کہ اوسمیں سے نکلتا ہے اور پشت اوسکی کوٹھوں تک پہنچتی ہے پس سے شاہ ولایت آپ تعجل اور درنگ نہ فرمائیں کہ سب صغیر و کبیر زکور و اناث در مسجد پر حاضر ہیں اور تماشا صنعت الٰہی کا کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ سب خلائق کی طمانیان کرو اور کہدو کہ یہ اژدہا میرے پاس آتا ہے تم کچھ سروکار نہیں رکھتا تم کوئی اُس سے خوف نہ کرو یہ سنکر سب خلائق بیخوف ہوگئی اور اُسکی تماشا کو آنے لگی ایک اژدہا دیکھا چاہیئے سو ہی کہ کالبا سراو سکا مثل کبند کے دہن اوسکا مثل غار کے اور خال سفید بدن پر برابر سپر کے و زرہی اُسکی سر کی چیز گزکی یہ کہکر سب نے نکیرکی القصہ جب اژدہا مسجد کے دروازہ پر آیا اور اندر مسجد کے داخل ہوکر منبر کے پاس پہنچا تو سر بلند کرکے چپ و راست دیکھنے لگا جب دیکھا کہ جناب امیر منبر پر تشریف رکھتے ہیں تو زیر منبر آکے جناب امیر کے آگے سر زمین پر رکھا اور زمین کو بوسہ دیا اور سر جناب پر سلام کیا اور زبان ساتھ حمد و ثنا رب العالمین اور نعت سید المرسلین کے کھولی کہ سب نے اُسکی آواز کو سُنا مگر کلام اُسکا سوائے جناب امیر کے اور کوئی نہ سمجھا اور کسی نے نہ جانا کہ سُنی کیا کہا من بعد سُنی کہا کہ اے امام جن و انس میں راہ دور سے آیا ہوں اور میں قاضی ہوں پریوں کا مجھ ایک مشکل پیش آئی ہے کہ جسکی حل کرنے سے سب قاضی عاجز آئے ہیں پس اے حلال مشکلات میری مشکل کو آسان کر جناب امیر نے فرمایا کہ کہو وہ مشکل کیا ہے اگر میں بتوفیق خدا تعالے اُسکو حل کروں قاضی نے کہا کہ اے حجت اللہ ہم پریزادوں کا شہر ہزار گھر ہے اور سب مطیع امر اسلام اور تابع شریعت ہوئی ہیں اُس زمانہ سے کہ جناب رسولخدا تبوک کی لڑائی سے پھر کر ہمارے پاس تشریف لائے ہیں اور اُس زمانہ میں ہمیزادہ ہمارا لنگڑا ہوگیا تھا اور اُس جناب کے معجزہ سے اُسنے شفا پائی تھی اوسوقت ہمارے شہر ہزار گھر سے اسلام لائے ہیں اور اب تک اُسی اعتقاد پر ہم سب ہیں اور اب اور زیادہ ہوگئے ہیں میں اُن سب کا قاضی ہوں بالفعل ہمارا بادشاہ مرگیا ہے دو بیٹے اُسکے رہے ہیں ایک کا ایک سر ہے اور دوسرے کے دو سر ہیں جسکے دو سر ہیں وہ تو دو ہرا حصہ مانگتا ہے اور ایک سر والا اسکو ایک حصہ دیتا ہے اس سبب اُنمیں جھگڑا ہو رہا ہے اب وہ میرے پاس اپنا قضیہ لیکر آئے ہیں اور میں خود اس مسئلہ میں عاجز ہوں اے شفیع روز محشر میری مشکل کو آسان کر جناب ہادی دین و حاکم شرع متین نے فرمایا کہ اے قاضی جسوقت کہ وہ لڑکا کہ جو دو سر رکھتا ہے سو رہے تو بہت آہستہ سے کوئی شخص اُسکے سر پر ہاتھ رکھو اور اُس سر کو بیدار کرے اگر فقط وہی سر بیدار ہو اور دوسرا سر سوتا رہے تو وہ دو شخص ہیں والا ایک شخص ہے پس اگر وہ دو شخص نکلیں تو اُسکا دوہرا حصہ دو والا ایک حصہ دو پس قاضی نے کورنشیں کو بوسہ دیکر اور سجدۂ تعظیمی جناب امیر کو کرکے چلا گیا اور تین مہینے کی راہ کو باعجاز جناب امیر تین دن میں طے کرکے اپنے گھر پہنچا اور موافق فرمودہ جناب امیر اُس لڑکے کا جو امتحان کیا تو وہ دو شخص نکلے اُسکو دوہرا حصہ میراث پدر سے دیا معجزہ چہل و ہفتم سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب خیر الامم آپکے خدمتمیں نماز صبح ہمنے ادا کی جناب رسول مقبول نے بعد از فراغ نماز ارشاد کیا کہ کہاں ہے

قاضی شہر ہزار گھر کا آنا جناب امیر کی خدمت میں اور فیصلہ کرانا دو سر والے لڑکے کا

ابن عم میرا علی بن ابیطالب ہے کہاں ہے وہ شخص کہ جو دین میرا ادا کریگا اور وعدے میرے وفا کریگا جناب امیر یہ سُنکر کھڑے ہوئے
اور کہا لبیک لبیک یا رسول اللہ فرمایا کہ اے علی تم جانتے ہو کہ اپنے فضل اور مرتبہ کو جانو کہ پیش جناب احدیت کسقدر تمہارا مرتبہ
ہے جناب امیر نے فرمایا نعم یا رسول اللہ فرمایا کہ اے علی صحن مسجد مین جاؤ اور جب آفتاب طلوع کرے تو اُسکی طرف خطاب کرکے
کہو کہ السلام علیک یا ایہا الشمس سلام ہو تجھپر اے آفتاب عالمتاب سلمان کہتے ہین کہ جناب امیر نے موافق فرمانے جناب
رسولخدا کے آفتاب عالمتاب پر سلام کیا آفتاب نے جواب دیا کہ السلام علیک یا اوّل یا آخر یا ظاہر یا باطن ہین ہو بکل شئی
علیم پس اصحاب نے یہ کلام سُنا تو کہا کہ یا رسول اللہ کل آپنے فرمایا تھا کہ اوّل و آخر صفات حق تعالیٰ کی ہین آپنے فرمایا کہ ہان
اول اور آخر صفات حقتعالے کی ہین وہو بہذا وحدہ لاشریک لہ یحیی ویمیت وہو حی لایموت بیدہ الخیر وہو علی کل شئی قدیر
اصحاب نے عرض کی کہ پھر ہمنے آفتاب سے کیون سُنا کہ ان صفات کو حضرت علی کے واسطے بیان کیا اور جن چیزونکی نسبت خدا تعالے
کیطرف دیتے ہین اُس جناب کیطرف اُنچیزون کی نسبت دی حضرت نے فرمایا استغفر اللہ وتوبوا الیہ آفتاب نے جو علی کو یا
اوّل کہا تو مراد اُس سے یہ ہے کہ وہ اوّل اُس شخص کا ہے کہ جو ایمان مجھپر لایا ہے اور تصدیق میری کی ہے اور یا آخر جو کہا تو اُس سے
یہ مراد ہے کہ وہ آخر اُس شخص کا ہے کہ جو مجھے خاک مین پنہان کریگا اور لحد مین رکھیگا اور یہ جو کہا یا ظاہر تو مراد اُس سے یہ ہے کہ وہ ظاہر
کریگا دین خدا کو شمشیر کے ساتھ اور یہ جو کہا یا باطن تو یہ مراد ہے اُس سے کہ سب علوم باطنیہ اور رکنونہ اُسکے دلمین پنہان ہین
اور یہ جو کہا کہ وہو بکل شئی علیم تو مجھے قسم ہے خداوند ذوالجلال کی کہ کوئی علم خدا نے مجھے تعلیم نہین کیا مگر یہ کہ میں نے علی کو تعلیم
کیا بدرستیکہ علی عارف اور واقف ہے آسمان کی راہون اور زمین کی راہون کا اور اسی واسطے آفتاب نے کہا علی سب اشیاء
کا دانا ہے **معجزہ چہل و ہشتم** حسین بن علی نے قنبر سے روایت کی ہے کہ اُسنے کہا کہ ایک روز مین خدمت مین جناب امیر
المومنین کے حاضر تھا کہ آپنے ذوالفقار کے کنارے پر رخت بدن اُتار کر رکھا اور ارادہ غسل کا کیا ناگاہ موج آئی اور پیراہن پاک
بہا کر لیگئی جب آپنے سر پانی سے باہر نکالا اور دیکھا کہ کرتا پانی مین بہ گیا تو آپ متحیر ہوئے کہ اب کیا پہنون آتین ہاتف نے
آواز دی کہ اے ابوالحسن دست راست اپنے دیکھو اور لطف الٰہی کو نسبت اپنے ملاحظہ کرو آپنے جو دیکھا تو ایک مندیل مین ایک تا
لپٹا ہوا کنارے پر نظر آیا آپنے اُسکو اُٹھا کر اور کرتا اُسمین سے نکالکر پہنا اُسکی جیب مین سے ایک رقعہ نکلا اُسکو جو پڑھا تو اُسمین لکھا ہوا تھا
کہ ہدیہ ہے خدائے عزیز حکیم کی جانب سے طرف علی بن ابیطالب کے یہ پیراہن ہے ہارون بن عمران کا ایسی ہی میراث دیتے ہین ہم ایک
قوم کو بعد قوم دوسری کے **معجزہ چہل و نہم** ابن عباس روایت کرتے ہین کہ جب رسولخدا حدیبیہ سے متوجہ طرف مکہ کے
ہوئے تو اثنائے راہ مین لشکر مین پانی ہو چکا لشکر نے لشکر پر غلبہ کیا اور فریاد العطش کی بلند ہوئی اور کہین نشان پانی
کا معلوم نہوا رسولخدا نے فرمایا کہ یہ درخت جو دیکھلائی دیتے ہین اُنمین ایک کنوان ہے کوئی تم مین ایسا ہے کہ ایک جماعت کو
اپنے ساتھ لیکر مشکین بھرلائے ایک شخص نے کہا کہ مین جاتا ہون غرض وہ کئی مشکے اور بہت سے پیادے اپنے ساتھ لیکر اُس طرف گیا
جب بالین شجار پہنچا تو دیکھا کہ جابجا آتش شعلہ ور ہے اور آوازین مہیب اور صدائین پر خوف ہر طرف سے آتی ہین یہ حال
دیکھکر سب پر خوف طاری ہوا اور بسبب خوف کے پھر آئے اور حال رسولخدا سے بیان کیا آپنے فرمایا کہ قوم جنہ ہے کہ تمہین
اُنسے ڈرایا ہے اگر تم وہان چلے جاتے تو کچھ خوف نہ تھا پس اگر اور کوئی جاکر پانی لائے تو مین اُسکے واسطے بہشت کا ضامن ہوتا ہون

کتاب ابصار العین فی انصار الحسین ۱۲

یہ سُنکر ایک اور شخص کہڑا ہوا اور اُن سقوں کو اور آدمیوں کو ہمراہ لیکر وہاں گیا تو پہلے سے بھی زیادہ بے ہیزم آگین روشن ہوئیں اور شعلے پیدا ہوئے اور رعد و برق پیدا ہوا یہ لوگ بھی خوف کے مارے بھاگ آئے غرض تین دفعہ ایسا ہی ہوا آخر جناب رسولخدا نے جناب ہبیرہ سے فرمایا کہ اب تم جاؤ اور پانی لاکر لشکر کو زحمت تشنگی سے بچاؤ شمعون کہتا ہے کہ میں چار دن دفعہ سب کے ہمراہ تھا کہ جب جناب ہبیرہ اُن دختوں میں پہنچے تو آوازوں کو سنا اور آگوں کو ملاحظہ کیا پس سب ہمراہیوں سے کہا کہ تم قدم بقدم میرے پیچھے چلے آؤ اور چپ و راست نگاہ نکرو اور آپ رجز پڑھتے جاتے تھے ؎ پناہ من بخدائیست فرد بے ہمتا کہ دوست خالق ہم جن و انس ارض و سما + زرعد و برق زآتش علی نیندیشد + چو دیگران نہ ہراسد زصوت یا ضدا غرض کنارہ پر چاہ کے پہنچے اور ڈولوں کو چاہ میں ڈالا دو مشک بھرے تھے کہ ڈول لوٹ کر چاہ میں گرپڑا جناب ہبیرہ نے فرمایا کہ کوئی تم میں ایسا ہے کہ چاہ میں جاکر ڈول کو نکالکر لائے سب نے عرض کی کہ یا حضرت ہم میں سے کسیکو طاقت نہیں کہ چاہ میں اوترے یہ سُنکر اُس جناب نے دہن کھولا اور فرمایا کہ جو کچھ تم سنو اور دیکھو اُسپر صبر کرنا اور کچھ اندیشہ نکرنا اور پھر آپ یہ فرماکر چاہ میں کود دی کہ اُسمیں آوازیں ہنسی اور قہقہہ کی سب کے کانوں میں آئیں اور ایسی آوازیں کوئیں میں سے آتی تھیں کہ گویا کوئی کسیکا حلق دباتا ہے اور اُنکے دم رُکتے ہیں اور گویا کوئی عناق میں مبتلا ہے ناگاہ آواز جناب علی کے چاہ میں گرنے کی آئی سبکو آپ کی ہلاکت کا یقین ہوا اور سب نے دل مرگ پر رکھا اور اپنے مرنے کا یقین کیا کہ ناگاہ سب نے آواز بسملہ اکبر کی جناب ہبیرہ سے سُنی اور آپ کی تلوار کی بھی آواز بلند ہوئی اور آواز الصعقہ الامان کی کانوں میں آئی اور بجائی صدائے خندہ و فریاد گریہ و بکا کی سُنی تو ہوتے دیر کے بعد جناب ہبیرہ نے آواز دی کہ رسّی ڈالو اور پانی بھر لو پس اصحاب حضرت کے اوپر سے ڈول ڈالتے تھے اور وہ جناب اندر سے ڈول بھر بھر دیتے تھے تا اینکہ سب سیر ہوئے اور مشکیں بھر لیں اور جناب رسولخدا کی خدمت میں پانی لاکر حاضر کیا اور پھر جو سب نے دیکھا تو کچھ اثر اُس آگ کا اور آواز کا باقی نہ تھا پس جناب رسولخدا سے آنکر حال بیان کیا یہ سُنکر سب آدمیوں نے تعجب کیا اور پھر جو جاتا تھا اُس کوئیں سے پانی بھر لاتا تھا جناب رسولخدا نے فرمایا کہ یہ وہ جن تھا کہ جسکو بھائی کو صفا اور مروہ میں امیر المومنین نے قتل کیا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ علی سے انتقام اپنے بھائی کالے علی نے آخر اوسکو بھی قتل کیا اور شر کو اُسکی مسلمانوں سے دفع کیا معجزہ پنجاہم مروی ہے کہ ایک یہودی بہ خدمت باعظمت رسول مقبول کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری قوم نے مجھ کو آپکی خدمت میں بھیجا ہے اور یہ عرض کی ہے کہ ہمیں موسیٰ بن عمران سے یہ خبر پہنچی ہے کہ اُنہوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جب نبی عربی مبعوث ہو تو تم اوسکی خدمت میں جاکر عرض کرنا کہ سات شتر سُرخ موسیاہ چشم کوہ سینہ سے آپ ہمیں نکلوا دیں پس اگر شتران مذکورہ اوسکی دعا سے کوہ مذکور میں سے پیدا ہو جائیں تو ہم ایمان لے آنا اور اوسکے دین و ملت کے تابع ہو جانا کہ وہ سید انبیا اور وصی اسکا سید اوصیا اور مثل ہارون برادر موسیٰ کے ہے آپنے فرمایا کہ اے یہودی تو میرے ساتھ آ اور تب مع اصحاب باہر مدینہ کے تشریف لیگئے اور پیش کوہ پہنچکر دو رکعت نماز ادا کی اور سایۂ کلام خفی کے متکلم ہوئی ناگاہ کوہ حرکت میں آیا اور پھٹ گیا اور آدمیوں نے آوازاونٹوں کی سُنی یہودی نے شہد ان لا الہ الا اللہ و شہد ان محمد رسول اللہ و ان جمیع ما جئت بہ صدقا و عدلا زبان پر جاری کیا اور عرض کی کہ اے رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھ کو اتنی مہلت عنایت ہو کہ جاکر اپنی قوم کو لے آؤں اور آپکی خدمت میں لاکر حاضر کروں تا وہ بھی اپنی

در کتاب فرید الملی ص ۱۲

آنکھوں سے دیکھ لیں اور ایمان لائیں اور اپنے وعدے پر وفا کریں غرض آپنے اُسکو رخصت دی وہ شخص گیا اور اپنی قوم کو اس واقعہ کی خبر دی اُس جماعت نے سامان سفر مہیا کر کے طرف مدینہ کے کوچ کیا اور جب مدینہ میں پہنچے تو حال مدینہ کا ابتر دیکھا اور اُسکو بے رونق پایا اور روشنائی کو اُسکی مبدل بظلمت دیکھا یعنی دیکھا کہ جناب رسولخدا نے اس دار فنا سے طرف دار بقا کے انتقال کیا اور ابوبکر آپکی جگہ تخت خلافت پر متمکن ہے جب اُس قوم نے یہ دیکھا تو ارادہ کیا مراجعت کا اور چاہا کہ پھر جائیں اُس قوم کے عالم نے کہا کہ اے قوم تمہارے موسیٰ نے تمہیں خبر نہیں دی کہ وصی اوسکا مثل میرے بھائی ہارون کے ہوگا پس تم صبر کرو تا اوسکے وصی کو دیکھیں شاید کہ تمہارا مطلب اُس سے برآوے یہ کہکر آپکے وصی کی تلاش کی لوگوں نے کہا کہ خلیفہ آپکا ابوبکر ہے پس یہ لوگ ابوبکر کے پاس آئے اور پوچھا کہ تو ہی ہے خلیفہ رسولخدا کا کہا ہاں میں ہی ہوں وصی اُنکا تم کون قوم ہو اور عدد و شمار تمہارا کس قدر ہے یعنی جمعیت تمہاری کتنی ہے اور کتنے آدمی ہو اُن آدمیوں نے کہا کہ اگر تو خلیفہ رسول خدا کا ہے تو پھر ہمارے عدد کو کیوں ہم سے پوچھتا ہے اگر تو خلیفہ نہیں ہے تو پھر کیوں تو اوسکی جگہ پر ہو بیٹھا ہے اور یہود ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور اپنے آنے سے پشیمان راہ دور سے ہوئے اُس مجلس میں ایک شخص دوستان اہلبیت سے بھی حاضر تھا اُسنے کہا کہ اے قوم آؤ میرے ساتھ تاکہ میں تمہیں وصی برحق رسول مختار کے پاس لے چلوں یہ سُنکر وہ خوش ہوئے اور اوسکے ہمراہ جناب امیر کی خدمت ہدایت منزلت میں حاضر ہوئے تو آپکو محزوں اور مغموم پایا پس شاہ ولایت نے اُنکو دیکھکر فرمایا کہ تم اپنے اونٹوں کے لینے کو آئے ہو عرض کی ہاں اُس عالم نے کہا کہ ماں باپ میرے خدا ہوں آپ پر سے رسول خدا نے دو رکعت نماز پڑھی تھی اور پھر اعجاز دیکھا یا تھا جناب امیر نے بھی دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی فوراً پہاڑ اوسی طرح حرکت میں آیا اور شق ہوا اور سات اونٹ سُرخ رنگ سیاہ چشم و سمین سے نکلے آپنے وہ شتر اونکو دیدئے سب نے ایکبارگی کلمہ زبان جاری کیا اور کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و انک ما جاء بہ من عند ربنا ہو الحق و انت خلیفتہ و وصیہ و وارث علمہ حقا فجزاک اللہ وجزاک عن الاسلام خیرا۔ یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ خدا ایک ہے اور محمد رسولخدا کا ہے اور جو کچھ کہ محمد جانب خدا سے لائے وہ سب حق ہے اور ایمان رکھتے ہیں اوسپر کہ جو کچھ اونہوں نے کہا ہے اور گواہی دیتے ہیں ہم کہ تو وصی اور خلیفہ اوسکا ہے اور وارث ہے تو اونکے علم دین کا خدا تعالے رسول کو اور تجھکو جزائے خیر دے پس وہ سب مشرک آئے تھے اور مسلمان اور موحد ہو کر اپنے وطن کو چلے گئے **معجزہ پنجاہ و یکم** - مروی ہے کہ ایک یہود ناحیان سورائی میں کہ ایک موضع ہے عراق عرب سے ملک رکھتا تھا اس ملک سے غلہ کئی دراز خوش برداد کر بیچنے کو کوفہ کیطرف جاتا تھا وقت نماز عشا ایک شورہ زار میں کہ حوالی کوفہ میں تھا داخل ہوا ناگاہ اُس صحرا میں جا بجا اوسکے غائب ہوگئے ہر چند وہ اُنکو تجسس میں چپ و راست دوڑا مگر کہیں اوسکا نشان معلوم نہوا اس شخص کا کوفہ میں ایک دوست رہتا تھا حارث اعور ہمدانی نامی اُسکے گھر یہ گیا اور یہ حال بیان کیا حارث نے کہا کہ تو میرے ساتھ آ تا کہ امیر المومنین کی خدمت میں چلیں اور اس حال کو آپسے بیان کریں غرض اُس جناب کی خدمت میں آئے اور ماجرا عرض کیا آپنے حارث سے کہا کہ تو تو اپنے گھر جا اور اس یہودی کو میرے پاس چھوڑ جا کہ میں اُسکے چارپائے اور غلہ کا ضامن ہوں غرض حارث

چلا گیا جناب امیرؑ یہودی کو ہمراہ لیکر وہان آئے کہ جہان اُسکی چار پائے گم ہوئی تھی پس وہان پہنچکر آپنے یہودی سے روئے مبارک پھیر کر چند کلمہ ایسے فرمائے کہ یہودی کی سمجھ مین نہ آئے پھر سر بلند کرکے فرمایا کہ اے گروہ جنہ واللہ تمنے مجھسے اسی بات پر بیعت نہ کی تھی اور عہد نہ کیا تھا کہ ہم تمہاری رعیت کو نہ ستائین گے اور اونکا مال نہ لیجائین گے اب تمنے اُسکا خلاف کیوں کیا قسم خدا کی اگر تم چار پائے اور غلہ اُس یہودی کا واپس نہ کروگے تو مین بھی اپنے عہد کو توڑ دونگا اور تمپر جہاد کرونگا راہ خدا مین اور ایک کو تم مین سے زندہ نہ چھوڑونگا ہنوز یہ کلام آپ کا تمام نہوا تھا کہ سب گدہے غلہ کے لدے ہوئے یہودی کے سر پر پیدا ہو گئے جناب امیرؑ نے یہودی سے فرمایا کہ یا تو تو انکے آگے چل اور مین انکو پیچھے سے ہانکونگا یا تو مجھے ہانکنے کو کہہ تو انکے آگے ہو لے اور مین چلے جاؤن یہودی نے عرض کی کہ یا حضرت آپ انکے آگے چلین اور مین انکو پیچھے سے ہانکونگا اسوسطے کہ اس کام مین خوب جانتا ہون القصہ اسطرح اُن چار پایون کو لیکر جہہ مین پہنچے کہ وہ ایک مکان وسیع ہے کوفہ مین وہان خرید و فروخت غلہ کی ہوتی تھی کہ جسکو ہندی مین منڈی کہتے ہین اور عجم ایسی جگہ کو میدان کہتے ہین جناب امیرؑ نے کہا کہ اے یہودی ابھی تہوڑی رات باقی ہے پس مین ان چار پایون کی محافظت کرتا ہون اور انکا بار اوتار کر رکھہ اور تو ہین مین بار اوتار کر رکھتا ہون اور تو انکی محافظت کر یہودی نے عرض کی کہ یا حضرت آپ انکی محافظت کرین اور مین انکا بار اُتارتا ہون کہ مین اسکو خوب جانتا ہون پہر آپنے فرمایا کہ اے یہودی تو سورہ مین انکی صبح تک محافظت کرونگا یہودی بسخاطر جمع سو رہا جب نماز صبح کا وقت ہوا تو آپنے یہودی کو جگا کر ارشاد کیا کہ اب تو انکی نگاہبانی کر جہتک کہ مین آؤن پس وہ رہنمائی طریق کو اتشریف لیگئے اور نماز صبح پڑہکر بعد طلوع آفتاب پھر تشریف لائے اور اُس یہودی سے کہا کہ اب تو غلہ کو اپنے کھول اور نرخ اُسکا کر اور قیمت اُسکی مشخص کر یہودی نے بار اپنا کھولا آپنے فرمایا کہ اے یہودی یا تو تو اسکو بیچ اور مین اسکی قیمت لیکر جمع کرتا ہون یا مین بیچون اور تو قیمت جمع کر یہودی نے یہ اختیار کیا پس وہ بیچتا تھا اور وہ جناب قیمت لیتے جاتے تھے پس جب سب مال بک چکا تو آپنے وہ سب قیمت اُسکو سپرد کر دی اور فرمایا کہ اے یہودی اگر اور کچھہ تیرا کام ہو تو اسکو بیان کر اُسنے کہا کہ ہان چند کام اور بازار کے مجھے باقی ہین آپنے فرمایا کہ تو چل مین بھی تیرے ساتھہ چلتا ہون تا کوئی بازاری تجھے دھوکا ندیدے اور راہ عدل و انصاف تجھسے مسلوک ہو غرض آپنے اُسکے ساتھہ جاکر سب کام اُسکے کر دیئے اور پھر اُسکو رخصت کیا یہودی نے جو اس جناب کے یہ اشفاق اور الطاف دیکھے تو اسلام کو قبول کیا اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ و اشہد انک امام ہذہ الامۃ و خلیفۃ رسول اللہ علی الجن و الانس فبزاک اللہ عن الاسلام خیرا **معجزہ پنجاہ و دوم** مروی ہے کہ ایکدن ابوبکر مسجد مین بیٹھے تھے کہ ایک جوان آیا اور پوچھا کہ خلیفہ رسول خدا کا کون ہے ابوبکر نے کہا کہ مین ہون حاضرین نے کہا کہ اے جوان تو نے امیر المومنین کیون نہ کہا اُسنے جواب دیا کہ عجب ہے کہ وہ امیر المومنین ہو وہی اسوسطے کہ امیر المومنین کے لئے بہت سی صفات محمودہ درکار ہین پس جسمین وہ صفات ہونگی وہ امیر المومنین ہوگا اور جسمین وہ صفات موجود نہونگی وہ امیر مومنون کا نہین ہو سکتا اور مین یقین کرتا ہون کہ وہ صفات ابوبکر مین موجود نہین دوسرے یہ کہ امام اور صاحب ولایت وہ شخص ہے کہ جسکی حق مین ولم یشرک باللہ طرفۃ عین صادق آئے اور مینے سنا ہے کہ ابوبکر نے چالیس برس بت پرستی

کی ہے اور بعد اسکے اسلام لایا ہے تیسرے یہ کہ وہ قرآن کہ جو تمہارے نبی انس و جان پر نازل ہوا ہی اوسمین آیہ۔ قل لا
اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربے۔ نازل ہی پس اگر ابوبکر خلیفہ ہو تو لازم آئی کہ تمہارے پیغمبر نے اس آیہ کے مضمون پر
عمل نکیا ہوا ور مودۃ ذالقربے کو چھپایا ہوا ور ناحق غیر کو خلافت دی ہوا ور یہ محال ہے کہ پیغمبر خلاف ما انزل اللہ کو
عمل مین لایا ہوا بوبکر نے کہا کہ رضائی جماعت میری خلافت پر دلیل قوی ہے جوان نے کہا کہ اپنے دعوی مین تم
سچے ہو تو معجزہ دکھلاؤ کہ ایک ہم مجھی درپیش ہے اگر تم اسکو حل کرو تو مین جانون کہ تم بیشک خلیفہ برحق ہو اور امیر
مومنون کے ابوبکر نے پوچھا کہ وہ مہم کیا ہے اسنے کہا کہ میرا باپ یہودی تہا دشمن محمدؐ و آل محمدؐ اور مین ہمیشہ اوس کے
روبرو مدح و ثنا انکی کیا کرتا تھا اور اسکو انکی دشمنی سے منع کرتا تھا اس سبب مجھسے آزردہ خاطر تھا اور اسکے پاس مال
بہت تھا مگر وہ مال مجھ سے پوشیدہ کرکے مرگیا اب تو کہ جانشین محمدؐ ہی مین چاہتا ہون کہ مجھی بتادی کہ وہ مال
کہان ہی اور کس جگہ دفن کرگیا ہے ابوبکر نے سنکر کہا کہ یہ علم غیب ہے اور غیب کا علم سوای خدا کے کوئی نہین جانتا
جوان نے کہا کہ یہ خلاف بات ہی سوا سکے کہ جو شخص وصی اور خلیفہ اور جانشین رسول کا ہوتا ہی وہ سب کچھ
جانتا ہے اور اوسکو سب چیز کا علم ہوتا ہے پس اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ نبی تمہارا اوپر خلاف کے تھا ابوبکر نے
کہا کہ حاشا و کلا پیغمبر ہمارا حق پر تھا جوان نے کہا کہ پس چاہیئے کہ وصی اسکا بہی حق پر ہوا ور کل مضمرات اور مخفیات
کا مخبر اور مشعر ہوا ور تم چونکہ جاہل اور ناواقف ہو خلیفہ رسول کے بہی نہین ہو بلکہ بطور غصب و تغلب اون کی
جگہ پر بیٹھ گئے ہو یہ کہکر مسجد سے باہر نکلا ناگاہ محبان جناب امیر سے ابوذر غفاریؓ بھی اوس جگہہ حاضر تھے اوس
جوان کا ہاتہ پکڑکے کہا کہ اے جوان میری سانہ آ کہ مین تجھی خلیفہ برحق کے پاس لے چلون کہ وہ عالم اور دانا ہی جمیع علوم
کا غرض جب وہ جوان خدمت مین جناب امیرؑ کے حاضر ہوا اور نظر اوسکی جمال باکمال پر آپکے پڑی تو عرض
کی کہ اے حلال مشکلات مین ایک مشکل رکھتا ہون اور اوسکا حل چاہتا ہون فرمایا کہو وہ مشکل کیا ہی اسنے
سارا قصہ عرض کیا اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ مجھی معلوم ہو جاوے کہ وہ مال کسجگہ مدفون ہی یہ سنکر آپ نے خط
لکھا اور فرمایا کہ اسکو بلاد یمن مین لیجا اور وہان فلان وادی برہوت کو پوچھکر جائین جاوہ جنگل ہے سیاہ اور
بیگیاہ اور دوسری طرف اسکے صحرا ہی سبز و پرگیاہ جب تو اوس سیاہ جنگل مین پہنچے کہ اوسکو برہوت کہتے ہین تو تو
شام تک وہان ٹہیرے رہنا وقت شام قریب ایک لاکھ مرغ سیاہ سرسیاہ منقار یا منقار ہای دراز پیدا ہونگے اور تجھپر
حملہ کرینگے تو اوسکو یہ خط دکھلا دینا تجھسے وہ دور ہو جائینگے مگر ایک مرغ تیرے پاس کہڑا رہیگا کہ وہ تیرا باپ ہے اوس سے
پوچھیو کہ زر تو نے کہان دفن کیا ہی وہ تجھی بتلویگا غرض وہ جوان خط لیکر روانہ ہوا اور یمن مین پہونچکر لوگون سے
برہوت کو پوچھا سنے اس سے کہا کہ تجھے اوس سے کیا کام ہی کہ وہ جنگل کمال صعب و پرخطر ہے اور نہایت سخت
اور پرخوف جوان نے کہا کہ مجھے اوس سے کچھ کام ہی غرض جب اوسجگہ پہنچا تو جناب امیرؑ نے جو کچھ فرمایا تہا وہی معاملہ
پیش آیا اور اس خط کو دیکھکر منتشر ہوگئے مگر وہی ایک مرغ اسکے پاس کہڑا رہا وہ جوان اس مرغ کے آگے آیا اور کہا
کہ اے پدر جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہی کہ بتا تو نے اپنا زر کہان دفن کیا ہی وہ مرغ آپ کا نام سنکر زمین پر گر پڑا اور

اس شخص پر کہ جس سے ماں باپ اُس کے ناراض ہون پھر سوال تیسرا پوچھا کہ خروس یعنے مرغ کی تسبیح کیا ہی فرمایا کہ وہ کہتا ہی کہ سبحان من لم یلد ولم یولد اللھم العن من قطع الرحم - یعنی پاک و منزہ ہی وہ خدا کہ کوئی فرزند اوسکا نہین اور کسی کا فرزند نہین خدایا لعنت کر اوس شخص پر کہ قطع رحم کرے پھر سوال چوتھا پوچھا کہ تسبیح گھوڑی کی کیا ہی فرمایا کہ وہ کہتا ہی کہ سبوح قدوس ربنا ورب الملئکۃ والروح اللھم العن مانع الزکوٰۃ یعنے پاک و منزہ ہی اور کسقدر پاک و منزہ ہی وہ خدا کہ سزاوار خداوندی کے ہی بارخدایا لعنت کر اُس شخص پر کہ جو مال رکھوا اور زکوۃ نہ دی پھر سوال پانچوان پوچھا کہ تسبیح حمار کی کیا ہی فرمایا کہ وہ کہتا ہی کہ سبحان من سخر اللعباد اللھم العن امراۃ لھا زوج فزنت ورجل لہ امراۃ فزنی یعنی پاک و منزہ ہی وہ خدا کہ تابعدار کیا ہمارے تہین واسطے اپنے بندون کے ای خدا لعنت کر اس عورت پر کہ شوہر رکھتی ہو اور پھر زنا کرے اور لعنت کر اُس مرد پر کہ جسکی زوجہ ہو اور پھر وہ زنا کرے یہ سنکر جماعت یہود نے کہا کہ وہ تجد ذلک فی التورٰیۃ یعنے بخدا قسم کہ یا ہے ہمنے اسیطرح توریت مین اور پانچ آدمی پانچ قبیلہ کے وکیل تھے کہ ہر قبیلہ مین ہزار ہزار آدمی تھے پس یہ پانچون مسلمان ہوگئے اور اپنی قوم مین جاکر جواب بیان کئے وہ سب ہی اسلام لائے اور مسلمان ہوگئے اور یہ قصہ ہے تفسیر آیہ تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیھن - مین وارد ہی یعنے آسمان ساتھ اس بلندی کے اور زمین اور جو کچھ آسمانون مین ہے ملائکہ ہی اور جو کچھ کہ ہے زمین کے ہی نبیا اور مومنین سب خدا کی تسبیح کرتے ہین اور تسبیح آسمانون کی اور زمین کی اور نباتات کی گواہی دیتی ہی اوسکی وحدانیت پر اور یہی قرآن مین ہے کہ وان من شی الا یسبح بحمدہ یعنے نہین ہے کوئی چیز مگر یہ کہ تسبیح کرتی ہی خدا تعالی کی اور تعریف کرتی ہے اوسکی اور اُسکی روزی کہانیوالی اور اُسکا نام لینے والی ہی - عمش کہتا ہی کہ وہ آواز جو تمہارے گہرون کے دروازون سے بند کرنے یا کہولنے مین آتی ہی وہ بھی تسبیح ہی منقول ہے کہ جملہ مخلوقات سے کوئی آفریدہ گدہے سے کمتر نہین سو وہ بھی رات دن مین بارہ ہزار بار خدا تعالی کو یاد کرتا ہے اور تسبیح کرتا ہے **معجزہ پنجاہ و پنجم** مستغفر کہ افاضل اہل سنت سے کتاب دلائل النبوۃ مین بیان کرتا ہے کہ ایکروز جناب امیر المومنین نے خطبہ مین ایک شخص سے کچھ پوچھا اُس بے سعادت نے پیچھے نہ کہا آپنے فرمایا کہ تو جھوٹ مت کہہ اور نہین تو مین تیرے حق مین دعا بد کرونگا اُسنے کہا کہ مین جھوٹ نہین کہتا آپنے فرمایا کہ اگر تو جھوٹ کہتا ہی تو تو اندہا ہو جائیگا اُسنے کہا نہین مین جھوٹ کہتا ہی اور نہ مین اندہا ہوجاونگا نہ ناگاہ اسی وقت وہ اندہا ہوگیا اُسکا ہاتھ پکڑ کر لوگ باہر لائے غرض اوسمین کوئی ظاہری اور کوری باطنی دونون جمع ہوگئین **معجزہ پنجاہ و ششم** منقول ہی کہ جناب امیر المومنین نے منبر پر کہا کہ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ یعنی مین بندہ خدا اور برادر رسول اللہ کا ہون ایک بدبخت نے کہ قبیلہ عبش سے تھا از راہ طعن کے کہا کہ من لا یحسن ان یقول انا عبد اللہ وانا اخو رسول اللہ یعنے کوسنا شخص ہے کہ جو اس کہنے کو اچھا نہین جانتا کہ مین بندہ خدا کا ہون اور بھائی رسول اللہ کا ہون وہ شخص یہ کہکر اپنی جگہ سے نہ اُٹھا تھا کہ مخبط اور دیوانہ ہوگیا اور مرض صرع مین گرفتار ہوا پس پیٹین زمین مین ویسے مارتا تھا اور ہذیان بکتا تھا لوگون نے اُسکے پاؤن گھسیٹ کر باہر مسجد کے ڈالدیا اور اُسکی لگا لوٹنے پوچھا کہ پہلے بھی یہ شخص اس مرض مین کبھی گرفتار ہوا تھا سب نے کہا کہ ہمنے کبھی اسکو یہ مرض ہوتے نہین دیکھا اور اُسکے آباواجداد بھی یہ مرض نہ رکھتے تھے **معجزہ پنجاہ و ہفتم** منقول ہی کہ منقذ بن اتبع اسدی کہتا ہی کہ ایک

حاضر تہا اور ایک جماعت صحابہ کبار کی بہی حاضر تہی کہ ایک مرد عربی حریر پہنے اور عمامہ سر سے باندہے شمشیر حمائل کئے آیا اور کہا کہ تم مین سے کونسا ایسا شخص ہے کہ کبہی مدت عمر مین اپنی جہادی سے بہاگا نہوا اور بیدانش اُسکی خانہ کعبہ مین ہوئی ہو اور اخلاق مین مرتبا علی کو پہنچا ہو غزوات مین محمد مصطفے کی نصرت اور یاری کی ہو اور عمر وعنتر کو پچہاڑا ہو اور در خیبر کو ایک حملہ مین اُکہاڑا ہو جناب امیر نے یہ سنکر فرمایا کہ اے سعد بن ابی الفضل بن الربیع وہ شخص مین ہون جو کچہ کہ تجہی پوچہنا ہو پوچہہ مین ہون بیجا اور بیا واندہنا کون اور یتیمون کا اور مرہم ہون خستہ دلون اور سیر ولنکا مین ہون کہ بلائے عظیم مجہپر نازل ہوئی اور بحکم ان اللہ مع الصابرین اوسپر تحمل اور شکیبائی کی مین ہون وہ کہ جسکی توریت انجیل اور زبور اور فرقان مین توصیف ہے بین ہون قاف والقرآن المجید مین ہون صراط مستقیم اعرابی نے کہا کہ ہمین ایسی خبر پہنچی ہے کہ تو وصی رسول خدا کا ہے اور مقتدائے اولیا ہے اور علم تیرا تمام آسمان وزمین پر نافذ ہے اور بعد رسول خدا امر وحکم تجہی کو ہے حضرت نے فرمایا کہ ہان ایسا ہی ہے پس جو تو دلمین رکہتا ہے اوسکو پوچہہ اعرابی نے کہا کہ مین قاصد اور رسول ہون ساٹہہ ہزار آدمیون کا کہ اُنکو عقیمہ کہتے ہین اور ہم ایک کشتہ لاکہ ہین کہ اوسکے کشندہ اور قاتل مین اختلاف ہے اگر اُسکو زندہ کرو تو ہم جانین کہ درحقیقت تم وصی رسول خدا ہو اور اپنی دعوی مین بے ریا ہو پیغمبر کہتا ہے کہ اوسوقت مجہی امیر نے حکم کیا کہ اونٹ پر سوار ہو کر جا اور کوچہ و بازار کوفہ مین ندا کر کہ جو شخص چاہے کہ مشاہدہ کرے اُس کرامت کو کہ جو علی کو خدا نے عطا کی ہے صبح کو نجف مین آنکر حاضر ہو غرض صبح کو بعد نماز وہ جناب جانب صحرا روانہ ہوئے اور اہل کوفہ بہی رکاب سعادت انتساب اُس عالیجناب مین حاضر ہوئے جب اُسجگہہ کہ مقرر کی گئی تہی پہنچے فرمایا کہ اے اعرابی اُس جنازے کو حاضر کر جب جنازہ لائے تو حضرت نے اُسکے مُنہ کو کہولا ایک جوان دیکہا کہ کثرت زخم سے پارہ پارہ اور ٹکڑے ٹکڑے سر کہیں ہے اور پاؤن کہیں ہے حضرت نے پوچہا کہ اسکو قتل ہوئے کے روز ہوئے عرض کی کہ چالیس روز فرمایا کہ اسکا کون کون طلب کرتا ہے کہا پچاس آدمی کہ اسکی قوم کے ہین حضرت نے فرمایا کہ اسکو اسکے چچا نے قتل کیا ہے کہ نام اوسکا حریث بن حسان ہے کہ اُسنے اپنی بیٹی اس سے بیاہی تہی اور سنے اُسکی بیٹی کو چہوڑکر دوسرا بیاہ کیا تہا اس سبب اُسنے اسکو قتل کیا اعرابی نے کہا صورت قرابت تو یہی ہے کہ جو آپ فرماتے ہین مگر مین اسقدر پر راضی نہونگا جب تک کہ آپ اسکو زندہ نہ کرین اور یہ اپنا حال اپنے مُنہ سے بیان نہ کرے حضرت نے اُسوقت مُنہ طرف اہل کوفہ کے کیا اور فرمایا کہ اے اہل کوفہ بقدر بنی اسرائیل بزرگتر نہین ہے خدا کے نزدیک وصی خاتم الانبیا سے جیسا کہ بنی اسرائیل نے اپنا پاؤن بقدر کشتہ برمارا کہ سات روز اوسکو مرے ہوئے ہوئی تہی خدا تعالے نے اوسکو زندہ کیا مین بہی اپنے پاؤن کو اس مردے پر مارتا ہون کہ افضل ہے اوسچیز سے کہ بنی اسرائیل نے مُردے پر مارا تہا یہ کہکر پائے راست کو اپنے سر پر مارا اور فرمایا کہ قم باذن اللہ یا حنظلہ بن بدر بقدرت الٰہی وہ جوان زندہ ہو گیا اور کہا کہ لبیک لبیک رسول خدا کیا حکم ہے فرمایا کہ بتا تجہے کسنے مارا ہے عرض کی کہ میرے چچا حریث بن حسان نے جب یہ حال غریب خلائق نے مشاہدہ کیا تو ایک شور وغل بلند کیا اور مدح وثنا جناب امیر المومنین زبان پر جاری کی جناب امیر نے اُس اعرابی اور اُس جوان سے کہا کہ تم دونون جاؤ اور جو کچہ دیکہا ہے اپنی قوم سے بیان کرو انہون نے عرض کی کہ یا امیر عرب ہمنے عہد کیا ہے خدا سے کہ جبتک زندہ

رہیں گے آپ کی ملازمت سے جدا نہوں گے پس یہ دونوں شخص حضرت کی خدمت میں رہے اور علم تحصیل کیا یہانتک کہ جنگ صفین
میں درجۂ شہادت کو فائز ہوئے معجزہ پنجاہ و نہم روایت ہے جعفر و فاق سے کہ میرا ایک رفیق تھا کہ کچھ میں اوس سے
سیکھتا تھا اور محلہ باب البصرہ میں ایک شخص تھا کہ لوگ اُس سے احادیث کو اخذ کرتے تھے وہ بیان کرتا تھا اور سب شیعی
تھے نام اوسکا عبداللہ المجذور تھا اور میں اور رفیق میرا بھی اُسکی مجلس میں جایا کرتے تھے اور اوسکی احادیث کو سُنا کرتے
تھے اور جب وہ کوئی حدیث فضائل میں اہلبیت کے بیان کرتا تو اُس حدیث اور اوسکے راوی پر طعن و تشنیع کرتا
اور اُس حدیث کو جھٹلاتا اور اُنکی حق میں سخت باتیں اور بُری کلمات کہتا جعفر کہتا ہے کہ میں اپنے رفیق سے کہا کہ ہم
پاس آنا بہتر نہیں ہے کہ یہ مرد بے دین و بد دیانت ہے ہمیشہ زبان طعن حق میں جناب امیر اور جناب فاطمہ کے دراز
کیا کرتا ہے اور یہ مذہب میں مسلمانوں کے جائز نہیں ہے رفیق نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو اب اور کسی شخص کی خدمت میں جانا
چاہئے کہ یہ مرد تو گمراہ ہے پس ہمنے ارادہ کیا کہ کسی اور شخص کے پاس جائیں کہ اُس شب کو ہمنے خواب میں دیکھا کہ ہم مسجد
جامع میں گئے ہیں اور عبداللہ مذکور بھی اوسجگہ ہے اور پھر دیکھا کہ امیر المومنین بھی خچر مصری پر سوار تشریف لائے
ہیں ہمنے اپنے دلمیں کہا کہ کاش ہوتا وہ جناب اس ملعون کی گردن مارتے اور تلوار سے قتل کرتے عرض جب وہ
جناب اوسکے نزدیک پہنچے تو ایک لکڑی کہ آپکے ہاتھ میں تھی عبداللہ کی سیدھی آنکھ پر ماری اور فرمایا او ملعون تو
کیوں مجھ اور فاطمہ کو دشنام دیتا ہے اور ناسزا کہتا ہے عبداللہ نے ہاتھ آنکھ پر رکھکر کہا کہ آہ مجھے اندھا کیا جعفر کہتا ہے
کہ میں خواب سے بیدار ہوا اور ارادہ کیا کہ اپنے رفیق کے پاس جاکر اس قصہ کو بیان کروں ہمنے دیکھا کہ رفیق بھی میرے
پاس چلا آتا ہے مگر متغیر الحال ہے ہمنے اُسے پوچھا کہ تو متغیر کیوں ہو رہا ہے اُسنے کہا کہ شب کو میں عبداللہ مجذور کے حق
میں ایک عجب طرح کا خواب دیکھا ہے اور اُسنے وہی خواب بیان کیا جو میں نے دیکھا تھا میں نے کہا کہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا
ہے پھر میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ آؤ عبداللہ کے پاس چلیں اور اُسکے روبرو قسم کھاکر کہیں کہ ہمنے یہ خواب دیکھا ہے ہم
جھوٹ نہیں بولتے غرض ہم دونوں اُسکے گھر پر گئے اور دروازے کی زنجیر ہلائی ایک کنیز باہر آئی اور کہا کہ تمہیں
اوسوقت اوسکی ملاقات ہوگی کیونکہ نصف شب سے وہ ہاتھ آنکھ پر رکھے فریاد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھکو علی بن ابیطالب
اندھا کر دیا ہے ہمنے اُس کنیز سے کہا کہ تو دروازہ کھولدے تاہم اوسکو دیکھیں کہ اوسکو کیا ہوا ہے غرض اُسنے دروازہ کھولا
ہم اندر گئے تو اوسکو سخت ترین ہیئت پر دیکھا کہ فریاد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھکو علی سے کیا کام تھا کہ شب کو اُسنے میری
آنکھ پھوڑ دی اور چوب دستی میری آنکھ پر ماری جعفر کہتا ہے کہ ہمنے اس سے خواب شب کا بیان کیا اور کہا کہ اس اعتقاد
سے اپنے تو باز آؤ اور اُس جناب کو بُرا نہ کہو اُس ملعون نے کہا کہ خدا تمکو خیر نہ دے اگر علی میری دوسری آنکھ بھی پھوڑ دیگا
تو بھی میں اوسکو ابوبکر اور عمر پر تقدم نہ دونگا یہ سُنکر ہم کھڑے ہو گئے اور کہا اس مرد میں ذرا خیر نہیں پھر تین دن کے
بعد ہم اوسکے پاس گئے تا دیکھیں کہ اُسکا اب کیا حال ہوا ہم جو گئے تو دیکھا کہ دوسری آنکھ بھی اُسکی پھوٹ گئی ہے پھر ہمنے
اُس سے کہا کہ اے شخص اب بھی عبرت پکڑ اور اپنے ان افعال بد سے باز آ اُسنے کہا کہ بخدا قسم میں کبھی اپنے اعتقاد سے نہ
پھروں گا جو کچھ علی چاہے میرے ساتھ کرے ہم پھر چلے آئے اور ایک ہفتہ کے بعد ہم پھر گئے تا حال اُسکا پوچھیں جب

ہم اُسکے گھر پہنچے تو سُنا کہ وہ مر گیا ہنسے دیکھا کہ بیٹا ہی اُسکا مرتد ہوا اور وہ بھی حضرت پر بہت خشم و غصہ ہی اور بُرا کہتا ہی مینے یہ آیہ پڑہا فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین معجزہ ششصتم زیادہ بن کلیب کہ راویان اہل سنت سی ہے روایت کرتا ہی کہ مسجد دمشق مین ایک جماعت بنی امیہ کے ساتھ مین بیٹھا تھا کہ محمد بن سقیان مسجد مین آیا اور ایک جماعت اُسکے ہمراہ تھی اور وہ کمال تبختر اور تکبر کے ساتھ جاتا تھا بعد ایک ساعت ہمنے اُسکو دیکھا کہ وہ ہمارا چلا آتا ہے اور دونون آنکھین اُسکی اندہی ہوگئی ہین اور دو آدمی اُسکا ہاتھ پکڑے ہوئے لیئے آتے ہین ہمنے کہا کہ اس مردکو کیا ہوا ابھی تو یہ جیتا گیا تھا لوگون نے کہا کہ ہمنے جو ہین پاؤن ممبر پر رکھا تو کہا کہ جو شخص علیؑ کو نامنا نہ کہیگا اور اوسپر سب نکریگا اور اوسکو بُرا نہ کہیگا تو مین اوسپر لعنت کرونگا اور اوسپر سب کرتا رہونگا اگرچہ میری دونون آنکھین پھوٹ ہی کیون نہ جائین پس بمجرد اُسکے اس کہنے کے دونون آنکھین اوسکی پھوٹ گئین اور درد کرنے لگین سب آدمی یہ کلام اوسکا سُنکر اوسپر لعنت کرنے لگے یہ شخص درد چشم اور لعنت خلق پر صبر نکر کے اپنے گھر کیطرف جاتا ہی معجزہ ششصت ویکم مروی ہی کہ ایک شخص عبرانی نامی لشکر امیرالمومنین مین تھا اور اخبار اور حکایات معاویہ کو پہنچاتا تھا اسکو پکڑ کر جناب امیرؑ کے پاس لائے آپنے اُس سے ارشاد کیا کہ کیا سبب ہے کہ تو خبرین یہان کی معاویہ کو پہنچاتا ہی اُسنے انکار کیا آپنے فرمایا کہ تو خدا کے قسم کہاتا ہی کہ یہ کام مینے نہین کیا سُنسے کہا کہ ہان اور قسم خدا کی کھائی کہ مینے یہ کام نہین کیا آپنے فرمایا کہ اگر تونے جھوٹ قسم کھائی ہی تو خدا تیری آنکھون کو کور کرے پس ایک ہفتہ نہ گزرا کہ وہ شخص کور ہو گیا اور آدمی ہاتھ اُسکا پکڑ کر گلی اور کوچون مین لئے پھرتے تھے معجزہ ششصت و دوم مسہبرہ بن عبدالرحمن روایت کرتا ہی کہ ایک بار جناب امیرؑ کوفہ مین تشریف رکھتے تھے اور مین بھی اُس جناب کی خدمت مین حاضر تھا کہ آپنے میر یطرف دیکھکر ارشاد کیا کہ تیرا دل اہل و عیال کے دیکھنے کو چاہتا ہی عرض کی مینے کہ ہان یا امیرالمومنین فرمایا کہ جب مین نماز عشا کی پڑھ چکون تو تو میرے سامنے آنا غرض مین اوسیوقت حاضر ہوا آپ مجھی اپنے ساتھ بام خانہ پر لیگئے اور فرمایا کہ اپنی آنکھین بند کرلے مینے بند کرلین پھر فرمایا کہ کھولدے مینے کھولدین فرمایا کہ اب کہان ہی عرض کی کہ مین اپنے گھر کے کوٹھے پر ہون مدینہ مین فرمایا کہ تو جا اپنے اہل و عیال کے پاس جا اور اُنسے عہد تازہ کر غرض مین اُنکے پاس گیا اور سب کو دیکھکر پھر کوٹھے پر آیا اور اُس جناب کے پہلو مین بیٹھ گیا آپنے فرمایا کہ آنکھین بند کرلے مینے آنکھین بند کرلین پھر فرمایا کھولدے مینے کھولدین پوچھا کہ اب تو کہان ہی مینے عرض کی کہ باب خانہ جناب امیرؑ پر کوفہ مین ہون فرمایا اے ہبیرہ عامہ دعوی کرتے ہین کہ ایک زن ساحرہ ایک شب مین زمین عراق سے ہیچ زمین ہند کے جاتی تھی مینے عرض کی کہ ہان فرمایا کہ اگر وہ ساحرہ کفر اپنے کے سبب قادر ہے تو ہم ساتھ ایمان اپنے کے اس امر پر قادر ہین پھر فرمایا کہ اے ہبیرہ تو جانتا ہی کہ مین کون ہون مین علیؑ بن ابی طالب ہون وصی محمد مصطفےٰ کا آصف بن برخیا کو بعض کتاب خدا کا علم حاصل تھا اس سبب وہ سبر قادر تھا کہ تخت بلقیس کو ایک مہینہ کی راہ سے ایک چشم زدن مین آگے سلیمان کے لاکے رکھدیا مجکو تو سب کتابون کا علم حاصل ہی کیا مین قادر نہون جس

چیز پر کہ چاہون مینے عرض کی کہ یا امیر المومنین تم ہر چیز پر قادر ہو معجزہ شصت وسوم باسانید صحیحہ معتبرہ
مروی ہو کہ مزبن قیس نامی صاحب مال اور جاہ وحشم تھا اور غلام اور مصاحب اور بہت کفار کہ شجاعت اور
بہادری مین مشہور رہتے ملازم رکہتا تھا ایک روز حال اپنے آبا اور اجداد کا استفسار کیا بعض تاریخ والون نے کہا کہ علی
نے اسی ہزار آدمی ہمارے بزرگون مین سے قتل کئے ہین اُس لعین نے پوچھا کہ وہ کہان ہین کہا نجف مین ہے پس ملعین
دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادے ہمراہ لیکر نجف کی سمت روانہ ہوا اور بعد طے مراحل اور قطع مسافت ومنازل
نجف مین آکر پہنچا سادات مجاور اور سائر مردم یہ خبر سُنکر اور اُسکے ولے ارادہ مذمومہ پر آگاہ ہو کر بقدر مقدور
محافظت شہر مین ساعی اور سرگرم ہوئے اور جب اُن سے کچھ نہ ہو سکا لاچار ہوئے تو روضۂ مقدسہ مین پناہ لیگئے اور
دروازہ حصار روضہ مقدسہ کو خشت وگل سے مستحکم کیا اور طراف وجوانب اوسکے سنگ کلوخ سے بند کر دیا اور
چھ روز تک لڑتے رہے آخر وہ ملعون دیوار توڑ کر اندر حصار کے گھسا سب مسلمان بیم جان سے بھاگ گئے اُس ملعون نے
روضہ مقدسہ مین آکر کہا کہ اے علی تو نے ہی ہمارے آبا اور اجداد کو قتل کیا اور یہ کہکر چاہا کہ قبر مبارک کو کھودے
کہ ناگاہ دو انگلیان لسان ذوالفقار قبر شریف سے باہر نکلین اور ایسی اوسکی کمر پر ماریں کہ کمر اوسکی دو ٹکڑے ہو گئی
اور اوسیوقت وہ پتھر کا بنگیا اور ابتک وہ بت سیاہ اوسیطرح حصار کے دروازے پر پڑا ہے چنانچہ فردوسی نے
اُس واقعہ کی خبر دی ہے ؎ شہے کہ زد بدو انگشت مرۂ رابد ونیم + برائے قتل عدو ساخت ذوالفقار انگشت
اور یہی ایک شاعر نے کہا ہے کہ ؎ آنست امام کز دو انگشت + چون مرۂ قیس کافرے کشت معجزہ
شصت وچہارم منقول ہے کہ زمانہ خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب مین ایک علماء یہود سے آیا اور کہا کہ اے امیر
المومنان مین چاہتا ہون کہ تجھسے کئی سوال کروں اگر اسکا جواب پاؤنگا تو دین محمد اختیار کرونگا عمر بن الخطاب
نے کہا کہ کیا پوچھتا ہے اُسنے کہا کہ اوّل یہ بتاؤ کہ قفل آسمان کے اور اُن قفلوں کی کنجیان کیا ہین دوسرے
یہ بتاؤ کہ وہ رسول کونسا ہے کہ نہ نوع بنی انسان سے ہے اور نہ قوم جن سے تیسرے یہ بتاؤ کہ وہ پانچ تن کونسے ہین کہ
جو رحم مادر سے پیدا نہین ہوئے ہین چوتھے یہ بتاؤ کہ دو اور تین اور چار اور پانچ اور چھ اور سات اور آٹھ اور نو
اور دس اور گیارہ اور بارہ کیا چیز ہین عمر نے ایک ساعت تامل کیا اور پھر کہا کہ مجھ معذور رکھہ کہ مجھے انکا
جواب نہین معلوم مگر مین تجھے ایسے شخص کے پاس لیچلتا ہون کہ وہ احکامات خدا کا عالم اور سب امت سے
اقضا ہے پس یہ سُنکر وہ یہودی عمر کے ساتھ جناب امیر کی خدمت باسعادت مین حاضر ہوا اور اُس جناب نے سب
سوال اوسکے سُنکر ایک ایک کا جواب دیا پس فرمایا کہ اے یہودی قفل آسمان کا شرک ہے ساتھ خدا کے اور کلید
اوسکی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور وہ رسول کہ نہ قبیل جن سے ہے اور نہ نوع انس سے وہ چیونٹی ہے کہ جب
لشکر حضرت سلیمان کا قریب صحرا مین کہ جہان انکا گھر تھا اُس قوم پر گزرا تو اُنہون نے سب چیونٹیون سے کہا کہ تم
اپنے گھرون مین گھس جاؤ تاکہ لشکر تمہین پامال نہ کرے کما قال اللہ تعالے یا ایہا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم
سلیمان وجنودہ اور وہ پانچ تن کہ جو رحم سے پیدا نہین ہوئے وہ ایک حضرت آدم اور دوسری حضرت حوا

اور تیسرے عصا موسیٰ اور چوتھی ناقہ صالح اور پانچوان دنبہ ابراہیم کا ہی اور ایک وہ خدا ہی جل جلالہ اور دو وہ آدم
اور حوا ہین اور تین وہ مواليد ثلاثہ یعنی حیوانات اور جمادات اور نباتات ہین اور چار وہ کتب سماوی توریت
موسیٰ اور انجیل عیسیٰ اور زبور داؤد اور فرقان محمد ہین اور پانچ وہ نماز پنجگانہ ہین اور چھٹہ وہ چھ روز ہین کہ جنمین
خدا تعالے نے آسمان وزمین وما فیہما کو پیدا کیا ہی چنانچہ فرماتا ہے کہ لقد خلقنا السموت والارض وما بینہما فی ستۃ ایام
اور شش جہت بھی ہو سکتے ہین اور سات وہ ہفت آسمان ہین کہ تمہ خلق کی گئی ہین چنانچہ خدا تعالے فرماتا
ہے کہ وبنینا فوقکم سبعا شدادا اور آٹھہ وہ آٹھہ فرشتے ہین کہ حاملان عرش ہین کہ کما قال اللہ تعالے ویحمل عرش
ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ اور نو وہ نو آیتین ہین کہ حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی ہین چنانچہ قرآن مین مذکور ہے کہ
تسع آیات بینات اور دس وہ دس دن ہین کہ جو موسیٰ نے وعدہ کیا تہا کہ تیس روز کوہ سینا مین رہے اور اوسکو
ساتھہ دس روز اور کے تمام کیا چالیس روز ہو گئے چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے ووعدنا موسیٰ ثلاثین لیلۃ واتممنا بعشر
اور عقول عشرہ بھی ہو سکتی ہین اور گیارہ وہ بھائی حضرت یوسف کے ہین کہ خدا تعالے نے اُنکی خبر دی ہی کہ انی رایت
احد عشر کوکبا اور بارہ وہ بارہ چشمے ہین کہ ساتھہ عصائے موسیٰ کے ظاہر ہوئے قولہ تعالے فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت
منہ اثنتا عشرۃ عینا یہود یون نے جو یہ جواب سُنے تو کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ خدا ایک ہے اور محمد رسول اُسکا ہے اور
تو اے علی وصی اور جانشین رسول خدا کا ہے جیسا کہ ہارون وصی موسیٰ کا تہا اور سب ایکبار مسلمان ہوئے الحمد للہ
رب العالمین معجزہ شصت وپنجم نقل ہے کہ تین نفر یہودی ہی کہ دو اُنمین سے ایمان لائے اور تیسرے نے کہا کہ اے
امیر عرب اگر چند سوال کا میرے آپ جواب دین تو مین بھی ایمان لاتا ہون آپنے فرمایا کہ کہو اُسنے کہا فرمایئے
کہ تیرا ورب اور قمری اور چغد اور حمار کیا کہتا ہے فرمایا کہ تیرا الرحمان علی العرش استوی کہتا ہی اور خروس
اذکر اللہ یا غافلون کہتا ہے اور قمری اللہم العن علی مبغض آل محمد کہتا ہے اور چغد سبحان اللہ المعبود کہتا ہی
اور سب روز جہاد بین اللہم انصر عبادک المومنین علی الکافرین کہتا ہی اور حمار عناد پر لعنت کرتا ہی اور ابلیس
دیکھکر آواز کرتا ہے سائل نے کہا کہ مینے بھی توریت مین یہی پڑہا ہے اور آخر وہ بھی مسلمان ہو گیا معجزہ
شصت وششم عمر وعاص سے مروی ہے کہ بعد وفات ابوبکر کے جب عمر مسند خلافت پر متمکن ہوا تو ایک
شخص علمائے یہود سے آیا اور کہا کہ عالم ترین تم مین سے کتاب خدا اور سنت رسول خدا کا کون ہے اُنہون نے اشارہ
طرف علی مرتضے کے کیا اور کہا کہ اے خلیفہ جبکہ تو خود معترف اسکا ہے کہ وہ عالم ہے تو پھر باوجود اُنکی ادنیٰ
سے کیون بیعت لیتا ہی اُسنے کہا کہ وہ اس کام کو قبول نہین کرتا پس یہودی نے حضرت کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ
تم ایسے ہی ہو جیسا کہ عمر کہتا ہی یعنے اعلم ہو سکے کہا ہان پوچھہ جو تیرا جی چاہے تا اُسکا جواب دون اُسنے
پوچھا کہ آپ بتائین تین اور تین اور ایک سے فرمایا کہ کسو سے نہیں کہتا سات سے کہا پہلے تین چیز کو پوچھتا
ہون اگر جواب پاؤنگا تو اور بیان کرونگا حضرت نے فرمایا کہ شرط کر کہ اگر تیرے سوالات کا جواب دون تو تو
ایمان قبول کریگا اُسنے کہا کہ البتہ مین ایمان لاؤنگا فرمایا کہ پوچھہ اُسنے عرض کی کہ مجھی خبر دو کس قطرہ خون سے

کہ اول جو زمین پر ٹپکا اور اس چشمہ سے کہ جو اول زمین پر جاری ہوا اور اس درخت سے کہ اول زمین پر پیدا ہوا
فرمایا کہ تمہارے اعتقاد مین اول قطرہ خون کا کہ جو زمین پر ٹپکا وہ خون ہابیل کا ہے کہ قابیل نے اسکو قتل کیا مگر درحقیقت
یہ نہین ہے بلکہ وہ خون بطن حوا کا ہے کہ پیش از وجود شیث زمین پر گرا اور تمہارے عقیدہ مین اول چشمہ تو
بیت المقدس ہے اور ایسا نہین ہے بلکہ وہ چشمہ حیوان ہے کہ خضر نے اسکو زمانہ ذوالقرنین مین پایا تھا اور راہی
ادھین اگر کر زندہ ہوئی اور حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع بن نون اس تک پہنچے اور تم کہتے ہو کہ درخت اول
زیتون ہے کہ نوح نے کشتی بنانیکے واسطے بویا تھا اور یہ نہیں ہے مگر وہ درخت محوہ ہے کہ آدم اسکو بہشت سے اپنے ساتھ
لائے تھے اور انواع شجر اس سے پیدا ہوئے ہین یہودی نے کہا کہ قسم ہے خداوند لیل و نہار کی کہ کتاب ہارون مین بالملا
موسیٰ ایسا ہی لکھا ہے اب مجھے خبر دو اور تین چیز سے اول یہ کہ بعد سید خیر الانام کے کون کون امام ہین دوسرے
یہ کہ وہ سب کونسی بہشت مین قیام کرینگے اور تیسرے یہ اول سنگ کہ آسمان سے زمین پر آیا وہ کونسا ہے فرمایا کہ
بعد سید کائنات بارہ امام ہونگے کہ وہ سب عادل ہونگے اور کسی ظالم کا ظلم انکو زیان اور نقصان نہ پہنچائیگا اور کسی
مخالف کی مخالفت کرنیسے دلتنگ نہونگے اور وہ سب رسولخدا کے ساتھ بہشت عدن مین رہینگے اور اول
سنگ کہ آسمان سے زمین پر آیا تمہاری دانست مین حضرت بیت المقدس ہے اور ایسا نہین ہے بلکہ وہ حجر اسود ہے
اور بیت الحرام مین جبرئیل آسمان سے لائے تھے یہودی نے کہا کہ ولید مینے بھی کتاب ہارون مین یہی دیکھا ہے اب فرمائے
جواب و سوال سات تین کا کہ مدت عمر وصی خاتم الانبیا کی کتنے برس کی ہوگی اور اوسکو قتل کرینگے یا اپنی موت سے
مرینگا فرمایا کہ وصی خاتم الرسل کا مین ہون اور تریسٹھ برس کی میری عمر ہوگی اور مین شہید ہونگا اور قاتل میرا
بدترین بے کنندہ ناقہ صالح سے ہوگا یہودی یہ سنکر زار زار رویا اور کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان
محمد رسول اللہ و انک وصی رسول اللہ بعد اسکے اس یہودی نے ایک ورق آستین سے نکالکر دیا کہ خط عبرانی مین لکھا
ہوا تھا اس جناب نے اسکو دیکھکر رو دیا یہودی نے باعث رونے کا پوچھا فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھی اس ورق
مین یاد کیا ہے اور میرا نام لکھا ہے کہا کہ مجھی دکھلا آپنے اپنی انگلی ادسمیں رکھدی اور فرمایا کہ توریت مین
باسم ہائیل موسوم ہون پس حضرت روتے تھے اور فرماتے تھے کہ الحمد للہ کہ نام میرا کتب اور صحف ابرار مین
لکھا اور فراموش نہین کیا **معجزہ ششصت و ہفتم** جابر انصاری روایت کرتے ہین کہ ایک سفر مین مین
ہمراہ تھا جناب رسالت مآب کے جب چند منزل ہمنے طی کین تو ایک شب کہ نہایت تاریک تھی اور ابر محیط آسمان
تھا اور رعد و برق کی شورش سے راہ بھی بھول گئے جب دن ہوا تو ایک زمین پر پہنچے کہ وہ زمین پر از ریگ
و پر خار تھی ایک شب و روز اس صحرا مین پھرا کئے پانی کہین نہ ملا ماری پیاس کے جان لبون پر پہنچی ناچار ہوکر
گھوڑون سے اترے اور تیمم کرکے نماز پڑھی اصحاب نے فریاد کی اور کہا کہ اگر صبح تک پانی نہین ملا تو ہم سب
ہلاک ہوجائینگے جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ اے عزیز صبر و تحمل کرو کہ خدا رحیم و کریم ہے غرض جب رسول
مقبول نے دیکھا کہ اصحاب جلدی کرتے ہین تو آپنے فرمایا کہ طبل رحیل کا بجائین اور آپ مع لشکر سوار ہوئے

معجزہ ششصت و ہفتم

دوسرے دن تک راہ چلے جب صبح ہوئی تو مرکب سے نیچے اوترے اور تیمم کرکے نماز پڑھی پھر سب اصحابنے فریاد کی اور کہا کہ
اب ہمین زیادہ تاب و طاقت تشنگی کی نہین ہے آپنے فرمایا کہ تم سب سوار ہوکر اس پہاڑ کے طرف چلو تا مین اور علی سوار
ہوکر جہت راست اس کوہ کے تلاش آب کرین پس سوار اور پیادہ متوجہ اُس کوہ کے ہوئے جناب امیرنے جہت راست
اُس کوہ کے دلدل دوڑایا جب فراز کوہ پر آئے تو دیکھا کہ ایک گلہ ہے گوسفندونکا قریب جانیکو گوسفند کے اور
ایک جوان مرصع پوش لباس شاہانہ پہنے چوبدستی زرنگار کی ہاتھ مین لئے کھڑا گوسفندونکی نگہبانی کر رہا ہے اور انکمین
اُس شخص کی اور سب گوسفندون کی اُس پہاڑ کیطرف لگی ہوئی ہین کہ اُسطرف سے کسیکی آنکھ نہین پھرتی جناب
امیرنے یہ دیکھکر کہا کہ اللہ اکبر اگر یہ مرد شبان یعنی چرواہا ہے تو یہ جامہ اور تاج اور چوبدستی اُسکے پاس کیون ہے اور اگر بادشاہ
زادہ ہے تو اوسکو پاسبانی سے کیا نسبت پس وہ جناب اُس شبان کیطرف متوجہ ہوئے اُس جوان نے جو نظر کی تو دیکھا
کہ ایک سوار ہے کہ جسکی صلابت سے کوہ لرزے مین ہے غرض جب وہ جناب اُس جوان کے نزدیک پہنچے تو وہ جوان روئے
مبارک کو دیکھکر متحیر ہوا آپنے فرمایا کہ ایجوان ان گوسفندون کا صاحب کون ہے اگر کوئی چرواہا ہے تو وہ کہان
گیا ہے اور اگر تو صاحب ہے ان گوسفندون کا تو اس بیابان مین تو کیون تنہا ہے اُس جوان نے کہا کہ اے سوار مین
بیٹا عنقائے فارس کا ہون نام میرا عامر ہے اور ایک بھائی میرا ہے کہ نام اوسکا یاسر ہے اور اُس کوہ کا نام یلاق ہے میرے
باپکے پاس ایک لاکھ گوسفند تھین اور سب اس کوہ مین چراکرتی تھین اور اس کوہ مین ایک چشمہ سوا زیادہ نہین ہے
اب چار پہر سے ایک اژدہا اس پہاڑ مین کہیں سے آگیا ہے دس دفعہ میرا باپ تیس تیس ہزار سوار و پیادہ لیکر اس اژدہے
کے مارنیکو گیا سوار ہوا اور جب اس اژدہے کے پاس پہنچا اُسنے ایک ایسا نعرہ مارا کہ اُسکی صدمہ اور دہشت سے ہزارون
آدمیون کا زہرہ آب ہوگیا اور مرگئے جو بچے وہ سب بھاگ گئے اور ان چند سال مین کئی چرواہے اور ہزارہا گوسفند
پیاس کے مارے مرگئے دس چرواہے اور ان گوسفندونکے ساتھ تھے چند روز ہوئے کہ انکی بھی خبر نہین کہ وہ کیا ہوئے
میرے باپنے ہر ایک شخص سے کہا کہ کوئی جاکر ان شبانون کی خبر لائے کسی نے قبول نہین کیا اور کسیکو اس اژدہے کی دہشت سے
یہ جرأت نہوئی کہ اس پہاڑ مین اونکے ڈھونڈنے کو جائے آخر مین مع دو غلام کے اُنکے ڈھونڈنے کو آیا ہون مگر کچھ حال
اُنکا معلوم نہوا کہ وہ مرگئے یا زندہ ہین جناب امیرنے پوچھا کہ وہ غلام کہان گئے مین عرض کی کہ وہ غلام بھی اس حوالی
مین مرگئے اب مین تنہا رہگیا ہون یہ باتین کر رہے تھے کہ دور سے نور محمدی کا ظہور ہوا اسطرح پر کہ تمام کوہ روشن ہوگیا
یہ دیکھکر عامر حیران ہوا کہ جناب رسول مقبول پہنچے اور زبان عربی مین کچھ باتین جناب امیر سے کین عامر نے جناب
امیر سے عرض کی کہ اے عربی بچے اُس شخص کے کہ جسنے تجکو پیدا کیا ہے بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہ جوان نورانی کون ہے کہ تجسے
باتین کرتا ہے اور مین تمہارا اور اُسکے نور اور حسن خلق سے حیران ہوا ہون مبادا کہ مین تمہارے دیدار سے محروم رہون
آپنے فرمایا کہ اے جوان چونکہ تو محبت سے پیش آیا ہم بھی تجکو محروم نچھوڑینگے یہ جوان آگاہ ہو کہ یہ جوان کہ جسنے
تجسے نور نے تمام ہی وثبت کو منور کر دیا ہے محمد بن عبداللہ ہین اور مین علی بن ابی طالب ہون عامر نے جو یہ نام سنے تو
جونسی سے بیہوش ہوگیا جناب رسول مقبول نے پوچھا کہ یہ جوان کون ہے اور بیہوش کس واسطے ہے جناب امیر نے

عرض کی کہ یہ عامر بن عنقا ہی اور سارا قصہ اُسکا بیان کیا عامر نے آنکھین کھولکر کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ میری آنکھین آپکے جمال باکمال سے روشن اور دل میرا آپ کی زیارت سے خورسند ہوا آپنے جواب سلام کا دیا اور پوچھا کہ وہ چشمہ پانی کا اور وہ اژدہا کہان ہی اُسنے عرض کی کہ یا حضرت اس کوہ کے آگے ایک مرغزار ہے اور اُسمین وہ درخت بزرگ جو دکھلائی دیتا ہی اس درخت کے نیچے اُس اژدہی کا مکان ہی اور اسوقت وہ اس درخت مین بیٹھا ہوا ہی اور سر کو درخت مین سے نکالے گوسفندون کو دیکھ رہا ہے اور گوسفند مین بھی اوسکو دیکھ رہی ہین اور اسی سبب اوسطرف سے آنکھ نہین پھیرتین حضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ عجیب قضیہ درپیش آیا کہ ہمین لشکر اسلام سے آن پہنچا مگر کسی آدمی اور جانور مین قوت چلنے کی نہ رہی تھی اور قریب بہ مرگ پہنچ گئی تھی آپنے فرمایا کہ اے یار غم نہ کھاؤ کہ ہم چشمہ آب پر پہنچ گئے ہین گوسفند اور صاحب گوسفند ہمارے پاس ہی پھر حضرت نے فرمایا کہ اے عامر تو رخصت دیتا ہی کہ صاحب ہمارے تیری گوسفند ونکا دودھ دوہ لین عامر نے کہا کہ یا رسول اللہ اکثر گوسفند تو مرگئے اور بعض جو زندہ ہین اُنہون نے کئی روز سے آب وعلف نہین کھایا دودھ اُنکی پستان مین سے خشک ہوگیا ہی آپنے فرمایا تو رخصت دے اور قدرت خدا دیکھ عرض کی کہ نثار جان میری آپ پر سے خدا ہون گوسفند کیا حقیقت رکھتی ہین آپنے فرمایا کہ اے علیؑ گوسفندان مردہ کو میرے آگے لاؤ چنانچہ آب مری ہوئی گوسفندون کو آپکے روبرو لائے اُس جناب نے دست مبارک گوسفندون کی پشت پر پھیرا بفرمان مالک الملک گوسفند زندہ ہوکر کھڑی ہوگئین آپنے فرمایا کہ اے علیؑ مسلمانون سے کہو کہ ہر ایک ایک گوسفند مُردہ کو میرے پاس لاوین پس صحابہ ایک ایک گوسفند کو آپکے پاس لاتے تھے اور وہ جناب دست مبارک اُس پر پھیرتے تھے اسیوقت وہ مادۂ گوسفند زندہ ہوجاتی تھی اور پستان اُنکی شیر سے بھر جاتی تھین یہانتک کہ چھ ہزار گوسفند فربہ شیر دہندہ زندہ ہوگئین اور بہقدر شیر اُنکی پستانون سے دوہا کہ وہ سات ہزار سپاہ اُنکی شیر سے سیر ہوئی اور سب نے خوب پیا اور بقدر ظرف اُنکے پاس تھا سب کو دودھ سے بھر لیا پھر اُس جناب نے فرمایا کہ کہانا دودھ سے لگائین اور سب کھائین عامر نے جو یہ معجزہ دیکھا تو بُت کو گردن سے نکالکر آپ کے روبرو توڑ ڈالا اور از روے اخلاص کے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ زبان پر جاری کیا جناب امیرؑ نے اُسکو گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ تو غم نہ کھا کہ جو تیری آرزو ہوگی وہ پوری ہوجائیگی اور جتنے غلام اُسکے مرگئے تھے بہ برکت انفاس محمدی سب زندہ ہوگئے اور یہ معجزہ دیکھکر شرف سلام کو پہنچے جناب رسولخدا نے اُن غلامون کا نام شاہد رکھا صحابہ رسولخدا نے عرض کی کہ یا حضرت گھوڑون کو پانی کہان سے دین آپنے فرمایا کہ اس درخت کے بائین جانب چشمہ پانی کا ہی اُس سے سب جانورونکو سیراب کرو جب وہ لوگ اُس چشمہ پر پہنچے تو اژدہی کو دیکھا ڈر کر خدمت جناب رسولخدا کے پھر آئے اور عرض کی کیا حضرت ہمین اژدہی سے خوف لگتا ہی آپنے یہ سُنکر اُسکو ایک عصا ایک ہنکارا کہ بامر قادر ذوالجلال چشمہ پانی کا اس سنگ سے جوش مارکر نکلا سب نے گھوڑونکو پلایا اور آپ بھی خوب پیا پس جناب رسالت مآب عامر کو خیمہ مین لائے اور مسجل اُسطرف کا دریافت کیا اور جناب امیرؑ سے ارشاد کیا کہ ایک نامہ عنقائے فارس کے واسطے لکھو اور جو مدعا

عامر کا ہوا وسکو بھی اِسمین مندرج کرو اور ایک شخص کو دو کہ وہ عنقا کے پاس لیجائے اور جلد اُسکا جواب لیکر آئے عمر نے کہا
کہ یا حضرت کئی بار آپنے ایلچی عنقا کے پاس بھیجے اور اُسکی دعوت اسلام کیطرف کی اُنی سب ایلچیون کو قتل کیا اب بھی جو کوئی
جائیگا وہ قتل کیا جائیگا جناب پیغمبر نے عرض کی کہ یا حضرت اگر آپ حکم دین تو مین عنقا کے پاس نامہ لیجاؤن آپنے ارشاد کیا
کہ مین عامر کے گھوڑی کو بحکم خدا زندہ کرتا ہون اور نامہ عامر کو دیتا ہون کہ وہ عنقائی فارس کے پاس لیجائے غرض جب عامر نے
گھوڑے کو زندہ کرکے نامہ اوسکو دیا اور رخصت کیا جناب پیغمبر نے اُسکو چند باتین کہ جو اُسکے کار آمد تھین تعلیم کین اور فرمایا
کہ جب تیرا باپ تیرا قصد کرے تو تو باواز بلند کہنا کہ مین ایلچی ہون محمد مصطفےٰ کا اُسوقت تیرا بھائی یا سر تیری اعانت
اور مدد کرکے تجھی ہمارے پاس پہنچائیگا پس دونون غلاموں نے حضرت سے عرض کی کہ ہمین بھی اجازت ہو کہ ہم
بھی عامر کے ساتھ جائین آپنے اونکو بھی رخصت دی عامر مرخص ہوکر دوسرے دن وقت طلوع آفتاب تجی قلعہ
عنقا کے پہنچا دیدبان جو برج قلعہ پر متعین تھی عامر کو دیکھکر کمال خوش ہوئی اور ایک ایسا نعرہ خوشی سے کیا کہ سب
اہل قلعہ نے سنا اور عنقا کو عامر کے آنے کی خبر دی عنقا اُسکی مفارقت مین نہایت مغموم اور مخذول تھا عامر کی
خبر سُنکر کمال خوش ہوا پس جب عامر دربار مین پہنچا تو کہا کہ سلام میرا دربار مین اُس شخص پر ہو جو کہ جو جانتا ہو کہ
ہنجدہ ہزار عالم کا خدا ایک ہی اور محمد رسول اُسکا ہی اور علی وصی اُسکے رسول کا ہی عنقا مع سائر مشرکین یہ باتین سُنکر
مثل بید لرزنے لگا اور کہا کہ اے عامر تو کس خدا کو کہتا ہی وہ خدا کہ جسکو مین گردن مین ڈالے ہون یا اُس خدا کو
کہ جسکو تو نے تیری گردن مین باندھا ہی عامر نے کہا اُس خدا کو کہ جسنے مجھی اور تجھی اور ہنجدہ ہزار عالم کو پیدا کیا ہی وہ
خدا لم یزل ولا یزال کہ جو تجھی ایک چشم زدن مین تخت سے سرنگون کر ڈالے گا عنقا اس بات سے آزردہ ہوا اور
کہا کہ اے فرزند یہ زیادہ گوئی کرتا ہی بتا تو کہ وہ بُت کہ جو نے تیری گردن مین ڈالا تھا تو نے اُسکو کیا کیا عامر نے کہا کہ
مین نے اُسکو توڑ ڈالا اور خدائے محمد معبود یزدان ہی صد ہزار لعنت خدا بُت پرستی پر اے پدر عالیقدر جو کچھ مین نے محمد ہی
معجزات دیکھے ہین اگر تو دیکھی تو ہرگز بُت پرستی نہ کرے کہ چار ہزار گوسفند مردہ کو زندہ کیا اور اونکی پستان سے بقدر
دو دو ہاکہ سات ہزار آدمیون نے بجائے آب شیر پیا اور کھانا پکایا اور چشمہ پانی کا پتھر سے نکالا میرے گھوڑے
کو مع ان دو غلاموں کے زندہ کیا پس اگر تو چاہی کہ اُنکے معجزہ کو دیکھی تو مسلمان ہوجا اور یہ نامہ محمد اور علی نے تجھی
بھیجا ہی عنقا نے جو یہ سُنا قریب تھا کہ دیوانہ ہوجائے بانگ عامر پر ماری اور کہا کہ اے بدبخت کیا بُت پرستی سے پھر
تو عامر نے کہا کہ بدبخت تو ہی ہی کہ تو باوجود ان سب معجزات کے کہ تجھسے بنی نقل کئے دل تیرا زنگ ہنوز عنقا یہ بات سُنکر
غضبناک ہوا اور تیغ غلاف سے کھینچی اور قصد عامر کا کیا عامر نے جو یہ حال دیکھا فریاد کی کہ یا علی ادرکنی ایک وزیر نے
ہاتھ عنقا کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے بادشاہ قتل کرنا تو آسان تر ہی مگر تو صبر کرتا دیکھیں کہ عامر محمد اور علی سے کیا پیغام
لایا ہی یہ سُنکر عنقا نے ہاتھ کھینچ لیا عامر نے نامہ اُس جناب کا نکالکر چوما اور گوشہ تخت پدر پر رکھدیا عنقا نے نامہ
وزیر کو دیا اور کہا کہ اسکو آواز بلند سے پڑھ تا معلوم ہو کہ ہمین کیا لکھا ہی وزیر نے نامہ لیا اور چاہا کہ نامہ کو پڑھی
کہ عامر نے تلوار کھینچکر وزیر پر فریاد کی اور کہا کہ تو باوشاہ سے کہہ کہ پہلے کچھ زر سُرخ نامہ پر نثار کرے پھر نامہ کو پڑھوائے

اور اگر ایسا نکریگا تو خون اس بارگاہ مین بہاؤنگا عنقا نے کہا کہ ایک طبق زر لاکر سپہ نثار کرین من بعد وزیر نے اُس نامہ کا مطالعہ کیا اور مثل بید کانپنے لگا اور رنگ اوسکا متغیر ہوگیا اور خوف کے مارے زبان اُسکی بند ہوگئی عنقا نے کہا کہ نامہ کو تو کیون نہین پڑھتا وزیر نے کہا کہ اگر نامہ کو بلند پڑھون تو تو اول مجھ تو قتل کریگا پھر عامر کو بادشاہ نے کہا کہ مجھی قسم ہے آلات و مہمات کی مین تجھ قتل نکرونگا تو نامہ کو بلند پڑھ وزیر نے کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اول نام اُس شخص کے کہ جسکا کوئی شریک نہین وہ خالق خلائق اور مالک الملک ہے اور ایسا صانع ہے کہ بغیر طناب و چوب کے قبۂ نہ فلک کو برپا کیا دوسرے یہ نامہ میری طرف سے ہے کہ مین محمد پیغمبر آخرالزمان ہون اے عنقا جب تو اس نامہ کے مضمون سے مطلع ہو تو چاہئے کہ بیوقوفت بتون کو توڑ ڈالے اور وحدانیت خدا اور نبوت محمد مصطفےٰ اور ولایت علی مرتضےٰ کا اقرار کرے اور مع لشکر قلعہ سے باہر آکر میری ملازمت سے مشرف ہو تا مین اپنے ابن عم علی بن ابی طالب کو کہون کہ وہ اس لڑکے کو تیرے روبرو قتل کرکے اُسکے ضرر سے تجھ نجات دے اور اگر تو خلاف اسکے کریگا تو مین آنکر تیرے قلعہ کے ساتھ وہ کچھ کرونگا کہ جو سلاسل سے کیا ہے والسلام جب عنقا نے مضمون نامہ کا سُنا تو نہایت برآشفتہ ہوا اور چاہا کہ نامہ وزیر سے لیکر چاک کرے کہ عامر نے پیشدستی کرکے ایک طمانچہ وزیر کے مُنہ پر مارا اور نامہ اُسکے ہاتھ سے لیلیا اور کہا کہ اے پدر نامہ بان جلد جواب نامہ کا لکھ عنقا پہلوانون پر چیخا اور کہا کہ اس عاصی کو جلد گرفتار کرو یہ سُنکر چند کافر دوڑے اور قصد عامر کا کیا عامر نے تلوار کھینچکر دس کافرون کو قتل کیا آخر بہت سے کافر سپہ حملہ آور ہوئے اور اوسکو گرفتار کرلیا عنقا نے جلاد کو بلاکر کہا کہ جلد عامر کا سر تن سے جدا کر جلاد نے کہا کہ اے بادشاہ مین فکر کرکہ بعد قتل ہونے عامر کے پشیمانی فائدہ نہ دیگی عنقا جلاد پر خفا ہوا اور کہا کہ جلد اسکو قتل کر اگر پھر مین کچھ عذر کریگا تو تجھی قتل کرونگا جلاد نے یہ سُنکر چاہا کہ عامر کو قتل کرے کہ یا سر عامر کا بھائی تلوار کھینچکر دوڑا اور ایک تلوار جلاد کی کمر پر ماری اور اُسے دو ٹکڑے کیا اور کہا کہ اے پدر عامر جو کچھ کہتا ہے ہم کہتا ہے اگر تو اسکو قتل کرے تو پہلے مجھے قتل کر کہ مین اپنے بھائی کو قتل ہوتے نہ دیکھونگا امرا نے کہا کہ اے بادشاہ عامر کا قتل تجھی کچھ فائدہ نہ دیگا بلکہ اسکو خلعت دے کہ وہ ایلچی ہوکر آیا ہے اور اسکو محمد کے پاس بھیجدے اور کہلا بھیجے کہ کل میرا باپ لشکر لیکر آئیگا اگر اژدہے کو دفع کروگے تو مین اسلام قبول کرونگا اور یہ محال ہے کہ محمد اور علی سے وہ اژدہا دفع ہو غرض عامر کو خلعت دیکر آنحضرت کی خدمت مین بھیجا عامر آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کیا اور عرض کی کہ کل میرا باپ تیس ہزار آدمیون کے ساتھ آئیگا آپنے فرمایا کہ اے عامر تیرا باپ ان تیس ہزار آدمیونکو جوشن پہنائیگا اور جوشن کے اوپر ایک اور جامہ پہنائیگا ماکہ ہم پہچانین کہ یہ جوشن پہنے ہین مجھ پہلے تیرے آنے سے جبرئیل نے خبر دی ہے اور یہ علی بن ابی طالب کو خبر دی ہے عامر نے عرض کی کہ یا حضرت میرا باپ علی کا قصد کرکے آئیگا آپنے فرمایا کہ تیرے باپنے خیال باطل کیا ہے اور چاہتا ہے کہ مکر و حیلہ سے علی کو ضائع کرے اور جب آئیگا تو ملاحظہ بید ہد کا کریگا پس اُس طناب کے لشکر سے کہا کہ ہتیار لگالین اور مسلح اور مکمل ہوجائین چنانچہ سات ہزار آدمی تیار ہوگئے پس جبکہ لشکر عنقا کا نمودار ہوا تو لشکر اسلام سوار ہوا اور سایۂ علم نصر من اللہ و فتح قریب مین قرار پکڑا اور لشکر عنقا کا آنکر مقابل لشکر اسلام کے صف باندھکر کھڑا ہوا پس آپنے عامر سے کہا کہ تو اپنے باپ سے جاکر کہہ کہ تو اسلام لاتا تیسے ضرر اژدہے کی دور کرون عامر نے

آنکر اپنی باپ سے جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا بیان کیا عنقا نے کہا کہ اے عامر محمدؐ تو وہی ہین کہ جونیچے علم سبز کے کھڑے ہین عامر نے کہا کہ ہان عنقا نے کہا کہ بیٹی محمدؐ کو تو پہچانا علیؑ بن ابی طالب کونسی ہین عامر نے کہا کہ وہ پشمینہ پوش ہین کہ جانب راست پیغمبر کے کھڑے ہین جبکہ نظر عنقا کی جانب امیر پر پڑی بند بند اُسکا لرزنے لگا اور وزیر سے کہا کہ میری علیؑ کے دیکھنے سے طرفہ حالت ہوئی ہے کہ قوت مجھکو ایک حرف کی کہنے کی نہین ہوتی تو عوض میرے کچھ کہہ وزیر نے کہا کہ اے عامر تو جا اور کہہ کہ میرا باپ کہتا ہے کہ اے محمدؐ مجھکو ساتھ علم سحر اور جادو کے راہ سے نہ پھیر سکیگا اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے قول پر عمل کرے تو اوّل علاج اُس اژدہے کا کر اور رہین اُسکے شر سے مخوف کر یا تیری بات پر عمل کروں عامر نے آنکر اُس جناب سے پیغام اپنے باپ کا دیا اُس جناب نے جناب امیرؑ کو بُلا کر کہا کہ اے علیؑ تم میدان مین جاؤ اور باواز سب کو سناؤ اور کہو کہ اے عنقا مین علیؑ بن ابی طالب ہون اگر بیٹی تجھی اژدہے کے شر سے بچایا اور پھر تو ایمان نہ لایا تو بتوفیق خدا تعالےٰ تم سب کو ہلاک کرونگا پس جب جناب امیرؑ نے یہ جاکر اُنسے کہا تو سب تیس ہزار آدمی نعرۂ اسد اللہی سے مثل بید لرزان ہوئے اُس اثنا مین قلب لشکر سے باہر آیا اور کہا کہ اے علیؑ یہ لاف وگزاف کب تک کروگے مگر اپنی زیست سے بہ تنگ آئے ہو اگر تم سچ کہتے ہو تو اوّل علاج اُس اژدہے کا کرو تا مین سب لشکر کے ساتھ جو قول کہ کہا ہے سُپرد فا کرون آپ نے مسکرا فرمایا کہ تو ہرگز اپنے قول پر وفا نکریگا یہ فرما کر جناب رسولؐ مقبول کی خدمت مین حاضر ہوکر سارا ماجرا اور باتین عنقا کی عرض کین آپنے فرمایا کہ اے علیؑ اب تم اژدہے کے باب مین جو مناسب جانو وہ کرو اور معجزہ اپنا اُس جماعت کو دکھلاؤ پس جناب امیرؑ نے دلدل سے پیادہ ہوکر اُس درخت کی طرف کہ جس سے وہ اژدہا لپٹا ہوا تھا چلے جب وہ جناب اُس درخت کے قریب پہنچے تو بحکم خدا وہ اژدہا بھی درخت سے اُتر کر آپ کیطرف روانہ ہوا یہ دیکھکر غُل لشکر کفار سے بلند ہوا اور سب کہتے تھے کہ اب کوئی دم مین اژدہا علیؑ کو نگل جاتا ہے مگر وزیر عنقا نے ازراہ فراست کے جانا کہ یہ اژدہا لڑنے کو اُس حضرت سے نہین آتا کہا کہ اے بادشاہ اگر علیؑ نے اژدہے کو مسخر کیا تو تو دین محمدیؐ قبول کریگا عنقا نے کہا کچھ ہو مین ہرگز دین اُسکا قبول نہ کرونگا وزیر یہ مسکرا نہایت خوش ہوا غرض جب اژدہے نے دیکھا کہ جناب امیرؑ نزدیک پہنچے تو ایک نعرہ مارا کہ جسکے گھوڑے حضرت کے ساتھ تھے سب بھاگ گئے اور وہ جناب آگے تشریف لیگئے اور کہا کہ اے اژدہے خاموش رہو کہ مین علیؑ بن ابی طالب اے پریزاد اوّل اُسنے کی تو نے اور آخر بیگانگی کرتا ہے اور دیکھ کہ حضرت محمد مصطفےٰؐ دور سے تجھی دیکھتے ہین اژدہے نے جو یہ کلام فصیح اور بیان بلیغ سُنا آپکے قدمون پر گر پڑا اور نعرے کرنے لگا اور دونون لشکر یہ حال دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ وہ اژدہا فرق سے تا دُم دو پارہ ہوا اور پوست اژدہے مین سے ایک جوان پریزاد خوبصورت مثل ماہ کے باہر نکل آیا کہ دو پر دونون جانب اُسکے تھے اور سینہ پر ہاتھ رکھکر آپ پر سلام کیا شاہ ولایت نے بھی جواب سلام کا دیا پھر اُسنے درود جناب رسولؐ مقبول پر بھیجا اور کہا کہ اے امیرؑ عرب مدت سے مین انتظار مین آپکے قدوم میمنت لزوم کے تھا الحمد للہ کہ اپنی آرزو کو پہنچا یا امیر المؤمنین اب سوائے اُسکے اور کچھ آرزو میری نہین کہ آپ مجھی خدمت مین رکھکے یعلمین تا جمال جہان آرا کو اُسکے ملاحظہ کرون پس جناب امیرؑ اوسکو اپنے ہمراہ لیکر چلے اور اثنائے راہ مین احوال اُس سے پوچھتے تھے اور وہ بیان کرتا جاتا تھا سب کافر مشاہدہ

اس احوال سے حیران ہوا اور عنقا بھی مثل چوب خشک مرکب پر خشک تھا اور وزیر سے کہتا تھا کہ تو دیکھتا ہے کہ کیا امر واقع ہوا یہ اژدہا علی کے نزدیک پہنچ گیا اور مثل غلاموں کے ساتھ چلا آتا ہے وزیر نے کہا کہ اے عنقا کیا خیال تیرا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو دین محمدؐ کو اختیار کریگا عنقا نے کہا کہ تیری کیا صلاح ہے کہ عجیب معجزہ علیؑ سے ظہور میں آیا ہے وزیر یہودی نے کہا کہ اے عنقا محمدؐ اور علیؑ علم سحر میں اپنا مثل نہیں رکھتے تو کس خیال باطل میں ہے پس جب پریزاد خدمت جناب رسولؐ مقبول میں حاضر ہوا تو سلام کیا اور پاؤں پر گر کے پاؤں کو چومنے لگا آپ نے پوچھا کہ اے جوان پریزاد تیرا کیا نام ہے اور اس ملک میں کیوں آیا ہے اور اژدہا کی صورت کیوں بنائی ہے اور کیوں اس چشمہ پر پنجہ درخت کے مسکن کیا جوان نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ میں بیٹا بادشاہ کا ہوں اور خدمت میں حضرت سلیمانؑ کے تھا اور نام میرا فیروز ہے ایک روز ہوا بساط حضرت سلیمان کو مصر سے اڑا کر جانب خراسان لیگئی جب ہم اس جگہ پہنچے تو ہوا ٹھہری ہوگئی حضرت سلیمانؑ ہوا پر غصہ ہوئے اور کہا تو کیوں کھڑی ہوگئی ہمیں جبرئیلؑ امین جانب رب جلیل سے نازل ہوئے اور کہا کہ اے سلیمانؑ ہوا پر غصہ نہ ہو کہ ہوا حکم سے خدا کے کھڑی ہوگئی ہے اسواسطے کہ ایک روز نبی اور ولی اس جگہ آئیں گے سلیمانؑ نے پوچھا کہ اے جبرئیلؑ کون نبی اور کون ولی ہے جبرئیلؑ نے کہا محمد مصطفےٰ پیغمبر آخرالزمان اور علی مرتضےٰ داماد اور وصی انکی ہونگے اور کئی سال بعد مبعوث ہونگے اس جگہ آئیں گے اور سات ہزار آدمی انکی امت سے انکے ساتھ ہونگے سلیمانؑ نے جو یہ خبر انکی جبرئیلؑ سے سنی اور اوصاف حمیدہ اور محامد پسندیدہ صفات کی تو آرزو کی کہ کاش میں بھی ایک انکی امت میں سے ہوتا پھر حضرت سلیمان روئے نیاز درگاہ خالق بے نیاز میں لائے اور عرض کی کہ خدایا میری تقصیر کو عفو کر کہ میں ہوا پر خفا ہوا جانب رب ارباب سے خطاب آیا کہ تیری تقصیر کو بخشا اے سلیمانؑ آگاہ ہو کہ نور محمدی کے ساتھ پانچ لاکھ برس پہلے اس سے کہ دنیا کو پیدا کروں ہوا کو بحکم کیا اور ہوا جاتی تھی کہ آنحضرت اور وصی انکی اس جگہ آئینگے اس سے نہو سکا کہ گستاخانہ یہاں سے گزر جائے اور تمہاری بساط کو جلدی سے لیجائے اسواسطے یہاں کھڑی ہوگئی جب سلیمانؑ نے جبرئیلؑ سے یہ باتیں سنیں تو بساط سے نیچے اترے اور دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی اور حضرت غافر الخطایا سے عفو خطا چاہی اور آمرزش طلب کی اور دعا کی کہ خداوندا مجھے شفاعت محمدؐ سے بے نصیب نہ کرنا من بعد سلیمانؑ نے میرے باپ جمہور شاہ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تیرے بیٹے کو اسجگہ چھوڑوں تا اس چشمہ پر پنجے اس درخت کے رہے اور سلام میرا اور تیرا محمدؐ اور علیؑ کو پہنچائے جمہور شاہ نے کہا اے سلیمان ہزار جان میری فدائے پیغمبر آخرالزمان مجھے قبول ہے پس میرے باپ نے مجھے سینہ سے لگایا اور بہت نوازش کی اور پوچھا کہ اے فرزند تجھے منظور ہے کہ اس سعادت کو فائز ہوئے کہا کہ مجھے منظور ہے پس حضرت سلیمانؑ نے میری پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ اے فیروز جب تو ملازمت رسولؐ خدا سے مشرف ہو تو کہنا کہ سلیمان پیغمبر نے تمکو سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ شہدان الا الہ الا اللہ و شہدان محمد رسول اللہ و شہدان علیا ولی اللہ پھر فیروز نے عرض کی کہ یا حضرت مجھے اب آپ رخصت دیں تا ایک پرمار نے میں کوہ قاف پہنچوں اور اپنے باپ کے لشکر کو کہ مطیع میرے

ہین اپنے ہمراہ لاکر عقلائے فارس کو مع قوام کے روئے زمین سے مٹا دون چار برس سے مین اس شخص سے بہ نسبت
آپکے بے ادبی دیکھتا ہون اس سبب مجھسے عداوت ہو گئی ہے آپنے پوچھا کہ کیا بے ادبی کرتا ہے عرض کی کہ
یہ بدبخت چار برس سے ایک جماعت ملاعین کے ساتھ اس چشمہ پر آنکر شراب پیا کرتا تھا اور ایکروز آپکے ایلچی کو اس جگہ
بہزار ذلت اور خواری قتل کیا اور آپکے نامہ کو پھاڑ ڈالا یہ حال دیکھکر مین آزردہ ہوا اور درگاہ الٰہی مین استغاثہ
کیا کہ خدایا مجھے اسقدر قوت دے کہ مین اس کافر کو چشمہ پر آنے نہ دون مین یہ دعا کر رہا تھا کہ برابر میرے ایک مرد سبز
پوش نورانی عصائے سبز در دست پیدا ہوا اور مجھسے کہا کہ اے فیروز شاہ تو جانتا ہے کہ مین کون ہون مینے عرض
کی نہین کہا مین خضر پیغمبر ہون جو کچھ کہ مین پڑھتا ہون تو بھی پڑھ تا خدا تعالےٰ تجھے بصورت اژدہا بنا دے اور
قوت عظیم عنایت فرمائے اور ایسا کرے کہ تیرے خوف سے کوئی کافر نہ آسکے پس خضر نے بھی دعا کی اور مینے بھی انکے
ساتھ دعا کی کہ مین بصورت اژدہے کے بنگیا پھر حضرت خضر نے کہا کہ چار برس کے بعد اب تو انکے وصال کو پہنچ گا
میرا سلام بھی اُس جناب کو عرض کرنا اور کہنا کہ خضر نے کہا ہے کہ خدا تعالےٰ نے مجھے بسبب محبت تمہاری کے اس
مرتبہ پر اور سب سعادت عظمےٰ کو پہنچایا اور روز قیامت تک جو کوئی تمہارے دوستو مین سے جنگلو مین راہ
بھولیگا اور درماندہ و عاجز ہوگا اُسکی یاری اور مدد کرونگا اور اُسکے مقصود تک اُسکو پہنچا دونگا اور کسی وقت شب
روز مین یاد خدا سے اور تمہاری یاد سے غافل نہین ہوتا مین پس یہ کلمات فرما کر وہ میری آنکھوں سے غائب ہو گئے
اور مین اس چار برس مین اژدہے کی صورت پر رہا ہون اور ان کافرون نے اس مدت مین کئی بار مجھسے اراد
حرب کا کیا اور لشکر جمع کرکے مجھسے لڑنے کو آئے مگر اکثر یہ کافر ہلاک ہوئے اور جب دیکھا کہ میرے حریف اور
مقابل اور برابر نہین ہین اور مجھسے عہدہ برآ نہین ہو سکتے تو لاچار ہو کر اس چشمہ سے دل اُٹھا لیا اور آنا چھوڑ دیا
یہ سُنکر جناب امیر نے فرمایا کہ اے فیروز تیرا باپ جمہور شاہ ہے عرض کی کہ ہان اور ابتک زندہ ہے اور حضرت سلیمان
نے اُسکے حق مین دعا کی تھی کہ تو دنیا سے نہ جائیگا جبتک کہ جناب محمد اور علی کی ملازمت مین نہ پہنچیگا الحمد للہ کہ
آپ کی ملازمت سے سرفراز ہوا اب حکم آپکا کیا ہے جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ اب تو اپنے ملک کو روانہ ہو اور خاطر جمع
سے بیٹھ کہ خدا تعالےٰ تجھسے راضی ہے اور مین کہ محمد ہون تجھسے خوشنود ہون اور تو اپنے دوستو نکو فراموش نکرنا فیروز
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مان باپ میرے پہلے اس سے شرف اسلام کو پہنچے تھے آیا مین حلال زادہ ہون یا نہین ہے
سُنکر اُس جناب نے فیروز کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ اے فیروز مین تجھے اپنے دوستون مین سے جانتا ہون
بواسطہ محبت کے کہ مجھسے تو رکھتا ہے مین بغیر تیرے بہشت مین قدم نہ رکھونگا اور باپ اور مان تیرے ابھی تک
باطل پر ہین اب تو انکو میرے دین و ملت کیطرف راہ دکھلا اور ہدایت کر اور وہ بھی تیری اطاعت کرینگے اور
میرے دین کو قبول کرینگے اور تو حلال زادہ ہے اور جو کوئی حرامزادہ اور اصل بد ہے وہ ہمارے دوستو سے نہین ہوتا
فیروز ان باتون سے نہایت خوش ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت ہو کہ مین ان کفار سے جہاد کرون
اگر بار اجاؤن تو درجہ عظمےٰ کو پہنچون آپنے فرمایا کہ رحمت خدا تجھپر اے فیروز تو جا اور اپنی قوم کو میرے دین کیطرف

راہنمائی کرا ور سعادت دوجہانی کو فائز ہو اور اپنی جگہ مین قرار پکڑا ور خدا تعالےٰ ہمارا معین اور مددگار ہے وہ ہماری مدد کریگا غرض فیروزمندی پائے مبارک جناب رسول مقبول اور جناب امیر عرب کو بوسہ دیا اور رخصت ہو کر کوہ قاف کیطرف پرواز کی پس شاہ ولایت نے دلدل کو میدان مین جولان کیا اور کہا کہ اے عنقا اب تو آ اور مسلمان ہو اور وحدانیت خدا اور نبوت جناب رسول ہدیٰ کا اقرار کر عنقا نے یہ سنکر نیزہ دوش پر درست کیا اور جوالیس ہتیار بدن پر لگائے اور گھوڑے کو ہمیشہ کرکے میدان مین آیا جونہی نظر شاہ ولایت پر پڑی تو بند بند اسکا لرزنے لگا اور بدن مین مارے خوف کے رعشہ پڑگیا اور کہا کہ اے علی اگر دین محمد برحق ہے تو تو میدان سے جلا جا اور محمد کو میدان مین بھیج اس جناب نے یہ سنکر میدان سے مراجعت کی اور جناب رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہو کر پیغام عنقا کا عرض کیا پس جناب رسولخدا میدان مین تشریف لائے اور ایک نعرہ اللہ اکبر کا ایسا کیا کہ بند بند عنقا کا مثل بید کانپنے لگا اور عرض کی کہ اے رسولخدا اگر تم پیغمبر ہو تو مجھسے خلق اور حلم کے ساتھ بات کرو تا مین تمہارے دین مین آؤن اور جب تک کہ مین تمسے معجزہ نہ دیکھون گا مسلمان نہونگا فرمایا کہ کیا معجزہ تو چاہتا ہے سنی کہا کہ یہ پتھر جو پڑا ہے یہ تمہارے حکم سے شگافتہ ہو جائے اور ایک درخت ہمین سے پیدا ہو کہ وہ درخت پانچ شاخ رکھتا ہو اور ہر شاخ مین میوہ ہو ہر رنگ کا جدا جدا پانچ طرح کا کہ کبھی اور انجیر اور رطب اور سیب اور انار ہو پس جب تم یہ معجزہ ہمکو دکھلاؤ گے تو ہم تمپر ایمان لائینگے اور اسلام کو قبول کرینگے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے کافر تو شرط کر خدا کے ساتھ کہ اگر یہ معجزہ دیکھونگا تو ساتھ خلاص کے مسلمان ہو جاؤنگا غرض اسنے شرط کی جناب رسولخدا نے دعا کی اور جناب امیر نے آمین کہی کہ ناگاہ اس سنگ سے ایک آواز آئی اور وہ پتھر پھٹ گیا اور پانچ شاخین پانچ طرح کی میوہ ہاے مذکور سے بھری ہوئی نکلین کہ سات ہزار مسلمانون نے اور تیس ہزار کافرون نے اسکو دیکھا جناب رسولخدا نے عنقا سے کہا کہ اب تو نے یہ معجزہ دیکھا اپنے اقرار کے موافق وحدانیت خدا کا اقرار کر اور سلام لا عنقا نے یہ سنکر عمود اپنا اٹھایا اور عامر سے کہا کہ اول مین کام محمد کا تمام کرتا ہون اور پھر بعد اسکے تجھے قتل کرونگا عامر نے کہا کہ لعنت خدا تجھپر کہ تو نے ایسا معجزہ دیکھا اور پھر ایمان نہ لایا اور ضرر دار ہو کہ اسی وقت تو ساتھ خاک نیزہ کے برابر ہوگا القصہ عنقا نے مرکب جانب رسول مقبول کے دوڑایا اور آپ پر عمود کا حملہ کیا قدرت خدا سے ہاتھ اس لعین کا خشک ہو گیا پھر جناب امیر دلدل کو دوڑا کر عنقا کے پاس آئے اور اس ملعون کی کمر مین ہاتھ ڈالکر زمین سے اٹھا کر سر سے بلند کیا اور پھر سطح زمین پر پٹکا کہ اعضا اسکے چور چور ہو گئے پھر عامر سے کہا کہ اے عامر وفادار بیٹے تیرے، باپ کو تیرے سپرد کیا تجھی اختیار ہے کہ جو چاہے اسکے ساتھ تو کر عامر اپنے باپ کے سینہ پر چڑھ بیٹھا کہ اسمین یا سر عامر کا بہا یا رسولخدا کی تیغ مین آیا اور بت کو گردن سے نکالکر توڑ ڈالا اور کلمہ زبان پر جاری کیا عامر نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر اب بھی تو اسلام لائے تو مین تجھی چھوڑ دون اسنے قبول نہ کیا عامر نے اسکا سر بدن سے جدا کر کے پھینکدیا یہ دیکھکر وہ تیس ہزار آدمی لشکر کے بھی مسلمان ہو گئے عامر نے وزیر کو مع اسکے تو بیس کے ہوا یمان نہ لائے قتل کیا اور کلید خزانہ کو عامر و یاسر نے جناب رسولخدا کی خدمت مین حاضر کیا اس جناب نے سب مال خزانہ کو لشکر پر تقسیم کیا اور

کتاب حیات القلوب بدیع الزمان کرامات امیر المومنین رضی اللہ عنہ فصل الاسد الضعف الشہر والاسد الذبیر ورد الوحش خبیر الرجال والنساء رضی اللہ عنہ ۱۲

بادشاہی اُسجگہہ کی عالم کو دی عالم نے یاسر کو اپنی جگہہ بٹھا کر معیت رسولخدا کی اختیار کی معجزہ شصت و ہشتم مروی ہے
کہ ایک وقت جناب امیر نے عزم صفین کا کیا اور اثنا راہ مین ایک صحرا مین اُترے کہ اوسمین پانی نہ تھا مالک اشتر نے کہا سپاہ
اُس جناب کے لشکر کا تھا عرض کی کہ یا امیر المومنین اس صحرا مین پانی نہین ہے آپنے فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہمکو یہین پانی عنایت کریگا کہ وہ
خوشتر ہوگا شہد سے اور نرم تر ہوگا مسکہ سے اور سرد تر ہوگا برف سے اور صاف تر ہوگا یاقوت سے یہ فرما کر ایک جائے ہموار سے آنکر
کھڑے ہوئے اور اُس زمین کو کھودنے کا حکم دیا اُسجگہہ ایک سنگ عظیم نمودار ہوا کہ حلقہ سُپر سم ورخشان کا لگا ہوا تھا آپنے فرمایا کہ
اس پتھر کو اُٹھاؤ سو آدمی نے ملکر زور کیا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا اُس جناب نے یہ دیکھا دست دعا درگاہ خالق ارض وسما مین
اُٹھا کر کچھ دعا زبان مبارک پر جاری کی اور اُس پتھر کو اُٹھا کر چالیس گز دور پھینکدیا اُسکی نیچے سے ویسا ہی پانی نکلا جیسا کہ آپنے
وصف اُسکا کیا تھا سب نے اُس پانی کو پیا اور چارپایونکو بھی پلایا اور پھر اُس پتھر کو اُسی چاہ پر رکھکر خاک سُپرڈالدی اور اُس
مقام سے کوچ کیا تھوڑی سی دور آگے جاکر آپنے فرمایا کہ آیا تم مین کوئی ایسا ہے کہ پھر اُس چشمہ کو پہچانے عرض کی کہ ہم سب اُسکو
پہچانتے ہین یہ سُنکر آپنے عنان اپ اوسطرف کو پھیری اور وہان آکر سب نے اُس چشمہ کو ڈھونڈا کہین اثر سکا نہ پایا عرض
ڈھونڈتے ہوئے صومعہ راہب پر پہنچے دیکھا کہ راہب بہت بڈھا ہے کہ پلکین اوسکی آنکھون پر آن پڑی ہین اُنہون نے
پوچھا کہ اے راہب آیا اب تیری پاس آب شیرین ہے کہ ایک مدت آب ہمارے صاحب کو دی ہے کہا کہ دو روز سے میٹھا آب شیرین
رکھہ چھوڑا ہے مگر مین جب اُسکو لایا تھا تو وہ آب تلخ تھا اُنہون نے پیکر کہا کہ اس پانی کو تو شیرین کہتا ہے اگر وہ پانی تو دیکھتا کہ
جسکو ہمارے صاحب نے ہمکو پلایا ہے تو اُسکا ذائقہ تجھ کبھی نہ بھولتا اور اُس چشمہ کا قصہ بیان کیا اُس راہب نے پوچھا کہ وہ پیغمبر ہے کہا
نہین بلکہ وصی پیغمبر ہے وہ راہب صومعہ سے نیچے اُترا اور کہا مجھی اُنکی خدمت مین لیچلو پس جب وہ آپکی خدمت مین پہنچا اور اُس جناب نے اُسکو
دیکھا تو فرمایا کہ تو شمعون راہب ہے عرض کی ہان مین شمعون ہون یہ نام میرے مان نے رکھا تھا اور سوا خدا تعالیٰ
کے کوئی اور اس نام پر اطلاع نہین رکھتا تو کہان سے اسکو جانا کہ میرا نام شمعون ہے پھر اُس چشمہ کا حال اور نام اُسکا پوچھا فرمایا
کہ نام اس چشمہ کا زاہوا ہے اور بہشت سے ہے اور تین سو تیرہ وصیون نے اس سے پانی پیا ہے اور مین آخر اُنکا ہون راہب نے کہا کہ ہان
ایسا ہی ہے اور یہ کتب اخبار وغیرہ مین ایسا ہی دیکھا ہے اب مین گواہی دیتا ہون کہ سوائے خدا کے کوئی خدا نہین اور محمد رسول اُسکا
ہے اور تو وصی محمد کا ہے اور آپکی رکاب سعادت انتساب کا ملازم رہا تا اینکہ معرکہ صفین مین دل سے اُنہی جام شہادت
کا پیا معجزہ شصت و نہم مروی ہے کہ ایکروز ایک جماعت جناب کے پاس آئی اور عرض کیا کہ ایکدت سے خدا تعالیٰ نے ہم گنہگارون
پر مینہ نہین برسایا اور اپنی رحمت سے ہمکو محروم رکھا ہے تم دعا کرو کہ ہم گنہگارون پر رحم کرے اور مینہ برسائے اُس جناب نے روئے نیاز بسوئے
بے نیاز کے اُٹھا کر دعا کی اور شارہ آسمان کیطرف کیا اُسیوقت بقدرت خدا آسمان پر ابر پیدا ہوا اور بسقدر برسا کہ صحرا
کوفہ دریا ہو گیا پھر سب جمع ہو کر آپکے خدمت مین آئے اور عرض کی کہ اے ولی خدا ہم سیراب ہوئے اور جسقدر پانی جانتے تھے وہ آگیا
اگر زیادہ برسیگا تو مکانات گر پڑینگے اُس جناب نے پھر دعا کی کہ مینہ موقوف ہو گیا اور خلائق شکر الٰہی بجالائی معجزہ ہفتادم
منقول ہے کہ جناب امام حسن عسکری نے جناب الہم حسین سے روایت کی ہے کہ صفاین مین ایک روز لوگ آیا اور جناب امیر سے عرض کی
کہ یا ولی اللہ جاریہ پاس ہے مین اسجگہہ تسبیح و تہلیل اور تمجید اور تکبیر خدا تعالیٰ کرتا ہون اور مشغول عبادت ہون حضرت امام

حسین نے فرمایا کہ میرے پدر عالیقدر نے ارشاد کیا کہ اس مکان میں نہ کھلا بنکو ہی نہ بیڑ کو اتنی مدت تو نے یکبونکر زندگانی کی اُسنے عرض کی مجھے قسم ہو اُس خدا کی کہ جسنے تیری ابن عم کو بسچ مبعوث کیا کہ جب میں بھوکا ہوتا ہون تو تیرے شیعون کو دو عا کرتا ہون پس میں سیر ہو جاتا ہون اور جب پیاسا ہوتا ہون تو تیرے دشمنون پر نفرین کرتا ہون میری تشنگی رفع ہو جاتی ہے پھر اُس حیوان نے یہ دو بیت پڑہین ؎ یا ایہا السائل عما دونہ الحجب الحق انی لست من البشر ✽ انا ابن من ساد فی مکۃ من بعد ما ساد ابوہ من مضر ✽ انا الذی حانت بوادی منی لہ المنایا فقضی نحبہ ✽ انا الذی طاف بہ راکبا ابن الذی لم یک فی الناس لہ

معجزہ ہفتاد و یکم مروی ہے کہ عبد اللہ بن زید کہتا ہے کہ ایکبار میں حج کو گیا تھا دو دختر کو دیکھا کہ طواف کعبہ کرتے تھین اور ایک دوسرے کی موافق اپنے پدر کے قسم کھاتی تھی اور کہتی تھی وحق المنتخب للوصیۃ والحاکم بالسویۃ والعادل فی القضیۃ بعل فاطمۃ الزکیۃ المرضیۃ یعنی قسم ہے اُس حق کی کہ برگزیدہ کیا گیا ہے وصیت کے اور حاکم ہے ساتہ رستی کے اور عادل ہے حکم اور قضیہ کے شوہر ہے فاطمہ زکیہ مرضیہ کا راوی کہتا ہے کہ میں اُنسے پوچھا کہ یہ تم کسکی تعریف کرتے ہو ممدوح تمہارا کون ہے اُنہون نے کہا کہ امیر المومنین پیشوائے متقین قسیم النار والجنۃ داخل کرنیوالا اپنے دوستون کا بہشت عنبر سرشت مین سرور غالب علی بن ابی طالب یہ سُنکر میں نے کہا کہ تو نے اُس جناب کو کہان دیکھا ہے اور کیونکر پہچانتی ہے اُسنے کہا کہ مین اس جناب کو کیونکر نہ پہچانون کہ میرے باپ صفین مین ہمرکاب تھے تمہاب اُس عالی جناب کے شہادت پائی ہے اور بعد شہادت میرے باپ کے وہ جناب میرے گھر مین آئے اور میرے ماں سے پوچھا کہ کیونکر زمانہ تیرا گزرتا ہے اے مادر یتیمان میری ماں نے عرض کی کہ خیریت سے گزرتا ہے اے امیر المومنین اور مین اور یہ میری بہن صغیر سن تھی پس ہم آپکی خدمت مین گہر سے باہر گئے اور میری ایک آنکھ بسبب مرض چیچک کے جاتی رہی تھی اور نابینا ہو گئی تھی جب مجھپر اُس جناب کی نظر پڑی تو ایک آہ دردناک کھینچی اور یہ دو بیت زبان پر جاری فرمائین ؎ ان تاذنت ✽ من شئی اودیت ✽ کما ما وہبت للاطفال فی الصغر ✽ قدرات ولدیہم من کان یکفلہم ✽ فی النائبات وفی الاسفار والحضر پھر دست مبارک اپنا میری آنکھ پر پھیرا اسیوقت میری آنکھ روشن ہو گئی اب مجھے سب کچھ دکھائی دیتا ہے معجزہ ہفتاد و دوم عمران بن تمیم نمار روایت کرتا ہے کہ ایکروز میرے باپ نے مجھسے کہا کہ اے پسر معاویہ علیہ ما علیہ مجھے حکم دے کہ مجھپر تبرا کرے تو سُوگند تو کھا کر لیگا میں نے عرض کی کہ مین ہرگز ایسا کام نکرونگا اور آپ کی محبت اور متابعت سے دست بردار نہونگا فرمایا کہ واللہ اوسوقت معاویہ تیرے قتل کا حکم دیگا میں نے عرض کی کہ مین صبر کرونگا اور اپنی جان دونگا مگر تمہاری محبت اور اعتقاد اور انقیاد سے نہ پھرونگا آپنے فرمایا کہ پس اوسوقت تو ہمارے ساتہ جنت مین ہوگا عمران کہتا ہے کہ پھر میرے باپ مجھسے کہا کہ ایکروز معاویہ مجھے بتہی طلب کریگا اور تو کہیگا کہ باب میرا مکہ مین ہے اور معاویہ ایکجماعت کو سرہنگون سے تیرے ساتھ قادسیہ مین مقیم کریگا اور جسوقت کہ مین مکہ سے مراجعت کرونگا تو مجھے قید کریگے اور اُسکے پاس لیجائینگے یہ خبر ہنوز امیر المومنین سے سُنی ہے غرض جب ایکمدت سپر گزری تو باپ میرا حج کو گیا اور مجھے ایام مین معاویہ نے ایک شخص کو میرے باپ کے بلانے کو بھیجا اور غلاموں نے اُسکے میرے گہر کو آکر گھیرلیا اور میرے باپ کو بہت ڈہونڈا وہ کہین نہ ملا آخر مجھکو پکڑ لیا اور کہا کہ تیرا باپ کہان ہے اوسکو حاضر کر میں نے کہا کہ حج کو گیا ہے اور مکہ مین ہے معاویہ نے ایکجماعت کو اُنکے تلاش کے لیئے میرے ہمراہ قادسیہ کو بھیجا اور اسقدر قادسیہ مین توقف کیا کہ میرا باپ مکہ سے بصرہ اور قادسیہ مین پہنچا اُسکو پکڑ کر معاویہ کے پاس لے آئے معاویہ نے کہا کہ تم اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہے تو ابو تراب کو بُرا کہہ اور اُسپر تبرا کر تم نے کہا کہ ہرگز مین اُنپر نفرین نہ کرونگا اور نفرین خدا اور رسول کی دشمنان ابو تراب ہو جیسا معاویہ نے اُسکو عزیز

حریث کے دروازے پر الٹا لٹکا دیا کہ بعد چار روز کے اُسکی ناک اور کانوں سے خون جاری ہوا اور وقت نیم نے کہا کہ مجھسے سوال کرو اور پوچھو تا میں تمکو خبر دوں مفسدوں اور قبایح بنی امیہ کی یہ خبر معاویہ کو پہنچی اُسنے حکم دیا کہ شیم کے مُونہ میں لگام پہنا دو غرض ایسا ہی کیا کہ شیم تیسرے روز مر گیا اور بخوار رحمت ایزدی فایز ہوا پس وہ شخص اہل اسلام سے کہ جسکو لجام پہنائے ہے وہ شیم تھا رحمۃ اللہ علیہ معجزہ ہفتاد و سوم تفسیر خاب امام حسن عسکری میں مروی ہے کہ جناب مستطاب امیر المومنین صفین کو تشریف لیجاتے تھے کہ اثنار راہ میں ایک جگہ اُترے اور چاہا کہ وسط طہارت کے تشریف لیجائیں کچھ منافقین نے آپسمیں مشورہ کیا کہ اُس جناب کی عورتوں پر نظر کریں اور جو کچھ آپ سے جدا ہو اُسکو دیکھیں اُن جناب کو جب اُنکا یہ ارادہ معلوم ہوا تو صحرا میں دو درخت تھے کہ ما بین اُن دونوں کے ایک فرسخ کی دوری تھی آپنے قنبر سے ارشاد کیا کہ ہے قنبر ان دونوں درختوں کو آواز دے کہ وصی محمد مصطفےٰ تمکو حکم دیتا ہے کہ تم آکر آپسمیں نزدیک ہو جاؤ اور ملجاؤ قنبر نے اُنکو آواز دی وہ دونوں درخت آپسمیں نزدیک ہوگئے اور اسطرح ایکدوسرے کیطرف دوڑ جیسے دو دوست بعد مدت کے ایکدوسرے کو دیکھے اور شتیاق میں آکر ایکدوسرے کی جانب دوڑے جناب امیر نے چاہا کہ یہی اُن درختوں کے تشریف لیجائیں منافقوں نے کہا ہم اُس درخت کے گرد پھر کر اُنکو دیکھیں گے اُس جناب کو جب یہ ارادہ بھی اُنکا معلوم ہوا تو قنبر سے ارشاد کیا کہ مجھی ان درختوں کے جہانی کی طرف کچھ حاجت نہیں ان درختوں سے کہو کہ اپنی اپنی جگہ جا جائیں اور آپ صحرا میں بیٹھ گئے پس جب منافقین آپ کی طرف مُنہ کرتے تھے دیکھنے کے وسطی تو آنکھیں اوندھی ہو جاتی تھیں اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا اور جب اُدھر سے مُنہ اور طرف کر لیتے تھے تو پھر دکھائی دینے لگتا تھا غرض جب تک وہ جناب طہارت سے فارغ ہوئے اُنکا یہی حال رہا معجزہ ہفتاد و چہارم منقول ہے کہ ما بین جناب امیر اور خالد بن ولید کے ایک بار اگر اکہ ایک روز وہ جناب صحرا میں تشریف لیجاتے تھے اور خالد یہی لشکر لئے کہیں جا تا تھا جناب امیر کو دیکھکر خالد نے عمود آہنی کہ ہاتھ میں اُسکے تھا اُٹھا کر چاہا کہ آپکے فرق مبارک پر ماری آپنے وہ عمود اُسکے ہاتھ سے چھین کر اور مثل طوق کے موڑ کر اُسکی گردن میں ڈالدیا خالد پھر کر ابوبکر کے پاس آیا اور حال اپنا دکھایا لوگوں نے ہر چند چاہا کہ اُسکو گردن سے نکالیں نہ نکال سکے پھر آہنگر وں نے ہر طرح کی تدبیر اُسکو نکالنے کی کی اُسی سے نہ نکل سکا وہ بھی عاجز آئی سو سطی کہ آگ میں اُسکو ڈال نہ سکتے تھے والا خالد ہلاک ہوتا غرض سب مضطرب ہو کر جناب امیر کی خدمت میں آئے اور بہت تضرع و زاری کی آپنے دو انگلیاں اوسمیں ڈال کر اوس کو کھولدیا اور اوسکی گردن سے اوسکو نکال دیا معجزہ ہفتاد و پنجم عبد اللہ عنوی سے روایت ہے کہ جنگ جمل میں ما بین نزدیک جناب امیر المومنین کے بیٹھا تھا کہ ناگاہ ایک جماعت اوس جناب کے پاس آئی اور کہا کہ یا حضرت لشکر مخالف سے تیر آتے ہیں اور ہم کو مجروح کرتے ہیں آپ ہم کو رخصت حرب کی دیں آپنے کچھ جواب نہ دیا کہ ایک جماعت اور ہراسان اور ترسان آئی اور عرض کی کہ یا امیر المومنین دشمن بہت نزدیک آگئے ہیں اور ہم پر غلبہ کرنا چاہتے ہیں اور آپ ہمکو اجازت حرب کی نہیں دیتے آپنے فرمایا کہ ابھی میں منتظر ہوں نزول افواج ملائکہ کا کہ رسول خدا نے مجھی اوس سے خبر دی ہے پس جبتک کہ ملائکہ نازل ہونگے میں لشکر جنگ نہ کرونگا عبد اللہ کہ راوی ہے حدیث کا کہتا ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک ہوا چلی خوشبو تر عنبر سے اور ایک شمیم ظاہر ہوئی مانند مشک اوفر کے اوس ہوا نے باوجودیکہ ہم زرہ اور خود اور جامہ پہنے تھے ہمکو معطر اور خوشبو اور خوشحال کر دیا پس یہ علامات اور آثار ظاہر ہوئے تو وہ جناب اُٹھے اور زرہ بدن مبارک سے اوتار ڈالی اور متوجہ حرب ہوئے راوی کہتا ہے کہ سنے کہ معارک و مضارب بدر جنگ

وجدال دیکھی ہی مگر کسی حرب کو ایسا جلد ختم ہوتے نہ دیکھا تھا جیسا کہ یہ لڑائی جلد ختم ہوگئی معجزہ ہفتاد و ششم منقول ہے جناب امام حسنین سے آپ فرماتے ہین کہ ایک روز زمین سورہ اذا زلزلت الارض زلزالہا پڑھ رہا تھا جب یہ تک قال الانسان ما لہا یومئذ تحدث اخبارہا پڑھا تو جناب امیر نے فرمایا کہ وہ انسان کہ زمین سے سوال کرے اور زمین اوسکو خبر بن اپنی دیوے وہ مین ہون راوی کہتا ہی کہ جب جناب امیر نے یہ بات فرمائی تو ابن الکوا فی کہ حاضر تھا کہا یا امیر المومنین مراد اوس آیت سے کیا ہی اور غرض سوال سے یہ تھی آیہ وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماہم کے کیا ہی فرمایا کہ ہم ہین رجال اور ہم ہین کہ پہچانینگے اپنے دوستون اور انصار کو اوسکو مونہون سے اور ہم ہین صاحب اعراف کہ درمیان بہشت اور دوزخ کے کہڑے ہونگے اور اپنے محبون کو بہشت مین اور اپنے دشمنونکو دوزخ مین داخل کرینگے پس وائے اوس شخص پر کہ جو ہمارا انکار کرے اور ہم اوسکا انکار کرین اور اس اثنا مین کہ آپ ابن الکوا سے کلام کرتے ہی چند مرتبہ اوسکو یہ خطاب کرکے خطاب فرمایا یعنی وای ہی بر تو حالانکہ ابن الکوا دعوی تشیع کا کرتا تھا مگر اوسکا سر کسی کو معلوم نہ تھا تا اینکہ روز جنگ نہروان ابن الکوا خوارج نہروان کی جانب سے لڑنے کو جناب امیر سے نکلا اور غازیان دیندار کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا اوسوقت آپکے دریک کہنے کا حال کہلا معجزہ ہفتاد و ہفتم منقول ہی عبد اللہ ابن عباس سے کہ ایکبار پیش عمر بن خطاب دو عورتین جھگڑتی ہوئی آئین صورت قضیہ یہ تھی کہ ایک عورت کے بیٹا ہوا تھا اور ایک کے بیٹی اور شوہر دونون کا ایک تھا جس کے بیٹی ہوئی تھی اوسنے اپنی بیٹی کو دوسرے کے بیٹے سے بدل لیا اور کہا کہ بیٹا میرا ہی اور بیٹی اسکی ہی اور بیٹی والی کہتی تھی کہ یہ جھوٹی ہی بیٹا میرا ہے اور بیٹی اسکی ہے خلیفہ صاحب کو اس کے فیصلہ مین تردد واقع ہوا آخر یہ قضیہ جناب امیر کے پاس رجوع کیا گیا اوس جناب نے ایک پیالہ منگوایا اور ایک عورت سے کہا کہ اب تو اس پیالہ مین اپنا دودھ دوہ جب پیالہ دودھ سے بھر گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکو تول کر پھینکدیا دوسری عورت سے کہا کہ اب تو اس پیالہ مین اپنا دودھ دوہ اور اوسکو بھی تولا جب دونونکے وزن معلوم ہوگئے تو جناب امیر نے جسکا بیٹا تھا اوس سے کہا کہ تو اپنا بیٹا لیلے اور جسکی بیٹی تھی اوس سے کہا کہ تو اپنی بیٹی لیلے عمر نے کہا کہ یا ابا الحسن آپنے یہ حکم کیونکر کیا فرمایا کہ اے عمر آیا تو نہین جانتا کہ دیت عورت کی نصف دیت مرد کی ہے اور گواہی عورت کی نصف گواہی مرد کی ہے اور میراث عورت کی نصف میراث مرد کی ہے پس ایسی ہی شیر و خشکا وزن ہین کہ ہر شیر سے یہ سنکر عمر نے تبسم کیا اور کہا کہ اے ابو الحسن خدا مجھے زندہ نرکھے اس شہر مین کہ حسین تم ہو معجزہ ہفتاد و ہشتم منقول ہے کہ جناب خاتم الانبیا محمد مصطفے کے عہد مین ایک جوان تھا ولادالانصار سے کہ صورت حال اوسکی ساتھ زیور صلاح و سداد کے آراستہ اور تہمت بلند اوسکی خیال ہوا و ہوس نفسانی سے برخواستہ تھی اور ساتھ زبردستی قوت ایمان کے نفس کو زیر دست اپنا کر رکھا تھا زمانہ خلافت عمر بن الخطاب مین ایک سال اس جوان نے ارادہ حج کا کیا جناب امیر المومنین نے میر حاج سے اوسکی سعی کی اور فرمایا کہ اس جوان صالح کو عزاز و اکرام سے رکھنا مگر خدا تعالے نے اس جوان کو جمال لائق اسکے کمال کے اور صورت مناسب اسکی سیرت کے عطا کی تھی ایک زن حبشیہ بھی اس قافلہ مین تھی وہ اس پر عاشق ہوگئی اور ایک مدت اسکے وصال کے انتظار مین ساتھ تلخ کامی کے گذران کی ایک شب اوسکے پاس گئی اور پردہ اپنے راز سے کہولا اور حال اپنے تعشق کا بیان کیا اور ساتھ زبان لابہ و چاپلوسی کے درخواست اپنے حصول مطلب کی اس سے کی اس جوان صالح نے کہا کہ اے ملعونہ دور ہو والا ابھی قافلہ مین فریاد کرکے تجھے رسوا کرتا ہون وہ عورت ناچار ہوکر پھر گئی پھر دوسری منزل مین پہنچکر وہی زمزمہ سوار نا کیا اور بیچ تحصیل

مرد نفس امارہ کے دوبارہ فسونگری آغاز کی جوان نے پہر مثل روز اول انکار کیا تیسری منزل مین وہ عورت بدگہر ایکسو ایک دینار سرخ اور ایک گردن بند اور دو انگوٹھیان یاقوت سرخ کی کہ اُنپر اوسکے شوہر کا نام نقش تہا ایک صرہ مین بندکر کے اپنے ساتہ لائی اور جبکہ اُس عورت نے اُس جوان کو نماز مین مشغول دیکھا تو آہستہ آہستہ انگلیون کے بل آکر اُس تہیلی کو اُس جوان کے اسباب مین رکہکر چلی گئی جب صبح ہوئی اور قافلہ کے کوچ کا وقت آیا تو وہ عورت فریاد و فغان کرنے لگی اور پیٹنے لگی اور کہا کہ وہ میرا مال کہ جیسپر دل میرا گویا تہا کسنے چرا لیا کاروان سالار نے حکم دیا کہ سب کا اسباب دیکھا جائے غرض سب آدمیون کا اسباب دیکھا گیا الا اسباب اُس جوان صالح کا بسبب اسکے کہ سفارش اوسکی جناب امیر نے کی تہی اور آثار صلاح و تقوی کے بہی اُسکی وجہ زیبا سے ظاہر تہے اور دامن ورع کو اُسکے لوث دزدی سے پاک جانتے تہے شرم کے مارے اُسکو دیکھنے کیطرف جرات نہ کر سکتے تہے آخر میر حاج ناچار و بسطی تسلی خاطر اُس عورت کے اُس جوان کے پاس آیا اور کہا کہ اس عورت کا مال چوری گیا ہے اور اس سبب سے اہل قافلہ کا دیکہا جاتا ہے مین چاہتا ہون کہ ابتدا تیری ہی اسباب سے کیجائے پس جب اُس جوان کا اسباب دیکھا تو وہ صرہ اُسکو اسباب مین سے نکلا اُس عورت نے اُس صرہ کو دیکھتے ہی کہا کہ یہی مال میرا ہے جب اُس عورت سے نشان پوچہے تو سب نشان اُسنے بتائے وہ مال تو اُس عورت کو دیدیا اور قافلہ مین ایک شور و غل پڑگیا کہ چور وہی مرد صالح ہے اُسنے مال چرایا ظاہر اُسکا خلاف باطن ہے نکلا اور آخر اُس جوان کو خوب مارا یہانتک کہ اُسکے مار ڈالنے کا قصد کیا ایک شخص نے کہا کہ اسکو ابن عم رسول خدا نے ہمارے سپرد کیا ہے اور اُسکی سفارش بہی کردی ہے اسکا قتل مناسب نہین ہے بلکہ یہ ہے کہ اسکو قید کر رکہین جب پہر کر مدینہ مین پہنچین تو اسکو جناب امیر کے حوالہ کرین اور حال اسکا اُن جناب سے بیان کرین تاکہ وہ جناب اُسپر حد جاری کرین غرض اُس جوان صالح کے ہاتہ اور پاؤن باندہکر اونٹ پر ڈالدیا اور جب مکہ مین پہنچے تو ایک پہاڑ کی جڑ مین اوسکو اسیطرح بندہا ہوا ڈالدیا اور سب آدمی قافلہ کے مناسک حج ادا کرنیکو چلے گئے اور اُس جوان صالح کا بدن حرارت آفتاب سے مثل کباب پتہر پر چپک گیا اور شدت گرمی سے یکبارگی اسکا مانند ماہی کے پانی مین غرق ہوا اس حال مین پہر وہ عورت بے عصمت اُسکے پاس آئی اور کہا کہ اگر اب بہی میری حاجت تو برلائے تو مین تجہے اس عذاب سے رہائی دلوادون جوان نے پہر انکار کیا وہ عورت مایوس ہوکر پہری اور کوہ ہائے مکہ مین پہرنے لگی اتفاقاً غلام سیاہ مغبرہ سے دوچار ہوکر اُس سے مقاربت کی اور بعد مدت کے اثر حمل کا ظاہر ہوا قافلہ سالار کے پاس پہر بیٹہی آئی اور کہا کہ اس مرد زدنے مجہسے زنا کیا ہے اور مین اس سے حاملہ ہوگئی ہون لوگون نے سنکر کہا کہ اب تک تو نے اس امر کو کیون نہ ظاہر کیا کہا شرم کے مارے اب کہ اثر حمل کا ظاہر ہوا اور کام ساتہ فضیحت کے ملا لاچار اُسکا ظاہر کرنا ضرور ہوا تم میرے اس امر پر گواہ ہو الغرض حج کرکے اہل قافلہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے اور جوان بیگناہ کو اسیطرح بندہا ہوا اونٹ پر ڈالکر لیچلے جب قریب مدینہ کے پہونچے اور خبر قافلہ کے آنے کی شہر مین منتشر ہوئی تو جناب امیر اُس جوان کے استقبال کو شہر کے باہر تشریف لائے اور پیش رو کاروان سے حال اُسکا پوچہا اُس میر قافلہ نے کہا کہ یا امیر المومنین اوسکو صالح نفرماؤ کہ وہ چور ہوا اور زانی اور یہ پچہی اونٹ پر بندہا آتا ہے یہ سنکر جناب امیر اوس جوان کے ستر پاس تشریف لائے دیکہا کہ وہ جوان صالح مقید بندہا ہوا اونٹ پر پڑا ہوا ہے آپنے مہار اوس شتر کی پکڑلی اور اوسکو مسجد کے دروازہ تک لائے اور دروازہ

مسجد کے اونٹ کو بٹھلا کر اوس جوان کو اتارا اور مسجد میں لائے اور حسینؑ سے فرمایا کہ تم سقیفہ بنی نجار میں جاؤ وہاں ایک گوہر عظیم الشان اُس دروازے کی زنجیر کو ہلاؤ اندر سے ایک زن صاحب جمال باہر آئیگی اور تم سے کہیگی کہ مرحبا بکما یا سبطیر رسول اللہ تم اوس سے کہنا کہ قاضی بیٹھا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ حکم کرے درمیان تیرے اور درمیان تیرے دشمن کے وہ پوچھیگی کہ قاضی کون ہے کہنا کہ میرا باپ علی ابن ابیطالب غرض حسینؑ وہاں تشریف لیگئے اور اُس عورت سے جو کچھ امیرؑ نے فرمایا تھا کہا اوس عورت نے یہ سُنکر کہا وافقیتما اور حسینؑ کے ساتھ ہو لی خدمت امام علول میں حق و باطل کے حاضر ہوئی اُس جناب نے اُس عورت سے پوچھا کہ تو اس مرد صالح کے حق میں کیا کہتی ہے اُس نے کہا کہ یا امیر المومنین کیا کہوں میں اس شخص کے حق میں کہ جنی میرا مال چرایا اور مجھ سے زنا کیا اور میں اُس سے آبستن ہوئی اور سب اہل قافلہ میرے اوس دعوے کے گواہ ہیں جناب امیرؑ نے سلمان سے کہا کہ تم خانۂ رسولؐ مقبول میں جاؤ اور فلاں حجلہ ایک چوبدستی اور ایک ٹوبہ رکھا ہے اوسکو لے آؤ جب سلمان اُسکو لیکر آئے تو جناب امیرؑ نے اُس عورت کو پہلو کے بل لٹایا اور ایک کملی اوس پر ڈالدی اور اُس چوبدستی کو اُس عورت کے پہلو پر رکھا اور فرمایا کہ اے جنیہ بنام خدا و برکت رسول خدا کے سلام ہو تجھ پر اسپر وقت حکیم نطق آفرین نے زبان اُس جنیہ کی بچہ تنکنا سی رحم کے کھولی اُسنے کہا کہ السلام علیک یا ابن عم رسول اللہ آپنے اوسکے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ علیک السلام یا عبد اللہ تو بتا کہ باپ تیرا کون ہے آزاد ہے یا بندہ سیاہ ہے یا سفید تو حلال ہے وجود میں آیا ہے یا حرام سے اوس کودک نے کہا کہ گواہی دیتا ہوں میں کہ سوائے خدا تعالے کے کوئی دوسرا خدا نہیں اور یہ عم تیرا رسول خدا کا ہے اور میں بندہ خدا کا ہوں باپ میرا غلام سیاہ ہے غلامان مغیرہ سے اور مجھ میں اور اسمیں حکم الحاکمین حاکم ہے کہ اوسنے میرے نطفہ کو حرام سے ڈالا نہ حلال سے آپنے پوچھا کہ تیری مانکی شہوت سے یہ مرد ہے یا تیرے باپ کی شہوت سے اوس کودک نے کہا کہ دونوں کی خواہش سے یہ سُن کر سب آدمیوں نے فریاد بلند کی اور درود رسولؐ خدا پر بھیجا اور کہا کہ ہم استغفار کرتے ہیں خدا تعالے سے ہم خطا کی جو ہم سے صادر ہوئی اوس گمان سے جو ہم بیگناہ کی طرف کیا اسوقت جناب امیرؑ نے اُس ڈبہ سے مہر پستہ کی مُہر کو توڑا اُسمیں سے ایک آلت خشک مع دو خصیہ کے نکلا حضار نے حقیقت اوسکی پوچھی فرمایا کہ یہ آلت اُس جوان کا ہے ایک روز یوم جمعہ جناب رسولؐ خدا منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ الزانیۃ لا ینکحہا الا الزان کو تلاوت کیا پس یہ سُنکر یہ جوان اپنے گھر آیا اور آلت کو کاٹ ڈالا جبرئیل امین نے جناب خاتم النبیینؐ کو اس واقعہ سے خبر دی آپ اوس جوان کے پاس تشریف لیگئے دیکھا کہ آلت کٹا ہوا ہے اور خون اوس سے بہ رہا ہے آپنے پوچھا کہ اے جوان یہ حرکت تو نے کیوں کی عرض کی اوسنے کہ جب میں نے یہ زنا سُنا تو آتش دوزخ سے ڈرا اور اپنے آلہ کو قطع کیا اُس جناب نے دست مبارک اُسکے زخم پر پھیرا آپکے ہاتھ کی برکت سے وہ زخم فوراً اچھا ہو گیا اور اس آلت کو حقہ میں رکھکر فرمایا کہ یا علی عنقریب اس جوان کو بعد میرے وفات کے زنا کے ساتھ متہم کرینگے پس ایسا ایسا کیجیو اور جو کچھ کہ اس حقہ میں ہے سب آدمیوں کو دکھلائیو تا بیگناہی اسکی سب پر ثابت ہو پس عمر نے کہا کہ اس عورت کو سنگسار کرو کہ اسنے زنا کیا ہے جناب امیرؑ نے اس حکم سے منع کیا اور فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ اوسکو رجم کرنا جائز ہو اسواسطے کہ وہ حاملہ ہے اور سنگساری باعث ہلاکت اس طفل بیگناہ کی بھی ہوگی پس تو اسی زنانہ وضع حمل تک چھوڑ دی پس جب وہ عورت جنی اور دودھ پلانے سے فارغ ہوئی تو پھر اُسکو سنگسار کیا معجزہ ہفتاد و ہشتم منقول ہے کہ جب لشکر ظفر پیکر جناب امیرؑ کو صفین میں نزول ہوا تو اصحاب نے اُس جناب سے کمی زاد راحلہ و علوفہ کو آب سے

شکایت کی اور کہا کہ ہمارے پاس ایک روز کا کہانا باقی نہین رہا اور سب شتر بی بغیر دانہ وکاہ کے کھڑے ہین اور سب لشکر گھبرا رہا ہے اور مضطر ہے یہ سنکر وہ جناب روز دوم بعد نماز صبح ایک بلند ٹیلہ پر تشریف لائے اور دست نیاز درگاہ قاضی الحاجات مین دعا کی وسطی بلند کی ہنوز وہ جناب دعا کرکے اپنی منزل تک پہنچے نہ تھے کہ ایک قافلہ پہنچا اور جو کچھ کہ مایحتاج لشکر کا تھا مثل آرد و برنج و گوشت و حرنا اور جانہائے دوختہ وغیرہ اور گہانس اور دانہ سب اونکے ہمراہ تھا پس اُن سب شیا کو لشکر پر تقسیم کرکے چلا گیا اور نہ معلوم ہوا کہ وہ قافلہ کہانسے آیا تھا اور کدہر کو گیا معجزہ ہفتادو دو ہم منقول ہے کہ ایکروز عمر بن الخطاب مسجد مین وسطی نماز صبح کے آئے اور سب لوگون کو جو مسجد مین سوتے ہی بیدار کیا اور جب اندر مسجد کے آئے تو دیکھا کہ ایک شخص سفید چادر اوڑھے سوتا ہے عمر نے اوسکو کئی آواز دین وہ نہ جاگا پھر قریب آکر اوسکو جھنجھوڑا پھر بھی اُسنے حرکت نہ کی ناچار خلیفہ صاحب نے اُسپر سے چادر کو کھینچا دیکھا کہ ایک مرد جوان ہے ریش منڈا ہے دست و پا مین حنا لگائے عورتون کا بھیس بنائے سرگرم سیجان پڑا ہے یہ حیران ہوے کہ اسکو کسنے قتل کیا ہے اور کس جرم پر قتل کیا قاتل اسکا کون ہے یہان اوسکو کون ڈال گیا ہے غرض جب اُسکا حال کچھ معلوم نہوا تو جناب امیر کو بُلا کر سارا حال بیان کیا آپنے فرمایا کہ اے عمر اسکا حال بعد نو مہینے کے کھلیگا اب اسکی تجہیز و تدفین کرو غرض بعد نو مہینے کے جو ایک شب خلیفہ صاحب تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد مین ایک لڑکا اسی شب کا پیدا ہوا پڑا رو رہا ہے خلیفہ صاحب کو اس مرتبہ اور بھی زیادہ تعجب ہوا غرض جناب امیر کو پھر بُلوایا حال عرض کیا آپنے فرمایا کہ اب جلد اس مقتول کا حال اس طفل سے منکشف ہوگا بالفعل ایک دایہ تلاش کرکے اس لڑکے کو اُسکے سپرد کرو کہ وہ دودھ اسکو پلائے اور بیت المال سے اُسکا وظیفہ مقرر کرو غرض ایک عورت کو قبیلہ نصارت ڈھونڈ کر لائے اور اُس عورت کو وہ لڑکا سپرد کیا اور دو درہم بیت المال سے اُسکے واسطے مقرر کئے وہ عورت اُس لڑکے کو لیکر اپنے گھر چلی گئی اور ولادت اُس لڑکے کی ماہ محرم مین ہوئی تھی پس جسکا شب عید فطر ہوئی تو جناب امیر نے اس دایہ کو بُلا کر ارشاد کیا کہ صبح اس لڑکے کو پوشاک اچھی پہنا کر اور آراستہ کرکے عیدگاہ مین لیجاوے اور جو عورت اُس لڑکے کو تجھسے لیکر پیار کرے اور کہے کہ اے پسر زن مظلومہ و ظالم اسکو تو پکڑ لینا اور نہ چھوڑنا جبتک کہ میرے پاس اسکو نہ لے آئے عرض کی اُس عورت نے کہ ایسا ہی کرونگی غرض صبحکو وہ دایہ اُس لڑکے کو نہلا دُھلا کر اور اچھی پوشاک پہنا کر سنوار کر عیدگاہ کو لیچلی جب بازار مین پہنچی تو کسی نے پیچھے سے آواز دی کہ اے عورت ذرا ٹھہر جا اُسنے مُڑکر پیچھے دیکھا کہ ایک عورت برقع پوش چلی آتی ہے جب قریب آگئی تو اُس لڑکے کو گود مین لیکر بہت پیار کیا اور روئی اُس دایہ نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب مسجد نبی مین مع سب اصحاب بیٹھے ہین اور تجھے بُلاتے ہین یہ سُنکر اُس عورت کا رنگ زرد ہوگیا اور اُس سے کہا کہ اگر مین حضرت کے پاس جاؤنگی تو مال میری پردہ دری اور رسوائی ہوگی خدارا تو مجھے چھوڑ دے اور سقدر مال و اسباب مجھ سے لیلے وہ عورت طمع مین آگئی اور کچھ مال لیکر اوسکو چھوڑ دیا اور حضرت کے پاس آئی مگر خوف سے رنگ زرد تھا حضرت نے اسکو دیکھکر کہا کہ تو اُسکے فریب مین اور مال کی لالچ مین آگئی خیر اب تو قصور تیرا معاف کیا اگر آئندہ ایسا کریگی تو اپنے کئی کی سزا پائی گی اور پاداش کو پہنچیگی الغرض جب عید اضحےٰ قریب آئی تو پھر حضرت نے اسکو بُلوا کر کئی درہم دینار دیئے اور فرمایا کہ اسکے کمسن لڑکے کو وسطی بنوا اور اسکو پہنا کر عیدگاہ کو لیجا اور اگر اب کے تو اسکو چھوڑ دیگی اور میرے پاس نہ لائیگی تو بہت پچتائیگی پس جب

دن عید کا ہوا اور اس عورت سے اُسکی ملاقات ہوئی تو اُسنے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا جسپر اُسنے منت وسماجت کی اور لالچ بھی دیا مگر
وہ مارے خوف کے اُسکو لے آئی اوسوقت وہ جناب مسجد میں مجمع کثیر میں بیٹھے تھے حضرت نے اُس عورت سے ارشاد کیا کہ آیا تو یہ
قصہ میں بیان کروں یا تو ہی بیان کرتی ہے اُسنے عرض کی کہ یا حضرت آپ پر تو سب حال منکشف ہے مگر میں ہی اپنا حال
عرض کرتی ہوں یا حضرت میں زنان انصار میں سے ہوں اور محلہ انصار میں رہتی ہوں اور تنہا اکیلی گھر میں رہتی ہوں
کوئی لگا نہ میرا نہیں ہے جب گھبراتی ہوں تنہائی سے تو یا کسی ہمسائے کے پاس جا بیٹھتی ہوں یا کوئی میرے پاس چلی آتی
ہے یا میں اپنے دروازے میں نکل بیٹھتی ہوں غرض ایکروز میں اپنی دروازے میں بیٹھی تھی کہ میں نے دیکھا کہ ایک پیرانہ
عصا ٹیکتی شیخ ہاتھ میں گھٹا ہاتھ یہ بصورت عابدہ چلی آتی ہے اور وہ آنکر میرے پاس بیٹھ گئی بعد تھوڑی دیر کے
مجھے دیکھکر رونے لگی میں باعث رونے کا پوچھا تو اُسنے کہا کہ میری ایک بیٹی کہ تیری ہی سن مسال اور تیری سی شکل و
شمائل کی تھی قضاء الٰہی سے وہ مرگئی تجھے دیکھکر وہ مجھے یاد آئی ہے اسواسطے میں رونے لگی اور بسبب اوسکے ہمشکل ہونیکی تیری
محبت بھی میرے دل میں آگئی ہے اگر تو مجھے تو یہ چند روز کی عمر تیرے ہی پاس بسر کروں اور تو بھی تنہا ہے جوان عورت کو
تنہا رہنا اچھا نہیں ہے یہ سُنکر میں کمال خوش ہوئی اور اسے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے کہ تو بیٹی اپنی سمجھکر میرے پاس
رہے غرض میں اُسکو گھر میں لائی اُسنے کہا کہ مجھے ایک گوشہ تنہا بتادے تاکہ میں اوسمیں عبادت خدا کیا کروں میں اوسکے
واسطے ایک جگہ میں فرش کرکر سجادہ بچھادیا اور پانی وضو کو اُسکے پاس رکھدیا وہ عبادت میں مشغول ہوئی میں اُسکے واسطے
کھانا پکا کر لائی اُسنے دیکھکر رد دیا اور کہا کہ مجھے اسقدر حساب دینے کی کہاں تاب وطاقت ہے کہ وہ وقت کہا کہ حساب خدا کو دوں
دن کو روزہ رکھتی ہوں شب کو کھاتی ہوں غرض جب وقت افطار کا آیا تو میں اُسکے واسطے شربت لیگئی اُسنے افطار کیا
پھر کھانا لائی چند لقمے کھا کر رہا ہاتھ کھینچا اور کہا کہ بس زیادہ طاقت مجھے حساب دینے کی نہیں ہے غرض میں اوسکو عابدہ سمجھکر
شب و روز اُسکی خدمت کیا کرتی تھی اور باعث اپنی برکت کا سمجھتی تھی بعد چند روز کے اُسنے کہا کہ میری ایک اور چھوٹی
بیٹی ہے کئی روز سے اُسکو نہیں دیکھا اگر تو اجازت دے تو میں اوسے دیکھ آؤں غرض وہ اجازت لیکر گئی اور بعد تھوڑی دیر کے
آئی اور کہا کہ میں ایک جگہ شادی میں جسے لطلب جاتی ہوں مگر تجھے تنہا چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اگر تو کہے تو میں
اپنی بیٹی کو تیرے پاس چھوڑ جاؤں مگر وہ مجھسے بھی زیادہ عابدہ ہے کہ کسی کی بات تک بھی نہیں کرتی اگر تو کسی ہمسائی کو اپنے
گھر میں آنے دے تو میں اُسکو بلا لاؤں میں نے خوش ہوکر اُس سے کہا کہ اے اتا وہ میری بہن ہے میں بھی اُسکی مشتاق ہوں
تو اُسکو بلا لا اور میں کسیکو نہیں آنے دینے کی غرض وہ گئی اور اپنے ساتھ ایک برقع پوش کو لے آئی اور دروازے میں سے مجھسے کہا
کہ یہ میری بیٹی آئی ہے تو اُسکو گھر میں لیلے اور دروازے کی کنڈی لگا دے اور یہ کہکر وہ باہر سے باہر ہی چلی گئی میں مشتاق
ہوکر دوڑی اور اُسکو کنڈی دیکر اندر لے آئی غرض وہ آنکر اُسی طرح بیٹھ گئی اب میں ہر چند اُس سے بات کرتی ہوں اور
کہتی ہوں کہ تم مُنہ کو کھولدو یہاں سوائے میرے اور کوئی نہیں ہے وہ کچھ بولتی نہیں ہے لاچار ہوکر ہر قسم اُسکے مُنہ سے
ہٹایا کیا دیکھتی ہوں کہ ایکمہ جوان خوبصورت دراز ریش یعنی ہاتھ پاؤں میں مہندی لگی ہوئی ہے یہ دیکھکر رنگ میرا
زرد ہوگیا ہاتھ پاؤں کانپنے لگے دل بیٹھ گیا اور رسوائی کے خوف سے کہ لوگ متہم کرینگے اور نہ بھاگ سکی کہ اتنے میں وہ شخص برقع

پھینک کر مجھ سے چمٹ گیا اور فعل شنیع کا مرتکب ہوا اور بعد فارغ ہونیکے نشہ مستی میں لڑکھڑاتا ہوا چلا اور دروازے میں جا گرپڑا
یہ ماجرا دیکھکر میں ایک چھری دیکھتی تھی دوڑ کر میں نے چھری اسکی کمر سے نکالکر اسکو قتل کیا اور چادر میں لپیٹکر مسجد میں ڈال گئی تا میں
رسوا ہی سے بچوں اور امام وقت اسکی جسطرح پر چاہے تجہیز و تکفین کرے اور اتفاقاً اوسی روز میں اس سے بارور ہوگئی اور اپنے
حمل کو شرم کے مارے ظاہر نہ کیا اور بعد نو مہینے کے یہ بچا اوسکا جنی اور اسکو بھی اس ہی خوف سے یہاں ڈالدیا تھا کہ لوگ اسکی پرورش
کرینگا غرض یا حضرت یہ میرا قصہ ہے حضرت نے سنکر سب کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جو میں وعدہ کیا تھا آج اسکا سب پر انکشاف
ہوگیا عمر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ میں شہر علم کا ہوں اور علی دروازہ اسکا ہے اب انکی وسطی حکم کریں
کہ سوا ئے آپکے اور کوئی حکم کرنیوالا نہیں ہے اس جناب نے فرمایا کہ دیت اس کشتہ کی کسی پر نہیں کسواسطیکہ اسنے بجبر حرام کیا پس اس
عورت پر حد نہیں ہے واسطے کہ اس مرد نے اوسکے گھر میں گھسکر اس سے حرام کیا پس اس عورت نے قدرت پاکر بدلا اپنا اس سے لیا غرض اس
جناب نے اس عورت کو آزاد کیا اور وہ لڑکا اسکو دیدیا اور فرمایا کہ اسکا نام مظلوم رکھے اور اس عورت سے کہا کہ تو ہیر زال کو ڈھونڈ کر
لا تا میں تجھ سے جاری کردوں غرض وہ عورت گھر میں آئی اور وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی اور دعا کی کہ اس ہیر زال کو مجھ سے ملادے اور بعد
نماز کے گھر سے باہر آئی ناگاہ اس ہیر زن سے دوچار ہوئی اسکو پکڑ کر مسجد رسولخدا میں لائی جناب امیر نے جو اسکو دیکھا تو کہا کہ او دشمن
خدا تو نے شجاع کہ میں علی بن ابی طالب ہوں علم میرا علم رسولخدا کا ہے سچ کہہ جو کچھ کہ میں تجھ سے پوچھوں تا کہ تو اس مرد کو اس عورت کے
گھر میں لیگئی تھی اوسنے کہا کہ میں اس عورت کو نہیں جانتی کہ یہ کون ہے اور نہ میں ایسے کاموں کو روا رکھتی ہوں آپنے فرمایا کہ اگر تو سچ
کہتی ہے تو قبر رسولخدا پر ہاتھ رکھکر قسم کھا کہ میں اس عورت کو نہیں جانتی اور یہ کام مجھ سے نہیں ہوا اس عورت نے حضرت کی قبر مبارک
پر ہاتھ رکھکر قسم کھائی فوراً منہ اسکا سیاہ ہوگیا جناب امیر نے آئینہ اسکو دکھلایا آگاہ کیا لوگوں نے دیکھکر آواز تکبیر کی بلند کی اور درود
اس جناب پر بھیجا پس وہ عورت اپنا منہ دیکھکر رونے لگی اور کہا کہ میں توبہ کرتی ہوں کہ پھر ایسا کام نکرونگی جناب امیر نے کہا کہ
خدایا تو عالم ہے ضمائر اور سر پر اگر یہ عورت سچ کہتی ہے اور توبہ بنصوح کرتی ہے کہ پھر توبہ کو نہ توڑیگی تو اسکے منہ کی سیاہی کو دور کر غرض
اسکے منہ کی سیاہی دور ہوئی جناب امیر نے فرمایا کہ اے ملعونہ یہ توبہ تیری کیسی ہے خدا تجھ نہ بخشے پھر عمر سے کہا کہ صحابہ سے کہو کہ ایک
گڑھا کھودیں اور اس ہیر زال کو اسمیں سنگسار کریں یہانتک کہ مرجائے کہ یہ ہیر زال سبب اس مرد کے قتل کا ہوئی اور باعث پردہ
دری اس عورت کا اور قرار پکڑنے نطفۂ حرام کا رحم میں غرض ایسا ہی کیا اور وہ لڑکا اس عورت کو دیدیا اور وہ زندہ رہا اور جوان
ہوا اور جنگ صفین میں روبرو جناب امیر کے شہید ہوا والسلام من اتبع الہدی **خاتمہ** جسمیں بیان حال شہادت جناب ولی
مطلق علی بن ابی طالب کے اور اسمیں کئی فصلیں ہیں **فصل پہلی** جسمیں بیان اُن اخبار صحیحہ کے ہے کہ جسمیں جناب رسولخدا نے آپکی
شہادت کی خبر دی ہے اور جنمیں کہ خود اس جناب نے اپنی شہادت کی خبر دی ہے۔ منقول ہے کہ جناب رسولخدا نے جناب امیر سے فرمایا کہ اے
علی شقی ترین اشقیا و بدترین پے کنندہ ناقہ صالح اور بخت ترین آخرین وہ ہے کہ جو خضاب کریگا اس ریش کو اس سر کے خون سے
اور یہی ابن بابویہ اور سید ابن طاؤس وغیرہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ جناب رسالت مآب نے جمعہ آخر ماہ شعبان
میں ایک خطبہ فضیلت ماہ مبارک رمضان میں ادا فرمایا پس جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو میں کھڑا ہوا اور عرض کی کہ اے رسولخدا
بہترین اعمال اس مہینے میں کونسا عمل ہے فرمایا کہ پرہیزگاری محرمات الٰہی سے بعد اسکے قطرات اشک دیدہ حق بین سے ٹپکنی کی

بینوعرض کی کہ اے رسول مقبول آپکے رونے کا ہوقت کیا سبب ہے فرمایا کہ اے علی مین روتا ہون اوسچیز پر کہ جو تجہپر اس
جینے مین واقع ہوگی گویا مین دیکھتا ہون کہ تو مشغول ہی نماز مین اپنے پروردگار کے آگے کہ ناگاہ بدبخت ترین اولین و
آخرین بدترین پے کنندۂ ناقہ صالح ماریگا ایک ضربت تیرے سر پر کہ ڈاڑہی تیری تیرے سر کے خون سے رنگین ہوجائیگی
عرض کی کہ اے رسولخدا آیا وہ ساعت سلامتی دین کے ہوگی فرمایا کہ ہان دین تیرا سلامت ہوگا پھر فرمایا کہ ای علی جو تجھے
قتل کریگا اُسنے مجھکو قتل کیا ہوگا اور جو تجھسے دشمن رکھیگا وہ مجھسے دشمن رکھیگا اور جو تجھے ناسزا کہیگا اُسنے مجھے ناسزا کہا ہوگا اسواسطے کہ
تو بمنزلہ بان میری کے ہی اور روح تیری روح میری ہی اور طینت تیری طینت میری ہی بدرستیکہ خدا تعالے نے مجھے
اور تجھے باہم پیدا کیا ہی اور مجھے اور تجھے سائر خلق سے برگزیدہ کیا ہی اور مجھے واسطے پیغمبری کے اور تجھے واسطے امامت کے اختیار کیا
ہے پس جو شخص کہ انکار کریگا تیری امامت کا ایسا ہی کہ گویا اُسنے انکار کیا میری پیغمبری کا ای علی تو وصی میرا ہی اور باپ
میرے فرزندون کا ہی اور شوہر ہی میری دختر کا اور خلیفہ میرا ہے میری امت مین میری حال حیات مین اور میرے بعد
ممات کے امر تیرا امر میرا ہی نہی تیری نہی میری ہی اور مین قسم کہا کر کہتا ہون اُس خدا کی کہ جسنے مجھے پیغمبری پر بھیجا ہی اور مجھے
بہترین خلائق کا کیا ہی کہ تو حجت خدا ہی اور بر جمیع خلائق کے اور امین خدا ہی اور پر اسرار علوم الہی کے اور خلیفہ خدا ہے
اُنکے بندون پر اور یہی روایت کی ہی کہ جب حضرت امیر المومنین کے فرق مبارک پر عمر بن عبدود فی پیش از انکہ وہ جناب
اُسکو قتل کرین ضربت ماری کہ سر مبارک آپکا شگافتہ ہوگیا اور پھر اُس جناب نے اُس ملعون کو واصل جہنم کیا اور رسولخدا
بیخد متمین حاضر ہوئے تو جناب رسولخدا نے اپنے ہاتھ سے آپکے سر کے زخم کو باندھا اور وہان معجز نشان سے اپنے اُسکو پھولنگا کہ
اُسیوقت وہ چنگا ہوگیا پھر آپنے فرمایا کہ آہ مین کہان ہونگا اُسوقت کہ اس ریش کو تیری اس سر کے خون سے رنگین کرینگے اور
یہی جلاء العیون مین مسطور ہے کہ ایکروز رسولخدا نے فرمایا کہ اے علی خدا تعالے نے ہماری محبت کو آسمان پر اور زمین پر
عرض کیا پس سب سے پہلے آسمان ہفتم نے اُسکی اجابت کی خدا تعالے نے اُسکو عرش الکرسی کے ساتھ زینت دی بعد اُسکے آسمان
چہارم نے اجابت کی اُسکو بیت المعمور کے ساتھ زینت دی بعد اُسکے آسمان اول نے اجابت کی اوسکو ستارون کے ساتھ زینت
دی پھر زمین مکہ نے اجابت کی اُسکو خانہ کعبہ کے ساتھ زینت دی پس ازان زمین شام نے اجابت کی اوسکو بیت المقدس کے
ساتھ زینت دی پس ازان زمین مدینہ نے اجابت کی اُسکو میری قبر کے ساتھ زینت دی بعد اُسکے زمین کوفہ نے اجابت کی
اُسکو تیری قبر کے ساتھ زینت دی جناب امیر نے عرض کی یارسولخدا مین کوفہ مین مدفون ہونگا فرمایا کہ ہان اے علی تو شہید
ہوگا اور کوفہ کے باہر مدفون ہوگا مابین غریین کے تلون سفید مین اور تجھے قتل کریگا بدبخت ترین امت عبدالرحمن ابن ملجم علیہ
اللعنۃ والعذاب پس قسم یاد کرتا ہون مین اُس خدا کی کہ جسنے مجھے پیغمبری پر بھیجا ہی کہ گناہ ابن ملجم کا خدا کے نزدیک پے کنندہ
ناقہ صالح سے زیادہ ہی اور عراق سے ایک لاکھ شمشیر تیری یاری کرینگی اور یہی اسی کتاب مین ہے کہ ایکروز جناب امیر سجدے
مین گئے ناگاہ آواز گریہ آپکی سجدے مین بلند ہوئی اور جب سر سجدہ سے اُٹھایا تو اصحاب نے عرض کی کہ ای امیر المومنین تمہاری
گریہ وزاری نے ہمین اندوہناک کیا اور ہمارے دلون کو دردمین لایا ہی کبھی اسطرح کا گریہ آپسے نہین سنا اور نہین دیکھا
آج کیا باعث ہوا اسقدر رونے کا آپنے فرمایا کہ اسوقت مین سجدے مین دعائے خیرات کو پڑھتا تھا کہ نیند آگئی مین سوگیا

خواب ہولناک دکھائی دیا کہ جناب رسولخدا میرے پاس کھڑے ہین اور فرماتے ہین کہ اے ابوالحسن غیبت نے تیری بہت طول کھینچا اور تیری جدائی کو زمانہ بہت گزرا اب ہین تیری ملاقات کا اشتیاق حد سے زیادہ ہوا ہی اور جو کچھ خدا تعالے نے مجھسے تیرے باب مین وعدہ کیا تہا اُن سب کے ساتھ وفا کی اور اپنے سب عدو کو پورا کیا مینے پوچھا کہ یا حضرت جو چیزین کہ خدا نے میرے باب مین آپکو عطا کی ہین وہ کیا ہین فرمایا کہ تیری جگہہ اور تیری زوجہ کی جگہہ اور تیرے دونو فرزندونکی جگہ اور سب امامونکی جگہ کہ جو تیرے فرزند ہین علی اعلیین مین مقرر کی ہی اور تمہارے درجات کو سب مقربان درگاہ سے بالاتر کیا ہے مینے عرض کی کہ مان باپ میرے فدا ہون آپ پر ہی یا رسول اللہ میرے شیعہ کہان ہونگے فرمایا کہ قصر وین رہینگے کہ وہ قصر محاذی ہونگے ہمارے قصرون کے اور گہر انکے برابر ہونگے ہمارے گہرونگے مینے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے شیعونکو دنیا مین کیا ثواب ہوگا فرمایا ایمنی گمراہی سے اور عافیت فتنون سے پھر مینے پوچھا کہ وقت مرگ انکا کیا ثواب ہوگا فرمایا کہ وقت مرگ انکو مجیر کرتے ہین دنیا کے رہنے مین اور بقی کے جانے مین اور ملک الموت کو حکم ہوتا ہی کہ انکی اطاعت کرو پھر مینے پوچھا کہ انکی قبض روح کیونکر ہوتی ہی فرمایا اسطرح پر کہ مثلاً کوئی شخص بہت گرمی مین شدت سے پیاسا ہوا اور آب سرد پیے اور دل اُسکا خنک اور سرد ہوجاوے یہ حال اُن مومنونکا ہی کہ جو ہماری محبت مین راسخ اور مضبوط ہین اور باقی ہمارے سب شیعونکی اسطرح قبض روح ہوتی ہی کہ جیسے کوئی شخص نہایت سترحت اور راحت کے ساتھ سو جاتا ہی پس اُنکی آنکہین مرنے سے روشن ہوجاتی ہین اور یہی منقول ہی اسی کتاب مین کہ ایکبار کوفہ مین جناب امیرؑ کو ایک عارضہ لاحق ہوا ایک جماعت اُس جناب کی عیادت کو آئی اور عرض کیا کہ یا امیرالمومنین ہم اس عارضہ سے تمہیں خوفناک ہین فرمایا کہ مین اس عارضہ سے اپنے اوپر کچھ خوف نہین کرتا ہون واسطے کہ مینے رسولخدا سے سنا ہی کہ شقی ترین اس امت کا مثل بے کشندہ ناقہ صالح ضربت میرے سر پر ماریگا اور میرے محاسن کو میرے سر کے خون سے رنگین کریگا اور بروایت دیگر منقول ہی کہ صحابے عرض کی کہ اے امیرالمومنین آپ کیون نہین منافقین مین سے باہر چلے جاتے اور مدینہ مین قبر رسول پر تشریف رکہتے تا کہ آپکی جوار مین مدفون ہو فرمایا کہ مجہے رسولخدا نے خبر دی ہی کہ مین ہی شہر مین شہید ہونگا اور نسبت پرس شہر کے مدفون ہونگا اور یہی منقول ہی کہ ایکروز جناب امیرؑ نے منبر پر فرمایا کہ اے گروہ مردم تمہی باطل کو حق پر غلبہ دیا اور قریب ہی کہ پھر حق باطل پر غلبہ کرے پھر فرمایا کہ کہان ہی بدبخت ترین مردم کہ میرے سر پر ضربت لگاوے اور ریش کو میرے سر کے خون سے خضاب کرے اور یہی منقول ہے کہ جب محمد بن ابی بکر نے ایک گروہ کو اشراف مصر سے جناب امیرؑ کیطرف متمین بہیجا ابن ملجم علیہ اللعنۃ بہی اُنمین تہا اور ایک فرقہ حمیین نام لوگون کے لکہی ہوئی تہی ابن ملجم کے ہاتہ مین تہی جناب امیرؑ نے جبکہ اُس فرقہ کو اُس سے لیا اور نام سب کے پڑہی اور جب اُس ملعون کے نام پر پہنچے تو فرمایا کہ عبدالرحمن تو ہی ہے اُس ملعون نے کہا کہ ہان مین ہی ہون فرمایا کہ لعنت خدا کی ہو تجہ عبدالرحمن پر اُس ملعون نے کہا کہ یا امیرالمومنین مین تمکو دوست رکہتا ہون فرمایا تو جہوٹ بولتا ہی بخدا سوگند کہ تو مجکو دوست نہین رکہتا اُس ملعون نے تین دفعہ قسم کہا کر کہا کہ مین تمہین دوست رکہتا ہون اور تمہین باور نہین آتا آپنے فرمایا کہ وای تجہپر خدا تعالے نے روحونکو ہزار برس پہلے بدنون سے خلق کیا ہی اور اونکو ہوا مین ساکن کیا پس جن روحونے عالم ارواح مین آپسمین اُلفت پکڑی اور ایک دوسرے کو پہچانا اس عالم مین

بھی آپسمین موافقت اور محبت کی اور جن روحوں نے کہ اس عالم مین باہم اُلفت نہین کی اور ایک نے دوسرے کو نہین پہچانا
اس عالم مین بھی اُنمین باہمدگر اُلفت اور محبت نہین ہوئی اور میری روح تیری روح کو نہین پہچانتی اور عالم ارواح مین تیری
روح کے ساتھ اُلفت نہین رکھتی تھی جب اُس لعین نے پشت پھیری تو آپنے فرمایا کہ اگر میں دیکھنا چاہوں میرے قاتل کو تو
دیکھو اس مرد کو بعض شخص نے کہا کہ اے امیرالمومنین اُسکو کیون نہین قتل کرتے آپنے فرمایا کہ عجیب بات کہتے ہو مین قتل کرون
اُس شخص کو کہ ہنوز اوسنے مجھے قتل نہین کیا اور یہی روایت مین وارد ہوی کہ ایک روز جناب امیر حمام مین داخل ہوے کہ امیر
آواز حسینؑ کی بلند ہوئی حضرت نے پوچھا کہ کیا ہوا تمکو ماں باپ میرے تمپر فدا ہون حسینؑ نے عرض کی کہ یہ فاجر
ملعون ابن ملجم آپکے پیچھے آیا ہے ہم ڈرتے ہین کہ مبادا کوئی آسیب آپ کو پہنچائے آپنے فرمایا کہ بخدا اسوگند کشندہ میرا سوائے
اُسکے اور کوئی نہوگا اور یہی مروی ہے کہ جب حضرت امیرؑ نافرمانی اور نفاق اور کفر اور شقاق اصحاب سے دلتنگ ہوے
اور لشکر معاویہ کا اطراف ولایتی ملک پر اُس جناب کے لوٹ مار کرتا تھا اور اصحاب آپ کی یاری نکرتے تھے تو منبر پر تشریف
لیگئے اور فرمایا کہ بخدا اسوگند کہ مین دوست رکھتا ہون اور چاہتا ہون کہ خدا ملاقات مجھے تم مین سے باہر لیجائے اور ریاض
رضوان مین جگہ دے اور مرگ ان ایام مین میری کمین گاہ مین ہے پھر فرمایا کہ کیا واقع ہوا ہے بدبخت ترین مردم کو
کہ میری ڈاڑھی کو میرے سر کے خون سے خضاب نہین کرتا اور یہ وہ خبر ہے کہ جسکی رسولخدا نے مجھے خبر دی ہے پھر فرمایا
کہ خداوندا مین اُنسے بہتنگ آیا ہون اور یہ مجھسے بہتنگ آئے ہین اور مین اُنسے ملول ہون اور یہ مجھسے ملول ہین خداوندا
مجھے اُنسے راحت بخش اور اُنکو مبتلا کر ساتھ اُس شخص کے کہ مجھے یاد کرین اور یہی مروی ہے کہ جب جناب امیرؑ نے آدمیون
سے بیعت لی اور ابن ملجم علیہ اللعنۃ بھی آیا کہ اُس جناب سے بیعت کرے آپنے اوسکی بیعت کو قبول نکیا تا اینکہ
تین دفعہ آپ کی خدمت مین آیا مرتبہ سوم اُس جناب سے اُسنے بیعت کی وقت شب پھر اُس جناب نے اُس ملعون کو بلایا
اور اُسکو قسم دی کہ اُس بیعت کو نہ توڑیو اور مضبوط اور محکم اُس سے عہد لیا اور جب وہ چلا اور تھوڑی دور گیا تھا کہ
پھر اُسکو بلایا اور پھر اُسپر تاکید کی اُس ملعون نے کہا کہ اے امیرالمومنین جو معاملہ اسوقت آپنے مجھسے کیا اور دون سے آپنے
نہین کیا اسکا کیا باعث ہے آپنے ایک شعر پڑھا کہ جسکا مضمون یہ ہے کہ مین ساتھ اُسکے بخشش اور نیکی کرتا ہون
اور وہ ارادہ میرے قتل کا رکھتا ہے کیا بیدار ہے قبیلہ مراد سے پھر فرمایا کہ جا اے ابن ملجم بخدا سوگند مین خوب جانتا ہون
کہ تو وفا اپنے عہد کے ساتھ نہ کریگا یہ فرما کر ایک بہت بھاگھوڑا اُسکو دیا کہ وہ ملعون اُسپر سوار ہوا پھر آپنے اُسی مضمون کا
شعر پڑھا اور جب اُس ملعون نے پشت پھیری تو آپ نے فرمایا کہ بخدا یہ ملعون کشندہ میرا ہوگا لوگون نے عرض کی
یا حضرت ہمین آپ اجازت دین کہ ہم اُس ملعون کو قتل کرین آپنے فرمایا کہ پہلے گناہ کے سزا نہین ہے اور بھی
قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے کہ قبیلہ مذحج سے تھا کہا کہ مین خدمت جناب امیرؑ مین حاضر تھا کہ ایک
گروہ قبیلہ مراد سے آپ کی خدمت مین آئی کہ ابن ملجم لعین بھی اُنمین تھا اُس گروہ نے کہا کہ یا امیرالمومنین ابن ملجم کو
ہم اپنے ہمراہ نہین لائے خود ہمارے ساتھ چلا آیا ہے اور ہم آپ پر ڈرتے ہین اُس سے کہ آپ کو گزند پہنچائے آپنے اُس
ملعون سے کہا کہ تو بیٹھ جا اور تلوار آپ اُسکے مُنہ کو دیکھتے تھے اور پھر اُسکو قسم دیکر فرمایا کہ جس چیز کو مین تجھسے پوچھون

اسکا جواب تو رست رست دے بتاکہ آیا تو ایام طفولیت مین لڑکون مین نہ کہیلتا تھا اور جب لڑکے تجھ دیکھتے تھے تو نہ کہتے تھے کہ آیا فرزند کتونکی چرانیوالے کا اُس ملعون نے کہا کہ ہان آپنے سچ کہا ایسا ہی تھا پھر فرمایا کہ جب تو مین جوانی کو پہنچا تو تجھ نظر سے رسولخدا نے دیکھکر کہا تو ہی ہے شقی ترین پلید کنندہ ناقہ صالح سے ہنسے کہا کہ ہان سچ ہی پھر آپنے فرمایا کہ آیا تیری ماں نے خبر نہین دی کہ حیض مین تجھسے حاملہ ہوئی تھی جب اُس ملعون نے یہ سُنا تو اسکی جواب دینے مین اُسکو ایک اضطراب پیدا ہوا مگر آخر لاچار ہوکر کہا کہ ہان سچ ہی ہے کہا تھا میری ماں نے فرمایا آپنے مینے سُنا ہی رسولخدا سے کہ قائل نیز شبیہ ہوگا یہود کی بلکہ یہودی ہوگا اور یہی منقول ہے کہ جناب امیرنے اُس ماہ مبارک رمضان مین کہ جسمین وہ جناب ریاض رضوان کو تشریف لیگئے منبر پر جاکر فرمایا کہ امسال تم حج کو جاؤگے اور مین تم مین نہونگا اور اس مہینے مین ایکروز امام حسن کے گھر مین اور ایک روز امام حسین کے گھر مین اور ایک روز اپنی دختر جناب زینب کے گھر مین کہ عبداللہ بن جعفر سے منسوب تھین افطار فرماتے تھے اور تین لقمہ سے زیادہ تناول نفرماتے تھے جب سبب اسکا پوچھا تو فرمایا کہ مرخدا کا نزدیک ہوا ہی اور ایک شب یا دو شب سے زیادہ زمانہ باقی نہین رہا ہی پس مین چاہتا ہون کہ جب رحمت حق مین واصل ہون تو شکم میرا طعام سے بھرا ہوا نہو اور یہی شواہد مین مذکور ہے کہ جناب امیرنے حسنین کو وصیت کی کہ جب مین اس دار فنا سے انتقال کرون اور روح میری طرف ملائکہ علیین کے پرواز کرے تو مجھی بعد تجہیز و تکفین کے تختہ پر رکھکر شہر سے باہر غروبہ مین لیجانا وہان ایک سنگ سفید کو پاؤگے اُس جگہ مجھی دفن کرنا پس بموجب وصیت کے اُس جناب کو وقت شب اوسجگہ کہ جسکو نجف کہتے ہین دفن کیا اور آپ کی قبر کو ستوار اور مضبوط کرکے زمین کے برابر اور ہموار کردیا تاکہ کسیکو سوائے اہلبیت کے اُس جناب کی قبر پر اطلاع نہونے پائے اور اسطرح وہ قبر پوشیدہ رہی تا اینکہ زمانہ خلفائے بنی عباس کا پہنچا ایک روز ہارون رشید شکار کھیلتا ہوا بیچ ناحیہ غرفین کے جا نکلا وہان ایک ٹیلہ تھا سب ہرن اُس ٹیلہ کیطرف پناہ لیگئے ہارون رشید نے ہرچند شاہین اور باز اور چرغ گوان ہرنون پر چھوڑا اور کتون کو سروپا مگر کوئی ہین سے اُس ٹیلہ پر نہ گیا ہارون رشید یہ دیکھکر متعجب ہوا اور حکم دیا کہ اس گاؤن مین سے ایک مرد پیر کو لاؤ جب ایک نہایت مسن شخص حاضر ہوا اور یہ حال اُس سے بیان کیا تو اُسنے کہا کہ مینے اپنے بزرگون سے سُنا ہی کہ یہان قبر ہے امیرالمومنین کی ہارون شکار کو چھوڑکر آپکی زیارت کو آیا اور جب تک زندہ رہا ہر سال آپ کی زیارت کو آیا کیا اور یہی منقول ہے کہ ایکروز جناب امیر منبر پر خطبہ مشتمل بر حمد الٰہی اور نعت رسالت پناہی کی پڑھ رہے تھے اور آدمیونکو عقوبات الٰہی سے ڈراتے تھے اور مثوبات دائمی سے امیدوار کرتے تھے دفعۃً جانب رست نظر کی جناب امام حسن کو کھڑے دیکھا پوچھا کہ یا بنی کم مضی من شہر نا ہذا یعنے اے فرزند کتنے دن اس مہینے سے گزرے شاہزادہ نے عرض کی کہ ستہ روز پھر جانب چپ نظر کی امام حسین کو کھڑے دیکھا پوچھا کہ یا بنی کم بقی من شہر نا ہذا یعنے اے فرزند کے روز اس مہینے سے باقی رہے ہین عرض کی کہ تیرہ روز یہ سُنکر فرمایا کہ اس مہینہ مین اس میرے ڈاڑھی کو میرے سر کے خون سے خضاب کریگا وہ شخص کہ جو بدبخت ترین امت کا ہوگا اور ایک شعر پڑھا کہ جسکا مضمون یہ ہے کہ قتل میرا چاہتا ہے ایک نامرد قبیلہ بنی مراد سے اور مین اُس سے بدلی کو چاہتا ہون ابن ملجم نے جو یہ سُنا تو جناب امیر کے

پاس آیا اور کہا کہ یا امیر عرب مین پناہ لیجاتا ہون طرف خدا کے ہُں گمان سے کہ جو آپ میرے طرف رکھتے ہین
اور مین آپ سے اُمید رکھتا ہون کہ آپ حکم کرین کہ میرے ہاتھون کو قطع کرین یا ساتھ بدترین وجہ کے مجھے قتل
کرین فرمایا قبل جرم قصاص نہین ہو سکتا اگر مجھے سے تو کچھ نے فرمایا ہے کہ قاتل تیرا قبیلہ بنی مراد سے ہوگا اور
اپنی حصول مراد کیواسطے مجھے قتل کریگا مگر اپنی مراد کو حاصل نہ کریگا اور اپنے مطلب کو نہ پہنچیگا ابن ملجم ان باتونکے سُنے سے
استجاد اور استعاذہ کرتا تھا پس جناب امیر نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو مین تجھے ایک بھید کی خبر دون کہ جسپر سوای تیرے
اور تیری دایہ کے اور کوئی آگاہ نہین تجھے قسم ہے خدا کی بتا کہ تیری دایہ یہودیہ نہ تھی اور ایکروز اُسنے غصہ ہوکر
تجھسے نہ کہا تھا کہ اے بدبخت ترین بے کنندہ ناقہ صالح ابن ملجم نے یہ سُنکر سر جھکا لیا اور کہا کہ ہان کہا تھا یہ فرماکر رونے
لگا کہ آپ کے رونے پر سب رونے لگے پھر فرمایا کہ تم یہ نجانو کہ مرگ سے خوف کرتا ہون بلکہ مین ہمیشہ آرزومند مرگ
اور شہادت کا رہتا تھا۔ منقول ہے کہ جناب حسنین اپنے والد ماجد امیرالمومنین کو دفن کرکے پھرے تو ایک مکان خراب
و ویران پر شاہزادونکا گزر ہوا ناگاہ اُس گھر مین سے آواز نالہ و بکا کی آئی کہ دل سامعین کے بیقرار و بے آرام ہوگئے
حسنین اُس گھر مین تشریف لیگئے ایک نابینا بیمار ضعیف و ناتوان کو خاک پر لیٹا دیکھا کہ روتا ہے اور نالہ پر حسرت و اندوہ
دل پر درد سے کہتا ہے حسنین نے اُس سے حال پوچھا کہ اے شخص اپنی سرگزشت بیان کر کہ اس خانہ ویران مین تو
کیونکر رہتا ہے اور کہان سے کھانا پیتا ہے اُسنے جواب دیا کہ مین بیکس آوارہ وطن غریب محتاج مبتلا بانواع عوارض
گرفتار اصناف رنج و محن ہون میرا ہر دیس مین کوئی یار و مددگار نہین اور سوای تنہائی اور ضعف و نقاہت
اور عوارض کے کوئی آشنا نہین شاہزادونے پوچھا کہ اے شخص جب تیرا یہ حال ہے تنہائی کا تو پھر تیری خبر کون
لیتا ہے اور غذا اور دوا کون دیتا ہے اور اس ویرانہ مین تیرا معین اور سرپرست کون ہے اور یہان تو بے پرستار
کیونکر گزر کرتا ہے وہ بیچارہ مسکین یہ سُنکر شدت سے رویا اور سینہ اور سر پیٹ کر بولا کہ ایکسال ہوا کہ میرا یہان آنیکا
اتفاق ہوا مگر انواع امراض مین مبتلا مرنیکو قریب لب گور تھا اور اس مکان تنہا مین پڑا تھا کہ ناگاہ ایک شخص خدا پرست
غریب پرور فرشتہ خصلت میرے پاس آیا اور جو کچھ کہا نا اور پانی اپنے ساتھ لایا تھا سُکو کمال مہربانی اور شفقت سے
اپنے ہاتھ سے مجھکو کھلایا پس اُس روز سے جسکا معمول تھا کہ ہر روز وہ شخص میرے واسطے دوا اور غذا لاتا تھا اور نہایت
دلاسہ اور دلبری سے مجھے پلاتا اور کھلاتا بلکہ اپنے ہاتھ سے نوالے بنا کر میرے مُنہ مین دیتا تھا اب کئی روز سے وہ
شفیق و حبیب میرا نہین آیا نہین معلوم کہ کس بلا مین مبتلا ہوا بیمار ہو گیا یا کسی دشمن نے اُسے قتل کیا کچھ معلوم
نہین کہ میرے یار باوفا کو کیا ہوا یہ کہکر وہ خود بھی رویا اور سب کو رولایا حسنین نے پوچھا کہ اے شخص اُس مرد باخدا
کا کیا نام تھا صورت کیسی تھی قد و قامت کسطرح کا تھا اُسنے کہا کہ مین آنکھون سے نابینا ہون صورت کا پتا نہین
دیسکتا قد و قامت نہین بتا سکتا اور نام اپنا سُنے نہین بتایا جب سنے پوچھا تو یہی فرمایا کہ میرے نام سے تجھے کیا کام
ہے مین تیری للہ خدمت کرینکو آتا ہون اپنی ناموری اور اُجرت اُسکی عوض مین نہین چاہتا افسوس صد افسوس
کہ مین اب وہ مہربان مجھ سے جدا ہے اُسکا نہ آنا خالی اس سے نہین کہ وہ کسی مصیبت مین پھنسا ہے حسنین نے

فرمایا کہ بینوا کوئی تو اُسکا پتہ بتا اُسنے عرض کی ایک خاصیت تو اُسکی یہ ہے کہ ہر وقت اُسکی زبان پر ذکر خدا رہتا ہے
اور تسبیح اور تہلیل اُسکا وظیفہ تھا اور جب وہ جناب میرے پاس بیٹھتی تھی تو یہ فرماتے تھے کہ مسکین قریب مسکین کے
اور غریب نزدیک غریب کے بیٹھتا ہے یہ اوصاف سُنکر جناب حسینؑ چیخیں مار کر رونے لگے اور فرمایا کہ اے شخص وہ
مرد ہمارا باپ علی مرتضےٰ تھا اُس مریض نے پوچھا پھر اُسے کیا ہوا کہ تین دن سے وہ نہیں آیا حسینؑ نے فرمایا کہ
اے بینوا شقی ترین خلق نے اُسکو شہید کیا ہم ابھی اُسکو دفن کرکے آتے ہیں اُس بیمار کو یہ سُنکر تاب نہ رہی رونے لگا
اور سر و سینہ پیٹنے لگا اور کہتا تھا کہ افسوس اب میری خبر کون لیگا اور غذا اور دوا کون دیگا پھر حسینؑ سے
اُسنے کہا کہ اے شہزادہ مجھے اُس جناب کی قبر پر لیچلو پس حسینؑ اوسکو ہاتھ پکڑ کر اُنکی قبر پر لائے اُس شخص نے سر
اپنا قبر اطہر پر رکھا اور خاک قبر کو مُنہ پر ملا اور درگاہ خدا میں دُعا کی کہ اے خداوند جلیل میں تجھے قسم دیتا ہوں
صاحب اس قبر کی کہ اسیوقت اجل میری آجاوے پس دعا اُسکی قبول ہوئی کہ اوسیوقت روح نے اُسکی پرواز
کیا حسینؑ نے اوسکو غسل و کفن و بیکر جوار سلطان اوصیا میں اوسکو دفن کیا اور یہی کتاب عین البکا میں
مسطور ہے کہ بعد دفن جناب امیرؑ صف ماتم اہلبیت میں وسطی ندبہ و بکا کے جناب امیرؑ پر بچھی اور دختران جناب
امیرؑ اور سب اہلحرم نوحہ و بکا اور شور و فغان میں مشغول ہوئی تو ایک عورت کو دیکھا کہ سب سے زیادہ روتی اور
سر پیٹتی ہے ام کلثوم فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کوئی زن ہاشمیہ ہے یہ یہی ہے میں اُسکے قریب گئی اور پوچھا کہ
اے بی بی تجھے حرمت رسالت سے کیا قرابت ہے کہ اسقدر گریہ و بکا کرتی ہے اور سب سے زیادہ نالہ و فغان کرتی
ہے اُسنے کہا کہ اے بنت خاتون جہان اُس جناب کا مرنا دوبارہ میری بربادی اور میرے یتیموں کی خرابی کا
باعث ہوا اور دوبارہ میرے اطفال یتیم ہوئے اُم کلثوم نے فرمایا کہ تو اپنا قصہ بیان کر اُسنے کہا کہ میرا شوہر
جہاد میں مارا گیا ہے یہ چند اطفال صغیر بے پدر رہگئے ہیں اُنکو محنت اور مزدوری سے پالتی تھی ایک روز میں مشک
پانی کی بھری لے آتی تھی کہ اُس جناب نے دیکھکر میرے حال پر رحم کیا اور مجھے مشک لیکر میرے گھر میں پہنچا دی
اور پھر مجھسے پوچھا کہ تیری گزران کیونکر ہوتی ہے میں نے کہا کہ میرے شوہر کو علی ابن ابی طالب نے لڑائی پر بھیجا تھا
وہ مارا گیا اب یہ کئی بچے میرے پاس ہیں میں محنت اور مشقت کرکے انکی پرورش کرتی ہوں یہ سُنکر
میرے حال پر تاسف کیا اور دوسری دن ازراہ غربا پروری میرے دروازہ پر آکر آواز دی میں نے پوچھا کہ
تو کون ہے کہا کہ میں وہی بندۂ خدا ہوں کہ جو کل تیری مشک پہنچا گیا تھا اب میں للہ تیری اور تیرے
بچوں کی خدمت کرنے آیا ہوں میں اُٹھکر دروازہ کھولدیا وہ گھر میں تشریف لائے اور ایک زنبیل میں
گوشت اور اناج بچوں کے واسطے لائے اُس عورت نے کہا کہ خدا تعالےٰ تجھپر کرم اور لطف کرے اور تجھسے
راضی اور خوشنود ہو اور میرے اور علیؑ کے درمیان انصاف کرے یہ سُنکر اُس جناب نے سر جھکا لیا اور آنکھوں میں
آنسو بھر لائے غرض وہ زنبیل مجھے دی اور فرمایا کہ یا تو بچوں کو رکھ اور میں کہانا پکاؤں یا تو کھانا پکا اور
میں بچوں کو بہلاؤں میں نے کہا کہ میں حقیر کرتی ہوں اور تو میرے بچوں کو بہلا اور گوشت بھی پکاتا جا

پس اُس جناب کے گوشت ہی چڑھا دیا اور بچوں کو بھی بہلانے لگی اور دست شفقت اُنکے سر پر پھیرتے تھے اور محبت پدرانہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے یتیمو اے میرے فرزندو علیؑ کو بخشو کہ علیؑ نے تمہاری خبر لی پس جب یہ خیمہ کر بیٹھے فارغ ہوئی تو اُس جناب سے کہا کہ اب تو تو رکو کہ ہم کر اُس جناب نے جب تو رمین آگ روشن کی اور شعلہ تو ر کا بھڑکا تو فرمایا کہ اے علیؑ مزاج جھہ آتش کا یہ ہے اُس شخص کی کہ جو رانڈون اور یتیمونکی خبر نہ لے اور حق اُنکا ضائع اور برباد کرتا اور ساتھ اُسکے روتے تھے اسحال مین ایک عورت ہمسایہ کی آئی اور متعجب ہوکر مجھسے پوچھنے لگی کہ تو پہچانتی ہے کہ یہ کون ہے مینے کہا کہ مین نہین جانتی مگر بہت مرد باخدا ہے کہ مجھپر حکم کرتا ہے اور میرے کام کو آیا ہے اُسنے کہا کہ اے بیوقوف یہ شوہر جناب فاطمہؑ زہرا کا اور پسر عمی رسولخدا کا ہے تو اُسنے کلام سنتی ہے سُنکر سر قدم قدس پر گر پڑی اور بغد رپیش آئی اور مینے کہا کہ یا حضرت مینے آپکو نہ پہچانا تھا اب مین کمال آپسے شرمندہ اور خجالتمند ہون میری تقصیر کو معاف فرماؤ آپنے فرمایا کہ اے کنیز خدا تو شرمندہ ہو کر کیون روتی ہے کہ مین خود بھی شرمندہ ہون کہ مینے تیری اور تیری بچونکی خبر لینے مین قصور کیا اور تمہاری خبر نہ لی اب تو علیؑ کو بخشدے پس اُسنے سے وہ پدر یتیمان اور شوہر بیوہ زنان ہمیشہ اوقات اور کہانا لاکر اپنے ہاتھ سے دیتے تھے اور وہ شہید ہوگئے اُنکی شہادت اپنی موت کا باعث ہے۔

فصل دوسری بیچ بیان شہادت جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب کے پس چاہتا ہے کہ مشہور ما بین علماء یہ ہے کہ شہادت سید اوصیا امام اتقیا علیہ السلام کی شب یکشنبہ اکیسوین ماہ رمضان المبارک کو ہوئی ہے جبکہ ایک ثلث شب باقی رہی تھی اور ضربت آپکی فرق مبارک پر شب جمعہ اُنیسوین ماہ مذکور کو لگی تھی ہاتھ سے عبد الرحمن ابن ملجم مرادی علیہ اللعنہ والعذاب بمدد و معاونت وردان بن مجالد و شبیث بن بحر و شعث بن قیس و قطامہ دختر اخضر علیہم جمیعاً لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین غرض جبکہ ایک ثلث شب باقی رہی تھی اکیسوین ماہ مذکور کی صعوبت روح قدس سے اُس جناب کی ریاض رضوان کو پرواز کیا تھا اور مشہور یہ ہے کہ سوقت عمر شریف آپکی تریسٹھ برس کی تھی اور جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ پینسٹھ برس کی تھی اور یہی جناب امام محمد باقر اور جناب امام محمد تقی سے بھی مروی ہے اور موافق مشہور کے جناب رسولخدا کے ساتھ بعد بعثت کے وہ جناب تیرہ برس مکہ مین رہے اور دس برس عمر شریف جناب امیر سے گزرے تھے کہ جناب رسولخدا مبعوث ہوئے اور آپکی رسالت پر جناب امیر ایمان لائے اور دس برس مدینہ مین جناب رسول مقبول کے ساتھ بسر کی اور جبکہ جناب رسولخدا کی خدمت مین جہاد شروع کیا تو عمر اُس جناب کی سولہ برس کی تھی اور جبکہ اُنیس برس عمر شریف سے گزرے تو شجاعان عرب کو تہ تیغ کیا اور کسی شخص کو پھر جرات آپسے لڑنے اور مقابلہ کرنیکی نہ ہی تھی اور جب آپنے وفیہ اکھاڑا تو بائیس برس عمر مبارک کو گزرے تھے اور تیئس برس آپ نے امامت کی اس مدت مین دو سال اور چار مہینے تو حضرت صدیق خلافت پر متصرف رہے اور دس برس سے زیادہ حضرت فاروق اسپر متصرف رہے اور بارہ برس عثمان نے اوسکو اپنے قبضہ مین رکھا اور جب اُس جناب کیطرف خلافت پھری تو قریب پانچ برس کے آپنے حکمرانی کی اور اکثر مدت آپ پنجہ قتال وجدال کے ساتھ منافقین کے مشغول رہے تا اینکہ وجہ رفیعہ شہادت کو فائز ہوئے اور یہ کتاب فرحۃ الغری کے بسند ہای معتبر جناب امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ وقت شہادت عمر مبارک جناب امیرؑ کی پینسٹھ برس کی تھی اور جب آپنے دنیا سے رحلت کی تو چالیسوان سال ہجرت کا یعنی سن چالیس ہجری مین آپنے انتقال کیا اور جب جناب رسالت مآب کو بعثت ہوئی تھی یعنی

آپ مبعوث برسالت ہوئے تو جناب امیرؑ کی عمر بارہ برس کی تھی اور بعد بعثت تیرہ برس جناب رسولخدا کے ساتھ مکہ میں رہے اور پھر رسولخدا کے ساتھ طرف مدینہ کے ہجرت کی اور دس برس آپکے ساتھ مدینہ میں رہے اور تیئیس برس بعد رسولخدا کے زندگانی کی اور شب جمعہ درجہ شہادت کو فائز ہوئے اور نجف اشرف میں مدفون ہوئے اور سن مبارک آپکا پینسٹھ برس کو پہنچا تھا اور کلینی اور شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ اکیسویں شب کو ماہ مبارک رمضان کے غسل سنت ہے اور وہ شب وہ ہے کہ جس شب اوصیا نے سب پیغمبروں کے دنیا سے انتقال کیا ہے اور اسی شب عیسیٰؑ آسمان پر تشریف لیگئے ہیں اور موسیٰ اوسی شب ساتھ رحمت حق کے واصل ہوئے ہیں اور شیخ مفید وغیرہ علمانے روایت کی ہے کہ ایک گروہ خوارج بعد وقعہ نہروان مدینہ میں جمع ہوئے اور کہا کہ سب ہمارا اہل اسلام حق سے پھر گئے اور قصہ نہروان کو یاد کرکے رونے لگے اور مقتولین نہروان پر افسوس اور ترحم کرنے لگے پھر اکیسویں قسم قسمیہ ہوئی اور عہد کیا کہ جناب امیر المومنین اور معاویہ اور عمرو بن عاص کو ایک ہی شب میں قتل کریں اور خوارج نہروان کا خون امیر المومنینؑ سے طلب کریں عبد الرحمن ابن ملجم علیہ اللعنہ نے تو کہا کہ میں علیؑ کو قتل کرونگا اور عمر بن بکر نے کہا کہ میں عمرو بن عاص کو قتل کرونگا اور برک بن عبد اللہ نے کہا کہ میں معاویہ کو قتل کرونگا اور تینوں نے آپس میں عہد کیا کہ اکیسویں شب کو ماہ مبارک رمضان کی انکو قتل کرنا چاہئے عہد کرکے آپس سے جدا ہوئے ابن ملجم تو جانب کوفہ روانہ ہوا اور وہ دونوں ملعون شام اور مصر کو گئے پس اس شخص نے کہ قتل معاویہ کو اپنے ذمہ پر لازم کیا تھا اسی شب معہود ایک تلوار معاویہ کے ران پر مار کر اسکو زخمی کیا طبیب نے جو اس زخم کو دیکھا تو کہا کہ اس تلوار کو زہر میں بجھایا ہے پس اگر تو اچھا ہونا چاہتا ہے تو دو کاموں میں سے ایک کام کو اختیار کر یا میں زخم کو داغ دوں یا میں دوا دیتا ہوں تو اسکو کہا مگر اس دوا کے کھانے سے نسل تیری منقطع ہوجائیگی اور آگے کو تیری اولاد نہ ہوگی اور تو عورت کے کام سے جاتا رہیگا معاویہ نے کہا کہ میں آگ کی تو طاقت نہیں رکھتا اور نسل میں سوا یزید اور عبد اللہ کے اور زیادتی نہیں چاہتا آخر طبیب نے اسکو دوا دی اور معاویہ اچھا ہوگیا برک نے معاویہ سے کہا کہ میں تجھ کو ایسی خوشخبری دیتا ہوں کہ جس سے تو خوش ہوجائے پوچھا کہ وہ کیا بشارت ہے اسنے کہا کہ ایک فتق میرا لگیا ہے کہ آج کی شب علیؑ کو قتل کرے پس تو بھی قصد رکھ اگر اسنے علیؑ کو قتل کیا تو پھر جو کچھ تو میرے حق میں چاہیگا وہ کرنا اور اگر اسنے قتل نہ کیا تو پھر تو مجھے چھوڑ دینا کہ میں جاکر اسی قتل کرونگا اور میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ علیؑ کو قتل کرکے میں تیرے پاس چلا آؤنگا اسوقت میرے حق میں جو چاہیگا وہ کیجو غرض معاویہ نے اسکو قید کیا تا اینکہ خبر شہادت جناب امیر پہنچی معاویہ نے برک کو آزاد کیا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ معاویہ نے اسکی کلام کو قبول نکیا اور اسکو قتل کیا اور عمر بن بکر جو مصر میں گیا اور ارادہ قتل عمرو بن عاص کا کیا تو عمرو بن عاص اس شب مسجد میں نماز پڑھانے نہ آیا اور اپنے عوض خارجہ کو بھیجدیا کہ اسکی جگہ نماز پڑھائے عمر ابن بکر نے عمرو بن عاص جانکر خارجہ کی تلوار ماری کہ مر گیا اور عمر عاص پکڑ گیا مروی ہے کہ جب ابن ملجم کوفہ میں آیا تو ایک شخص کے گھر میں کہ قبیلہ تیم الرباب سے تھا گیا مگر اس راز کو کسی سے نہ کہا قطامہ بنت الاخضر ملعونہ کو اسجگہ دیکھا چونکہ وہ نہایت جمیلہ و شکیلہ تھی تو آتش عشق اسکی کانون سینہ ابن ملجم میں مشتعل ہوئی اور اسکو دیکھکر بیحین و بیقرار ہوگیا اور قطامہ کے باپ اور بھائی کو جناب امیرؑ نے جنگ خوارج میں مارا تھا وہ ملعونہ بایں سبب جناب امیرؑ کی دشمن تھی ابن ملجم نے اس سے پوچھا کہ تو شوہر رکھتی ہے یا بے شوہر ہے اس ملعونہ نے کہا کہ میں شوہر نہیں رکھتی ابن ملجم نے کہا اگر تجھ کو شوہر کی خواہش ہو تو میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اس ملعونہ نے کہا کہ مہر میرا تین ہزار

دہم لو ایک غلام اور ایک کنیز اور قتل علی بن ابی طالب ہے اُس ملعون نے بنا بر مصلحت کہا جو کچھ تو نے کہا ہم نے قبول ہے مگر قتل علی بن ابی طالب کے مجھ سے اُسکے قتل کی طاقت نہیں اُس ملعونہ نے کہا تم اُسکو غافل کر کے قتل کر اگر تو نے بعد قتل اُسکے رہائی پائی تو پھر میرے ساتھ عیش کریگا اور اگر تو مارا گیا تو ثواب آخرت تیرے واسطے بہتر ہے زندگانی دنیا سے جب ابن ملجم علیہ اللعن نے جانا کہ وہ ملعونہ اُسکو ساتھ موافق ہے تو کہا کہ بخدا میں اس شہر میں نہیں آیا مگر اسی کام کے واسطے اُس ملعونہ نے کہا کہ میں اپنے قبیلہ سے ایک جماعت کو تیرے ہمراہ کرتی ہوں کہ وہ ہم امر میں تیری اعانت کریں غرض قطامہ نے اپنے قبیلہ سے وردان ابن مجالد کو ابن ملجم کے ہمراہ کیا اور ابن ملجم نے شیث ابن بحرہ کو دیکھا کہا اے شیث میں چاہتا ہوں کہ تجھ ایک امر خیر میں اپنے ساتھ شریک کروں کہ باعث اسکا ہی شرف دنیا اور آخرت کا ہو شیث نے پوچھا کہ وہ کیا امر ہے کہا کہ وہ یہ امر ہے کہ تو میری اعانت اور مدد کرے بیچ قتل کرنے علی بن ابی طالب کے اور شیث یہی جملہ خوارج سے سنتا کہا کہ اے ابن ملجم تو نے بڑی کار بزرگ کا ارادہ کیا ہے قتل علی آسان نہیں ہے ابن ملجم نے کہا کہ میں مسجد میں جاکر چھپ بیٹھوں گا اور جب وہ نماز کو باہر آئیگا تو میں اوسکو قتل کرونگا پس وہ تینوں ملعون شب نوزدہم ماہ مبارک رمضان بایں ارادہ مسجد میں آئے قطامہ خیمہ مسجد میں کھڑا کرا کر اعتکاف میں بیٹھی تھی یہ تینوں ملعون بھی اُسی خیمہ میں شب کو آنکر بیٹھے اُس ملعونہ نے حریر کے پاچوں کو سینہ پر باندھکر اور تلواریں باندھکر خیمہ سے باہر بھیجا اور شبث بن خاجی کو ابن ملجم ملعون نے اس امر میں اپنے متفق کر لیا تھا حجر بن عدی کہ وصی حسن جناب امیر کے تھے اور شب کو وہ بھی مسجد میں رہا کرتے تھے میں نے آواز شبث کی سُنی کہ میں ابن ملجم سے کہا کہ جلد اپنی حاجت کو بر لا صبا ہو اصبح طالع ہوا چاہتی ہے اور تو سوا ہو چکا ہے میں نے یہ سُنکر کہ مطلب کو پایا اور میں نے شبث لعین سے کہا کہ اے عدو ملعون تو ارادہ علی کے قتل کا کرتا ہے اور میں جناب امیر کے گھر کیطرف چلا کہ آپ کو اس امر کی خبر دوں اتفاقاً وہ جناب اور رستہ سے تشریف لیگئے تھے مجھسے ملاقات نہوئی اور جب میں پھر کر آیا تو سُنا کہ لوگ کہتے ہیں کہ امیر المومنین زخمی ہوئے اور دوسری روایت میں اسطرح ہے کہ عبداللہ بن محمد راوی کہتا ہے کہ میں ایک گروہ اہل مصر کے ساتھ مسجد کوفہ میں تھا اور اُس شب کو عبادت میں جاگتا تھا میں نے دیکھا کہ ایک گروہ آدمیوں کا اور مسجد کے نزدیک کہ جو جانب خانہ جناب امیر تھا جمع ہے اسمیں جناب امیر تشریف لائے اور جو لوگ مسجد میں سوتے تھے انکو آواز الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی دی یہی آواز اُس جناب کی سُنی اور ساتھ ہی اُسکے برق اور چمک تلواروں کی بھی دکھائی دی اور ایک آواز آئی کہ حکم واسطے خدا کے ہے پس اول تلوار شبث بن بحرہ نے ماری وہ تلوار طاق مسجد پر پڑی اور آپ بچ گئے اور جب جناب محراب مسجد میں جاکر مشغول نماز ہوئے تو ابن ملجم لعین نے اُس جناب کے فرق مبارک پر تلوار ماری یہ ضربت اُس جگہ پہنچی کہ جہاں عمر بن عبدود نے ضربت لگائی تھی اور یہ تینوں لعین مار کر بھاگے اور شبث اپنے گھر میں گیا اُسکا بن عم نے اُسکو مضطرب دیکھکر پوچھا کہ کیا تو نے امیر المومنین کو قتل کیا ہے چاہتا تھا کہ کہے نہیں بے اختیار منہ سے ہاں نکل گئی اُسکے بھائی نے یہ سُنکر اُس سے تلوار چھین کر اُسکو جہنم واصل کیا اور ابن ملجم لعین کو پکڑ کر جناب امیر کے پاس لائے اور شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ جب ابن ملجم نے آپ کو زخمی کیا تو آواز آدمیوں کی مسجد میں سے بلند ہوئی حسینؑ بھی آواز سُنکر دوڑے اور مسجد میں آکر ابن ملجم کو قید کیا اور اپنے پدر بزرگوار کو اُٹھا کر گھر میں لیگئے پس لبابہ آپکے سرہانے بیٹھا اور ام کلثوم پائینتیں بیٹھیں اور آواز نوحہ و شیعون کی گھر سے بلند ہوئی پس جناب امیر نے عش سے اٹھکر حسنین کو لمبی اور حسینین

کیطرف دیکھکر فرمایا کہ صحبت انبیا اور اوصیا کی بہتر ہو دوستان خدا کے دنیا کی بیوفا سی اگر بیٹی اس عورت سی وفا نہ پائی تو
اُس ملعون کو بھی ایک ہی ضربت سی زیادہ نہ مارنا اور اگر میں زندہ رہا تو مجھ اختیار ہے اگر چاہونگا تو قصاص لونگا اور چاہونگا
عفو کرونگا یہ فرماکر بیہوش ہوگئی جب ہوش میں آئی تو فرمایا کہ اسوقت میں نے رسولخدا کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں آجی شب
تو میرے پاس ہوگا اور یہی حبیب بن عمر سی مروی ہی کہ وہ کہتا ہی کہ میں جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اُس مرض میں کہ
جس سے آپ دنیا سی تشریف لیگئے اُس جناب نے اپنی سر کے زخم کو کھولا میں نے عرض کی کہ یا امیرالمومنین یہ زخم تو کچھ ایسا نہیں ہی جلد
اچھا ہوجائیگا آپنے فرمایا کہ اے حبیب بخدا سوگند کہ میں اسی ساعت تمسے مفارقت کرونگا حبیب کہتا ہی کہ میں یہ سنکر رونے لگا
اور آپکی دختر نیک اختر اُم کلثوم بھی رونے لگیں جناب امیر نے انکو منع کیا روئے سی اور فرمایا کہ تو کیوں روتی ہی اے دختر میری
ام کلثوم نے کہا کہ کیونکر نہ روؤں کہ تم مجھ اپنی موتکی خبر دیتے ہو فرمایا کہ نہ روا ی دختر بخدا اگر تو دیکھے جو کچھ کہ تیرا باپ دیکھتا ہی تو البتہ
رونا موقوف کردے حبیب کہتا ہی کہ میں نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے اے امیرالمومنین کہ جسکو آپ دیکھتے ہیں فرمایا کہ میں اسوقت دیکھتا
ہوں کہ ملائکہ آسمان اور پیغمبران ذیشان سب جمع ہیں اور ایک پاؤں سے کھڑے میرے انتظار کررہے ہیں نالہ مجھے ملاقات کرنیں
اور یہ بہانہ میرے رسولخدا میرے پاس پڑھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جلد آمیرے پاس کہ جو کچھ تو نے آگے بھیجا ہی بہتر ہے اُس سے کہ جسمیں اب تو
ہی حبیب کہتا ہی کہ ہنوز میں اس جناب کے آگے سے نہ گیا تھا کہ روح مقدس اُس جناب کی ساتھ ارواح انبیا اور اوصیا کے طیق ہوئی
اور یہی مروی ہی کہ شب ضربت جناب امیر مسجد میں تشریف نہ لائی اور تمام شب گھر میں بیدار اور عبادت خدا میں مشغول اور
مصروف رہی اور ہر وقت باہر صحن خانہ میں تشریف لاتے ہیں اور آسمان کیطرف نظر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہرگز دروغ نہیں کہا
ہی میرے بھائی رسولخدا نے اور یہ وہ شب ہی کہ جسمیں مجھے وعدہ شہادت کا دیا ہی ام کلثوم نے کہا کہ اے پدر عالیقدر کیا سبب ہے
کہ میں ہر شب آپ میں اسقدر اضطرار اور بیداری دیکھتی ہوں فرمایا کہ اے دختر میں ہر شب کی صبح کو شہید ہونگا ام کلثوم نے
کہا کہ اے پدر آج آپ مسجد میں تشریف نہ لیجائیں کسی اور کو کہیں کہ وہ نماز پڑھائے فرمایا کہ اے دختر قضائے الہی سے بھاگا نہیں جاتا
پس جب مؤذن نے اذان کہی اور آپنے آواز اذان کی سنی تو روئے اور وہ شعر پڑھا کہ جسکا مضمون یہ ہی کہ اپنی کمر کو وسطی
مرگ کے محکم اور مضبوط باندھ کہ مرگ البتہ تجھے پہنچیگی اور جزع اور فزع نہ کر مرگ سی جو اپنے وعدے پر آئیگی تو پھر بچاؤ سی نہ بچیگی
فرمایا کہ ارادہ مسجد کا کیا جب صحن خانہ میں آئے تو چند مرغابیاں آپکو گھیر میں تھیں جو آپکی ستدرہ ہوئیں اور جانے سی مانع آئیں اور
دامن آپکا پکڑ لیا اور فریاد کرنے لگیں جب چاہا کہ انکو دامن سی چھڑا ئیں اور دور کریں تو حضرت نے منع کیا اور فرمایا کہ تو
چھوڑ دو کہ یہ نوحہ کرنیوالے میرے ہیں کہ بعد میرے یہ مجھپر نوحہ کرینگی اور یہی بروایت معتبر ام کلثوم سی منقول ہی کہ جس شب
جناب مجروح ہوئیگے یعنی لیست ویکم ماہ مبارک رمضان تو میں اُس جناب کے وسطی وقت افطار ایک طبق میں دودھ قرص نان جو
اور کاسۂ شیر رکھکر لائی اور نمک پیسکر حاضر کیا جب حضرت نماز سی فارغ ہوئے اور اس طبق کی طرف نظر کی تو فرمایا کہ اے دختر
دو قرص نان میرے وسطی طبق میں رکھکر لائی ہو گر تم نہیں جانتیں کہ میں شب الیلۃ ابتہ سپہائی اور ابن عم رسولخدا کی کرتا ہوں
کہ حیتک وہ دنیا سی تشریف لیگئے کبھی ایک وسطی اسقدر کھانا حاضر نہیں کیا اے دختر نیک اختر جو کھانا دنیا میں کھانا اور پینا
اور بچہ شش خوب ہوگی آخرت میں کہ بڑا ہونا کھانا دوبرو خدا کے دیر تک ہوگا اے دختر حلال دنیا میں حساب ہے اور حرام

دنیا مین عقاب اور غذا ہے اور میرے حبیب نے مجھ کو خبر دی ہے کہ جبرئیل امین میرے پاس کنجیان زمین کی لائے اور کہا کہ اے حبیب خدا خداوند عالم آپکو تحفۂ سلام ارشاد کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر تو چاہے تو تمام کوہہائے تہامہ کو تیرے واسطے سونے کی بنادون اور باوجود اسکے پھر جو کچھ تیرے واسطے ثواب آخرت مقرر ہے اسمین سے ذرا کم نہ کیا جائے پس یہ کنجیان ہین خزانہائے زمین کے انکو تم لیلو جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے جبرئیل بعد اسکے پھر کیا ہوگا عرض کی بعد اسکے موت ہوگی فرمایا یا رسول مقبول نے اگر بعد اسکے موت ہے تو مجھے طرف دنیا کے کچھ حاجت نہین رہنے دو مجھے اس حال پر کہ ایک روز سیر ہون اور ایک روز فاقہ کرون اور جس روز کہ بھوکا ہون تو دعا کرون اپنے پروردگار سے اور سوال کرون اسسے کہ جس روز سیر ہون تو شکر کرون اسکا پس جبرئیل نے کہا کہ اے محمد مجھے خدا سے ہر طرح کی توفیق پائی ہے اے دختر دنیا خانہ فریب اور خانہ مذلت وخواری ہے اور جو شخص کہ آخرت مین اپنے آگے بھیجتا ہے وہان اسکو پاتا ہے اے دختر بخدا سوگند کہ مین اسمین سے نہ کھاؤنگا جبتک کہ ایک چیز اسمین سے نہ اٹھالوگے پس اسنے دودھ اٹھا لیا اپنے قدر ہنان وخرما سے تناول کی اور حمد وثنا خدائتعالے بجالائے اور پھر اٹھکر نماز مین مشغول ہوئے اور برابر رکوع اور سجود اور تضرع وزاری خدائتعالے کیطرف کرتے رہے اور بار بار اندر سے صحن مین تشریف لاکر جانب آسمان نگاہ کرتے تھے اور اندر چلے جاتے تھے اور کمال خطر مین تھے اور تضرع کرتے تھے اور روتے تھے پھر سورہ یٰس آخر تک پڑھی اور سوگئے اور تھوڑی دیر کے بعد پھر ترسان ولرزان وخائف بیدار ہوئے اور عمامہ اپنا سر پر ڈالکر کھڑے ہوگئے اور عرض کی کہ خداوندا برکت دی مجکو اپنے لقا اور ملاقات مین اور کلمہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کا زبان مبارک پر جاری کیا اور باقی شب نماز پڑھنے مین بسر کی اور تعقیب مین بیٹھے تھے کہ پھر نیند آگئی اور سوگئے اور پھر ترسان خواب سے بیدار ہوئے اور اپنی زبان و ورزمان کو جمع کیا اور فرمایا کہ اس مہینے مین مین تم سے جاؤنگا اور اسی مہینے یہ خواب ہولناک دیکھا ہے کہ رسولخدا مجھسے فرماتے ہین کہ اے ابوالحسن اب بہت جلد تم ہمارے پاس آؤگے اور تیرے پاس ایک شقی ترین امت آئیگا اور تیری ڈاڑھی کو تیرے سر کے خون سے رنگین کریگا اور مین بہت مشتاق ہون تیری ملاقات کا اب تو جلد میرے پاس آ یہ باتین سنکر سب اہل وعیال انکو رونے لگے اور صدا کا گریہ بلند ہوئی اس جناب نے انکو رونے سے منع کیا اور قسم دیکر سب کو چپکا کیا اور کچھ نصیحت اور وصیت فرماکر پھر نماز مین مشغول ہوئے اور فرماتے تھے کہ بخدا جھوٹ نہین سنا ہے مینے رسولخدا سے اور یہ وہی شب ہے کہ جس شب مین مجھ سے وعدہ دیا ہے شہادت پانیکا پھر نماز مین مشغول ہوئے اور کہتے تھے اللھم بارک لی فی الموت یعنی خداوندا برکت دے واسطے میرے بیچ موت کے اور مکرر فرماتے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور بہت صلوٰۃ بھیجتے تھے محمد اور آل محمد پر ہم کلثوم کہتی ہین کہ مینے جو اضطرار اور قلق اس جناب کا مشاہدہ کیا تو تمام شب مجھکو نیند نہ آئی مینے کہا کہ اے پدر عالیقدر کیا سبب ہے کہ آج کی شب آپکو بیخوابی ہے اور استراحت نہین فرماتے فرمایا کہ اے دختر نیک اختر مینے اپنے تئین بڑی بڑی ہولناکیون مین ڈالا مگر کبھی مجھپر رعب اور ترس غالب نہین ہوا مگر آجکی شب کہ مجھپر نہایت خوف وبیم غالب ہے پھر انا للہ وانا الیہ راجعون فرمایا ہم کلثوم نے کہا کہ اے پدر بزرگوار تمنے کیون تمام شب خبر مرگ اپنی ہمکو دی ہے فرمایا کہ اے دختر اجل میری نزدیک پہنچی اور سب آرزوئین میری منقطع ہوئین یہ سنکر ام کلثوم رونے لگی جناب امیر نے انکو رونے سے منع کیا اور فرمایا کہ جسوقت اوٹھون ہو تو مجھے خبر کرنا اور پھر نماز مین مشغول ہوئے اور جب نماز کا وقت نزدیک پہنچا تو مین اس جناب کے پاس پانی مضوی کی تجدید

کرنیکو لائی آپنے وضو کو تازہ کیا اور کپڑے پہنے اور متوجہ ہوئی طرف مسجد کے جب صحن خانہ مین پہنچے تو مرغابیان آپکے سر راہ آمین اور بازو کھولدیئے اور فریاد کرنے لگین اُس جناب نے فرمایا کہ بیشک اگر چند فریاد کرنیوالے ہین کہ جنکو میرے سوا خدا کرینگی فردا صبح قصاص خدا تعالےٰ ظاہر ہوگی ام کلثوم نے کہا کہ ای پدر عالیقدر آپ فال بد کیون زبان پر لاتے ہین آپنے فرمایا کہ اے دختر ہم اہلبیت فال بد نہین لیتے اور فکر بد انکی شان سے نہین ہے ولیکن یہ سخن حق تھا کہ جو میری زبان پر جاری ہوا ای دختر مین تجھی اپنے حق کی قسم دیتا ہون کہ ان مرغابیون کو میرے بعد چھوڑ دینا اور اگر انکو کہو گی تو انکو آب دانہ کی خبر کہنا کہ یہ چند حیوان بے زبان ہین اور جب دروازہ پر گھر کے پہنچے تو دیکھا بین بیشمار کا رونا اور پیٹنا کہلکر زمین پر گر پڑا پس اوسکو زمین سے اُٹھا کر پھر مکر سے باندھا اور چند شعر پڑہے کہ جنکا مضمون یہ ہے کہ باندہ اپنی مکر کو اوپر مرگ کے بدر بیتیکہ مرگ ملاقات کرنیوالی ہے تجھسے اور جزع نکر مرگ سے جو وقت کہ نازل ہو تجھپر اور معذور نہو ساتھ دنیا کے ہر چند دنیا ساتھ تیرے موافقت کرے کہ جیسا زمانہ کیسکو نہباتا ہے ویسا ہی اُسکو رُلاتا ہے پھر فرمایا کہ خداوند امبارک کر میرے واسطے مرگ کو اور مبارک کر میرے لئے اپنی لقا اور ملاقات کو ام کلثوم کہتی ہین کہ جب یہ اخبار محنت آثار اُس جناب سے سُنی تو بیتاب کہا کہ وعوٰہ وانباہ تمام شب آپنے مرنے کی خبر دی فرمایا کہ اے دختر یہ ہین علامات اور دلائل میری مرگ کے ہین کہ پے در پے ظاہر ہوتے ہین غرض دروازہ کو کہولکر باہر تشریف لیگئے ام کلثوم کہتی ہین کہ مین دوڑکر امام حسنؑ کو جگایا اور سارا حال اُنسے بیان کیا وہ جناب اپنے پدر بزرگوار کے حجرے مین گئے اور انتظار راہ مین آپکے پاس پہنچا اور عرض کی کہ ای پدر بزرگوار ہنوز شب باقی ہے آپ اسوقت کیون گھر سے تشریف لائے فرمایا کہ اے نور دیدہ مین خواب ہولناک دیکھا ہے جناب امام حسنؑ نے اُسکی کیفیت پوچھی کہ آپنے کیا دیکھا ہے فرمایا کہ دیکھا کہ جبرئیل کوہ ابوقبیس پر نازل ہوئے اور ایک ٹکڑہ پتھر کا اُس کوہ سے لیا اور کعبہ کے سطح پر جاکر اُس پتھر کو ریزہ ریزہ مثل غبار کے کیا اور ہوا مین اُسکو اڑا دیا اور ہوا نے کوئی گھر مکہ اور مدینہ مین ایسا نہ تھا کہ جسمین اُسکا ریزہ نہ پہنچایا ہو جناب امام حسنؑ نے پوچھا کہ اے پدر عالیقدر پھر آپنے اُسکی تعبیر کیا تصور کی فرمایا کہ یہ خواب دلالت کرتا ہے کہ باپ تیرا شہید ہوا اور کوئی گھر مکہ اور مدینہ مین نہ رہیگا کہ جسمین مصیبت میری داخل نہوا امام حسنؑ نے عرض کی کہ آپ جانتے ہین کہ یہ واقعہ کب ہوگا فرمایا کہ میرے حبیب رسولخدا نے مجھی خبر دی ہے کہ مین آخر ماہ مبارک رمضان مین شہید ہونگا ابن ملجم لعین کی ضربت سے شنا پھر دونے عرض کیا کہ اے پدر عالیقدر جبکہ آپکو یہ معلوم ہے کہ وہ قاتل آپکا ہے تو آپ اُسکو کیون نہین قتل کرتے فرمایا کہ اے فرزند گرامی قصاص پہلے جنایت اور خطا کے نہین ہوتا یہ کہکر فرمایا کہ اے فرزند تو اپنی رخصت خواب کیطرف پھر جا جناب امام حسنؑ نے عرض کی کہ اے پدر والا مین چاہتا ہون کہ آپکے ہمراہ مسجد مین چلون فرمایا کہ مین قسم دیتا ہون تجھکو کہ تو پھر جا امام حسنؑ محزون و مغموم پھرے اور شاہزادہ ام کلثوم آپکی باتین یاد کرکے رو دی پس جناب امیرؑ مسجد مین داخل ہوئے تو اوسوقت تینون غاموش ہوگئین تھین اور مسجد مین تاریکی تھی اُس جناب نے چند رکعت نماز کی ادا کین اور ایک ساعت تعقیب مین مشغول رہے اور پھر دو رکعت نماز پڑہکر بام مسجد پر تشریف لیگئے اور اذان کہی پس کوئی گھر کوفہ مین ایسا نہ تھا کہ جسمین آپکی اذان کی آواز نہ پہنچی ابن ملجم لعین بھی تمام شب اس فکر مین جاگتا رہا تھا اور اسی امر عظیم مین متفکر تھا کہ قطامہ نے آکر کہا کہ تو مختصر ایسا ارادہ رکھتا ہو جو خواب حرام ہے اٹھو اور جاکر علیؑ کو قتل کرو اور مجھسے اپنی مراد حاصل کرو ابن ملجم نے کہا کہ مین خوب جانتا ہون

کہ علیؑ کو قتل کرکے اپنی مراد کو نہ پہنچوں گا ناگاہ اُسکی اذان کی آواز سُنی اُس ملعون نے کہا کہ جلد جا فرصت ہاتھ سے جاتی ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ تمام شب ابن ملجم ملعون مع شبث و دو لعین مسجد میں رہے اور جناب امیرؑ کا انتظار کرتے رہے جب جناب اذان سے فارغ ہوئے تو تسبیح اور تقدیس اور تہلیل میں مشغول ہوئے اور پھر صلوٰۃ اور درود محمدؐ اور آل محمدؐ پر بھیجا اور صحن مسجد میں تشریف لائے تو لوگ کہ مسجد میں سوتے تھے انکو نماز کیواسطے جگایا اور جب ابن ملجم علیہ اللعنہ کے پاس تشریف لائے تو اُسکو اوندھا سوتے دیکھا اُسکے تلوے کو جگایا اور فرمایا کہ اُٹھ نماز کیواسطے اور اسطرح نہ سو کہ یہ خواب شیطانی ہے بلکہ دست راست پر سو کہ یہ خواب مومنوں کا ہے اور جب سوتا خواب پیغمبر کا ہے اور اوندھا سونا خواب شیطان کا ہے اور جو تو نے قصد کیا ہے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اگر تو چاہے تو میں تجھے خبر دوں اور بتا دوں کہ جو تیرے بدن پر جامہ پوشیدہ ہے یہ فرما کر آپ محراب میں جا کر مشغول نماز ہوئے اور رکوع اور سجود کو موافق اپنی عادت کے طول دیا پس ابن ملجم لعین نے آنکر نزدیک اُس ستون کے کہ جسکے نزدیک وہ جناب نماز پڑھتے تھے کھڑا ہوا اور جب آپنے سر سجدہ سے اُٹھایا تو اُس ملعون نے تلوار اپنی سر مبارک پر ماری اور یہ ضرب اوسجگہ لگی کہ جسجگہ عمرو ابن عبدود نے ضربت لگائی تھی پس فرق مبارک تا بہ پیشانی شگافتہ ہو گیا آپنے فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ و باللہ و علی ملۃ رسول اللہ فزت برب الکعبۃ فائز اور ستمگار ہوا ابن ہجم پر درود کا بعبارت اہل مسجد نے جو حمد اُس جناب کی سُنی تو سب محراب کیطرف دوڑے اور چونکہ شمشیر کو زہر میں بجھایا تھا تو زہر نے آپ کی سر میں اور تمام بدن میں سرایت کر گیا اور دیکھا لوگوں نے کہ وہ جناب محراب میں پڑے ہیں اور خاک کو لیتے ہیں اور زخم پر ڈالتے ہیں اور یہ آیہ تلاوت فرماتے ہیں منہا خلقناکم و منہا نعیدکم و منہا نخرجکم تارتا اخری یعنی زمین سے پیدا کیا ہے ہم نے تمکو اور پھر ہم تمکو زمین کیطرف پھیریں گے تمکو دفعہ دوسری کے پھر فرمایا کہ آیا امر خدا کا اور پہنچ ہوا فرمایا سو خدا کا وعدہ کہتا ہے کہ یہاں شدت علیہ اللعنہ نے تلوار فرق مبارک پر لگائی تھی مگر وہ طاق مسجد پر لگی پھر ابن ملجم لعین نے تلوار ماری اور فرق مبارک پر بیٹھی سو وقت زمین کانپنے لگی اور آسمانوں کو لرزہ ہوا اور دریا جوش و خروش میں آئے اور درندے کے ایہم نکرنے لگے پس اُس جناب کو اُٹھا کر روائے مبارک سر پر باندھی اور وہ جناب خون سر سے لیتے تھے اور ریش مبارک پر ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ وہی ہے جسکا خدا اور رسولؐ نے وعدہ دیا تھا اور سچ ہوا کہنا خدا اور رسول کا پس اُسوقت ایک خروش بلائکہ آسمان سے بلند ہوا اور آندھی سیاہ چلنی لگی اور جبرئیلؑ نے مابین آسمان و زمین کے ندا دی کہ بخدا سو گند خراب ہو گئی اور مسمار ہو گئی ارکان دین کے اور تاریک ہوئے ستارے علم و نبوت کے اور مٹ گئے نشان پرہیزگاری کے اور گسیختہ ہوئی عروہ وثقائے الٰہی اور مارا گیا پسر عم محمد مصطفےٰؐ اور برگزیدہ مجتبےٰ اور شہید ہوا اسد اور صیا علی مرتضیٰ اور سکو شہید کیا بخس ترین اور بدبخت ترین شقیانے جناب امام کلثوم نے جو یہ آواز سُنی تو اپنی مُنہ پر طمانچہ مارنے لگیں اور گریبان اپنا چاک کیا اور فریاد و واویلا و واحسرتا و وا محمداہ و واسیدا کی بلند کی پس جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ صلوٰۃ اللہ علیہما گھر سے نکلکر مسجد کیطرف دوڑے اور مسجد میں آکر دیکھا کہ آپسی لوٹھ اور فریاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وا اماماہ وا امیر المومنیناہ بخدا سو گند کہ شہید ہوا امام عابد کہ کبھی نہ کو سجدہ نہ کیا ہوگا اور شبیہ ترین مردم تھا ساتھ رسولؐ خدا کے شاہزادوں نے بھی آواز وا اتباہ و واعلیاہ کی بلند کی اور فرماتے تھے کہ کاش ہمیں موت آتی یہ روز بد نہ دیکھتے اور جب محراب کے قریب پہنچے تو اپنی پدر بزرگوار کو محراب میں

پڑا ہوا دیکھا اور لوگ چاہتے ہین کہ آپ اُٹھکر نماز پڑہاوین مگر آپ اُٹھ نہین سکتے پس جناب امیر نے جناب امام حسن کو اپنی جگہ کھڑا کیا کہ شہر اوی نے سب کو نماز پڑہائی اور آپ بایمار و شانہ نماز پڑہی اور خون کو اپنے مُنہ پر ملتے تہے جب امام حسن نماز سے فارغ ہوئے تو سر مبارک اپنے پدر بزرگوار کا اپنے دامن مین رکہا اور کہا کہ اے پدر بزرگوار تمنے پشت ہماری توڑی ہم کیونکر تمکو اس حال مین میکہین جناب امیر نے اپنی آنکہین کہولین اور فرمایا کہ اے فرزند گرامی سو ہی آجکے دن کے پھر کبھی تیرے باپ پر نہ ہوگا یہ تیرے جد بزرگوار تیرے محمد مصطفےٰ اور خدیجہ کبریٰ اور تیری ماں فاطمہ زہرا اور حوران جنت الماوی گرد تیرے باپ کے کہڑی ہین اور انتظار آنیکا کر رہی ہین بس خوش ہو اور رونا موقوف کر یہ تیرے رونے سے آسمان روتے ہین اور جب یہ صدائے وحشت انگیز مرغ بسمل ہوئی تو مرد و عورت گہروں سے نکلکر مسجد مین جمع ہوئے اور دیکہا کہ امیر عرب کے ردای سبز اپنے زخم کو باندہ رکہی ہے اور مہر مبارک امام حسن مین رکہی ہین اور خون اُس سے ٹپک رہا ہے اور رنگ روئے مبارک زرد ہو گیا ہے اور آسمان کیطرف نظر کیے اور تسبیح اور تہلیل خدا مین مشغول ہین اور عرض کرتے ہین کہ خداوندا مین سوال کرتا ہون تجہسے رفاقت انبیا اور اوصیا اور علمائے درجات جنت الماوی کا پھر وہ جناب بیہوش ہوگئے جناب امام حسن رونے لگے آنسو شہر اوے کے جو روئے انور جناب امیر پر پڑے تو آنکھین کہولین اور فرمایا کہ اے فرزند نہ رو کہ تیرے باپ پر کچہ خوف نہین یہ ہین رسول خدا جد بزرگوار تیرے اور سب بزرگ تیرے میرے آنیکا انتظار کرتے ہین اور بالائکہ آسمان نے صدائین درگاہ خدا مین بلند کی ہین اے فرزند گرامی تو اپنے باپ پر جزع و فزع کرتا ہے حالانکہ تو بھی زہر ستم سے شہید ہوگا اور یہائی تیرا حسین شہادت پائیگا جناب امام حسن نے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار آپ نہین فرماتے کہ یہ معاملہ آپسے کسنے کیا فرمایا کہ فرزند یہود یہ عبد الرحمن ابن ملجم علیہ اللعنۃ نے مجہپر مخفی کیا ہے اور اسی ساعت باب کندہ سے مسجد مین داخل ہوتا ہے مگر ہر دم اثر زہر شمشیر اس ملعون کا اُس جناب کے بدن مین سرایت کرتا اور کبھی بیہوش ہو جاتے تہے اور کبھی ہوش مین آتے تہے اور لوگ رو رہے تہے اور خاک سر پر ڈالتے تہے کہ ناگاہ مسجد کے دروازے سے صدا بلند ہوئی دیکہا کہ ابن ملجم لعین کی مشکین باندہے لائے آتے ہین اور سب اُسپر لعنت کرتے ہین اور اُسکے مُنہ پر تہوکتے ہین اور کہتے ہین کہ اے دشمن خدا تو نے یہ کیا کیا کہ اُمت محمد کو ہلاک کیا اور بہترین مردم کو شہید کیا اور وہ ملعون چپ تہا اور کچہہ نہ کہتا تہا اور حذیفہ یمنی تلی شمشیر ہاتہ مین لیکر اُسکے آگے آگے تہا اور آدمیون کے غول کو چیرتا آتا تہا یہانتک کہ اُس ملعون کو اُس جناب کے پاس لایا جب نظر جناب امام حسن کی اُس ملعون پر پڑی تو فرمایا کہ او ملعون تو نے مارا امیر المومنین کو آیا جرأت اسکی کہ تجہے پناہ دی اور اوروں پر ترجیح دیا کیا اور تیرے ساتہ بہت سا سلوک کیا یہی تہی کہ جو تو نے کیا اے بدبخت ترین مردم آیا وہ جناب ہدا مہ تیرے واسطے وہ ملعون سر پٹکتا رہا اور کچہہ جواب نہ دیا پس صدائے گریہ و نوحہ سب سے بلند ہوئی جناب امام حسن نے پوچھا اُس شخص نے کہ جو اُس ملعون کو پکڑ کر لایا تہا کہ اس دشمن خدا کو کہان تو نے پایا اور کیونکر اسکو گرفتار کیا اُسنے عرض کی کہ اے مولا میرے شب کو مین گہر مین اپنی زوجہ کے ساتہ سوتا تہا اور بی بی میری جاگتی تہی کہ صدائے قتل امیر المومنین زمین و آسمان سے اُسکے کان مین آئی اُسنے مجہے بیدار کیا اور کہا کہ تو کیا سوتا ہے کہ امام تیرے علی ابن ابی طالب شہید ہوئے مین گہبرا کر اُٹھ بیٹھا اور کہا کہ خدا تیرے مُنہ کو توڑے یہ تو کیا کہتی ہے امیر المومنین کیسے کیا برائی کی ہے کہ کوئی اُنکو مارے گا وہ خیر خواہ مسلمان کا ہے اور باپ یتیمون کا ہے اور شوہر بیوہ لوگون کا ہے اور کسکو طاقت اور یارا ہے کہ قتل پر ہے کہ وہ شیر خدا کا ہے اُس عورت نے کہا کہ مین نے ایسی آواز سنی ہے کہ کوئی کہتا ہے کہ قتل ہوئے امیر المومنین غرض مین اپنی تلوار لیکر اور

نیام سے اسکو نکالکر اسمیں گھر سے نکلا اثنار راہ میں اُس ملعون کو دیکھا کہ بہا گا چلا آتا ہے اور چپ راست دیکھتا جاتا ہے اور خوفناک ہے یہ اُسے کہا کہ وائے تجھپر تو ایسا کیوں سرگردان ہے اور تو کون ہے اور کہان جاتا ہے اُسنے اپنا نام بدلکر اور کچھ بتا بتایا اور کہا کہ مین گھر سے آتا ہون اور کام کو جاتا ہون یہ کہا کہ خیر صبح تو نے جناب امیر کے ساتھ کیوں بڑی کہا بخوف فوت ہو جانے کام کے یہ پوچھا تو نے یہی سُنا صدائے قتل امیرالمومنین کو اور تجھی یہی معلوم ہوا کہ وہ جناب قتل ہوئے کہا یہ نہین سُنا یہ کہا کہ پھر تو اس خبر کو کیون نہین تحقیق کرتا کہا مین اپنی حاجت ضروری کیواسطے جاتا ہون یہ کہا کہ اے ملعون اس سے زیادہ اور کیا حاجت ضروری ہے کہ یہ خبر ایسے امیر کے قتل کی ہے کہ وہ امیرالمومنین امام المسلمین ہے اور مجھی اسکی ان باتون پر غصہ آیا اسکو ایک تلوار ماری یہ بچا گیا ناگاہ ہوا سے اسکا دہن جامہ کا اڑا اور تجھ اسکے تلوار دکھائی دی یہ کہا کہ یہ شمشیر برہنہ تیرے دہن کے پیچھے کیسی ہے مگر تو ہی قاتل اس جناب کا ہے اُسنے چاہا کہ کہے نہیں مگر خدا تعالے نے اسکی زبان پر بیان جاری کیا پھر یہ اُسکے تلوار ماری اور اسنے مجھی ماری دونون وار خالی گئے یہ اُس سے لپٹ کر تلوار چھین لی اور اسکو گرا کر اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا ہین اور آدمی بھی میری مدد کو آن پہنچے ہین اسکو پکڑ کے یہان لے آیا اور آپکی خدمت مین حاضر کیا پس جناب امیر اور جناب امام حسن نے فرمایا کہ ہم حمد کرتے ہین اُس خدا کی کہ جسنے ہمارے دشمن کو ذلیل اور رسوا کیا پس جناب امام حسن نے کہا کہ اے دشمن خدا تو نے شہید کیا امیرالمومنین کو جناب امیر نے کہا کہ اے فرزند یہ دشمن خدا اور رسولخدا اور دشمن تیرا ابن ملجم ہے کہ خدا تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے تیرے پاس اسکو حاضر کیا ہے اور جب نظر مبارک جناب امیر کی اُس ملعون پر پڑی تو باواز ضعیف نحیف فرمایا کہ اے بدبخت تو نے بڑی امر عظیم پر اقدام کیا آیا مین بُرا امام تھا و سطے تیرے کہ ایسی جرات تو نے مجھپر کی آیا مین تیرپر مہربان نہ تھا آیا تجھ اور رون پر ترجیح ندی تھی آیا تجھپر احسان نیکیا تھا اور سب سے زیادہ تجھ پر تہمت تھا اور سب نے مجھی کہا کہ تجھے قتل کرین اور مینے تجھی کسیطرح کا آسیب نہ پہنچایا اور مینے تیری عطا اور بخشش مین زیادتی کی کیونکہ مین جانتا تھا کہ تو قاتل میرا ہے مگر چاہتا تھا کہ حجت حق تعالی کی تجھپر تمام ہو اے ملعون خدا تعالے اب میرا انتقام تجھسے لے اور مینے چاہا تھا کہ شاید تو اپنی گمراہی سے راہ راست پر آجائے مگر شقاوت تجھپر غالب ہوئی اور مجھے تو نے قتل کیا وہ لعین رونے لگا اور کہا کہ اے امیرالمومنین آیا تم نجات دیسکتے ہو اُس شخص کو کہ جو مستحق جہنم کا ہو آخر جناب امیر نے امام حسن سے اُسکی سفارش کی اور فرمایا کہ اسکو کھانا اور پینا دینا اور غل اور زنجیر مین اسکو نکرنا اور رفق اور مدارا اس سے کرنا اور جب مین دنیا سے جاؤن تو تم بھی اسکو ایک ضربت مارنا اور ایک ضربت سے اُسے قصاص لینا اور اسکے بدن کو آگ سے نہ جلانا اور ناک کان ہاتھ پاؤن اسکے نہ کاٹنا جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ مثلہ کیسکو نکرو اگرچہ سگ دزدہ ہو اور اگر مین شفا پاؤن گا تو سزاوار تر ہون کہ اسکو عفو کرون سو سطے کہ ہم اہلبیت حلم و کرم و عفو مین محمد بن حنفیہ کہتے ہین کہ پس جناب امیر نے کہا کہ مجھے گھر مین لیچلو پس اُس جناب کو اُٹھا کر گھر مین لیچلے تو سب آدمی گروہ گروہ آپکے نالہ و فغان کرتے جاتے تھے اور قریب تھا کہ ہلاک ہو جائین جناب امام حسن بھی رو رہے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے پدر مہربان بعد تمہارے ہمارا کون پرستار ہے اور مصیبت تمہاری مثل مصیبت رسولخدا کی ہے جناب امیر نے شہزادی کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ نہ رو اے فرزند اور دیکھا کہ امام حسن کے رخسارے رونے رونے مجروح ہو گئے ہین آپنے دست مبارک سے آنسو اُنکی آنکھون سے پاک کیے اور اپنا ہاتھ اُنکے دل پر رکھکر فرمایا کہ خدا تیرے دل کو صبر عنایت کرے اور مزد تیری اور تیرے بھائیون کی اس مصیبت مین زیادہ تر کرے اور تیرے اضطراب کو ساکن کرے اور رونا تیرا موقوف کرے اور جزا دے تجھکو بقدر تمہاری مصیبت کے پس اُس جناب کو

حجرہ میں قریب محراب کے لیجا کر اٹھایا اور جناب زینب اور ام کلثوم آپکے روبرو آنکر بیٹھیں اور رو رو کر کہتی تھیں کہ بعد تیرے اطفال اہلبیت کو کون تربیت کریگا اور انکی بزرگوں کی کون حفاظت کریگا اے پدر بزرگوار اندوہ ہمارا بیحد دراز ہے اور رونا ہمارا ابھی کم ہوگا پس صدا آدمیوں کی حجرہ کے باہر سے اُس جناب کے گوش مبارک میں آئی آنسو آپکی آنکھوں سے جاری ہوئے اور نظر حسرت سے اپنے فرزندوں کو اور اپنے اہل و عیال کو دیکھتے تھے پھر حسینؑ کو اپنے پاس بلا کر چھاتی سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر بسبب اثر زہر کے بیہوش ہوگئے جیسے رسولخدا اثر زہر سے کہ آپ کو دیا تھا کبھی ہوش میں آتے تھے اور کبھی بیہوش ہوجاتے تھے پس جب آپ ہوش میں آئے تو امام حسنؑ نے کاسۂ شیر آپ کے پینے کو دیا اُس جناب نے تھوڑا سا پیکر باقی امام حسنؑ کو دیا کہ یہ شیر اُس اسیر کو دو کہ وہ پیئے اور پھر مسکی سفارش کی اور یہی منقول ہے کہ جب ابن ملجم لعین کو قید کیا تو ام کلثوم نے فرمایا کہ اے ملعون تو نے امیرالمومنین کو قتل کیا اُس لعین شقی ابدی نے کہا کہ میں نے امیرالمومنین کو نہیں قتل کیا تیرے باپ کو قتل کیا ہے ام کلثوم نے کہا کہ میں بیدار ہوں کہ اُس ضخم سے وہ جناب شفا پائیں اُس شقی ازلی نے کہا کہ میں شمشیر کو بیس ہزار درہم کو خریدا ہے اور ہزار درہم دیکر زہر کے پانی میں بجھوایا ہے اور ایسی ضربت میں اُسپر لگائی ہے کہ اگر سب اہل زمین پر قسمت کیجائے تو البتہ سب ہلاک ہوجائیں ام کلثوم نے کہا کہ اے ملعون خدا تعالے تجھی عذاب دنیا اور آخرت میں معذب کرے محمد بن حنفیہ نے کہا ہے کہ جب اکیسویں ماہ مبارک رمضان کی ہوئی تو اثر زہر کا تا بقدم مبارک اُس جناب کے پہنچا اور اُس شب بیٹھکر نماز ادا کی اور ہمکو وصیت فرمائی اور کلمات تسلی کے ارشاد کئے اور جب صبح طلوع ہوئی تو سب کو رخصت دی کہ باہر سے آنکر مجھی دیکھ جائیں پس آدمی آتے تھے اور اُس جناب پر سلام کرتے تھے اور وہ حضرت بھی جواب اُنکو سلام کا دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایہا الناس جمع کچھ تمہیں پوچھنا ہو سو وقت مجھی پوچھ لو کہ پھر مجھکو نہ پاؤگے مگر اپنے سوالوں کو مختصر اور سبک کرو یہ سنکر سب آدمی رونے لگے اور جزع کرنے لگے محمد بن عدی کہتا ہے کہ اور آپکی مصیبت میں چند شعر پڑھے جب پڑھ چکا تو آپنے اُس سے پوچھا کہ کیا حال ہوگا تیرا کہ جو قوت تجھو طلب کرینگے اور تکلیف دینگے میری سو اور کہینگے تو علی سے بیزار ہو حجر نے کہا کہ بخدا سو کند کہ اگر مجھی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کرینگے یا آگ میں جلائینگے تو بھی بیزار نہوں اور بیزاری ظاہر کروں آپنے فرمایا کہ تو نے ہر چیز سے توفیق پائی اے حجر خدا تجھی جزائے خیر دے اہلبیت کی جانب سے پھر آپنے تھوڑا سا دودھ منگوا کر تناول کیا اور فرمایا کہ آخر روز میرا ہے دنیا سے اور جب اکیسویں شب ماہ کی ہوئی تو اُس جناب نے اپنے فرزندوں اور اہلبیت کو بلایا اور سب کو وداع کیا اور فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں خیرات اور مبرات اور نیک کام اختیار کرنے کی اور اُس شب اثر زہر کا آپکے بدن میں تمامتر ظاہر ہوگیا تھا اور کھانا پینا چھٹ گیا تھا اب مبارک ذکر خدا میں حرکت کرتے تھے اور قطرات عرق مثل مروارید حسین میں سے ٹپکتے تھے اور دست مبارک سے اُنکو پاک کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسولخدا سے میں نے سنا ہے کہ وقت وفات مومن کے جبین سے بہت عرق ٹپکتا ہے مثل مروارید پھر صغیر و کبیر کو جمع کیا اور فرمایا کہ خدا تعالے تم سب کا والی اور مالک ہے تم سب کو میں خدا کے سپرد کیا سب رونے لگے امام حسنؑ نے کہا کہ اے پدر بزرگوار ایسی باتیں آپ فرماتے ہیں کہ گویا آپ نا امید اور مایوس ہوگئے ہیں فرمایا کہ اے فرزند گرامی میں آج روز پہلے اس واقعہ کے تیسرے روز مجد رسول مقبول کو خواب میں دیکھا اور اپنی مصیبت اور آزار دیکھے کہ جو اس امت کے ہاتھ سے پہنچی ہے کی اُس جناب نے فرمایا کہ اے علی نفرین کر میرے کہا کہ خداوندا میرے بدل اور میری عوض اس قوم پر بروں اور بدوں اور ظالموں

مسلط کر اور انکو بدل اُنسے جو مجھ کو نصیب کر جناب رسولخدا نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے تیری دعا کو قبول کیا کہ بعد تین شب کے تجھ میرے پاس بھیجے گا اب وہ تین شب گزر گئی ہیں اے حسن تجھ کو وصیت کرتا ہوں تیری بعائی حسین کے حق میں تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور پھر اور اپنے فرزندوں کیطرف مُنہ کیا کہ جو غیر جناب فاطمہ سے ہیں اور کہا کہ تم حسن اور حسین کی متابعت اور فرمانبرداری کرنا اور کسی امر میں اونکی مخالفت نکرنا اور خدا تعالےٰ تمہیں اس مصیبت میں صبر کو عنایت کرے اور آج کی شب میں تم میں سے جاتا ہوں اور اپنے حبیب محمد مصطفےٰ سے ملحق ہوتا ہوں اے حسن جب میں دنیا سے جاؤں تو مجھ کو غسل دینا اور کفن کرنا اور حنوط کرنا اس کافور سے کہ جو جد امجد رسولخدا کے واسطے بہشت سے آیا تھا اور جبرئیل لائے تھے اور جب مجھ کو تابوت میں رکھو آگے سے کوئی نہ اُٹھانا وہ خود بخود اُٹھیگا تم مجھ کو طرف سے اُٹھانا اور جسطرف تابوت جائے اسیطرف تم بھی جانا اور جسجگہ وہ ٹھہرجائے اوسجگہ کھودنا کہ وہی جگہ میری قبر کی ہے اسمیں مجھ کو دفن کرنا اور اے حسن تم مجھ پر نماز پڑھنا اور سات تکبیریں کہنا کہ یہ سات تکبیریں میرے اور سوائے تیرے بھائی حسین کے اور سکے فرزندوں کے کہ قائم اور مہدی ہے اور زمانہ آخر میں ظاہر ہوگا اور سب پر حرام ہوگا اور جب نماز پڑھ چکو تو جنازہ کو اوسجگہ سے اُٹھانا اور اسکے نیچے سے زمین پر سے خاک کو دور کر دیجیو پس اوسجگہ قبر کھودی ہوئی تیار پائیگا اور ایک تختہ صاف کیا ہوا منقش اُس قبر میں ہوگا کہ اوسکو میرے جد امجد حضرت نوح نے میری قبر کی پوشش کے لئے بنایا ہے پس جلدی مجھ کو اوسمیں دفن کرنا اور سات خشت ہزرگ اوسجگہ پاؤگے اونکو میری قبر پر چننا اور اوسکے سر کرنا اور پھر ایک خشت کو اُٹھا کر دیکھنا کہ مجھ کو قبر میں نہ دیکھو گے ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے جد رسولخدا سے جا کر ملحق ہونگا کیونکہ اگر کوئی پیغمبر مشرق میں مرے اور دوسرا مغرب میں مرتا ہے تو البتہ خدا تعالےٰ اوسکی روح اور اوسکے جسد کو اُس پیغمبر کی روح اور جسد کے ساتھ جمع کرتا ہے اور پھر بعد اسکے وہ دونوں خدا ہو جاتے ہیں اور اپنی اپنی قبروں میں آجاتے ہیں پھر میری قبر کو خاک سے بھر دینا اور جب صبح ہو تو ایک تابوت اور بنانا اور اوسکو ناقہ پر باندھنا اور کسی شخص کے ہاتھ میں مہار دینا کہ وہ ناقہ کیطرف اوسکو کھینچتا لیجائے تا لوگوں کو معلوم ہو کہ جسجگہ میں دفن نہیں ہوا اور بعض روایات معتبرہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے اپنے فرزند امام حسنؑ کو حکم دیا تھا کہ میری قبر چار جگہ بنانا ایک مسجد کوفہ میں اور ایک رحبہ میں اور ایک نجف میں اور ایک خانہ جعدہ بن ہبیرہ میں تاکہ فرقہ خوارج اور بنی اُمیّہ کو میری قبر کا حال معلوم نہ ہو سکے ارادہ میرے جسد کے نکالنے کا کریں پھر اُس جناب نے اپنے فرزندوں سے ارشاد کیا کہ عنقریب تمہارے واسطے ہر جہات طرف سے فتنے اور فساد برپا ہونگے مگر بخدا صبر کا نیک ہے پس جبتک کہ خدا تم میں اور تمہارے دشمنوں میں حکم کرے تم مصائب پر صبر کرنا کہ وہ بہترین حکم کرنیوالوں کا ہے اور جناب امام حسینؑ سے ارشاد کیا کہ اے ابا عبداللہ یہی شہید اس اُمت کا ہے پس تجھ پر صبر جمیل بلاؤں پر اور تقوی و پرہیزگاری اور پھر وہ جناب بیہوش ہو گئے اور جب ہوش میں آئے تو کہا کہ ہو قوت رسولخدا اور میرے عم حمزہ اور میرے بھائی جعفر تشریف لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ جلد آ کہ ہم سب مشتاق ہیں تیرے پھر اُس جناب نے اپنے اہلبیت سے کہا کہ میں تم سبکو خدا کو سونپتا ہوں خدا تمہیں راہ راست پر رکھے اور دشمنوں کے شر سے بچائے کہ اسمیں عراق میں ظاہر ہیں اور مشغول ذکر خدا ہوئے اور مُنہ طرف قبلہ کے کیا اور آنکھیں بند کر لیں اور ساتھ پاؤں طرف قبلہ کے دراز کئے اور شہادت توحید و ہدایت خدا اور رسالت رسالت پناہ کے دی اور ریاض رضوان کو تشریف لیگئے اور یہی ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت

کی ہے زائدہ بن تمامہ سے کہ سُنی کہا کہ ایک روز مین جناب امام زین العابدین کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ مینے سُنا ہے تو ہی وسطے زیارت قبر جناب امام حسینؑ کے جایا کرتا ہے مینے کہا کہ ہان یا بن رسول اللہ فرمایا کہ تو کیون کر جاتا ہے حالانکہ تجھ پر و مال تمام خلیفہ سے ساتھ حاصل ہے اور وہ راضی نہین ہے کہ کوئی شخص ہمکو دوست رکھے اور ہمکو اُنپر فضیلت دے اور ہمارے فضائل اس مت سے بیان کرے زائدہ نے کہا کہ بخدا مین زیارت امام مظلوم کی نہین کرتا مگر فقط وسطے رضائے خدا اور رسولؐ کے اوسکے غصہ اور خشم سے پروا نہین رکھتا اور مین ایذا اور آزار کو ہس راہ مین سہل اور آسان جانتا ہون آپنے فرمایا کہ واللہ ایسا ہی ہے اور مین تجھ خبر دیتا ہون اُس جناب کی کہ جو میرے نزدیک سخت ہے اور جُون مین لانیوالی ہے کہ جب کربلا مین والد ماجد میرے امام حسینؑ اور فرزندانکے شہید ہوئے اور حرم محترم کو اُنکے شتران برہنہ پر سوار کرکے جانب کوفہ روانہ کیا اور ہم سب جگاہ مین پہنچے اور نظر ہمارے کشتون پر پڑی اور اُنکو خاک و خون مین غلطان بے غسل و کفن پڑا ہوا دیکھا تو ایک قلق عظیم اور اندوہ بزرگ نے گھیر لیا اتنیکہ قریب تھا کہ جان میری بدن سے مفارقت کرجائے کہ پھوپھی زینبؑ نے یہ حال میرا دیکھکر فرمایا کہ ہے بقیہ یادگار جد و پدر یہ کیا حال ہے کہ مین تجھ مین مشاہدہ کرتی ہون نزدیک ہے کہ تو ہلاک ہوجائے مینے کہا کہ اے عمہ کیونکر یہ حال میرا نہو کہ مین اپنے سید اور بزرگ والد ماجد اور بھائی چچا فرزند و غیرہ کو عریان خاک و خون مین غلطان بے گور و کفن دیکھتا ہون میری پھوپھی زینبؑ نے کہا کہ جزع و فزع نکر اے فرزند برادر کہ ہس واقعہ کی خبر مجھ رسولخدا نے دی تھی اور یہی خبر دی ہے کہ ایک گروہ آئے گی کہ کوئی اُنکو نہ پہچانے گا اور درمیان آسمان و زمین کے معروف ہین اور ان اعضائے پارہ پارہ کو جمع کرینگی اور ساتھ ابدان مجروح کے دفن کرینگی اور تیرے پدر شہید کی قبر کا نشان بنائینگی کہ نشان قبر ساتھ مرور ایام و لیالی کے باقی رہے اور پیشوایان کفر و اتباع ضلالت محو و مسمار کرنے مین نشان قبر کی سعی بہت کرینگے مگر جسقدر یہ مٹانے مین نشان کی سعی کرینگے اسیقدر نشان ظہور زیادہ پائیگا پھر فرمایا کہ مجھ خرام امین نے دی کہ ایکروز جناب رسولخدا جناب فاطمہؑ کے دیکھنے کو تشریف لائے پس جناب فاطمہؑ حریرہ تیار کرکے آپکے پاس لائین اور جناب امیرؑ ایک طبق خرمون کا لائے اور مین ایک کاسہ شیر کا اور مسکہ لائے پس جناب رسولخدا نے جناب فاطمہؑ اور جناب امیرؑ اور حسنین کے ساتھ تناول کیا جناب امیرؑ نے ہاتھ دہلوئے جناب رسولخدا ان سب کیطرف دیکھکر خوش ہوئے اور آسمان کیطرف دیکھکر خوش ہوئے اور آسمان کیطرف دیکھکر اُنکو حق مین دعا کی اور پھر سجدہ شکر مین گئے اور سجدہ مین صدائے گریہ بلند ہوئی اور آب دیدہ جاری ہوئے پھر سر سجدہ سے اُٹھا کر ایک ساعت سر جھکائے رہے اور مثل باران اشک جاری تھے جب رونے کو ہس جناب کے طول ہوا تو جناب امیرؑ اور فاطمہؑ نے سبب رونے کا پوچھا آپنے فرمایا کہ ہو وقت مین تمہارے دیکھنے مین شاد و خرم تھا اور شکر خدا کا کرتا تھا کہ ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ اے حبیب خدا خداوند عالم بعد تحفہ سلام کے ارشاد کرتا ہے کہ مینے تیری شادی اور سرور کو جانا کہ جو تجھے اپنے اہل و عیال کے دیکھنے سے عارض ہوئے پس تمام کیا مینے تیرے وسطے نعمت کو اور گوارا کیا تیرے وسطے اُس عطیہ کو اسطرح پر کہ کیا اُنکو اور اُن کے فرزندون اور دوستون اور شیعون کو تیرے ساتھ بہشت مین اور تجھین اور اُنمین جدائی نڈالین گے ہم اور جو کچھ ہمنے تجھکو کرامت کی اُنکو بھی کرامت کرینگے مگر تیری اُمت کے منافقین کے ہاتھ سے اُنپر بہت سی بلائین اور مصیبتین واقع ہونگی اور انواع انواع کیطرح سے اُنکو قتل کرینگے کسیکو تلوار سے کسیکو زہر سے اور ہر ایک کو ہر ایک ناحیہ اور شہر مین قتل کرینگے اور اُنکی قبرین مکدر ہونگی و دور ہونگی خدا تعالے نے ہس حال کو تیرے وسطے اور اُنکے وسطے پسند کیا ہے اور اُنکو اہل سعادت سے گردانا ہے پس حمد کرو

آنحضرت کو جس چیز کو خدا نے تمہارے واسطے پسند کیا ہے اور راضی ہو قضائے الٰہی پر پس ہم سب خدا کی اور راضی ہوا اُسکی قضا پر جبرئیل نے کہا کہ اے محمد تمہارا بھائی علی مقتول اور مظلوم ہوگا بعد تمہارے اور منافقین اُمت تیرے اُسپر غالب آئین گے اور اُسکی خلافت غصب کرینگے اور آخر قتل کیا جائیگا بدترین خلائق کے ہاتھ سے کوفہ مین اور حسینؑ تیرے مع ایک گروہ اہلبیت اور ذریۃ تیری سے فرات کے کنارے پر زمین کربلا مین شہادت پاوینگے اور یہ زمین بہترین بقعہائے زمین سے اور حرمت اُسکی سب زمینون سے عظیم تر ہے اور وہ قطعہ بہشت سے ہے اور جس روز کہ وہ شہید ہونگے تو زمین لرزے مین آئیگی اور قاتل اُسکے قیامت مین عذاب عظیم مین گرفتار ہونگے اور خدا تعالے اپنی ید قدرت سے قبض ارواح شہداء کریلا کی کریگا اور بہت سے ملائکہ آسمان ہفتم سے ظروف زمرد اور یاقوت کے آبحیات بہشت سے بھرے ہوئے لیکر آئین گے اور اُنکو غسل دینگے اور خوشبو کرینگے اور حلے بہشت کے پہنائینگے اور ملائکہ صف بصف اُنپر نماز پڑہینگے پھر ایک گروہ کو خدا تعالے برانگیختہ کریگا کہ وہ اُنکو دفن کرینگے اور انکی قبرون کو بلند کرینگے تا لوگ اُنکی زیارت سے مشرف ہون اور ثواب پائین اور ہر ستگار ہون اور ہر روز و شب آسمان سے ایک لاکھ فرشتے قبر پر جناب امام حسینؑ کی حاضر ہوا کرینگے اور اُنپر درود بھیجین گے اور تسبیح خدا تعالے کی کرینگے اور استغفار کرینگے خدا سے زیارت کرنیوالون کے واسطے اور زیارت کرنیوالون کے نام اور اُنکے باپ اور یگانون کے اور شہرون کے نام عرش پر لکھے رہینگے اور نور کی لگائی جائیگی کہ ہر ہین زیارت کرنیوالے قبر ہر ہر ہین شہید فرزند بہترین نبیا کے اور بروز قیامت اُن مہر دہن سے ایک نور ساطع ہوگا کہ آنکھون کو اہل محشر کے خیرہ کریگا پھر جبرئیل نے کہا کہ اے محمدؐ تو یہ ہین دیکھتا ہون تمکو صحرا محشر مین کہ تم آئے اور مین اور میکائیل تمہاری دونو جانب اور علیؑ پیش رو مین اور بہشت سے فرشتے کہ جنکا عدد سوائے خدا کے اور کوئی نہین جانتا ہمارے گرد ہین اور عرصہ محشر مین پھرتے ہین اور اہل محشر کو دیکھتے ہین پس جب کہ منہ پر اثر اس مہر کا دیکھتے ہین اوسکو ہول قیامت سے نجات دیتے ہین یہ ہے حکم خدا اور عطائے خدا واسطے زائرین قبر تمہاری اور قبر علیؑ اور حسینؑ کی اور منافقین اُمت ہر چند قبر کی علامت اور نشان کو مٹانا چاہینگے مگر خدا تعالے اونکو مجبور کریگا کہ ایسا کرین پس رسولخدا نے فرمایا کہ سبب میرے اندوہ اور رونے کا یہ ہے کہ جو مین بیان کیا پھر زینبؑ سے تو نے فرمائے ہین کہ جب ابن ملجم علیہ اللعنۃ نے میرے پدر بزرگوار کو ضربت ماری اور اثر مرگ مین اُنمین مشاہدہ کیا تو مینے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار تم نے ایسی حدیث بیان کی ہے فرمایا کہ اے دختر حدیث اُم ایمن نے بیان کی ہے درست ہے یہ سب چیزین ہونیوالی ہین گویا مین دیکھتا ہون کہ تمکو اور سب عورتون کو میرے اہلبیت سے اس شہر مین قید کیا ہے اور ساتھ ذلت اور خواری کے تمکو لیجاتے ہین اور تم اپنے دشمنون سے خائف اور ترسان ہو پس اوسوقت تم صبر کرنا اور شکیبائی کو کام مین لانا حق اُس خداوند کے کہ جسنے دانہ کو شگافتہ کیا اور خلق کو پیدا کیا کہ اوسوقت روئے زمین پر سوائے تمہارے اور تمہارے دوستون اور شیعونکے اور کوئی دوست خدا کا نہوگا اور جب رسولخدا نے یہ حدیث ہمسے ارشاد کی تھی تو فرمایا تھا کہ اُس روز شیطان از راہ خوشی کے پرواز کریگا اور مع اپنے فرزندان اور یارون کے روئے زمین پر جولان کریگا اور کہیگا کہ اے گروہ شیاطین جو کچھ ہمارا مطلب تھا فرزندان آدم سے اوسکو پہنچے اور اُنکو ہلاک کرنمین اپنی آرزو پائی اور سب کو مستحق جہنم کا کردیا مگر ایک جماعت قلیل کہ جو دین اہلبیت مین چنگل مارنیوالے ہین بس جسقدر تم سے ہو سکے سعی کرو کہ آدمی اُنکی جو ہے شک مین پڑین اور آدمیون کو اُنکی عداوت اور دشمنی

پر برانگیختہ کرو اور اوکو ضرر پہنچانے پر آمادہ کرو تا خلق مین کفر و ضلالت مستحکم ہو جاوے اور کوئی شخص نجات نہ پاوے اور ہمیں
ملعون نے اپنے گمان کو اکثر آدمیون کے حق مین درست کیا تھا سو بسط کے ساتھ تمہاری دشمنی کے کوئی عمل نیک فائدہ نہین
بخشتا - اور تمہاری دوستی اور موالات کے ساتھ کوئی گناہ بغیر کبیرہ کے ضرر نہین پہنچاتا اور امہ کہتا ہے کہ جب امام زین العابدین
نے اس حدیث کو مجھسے بیان کیا تو فرمایا کہ اس حدیث کو یاد رکھہ **فصل تیسری** بیان غسل اور کفن اور دفن جناب
امیر کے حدیث معتبر مین جناب صادق سے منقول ہے کہ جب حضرت نوح کشتی مین بیٹھے اور کشتی خانہ کعبہ پر پہنچی اور سات
شوط کر کعبہ کے طواف کیا پس خدا تعالے نے حکم کیا کہ اے نوح کشتی سے نیچے آ اور جسد آدم کو نکالکر کشتی مین رکھہ پس حضرت
نوح کشتی سے باہر مین اوترے اور پانی تا بہ زانو تھا اور اس حالوت کو کہ جسمین تعش حضرت آدم کی تھی پانی مین سے نکالکر کشتی مین
رکھا جب کشتی مسجد کوفہ پر پہنچی اور وہان ٹہہری تو حضرت نوح نے جسد حضرت آدم کو نجف اشرف مین دفن کیا اور ایک قبر
اپنے واسطے بنائی ایک صندوق وسطے مدفن جناب امیر کے تراش کر اپنے پاس رکھا اور یہی منقول ہے جناب صادق سے کہ امیر المومنین
رضی اللہ عنہا کہتے ہین کہ جب امام حسن اور امام حسین نے جنازہ جناب امیر کو تیار کر کے پیچھے سے اوٹھایا اور آگے سے قنبر شتو نے اوٹھایا
اور نجف اشرف کی طرف چلے تو مین بھی جنازہ کے بنا بر تشیع جنازہ ساتھ ہی کہ جب جنازہ زمین نجف پر پہنچا تو ایک جگہ اوترا
اور امام حسن نے ایک کلنگ زمین پر مارا تو قبر کھدی ہوئی تیار نکلی اور ایک تختہ اوسپر دھکا ہوا تھا کہ اوسپر یہ دو سطر لکھی ہوئی
تھین کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ قبر ہے کہ بنایا ہے سکو نوح پیغمبر نے واسطے علی وصی محمد کے نو سو برس پہلے طوفان کے جب اس جناب کو قبر مین
رکھا تو جسد اطہر اس جناب کا غائب ہو گیا اور معلوم نہوا کہ زمین کے اندر گیا یا آسمان کے اوپر چلا گیا ناگاہ صدا منادی کی
کانون مین آئی کہ خدا تعالے تمکو صبر نیک کرامت فرماوے بہ مصیبت سید تمہارے کے اور حجت خدا کی اوپر خلق کے اور یہی اسند
معتبر منقول ہے کہ ابو بصیر نے جناب امام محمد باقر سے پوچھا کہ قبر جناب امیر کی کہان ہے فرمایا کہ آدمی اسمین اختلاف کرتے ہین
پھر آپنے فرمایا کہ بیچ قبر نوح کے مدفون ہوئے ہین پھر پوچھا کہ کسنے آپکو دفن کیا ہے فرمایا رسول خدا نے ساتھ ملائکہ بزرگوار اعالی تبار
اور کاتبان اعمال کے ساتھ روح اور ریحان بہشت کے اور سپر احادیث کثیرہ دلالت کرتی ہین اور یہی روایت مین وارد ہے
کہ ہمراہ جنازہ جناب امیر چار آدمی تھے حسنین اور محمد بن حنفیہ اور عبد اللہ بن جعفر اور شب کو سحر اسے کوفہ مین دفن کیا ہے اور نجف
خوارج آپکی قبر کا نشان مٹا دیا تھا اور نشان آپکی قبر کا کسیکو نہ معلوم ہوتا تھا تا اینکہ جناب امام جعفر صادق نے اپنے اصحاب کو
اسکا نشان دیا اور یہی روایت مین وارد ہے کہ ایکروز ہارون رشید شکار کے لئے گئے شکاری اور بازدار چرغ لیکر صحرائے نجف
مین گیا اور سگ اور چرغ وغیرہ کو آہوؤن پر چھوڑا ہرن دوڑکر ایک ٹیلے پر چڑھ گئے اور کتے وغیرہ پھر آئے ٹیلے پر نجاسکے تین کہ فعہ
ایسا ہی اتفاق ہوا کہ جب ہرن ٹیلے سے اترے تو کتے اونکی طرف دوڑے اور جب وہ ٹیلہ پر چڑھ گئے تو کتے پھر آئے ہارون رشید
متعجب ہوا اور لوگون سے اس ٹیلے کا حال پوچھا کسی نے کچھ جواب نہ دیا ایک پیر کہن سال نے کہ قبیلہ بنی اسد سے تھا کہا کہ اگر
مجھو امان دو تو مین بتاؤن ہارون نے کہا کہ تجھو امان ہے اسنے کہا کہ اس ٹیلہ مین قبر ہے علی بن ابی طالب کی اور اس سب
جانوران شکاری اسپر جا نہین سکتے پس ہارون نے وضو کیا اور ٹیلے پر گیا اور نماز پڑہی اور دعا کی اور چلا گیا اور یہی
روایت کی ہے کہ ابن ملیکا نے جناب صادق سے پوچھا سبب خم ہونے اس عمارت کا کہ سر راہ نجف اشرف کے واقع ہے کہ لوگ

بالفعل خانہ کہتے ہین فرمایا کہ جب جنازہ جناب امیرؑ کا اُسکے آگے سے گزرا تو اُسنے میل کی اور منحنی ہوا اور سطی تاسف اور حزن کے اُن جناب پر اور یہی مروی ہے کہ جس شب روح پر فتوح جناب امیرؑ نے روضۂ رضوان کو پرواز کیا تو آواز گریہ ملائکہ اور آواز گریہ و نوحہ و مرثیہ جنہوں سب کے کانوں مین آتی تھی اور محمد بن حنفیہ سے منقول ہے کہ جب جناب امیرؑ کو تختے پر غسل دیکر کو لٹایا تو امام حسنؑ غسل دیتے تھے اور جناب امام حسینؑ پانی ڈالتے تھے اور ملائکہ کروبین ولاتے تھے اور بو مشک و عنبر کی جسد مطہر جناب امیرؑ سے آتی تھی اور کافور بہشت سے آپکو حنوط کیا اور اُس کافور کی خوشبو سے تمام کوفہ اور اہل کوفہ معطر اور خوشبو ہو گئے اور آگے سے نابوت جبرئیلؑ اور میکائیلؑ نے اُٹھایا اور پیچھے سے حسنینؑ نے اور جس دیوار اور درخت اور عمارت کے نیچے تابوت پہنچتا تھا تو وہ بے تعظیم خم ہو جاتا تھا اور جناب امام حسنؑ روتے تھے اور کہتے تھے کہ اے پدر بزرگوار بشت ہماری توڑی اور تیری مصیبت کی شکایت طرف خدا کے ہے اور یہی مشارق الانوار مین مسطور ہے کہ جب جناب امیرؑ کو قبر مین رکھا تو دیکھا کہ ایک پردہ سندس قبر پر کھنچا ہوا ہے جناب امام حسنؑ اُس پردے کو اُٹھایا تو دیکھا کہ جناب رسالت مآب اور حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیمؑ جناب امیرؑ سے باتین کرتے ہین اور جب پائینتی کی طرف سے پردے کو اُٹھایا تو دیکھا تو فاطمہؑ زہرا اور حوا اور مریم اور آسیہ اُن جناب پر نوحہ کرتی ہین اور یہی روایت کی ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے جناب امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ جناب امیرؑ کوفہ مین شہید ہوئے تھے غیر شہر کے آدمیون نے کس علامت سے آپکے مارے جانے کو جان لیا تھا آپنے فرمایا کہ اُس شب طلوع صبح تک زمین سے جو جگہ پتھر کو اُٹھاتے تھے نیچے سے اُسکے خون تازہ جوش مارتا تھا اس علامت سے سب نے آپکو قتل ہونیکا حال جان لیا تھا اسواسطے کہ جس شب ہارون حضرت موسیٰ کی بہائی نے وفات پائی تھی اور جس شب یوشع بن نون شہید ہوئے تھے اور جس شب آصف برخیا گئے تھے اور امام حسینؑ شہید ہوئے تھے اُس روز یہی ہر پتھر کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا اور یہی منقول ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ جب مومن مرتا ہے تو چالیس صباح آسمان و زمین اُسپر روتے ہین اور جب پیغمبر مرجاتا ہے تو چالیس برس روتے ہین اور علی جب تو شہید ہوگا تو آسمان و زمین چالیس برس تجھپر گریہ و زاری کرینگے پس ابن عباس کہتے ہین کہ جب جناب امیرؑ شہید ہوئے تو تین روز آسمان سے خون برسا اور ہر سنگ کے تحت سے خون جوش کرتا تھا اور کتب مخالفین سے بھی یہ مرتابت ہے اور یہی منقول ہے کہ لشکر زنگ ایکجماعت کو اہل اسلام سے قید کرکے اپنے بادشاہ کے پاس لیگئے بادشاہ نے اُنپر کفر کو عرض کیا انہون نے انکار کیا بادشاہ نے روغن زیت گرم کرکے سبکو اوسمین ڈالدیا کہ وہ سب جلکر ہلاک ہوئے مگر ایک شخص کو اُنمین سے چھوڑ دیا تاکہ مسلمانون کے ہلاک ہونیکی خبر کرے شمار راہ مین اس شخص کو صحرا مین ایک جگہ آواز گھوڑون کے پاؤن کی آئی اس شخص نے جو نظر مڑکر دیکھا تو اُنہی فریقون کو دیکھا اُنسے کہا کہ تم سب کو میرے روبرو روغن زیت مین ڈالکر جلایا تھا تم کیونکر زندہ ہوگئے اُنہون نے کہا کہ ہم نعمتون خدا مین ہے کہ ناگاہ منادی نے ندا دی کہ اے شہدا صحرا و دریا شب علی بن ابی طالب شہید ہوا ہے تم سب اوسکی نماز کے واسطے حاضر ہو سو اب ہم اوسپر نماز پڑھکر آتے ہین اور اپنی قبرون مین جاتے ہین اور یہی منقول ہے کہ روز شہادت جناب امیرؑ صدا گریہ آسمانون کی بلند ہوئی اُس روز سے ہی کہ رسولخدا نے دنیا سے مفارقت کی تھی کہ اہل ملائکہ حضرت خضر بصورت پیر مرد آئے اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ آج خلافت پیغمبری کی منقطع ہوئی پس جس گھر مین کہ جناب امیرؑ تھے اوسپر کھڑے ہوکر کہا کہ خدا رحمت کرے تجھپر اے ابوالحسن تو تھا کہ اسلام تیرا سب سے زیادہ تھا اور ایمان تیرا

خالص تہا اور یقین تیرا سب سے سخت تر تہا محافظت تیری واسطے رسولخدا کے سب سے بیشتر تہی اور مناقب اور فضائل تیرے سب سے زیادہ تہے اور درجہ تیرا سب سے بلند تر تہا اور قرابت تیری رسولخدا کے ساتہ سب سے زیادہ تہی اور سب سے زیادہ تر مرد تہا ساتہ رسولخدا کے سیرت اور طریقہ اور اطوار اور گفتار اور کردار مین اور مرتبہ تیرا اُس جناب کے نزدیک سب سے زیادہ تہا اور سب اصحاب پیغمبر اور مسلمانون سے قوی تر تہا اور مردانہ جہاد مین جانتا تہا اور سب سے پہلے تہا ورساتہ حق کے قیام کیا تو نے جبوقت اور لوگ سستی کی اور طریقہ رسولخدا سے باہر گیا تو جبوقت کہ ہر ایک اصحاب ایک ایک راہ پر گئے اور خلیفہ بحق اُسکا تہا بے تنازع اور حق کو بیان کیا جبوقت اور بیان کرنیوالے عاجز تہے اور اگر سب تیری متابعت کرتے تو ہدایت پاتے غرض اسیطرح کے کلام بہت سے بیان کئے فصل چوتہی ہے بیان احوال ابن ملجم علیہ اللعنۃ العذاب کے - احادیث معتبرہ مین جناب امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ پیدا کنندہ ناقہ صالح ازرق ولدالزنا تہا اور قاتل امیرالمومنین کا ولدالزنا تہا اور قبیلہ مراد کہتے ہین کہ عبدالرحمن ابن ملجم علیہ اللعنۃ کے باپ کو نہین پہچانتے اور اوسکا نسب نہین جانتے اور قاتل حسین کا ولدالزنا تہا سو سطی کہ قتل نہین کرتا پیغمبر اور اولاد پیغمبروں کو مگر اولدالزنا اور جب ابن ملجم علیہ اللعنۃ کو جناب امام حسن کے روبرو لائے تو اُس ملعون نے کہا کہ تو نے خدا سے عہد کیا تہا کہ تیرے باپ کو قتل کرونگا پس تو نے اپنے عہد کو پورا کیا اگر چاہو تو معاف کرو اور چاہو تو قتل کرو اگر عفو کرو گے تو مین جاکر معاویہ کو قتل کرونگا اور اوسکے شر سے تمکو نجات دونگا اور پہر تمہارے پاس آجاؤنگا جناب امام حسن نے فرمایا کہ نہین مین تجھکو اسی جہنم مین پہنچاؤن پس یہ فرماکر ایک ہاتہ اوسپر مارا کہ دو ٹکڑے ہو گیا اور ایک روایت مین ہے کہ جب ابن ملجم کو جناب امام حسن کے پاس لائے تو اُس ملعون نے کہا کہ اے حسن مین چاہتا ہون کہ کچہ بات تمہارے کان مین کہون آپ نے فرمایا کہ اے ملعون تو چاہتا ہے کہ میرے کان دانتون سے کاٹے مین تیرے کہنے کو قبول نہین کرتا ابن ملجم نے کہا کہ اے حسن بخدا سوگند کہ اگر میرے پاس کان لائے تو البتہ مین تمہارے کان کو جڑ سے اُکہاڑ لیتا اور ایک روایت مین ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے امام حسن سے التماس کیا کہ اس ملعون کو مجہی دیدو اپنے اُس ملعون کو اُنکے سپرد کیا عبداللہ نے سیخین گرم کرکے مثل میل سرمہ کے اوسکی آنکہون مین کہینچا اس ملعون نے کہا کہ تبارک خلق الانسان من علق یہ برابر رسولخدا اس گرم سرمہ میری آنکہون مین کہینچتے ہو پہر عبداللہ نے حکم کیا کہ ہاتہ اور پاؤن اوسکا کاٹو مگر اُسنے کچہہ نہ کہا اور جب اُسکی زبان کے کاٹنے کا حکم دیا تو جزع اور فزع کرنے لگا لوگون نے کہا کہ اے ملعون تیری ہاتہ پاؤن کاٹے گئے جب تو نے جزع و فزع نہ کی زبان کے کٹنے مین اتنی جزع کرتا ہے کہا کہ مین زبان کے کٹنے سے جزع نہین کرتا ولیکن مکروہ جانتا ہون ایکساعت دنیا مین رہنے کو اور چاہتا ہون یاد خدا کرتا رہنے کے لیے پس زبان اوسکی قطع کی اور آگ مین اُسکو جلایا و ما خوندنا محمد باقر صاحب مجلسی جلاء العیون مین فرماتے ہین کہ روایات سابقہ صحیح اور اقوی ہے اور یہی منقول ہے کہ جب ابن ملجم کو گرفتار کرکے جناب امیر کے روبرو لائے اور اُس جناب نے فرمایا کہ اے ملعون تجھکو کیا شی باعث ہوئی کہ تو نے ایسا فتنہ دین مین ڈالا اُس ملعون نے کہا کہ مین اپنی تلوار کو جالیس روز تک زہر مین بجہایا اور دعا کی کہ بدترین خلق کو اس تلوار سے مار اُس جناب نے فرمایا کہ اے ملعون دعا تیری مستجاب ہوئی اور تو بدترین خلق ہے اسی تلوار سے مارا جائیگا پس فرمایا امام حسن نے کہ جب مین بناء سے جاؤن تو اُس ملعون کا اسی تلوار سے قصاص لینا اور یہی قطب راوندی و ابن شہر آشوب و علی بن عیسی وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ایکروز مسجد حرام مین یہ مقام ابراہیم کے آدمی جمع ہوئے ابن وقار ازدی

کہتا ہی کہ میرے باعث اونکو حج ہونیکا پوچھا تو کہا کہ ایک راہب مسلمان ہوگیا ہی جب میں نزدیک آیا تو ایک مرد پر کو بینی دیکھا
پشمینہ پہنی اور بکال پشمینہ سر پر رکھی برابر مقام ابراہیم کے بیٹھا ہی بینی ہوں سے حال پوچھا تو کہا کہ میں کنار دریا پر صومعہ رکھتا تھا ایکدن
میں اپنے صومعہ سی دریا کو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ بینی دیکھا کہ ایک مرغ مانند کرگس ہوا پر سی نیچے آیا اور ایک پتھر پر دریا میں پانی سی بلند بیٹھا
اور قی کی بعد انسان اوسکے گلو سی نکلا اور پھر اڑ گیا اور غائب ہوگیا اور بعد ایکساعت کے پھر آیا اور ایک بیض اور اگلا اور پھر اڑکر غائب
ہوگیا اور پھر بعد ایکساعت کے آنکر تیسرا بیض اگلا اور پھر اڑ گیا اور پھر ایکساعت کے بعد آنکر چوتھا بیض بھی اگلا وہ چاروں بیض آپسمیں ملکر
ایک آدمی بنگیا مجھ دیکھکر کمال تعجب معلوم ہوا کہ پھر وہ جانور آیا اور سکے بیض کو جدا کرکے نگل گیا اور اڑ گیا غرض اسیطرح وہ جانور
چار دفعہ میں چار بیض کرکے کہا گیا اور چلا گیا مجھ سے افسوس آیا کہ میں اوس مرد سے کیوں نہ پوچھا کہ تو کون ہی کہ تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ
جانور آیا اور چار دفعہ میں مثل سابق اوسکو قی کر دیا اور پھر وہ ایک آدمی بنگیا میں دریا کے کنارہ پر گیا اور اوس سے پوچھا کہ تو کون ہی اوسنے کہا
کہ وہ شخص ابن ملجم ہی میں نے پوچھا کہ تو نے ایسا کیا عمل کیا ہی کہ جسکے سبب تو اس عذاب میں مبتلا ہوا ہی اوسنے کہا کہ میں علی بن ابی طالب کے قتل
کیا ہی اوس سبب خدائے تعالی نے اس مرغ کو مجھپر مسلط کیا ہی کہ یہ عذاب مجھپر کرتا ہی اور قیامت تک اسیطرح عذاب کیا کریگا اور دوسرے
روایت میں ہی کہ اسخوان اوس ملعون کی ایک گڑھی میں ڈالدی تھی کہ آدمی ہمیشہ اوس گڑھے میں سے آواز نالہ و فریاد کی سنتے تھے اور یہی
منقول ہی کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ جب مجھے معراج میں لیگئے اور آسمان پنجم پر پہنچا تو صورت علی بن ابی طالب کی دیکھی پوچھا
کہ اے جبرئیل یہ صورت کیونکر ہی جبرئیل نے کہا کہ یہ محمد ملائکہ نے پروردگار عالم سے عرض کی کہ اے پروردگار عالم و دانا یہ تو آدمی علی
بن ابی طالب کی ہر صبح و شام زیارت سے مشرف ہوتے ہین اور انکی روح انور پر نظر کرکے سعادت حاصل کرتے ہین کہ وہ حبیب ہی حبیب
تیرے محمد مصطفے کا اور خلیفہ اور وصی اور امین اوسکا ہی پس ہمکو بھی متمنع اور بہرہ مند کر یا تا نظر کرکے اوسکی صورت منور پر بفضل التیسلے
نے اوکی صورت کو نور مقدس سے پیدا کیا پس ملائکہ صبح و شام اوس صورت کی زیارت سے بہرہ مند ہوتے ہین پس جناب صادق فرماتے
ہین کہ جب ابن ملجم نے سر مبارک پر ضربت لگائی تو اثر اوس ضربت کا اوسی ساعت اوسی جگہ اوس صورت مین ظاہر ہوا پس ملائکہ ہر صبح و
شام اوس صورت کو دیکھکر ابن ملجم پر لعنت کیا کرتے ہین اور جب امام حسین شہید ہوئے تو ملائکہ زمین پر آئے اور جسد قدس اوس جناب
کو آسمان پر لیگئے اور پہلو مین اوس صورت جناب امیر کے رکھدیا اور جب ملائکہ زیارت جناب کو جاتے ہین اور جناب امام حسین کو خاک
خون مین آلودہ دیکھتے ہین اور یزید اور ابن زیاد وغیرہ قاتلان پر لعنت کرتے ہین راوی کہتا ہی کہ جب جناب صادق نے یہ حدیث بیان
کی تو فرمایا کہ یہ علم مکنون اور مخزون ہمارے سی ہی چاہئے کہ سکو روایت نکرے مگر وسطی اوس شخص کے کہ جو قابل اور لائق اور اہل اسکا ہو اور
یہی مروی ہی کہ ایکروز جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ جب میرا انتقال ہوگا تو ایک شتر سوار حاضر ہوگا نقاب منہ پر ڈالے اور وہ مجھے غسل
دیگا اور کفن کریگا اور تابوت مین رکھیگا پس جائیگا کہ حسن ایکبار مجھپر نماز پڑھے اور ایکبار حسین پھر تابوت کو میرے صحن خانہ مین رکھنا تاکہ فرزند
اور بیگانے مجھے وداع کرین اور جب اعرابی تابوت کو شتر پر باندھے اور روانہ ہو تو تم بھی شتر کی سوار ہوکر روانہ ہونا اور جسجگہ وہ شتر بیٹھے وہیں
میری قبر کھودنا اور مجھے دفن کرنا غرض جب اس جناب نے رحلت کی تو موافق فرمودہ جناب امیر کے شتر سوار آیا اور آپکو غسل و کفن دیا اور شتر
پر رکھکر تابوت کو لیچلا تو صاحب اوسکی بھی اوسکے ہمراہ ہولی راہ مین حسین نے اوس اعرابی سے پوچھا کہ تجھے قسم ہی اوس خدا کی کہ جسنے صالح پیغمبر اوسکی ناقہ کو پیدا کیا
کہ تو نقاب کو رخ سے اٹھا جو مین اوس اعرابی نے نقاب منہ سے اٹھائی تو رخ مطہر جناب امیر المومنین کی ہی کہ جسمطہر کو اپنی جانب قبر لیجاتے ہین